UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222346
UNIVERSAL
LIBRARY

222346

بسم الله الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بفضل خدای علیم نظم مقبول ہر ذی سلیم مرغوب ہر عقیل و فہیم اسم تاریخی

نظم دل افروز

معروف بہ

دیوان سلیم

نتیجہ طبع رشک قدسی و سلیم جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب سلیم ادام اللہ الکریم

در مطبع نالکشور واقع کانپور مطبوع گردید

نمبر ۱۳۳۸

۸۹۱۱ ۴۳۱۵ ن ۹۱۲ ف ۱۰۷۲۹

Checked 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصحیح

چمنستانِ سخن اوس گلبندِ گلستانِ آفرینش کی آبیاریِ حمد سے شاداب ہی کہ جسنے گلزمین خیالات شعرا مین مضامین رنگارنگ کی پھول کھلائی بہارستانِ بلاغت و فصاحت اوس چمن آرائے گلشن گیتی کی نعت سے سرسبز و شاداب ہی کہ جسنے ارشاد انا افصح العرب و العجم سے ہمکو صنائع و بدائع کے طریقے سکھائے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بعد حمد کبریا و نعت سرور انبیا سر بر آوردہ کوی گمنامی پست نشین صدر والا مقامی محمد امیر اللہ تسلیم خوشہ چین خرمن فیض جناب محمد صغیر علی خان نسیم شاگرد رشید والا مناقب بلند مناصب جناب حکیم مومن خان صاحب دہلوی برد اللہ مضجعہما و نور اللہ مرقدہما خدمتِ ارباب سخن و ماہران فن مین اظہار مدعا کرتا ہی ضروری مطلب پیرایۂ تحریر مین ادا کرتا ہی کہ بعد چھپ جانے دیوان اول کے بہت کچھ نتیجۂ ہرزہ خیالی سرمایۂ آشفتہ حالی فراہم ہو گیا جسکا ترتیب دینا مہم اہم ہو گیا دیکھکر دل پریشان ہوتا بیکار کا خفقان ہوتا آخر جناب شاد محب دلی جناب منشی اشرف علی صاحب کے شاگرد رشید جناب نسیم دہلوی کے ہین اور بڑے ماہر و مشاق فن شاعری کے ہین ردیف وار لکھنا شروع کیا ایک مدت دراز مین سب کو ترتیب دیا ہنوز نظر ثانی کی نوبت نہ آئی تھی اطمینان خاطر نے صورت نہ دکھائی تھی دیوان مجتمع تھا مجلد نہ ہوا تھا کہ احباب اسطے دیکھنے کے لیجانے لگے مزہ نظم کا اٹھانے لگے جب مجھکو واپس دی گئی مین نے صندوق مین رکھدیا پھر مدتون تک نہ دیکھا جب صاحبان مطبع کے واسطے طبع کے طلب فرمایا تب خیال آیا کہ ایک نظر دیکھکر اطمینان دل حاصل کرون نقصانات کو نکال کر کامل کرون دیکھا تو جا بجا سے ابتر پایا اکثر کمتر پایا نہین معلوم کہ یارون نے بے پروائی سے تلف کر دیا یا اپنا دیوان ناقص کامل کیا ناچار باقیماندہ پھر سے ردیف وار لکھا سر نو سے رطب یابس پھر اک جگہ کیا اور ایک دیوان میرا زمانۂ عذر مین وقت فراغت جھٹ گیا اثاث البیت کے ساتھ لکھنؤ مین لٹ گیا وقتاً فوقتاً جو شعر یاد آتا گیا لکھتا گیا اس دیوان مین ہر ردیف کے آخر مین بطور متفرقات درج کر دیا اس مجموعۂ پریشانی کا تاریخی نام نظم دل افروز رکھا ارباب سخن ماہران فن سے امیدوار ہون کہ ترنوازی کا خواستگار ہون کہ وقت سیر جہان کہین کوئی غلطی یا خلاف محاورہ ملاحظہ فرمائین دامن عطوفت سی

چھپائین ہین اِس فن خاص مین اِک مروعامی ہون لیاقت و قابلیت کی طرف سے بہرہ اندوز ناکامی ہون صرف طبیعت موزون رکھتا ہون کبھی کبھی اپنا دل خوش کرنے کو شعر کہہ لیتا ہون بقول میرزا صائب ؎ آنکہ اول شعر گفت آدم صفی اللہ بود ۔ طبع موزون جبت فرزندی آدم بود ۔ بعض احباب نے ترتیب دیوان کی بنظر عزت افزائی تاریخین ارشاد فرمائین بنظر امید حصول اعتبار اس تقریظ کے آخر مین جگہ اندراج کی پائین فقط

قطعات تاریخ ترتیب دیوان از نتائج افکار ماہر فن مزدان شعر و سخن مقبول کونین سید عابد حسین صاحب رامپوری تخلص اوج دام فیوضہم

حضرت تسلیم کے اِس دوسرے دیوان نے — خلعتِ ترتیب موزون جب کیا زیب بدن
اوج اچھا مصرعِ تاریخ مین نے یون کہا — واہ کیسے دلربا ہین یہ حسینانِ سخن
۱۳۱۹ھ

ایضاً

حُسنِ معنی سے ہی یہ دیوان وہ نیرنگِ نور — جسکے آگے ہے چراغ روز مہر نیمروز
اوج کیون خلقِ خدا ہی اس طرح سرگرمِ سیر — نظمِ دل افروز ہے یا اک بہارِ دلفروز
۱۹۰۰ء

ایضاً جسکا ہر مصرع تاریخ ہے

کیون نہو مقبولِ عالم یہ کلامِ لطف خیز — لفظ موزون بندشین جادو معانی دلربا
لطف آگین کسقدر ہین سارے مصرع شعر اوج — کیا ہی شیرین بامزہ دیوان ہی تسلیم کا
۱۳۰۸ف ۱۹۰۰ء ۱۳۱۸ھ

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ عنبر بن شمامہ فخر شعرای سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی شاگرد جناب نسیم دہلوی مرحوم

داد ترتیب چون دوم دیوان — کلک تسلیم صاحب توقیر
بہر تاریخ سال اے اشرف — سخنِ خوب کردہ شد تحریر
۱۳۱۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح نواب مستطاب فلک رفعت خورشید منزلت خدیو جہان خداوند خدایگان سلیمان جاہ فریدون بارگاہ جناب نواب کلب علی خان صاحب بہادر فرمانروای ریاست رامپور دام اقبالہم

دم بھر جو ہوے شوق مین وا دیدۂ بینا
آئینۂ عقبیٰ نظر آئی مجھے دنیا

جس چیز کو دیکھا یہی دیکھا کہ جہان مین
آغاز رخ کار سے انجام ہے پیدا

صورت سبب پردہ دری ہی پے معنی
تصویر سے پیدا ہے جمال رخ زیبا

اعمال حسن ہیچ ہے بے حسن ارادت
ممکن نہین صورت ہو بلا شرط ہیولیٰ

دولت ہی وہی صرف ہو جو راہ خدا مین
شہرت وہی جو عرش پہ ہو غلغلہ پیرا

شوق عمل خیر و تمنای عبادت
معدوم ہی مانند نشان پر عنقا

اس عہد مین جز کلب علیخان فلک جاہ
کوئی نہین ایسا کہ جسے ہو غم فردا

مصروف ہی ہمت عمل نیک مین دن رات
ہر دم ہے رضا جوے خداوند تعالیٰ

بنوائی ہے وہ مسجد جامع کہ فلک پر
قدسی نگہ شوق سے ہین محو تماشا

گنبد صفت مہر جہانتاب فروزان
مثل دل عارف در و دیوار مصفا

بنوائی سرا ایسی دلاویز کہ جس مین
دن رات ہر اسباب فراغت ہی مہیا

ہمدردیِ اسلام کا آیا جو زمانہ — ہمت نے کیا جوش مثالِ دلِ دریا
کھولا پئے امداد شہِ روم درِ گنج — بھیجا زرِ و افرِ دمِ ہنگامہ وہیجا
ایسے ہوے خوشدل کہ پئے شکر گزاری — بھیجا شہ والا نے سفیرِ سخن آرا
کچھ دن وہ رہا موردِ احسان و عنایت — آخر وہ سوے روم ہوا بادیہ پیما
ہر چند تھے نواب فلک قدر ہمیشہ — وارفتۂ اعزاز رہِ یثرب و بطحا
سوزِ نفسِ گرم محبت سے شب و روز — قندیلِ حرم تھا دلِ پرداغ تمنا
بنوایا درِ کعبہ کا اک نقرئی زینہ — مانندِ رخِ حور دل افروز و مصفا
بانات کے فرش اور علمہاے طلائی — روشن صفتِ چادرِ مہتاب دل آرا
بھیجا اوسے اعیان ہوا خواہ کے ہمراہ — کعبے مین پہونچکر ہوئی سب نا صیہ فرسا
یہ بات ہوئی کوچہ و بازار مین مشہور — نواب نے بھیجے ہین پئے نذر ہدایا
بیتاب کیا شوق نے دلہاے جہان کو — عالم کی نگاہین ہوئین مشتاقِ تماشا
ہر چند کہ تھے دولتِ دیدار سے محروم — اسپر بھی نہ گھر مین متمکن ہوے اعمیٰ
اتنے مین کیا عون کو قیصر نے سرافراز — منصب سے شرافت کے بصد عرض تمنا
ذیحجہ کی دسوین کو بڑی شان و تزک سے — وہ صاحبِ اعزاز ہوے داخلِ بطحا
جب بارھوین تاریخ کو دن جمعہ کا آیا — تجویز سے اونکی یہ ہوئی شکل ہویدا
وہ فرش وہ زینہ وہ علم صحن حرم مین — لائے بڑی عظمت سے مدیرِ ادب آرا
منبر پہ کیے نصب علمہاے طلائی — اوس فرشِ مکلف کو تکلف سے بچھایا
بعد اسکے خطیبِ حرمِ پاک نے بڑھکر — اندازِ فصاحت سے پڑھا شوق مین خطبا
اوسوقت وہان کثرتِ انسان تھی یہانتک — خورشید کی نظرون سے نہان تھا رخِ غبرا
انسان کے سایے کی گرانی سے یہ ڈر تھا — پنہان ہوتہ آب زمین آب ہو بالا
اوس روز تقاضاے تمنا سے پس و پیش — چھ لاکھ فراہم تھے وہان طالبِ مولا

ہر ایک کے لب پر پئے نواب فلک جاہ — اخلاص سے تھا حرفِ دعا زمزمہ افزا
اس حسنِ ارادت کا عقیدت کا ہر اک سو — ہوتا تھا فلک پر ملک و حور مین چرچا
کثرت کی نظر سے یہ کیا عون ذی ارشاد — اسوقت مناسب نہین زینے کا لگانا
انبوہ بہت کشمکشِ خلق ہے بیحد — ایسا نہ ہو مر جاے کوئی دب کے کسی جا
دو چار دن اس کام مین لازم ہی توقف — بالفعل نہین بھیڑ مین موقع محل اسکا
آخر پس تاخیر و تامل کئی دن تک — آوازِ منادی کا ہوا شہر مین غوغا
انیسوین ذی حجہ کی تھی شہر مین اُسدن — ناگاہ ہوا خلق کا ہر سمت سے ریلا
طبل و علم و فوج سے عون ذی حرم مین — ہمراہ لیے خیل و خدم افسر و باشا
حیرت دہ انظارہ دلاویز قبائین — تمغاے پُر انوار ضیا بخش ثریا
ہمراہ ارا کین ریاست بھی پس و پیش — نکھرے ہوے مانند رخ صبح تمنا
اُنکی حشم و شوکت و اعزاز سے اُسدم — نظرون مین نمایش کی ہوئی شان دوبالا
اعزاز سے عظمت سی بڑی دھوم سی آخر — لاکر درِ کعبہ پہ کیا نصب وہ زینا
ٹھہرے رہی خود عون قریب اوسکی بصد شان — شیبی کو کیا بہر دعا آپ نے ایما
کھولا درِ کعبہ کو اوسی وقت اونھون نے — بڑھکر صفتِ حوصلہ جوشِ تمنا
چوکھٹ پہ کھڑے ہوکے پئے صحتِ نواب — کی عرض دعا پیش خداوندِ تعالی
جز کارگزارانِ نکو نام کے اب تک — زینے پہ نہ رکھا تھا کسی نے قدم اپنا
مخلوق تمام اور شریفِ حرمِ پاک — سب نیچے کھڑے تھے ہمہ تن محوِ تماشا
گردون پہ ملک جمع تھے انسان زمین پر — اک حشر کا عالم تھا نمایان تہ و بالا
تھی آمد و رفتِ نفس انبوہ مین دشوار — مشکل تھا ہوا کو کسی پہلو سے نکلنا
جب حضرتِ شیبی نے کیا ختم دعا کو — اک رکن ریاست کو ہوا جوش دوبالا
نواب جہان بخش کی جانب سے اُسی دم — نایاب دوشالہ بڑی عزت سے اُڑھایا

پھر آگے بڑھے جملہ ارکین ریاست — داخل ہوے کعبے مین پئے عرض تمنا
کچھ نفل ادا کر کے خلوص دل و جان سے — ہاتھون کو اوٹھایا طرف عرش معلا
کین بہر بقاے حشم و جاہ دعائین — لب صحت نواب کی خاطر کیے گویا
اک عمدہ ہواخواہ ریاست نے جو کی عرض — ارشاد یہ کرنے لگے عون شرف افزا
رخصت ہے پئے داخلی عام برابر — ہر شخص نکالے دل شیدا کی تمنا
یہ سنتے ہی ہر ایک بڑھا شوق کی صورت — کعبے مین ارادت سے عقیدت سے در آیا
زینے پہ یہ تھا کشمکش خلق کا عالم — قدرت مین نہ آنا تھا نہ امکان مین جانا
ہر ایک کو دشوار ہوئی اپنی حفاظت — جانا تو کہان چھوڑ دیا سانس نے آنا
اس کثرت و انبوہ سے آخر یہ ہوا حال — حکام کو خوف تلف جان نظر آیا
گھبرا کے در خانہ کعبہ کو کیا بند — سب رہ گئے حسرت زدہ محروم تمنا
گھر لے گئے تشریف شریف حرم پاک — رخصت ہوئی کل کارکن و افسر و پاشا
پہرون مین وہ ہنگامہ خلقت جو ہوا کم — اوٹھکر ہوئی ارکان ریاست بھی روانا
ہنگام سحر عون فلک جاہ ذی خوش خوش — نواب کے اک خاص ملازم کو بلایا
ارشاد کیے وہ کلمے جس سے ہر اک طرح — یکرنگی اخلاص و محبت تھی ہویدا
فرمایا زہے قسمت نواب فلک قدر — یہ رتبہ کسی کو نہ ملا ہے نہ ملے گا
سلطان کا ہے حکم کہ بعد اسکے کبھی اب — اس شان سے ہدیہ نہ لیا جاے کسی کا
کی کارگزاران ریاست کی ستایش — بیمثل ہین سب لائق و فرزانہ و دانا
کس حسن فراست سے دیا کام کو انجام — کیا کیا کیے نظم و نسق جملہ برایا
تسلیم جو نواب کو حاصل یہ شرف ہے — سب ہے اثر حسن عقیدت کا نتیجا
اس طرح اکے اوصاف و محامد مین ہزارون — بیکار تو کب تک رہیگا قافیہ پیما
پڑھ ساتھ تعلی کے کوئی مطلع دلکش — ہو جس سے کچھ انداز قصیدے کا ہویدا

مطلع ثانی

اللہ رے اے فخرِ جہان مرتبہ تیرا — نقشِ قدمِ پاک ہی تاجِ سرِ کسریٰ
شوقِ طلبِ اوجِ مراتب ہی ازل سے — پروازِ نخستین مین ہی ابتک پرِ عنقا
یہ لطف ہے اوسکا کہ معطل ہے برسون — فرمانِ قضا پر نہ ہو جب تک تری امضا
لکھدے جو ترا نام پے حفظ کوئی رند — رُخ بھی نہ کرے سنگِ حوادث سوئینا
بیمارِ ازل چاٹے کفِ پا کی اگر خاک — دم بھر مین ہوا ہو مرضِ حوصلہ فرسا
والائی ہمت سے ہو کیا قدر جواہر — آگے ترے ہے کیسہ گوہر کفِ دریا
ہنگامِ کرم کیا کرے مقدار مقرر — بخشش ہی تری حاجتِ سائل سے زیادا
ڈالے جو دمِ لاف کرم تو نگہ گرم — تبخالہ بنے جل کے حباب لبِ دریا
بے عرض طلب بھی دیے لاکھون کو ہزارون — کیا خوب ہے یہ ہمت والا کا تقاضا
ہمسر نہ ترا آج نہ کل ہوگا جہان مین — دیکھ آئی مری فکر رسا تا پسِ فردا
جمشید و فریدون کو سکھائے تو ابد تک — آئینِ صف آرائی و دستورِ مدارا
ہی فرض دلِ قیصر و خاقان کو اطاعت — نقطہ ترے نامے کا ہی ایمان سویدا
ہمسر نہ ہوا ن شوکت مین فراست مین حشم مین — چاکر ہے ترے قیصر و اسکندر و دارا
... دان و غاسر حدِ اقلیمِ جہنم — شمشیر تری راہنمائے صفِ اعدا
وہ حال ہو دیکھے جو ترے حسن کا عالم — یوسفؑ پہ زلیخا کو ہو یعقوبؑ کا دھوکا
خورشید بھی دیوانہ عارض ہے وگرنہ — یون روز گریبانِ سحر چاک نہ ہوتا
دے عکس جو تیرا رخِ روشن دمِ سجدہ — ہو چادرِ مہتاب تجلی سے مصلّا
سُن لی تری اعجاز بیانی جو کسی دم — بلبل کی طرح بلبلِ تصویر ہو گویا
جا ہے جو رہائی تو اسیرانِ ازل کی — قمری کا نہ ہو طوق نہ مہتاب کا ہالا
محبوبِ جنابِ احدیت ہی تری ذات — بیشک ہے تو تی ترے خالق کی تو لا

تو حامیِ اسلام ہے بے شبہ شب و روز
دینِ نبوی دم سے ترے دہر مین برپا

ایمان کی تیرے وہ تجلی ہی کہ جس سے
ہر کوہ چہ ہی روشن صفتِ وادیِ موسیٰ

یاد آتی ہے اوس شہر کی اسلام شعاری
وہ بانگ ازان صبح کو وہ توپ کا چھٹنا

وہ مسجدِ جامع مین جماعت کی نمازین
وہ شغل مراقب وہ تلاوت وہ وظیفہا

اس شہر مین کیا خاک مزہ یادِ خدا دے
ہم پہلوِ مسجد ہین جہان دیر و کلیسا

سننے نہین دیتا ہے اذان نالۂ ناقوس
ہر کوچہ و بازار مین ہے کفر کا چرچا

تاریک ہی دن کفر کی ظلمت سی یہانتک
خورشید بنا خالِ عذارِ شبِ یلدا

چھٹ کر قدمِ شاہ سے سرگشتہ جو مین ہون
کیا جانیے کیا ہے مری تقدیر مین لکھا

شکوہ نہ عدو کا نہ گلہ جورِ فلک کا
فردوس سے مجھکو مری قسمت نے نکالا

لازم ہی کہ اب طول نہ دے جوش مین تسلیم
کر ختم دعاؤن پہ یہ طومارِ تمنا

یارب چمنِ دہر مین جبتک ہی گل افشان
شاخِ شجرِ یاسمن و لالۂ حمرا

وارفتگیِ شوق سے بلبل کو چمن مین
محبوب ہی جبتک لبِ گلبرگ کا ہنسنا

اس باغِ جہان مین کبھی شمشاد کی صورت
پھولین نہ پھلین حضرتِ ممدوح کے اعدا

دلشاد رہین گلشنِ عالم مین ہوا خواہ
خندان رہین لبہاے طربناکِ تمنا

قصیدہ در مدح کوکب سپہر کامگاری مہر برج بختیاری عالم پناہ سلیمان جاہ نواب محمد حامد علی خان صاحب بہادر دام اقبالہم و ملکہم

سب غلط عالم ہی اپنا دوست دنیا آشنا
یار کسکی یہ زمین یہ چرخ کسکا آشنا

ڈھونڈھیے دن رات اگر لیکر چراغِ مہر و ماہ
حشر تک کوئی نظر آئے نہ اپنا آشنا

پھر گوہر کیون کوئی غواص ہوتا غوطہ زن
ایک بھی ملتا لبِ ساحل جو سچا آشنا

قسمت اونکی ہی کہ جنکے دوست ہین بے انتہا
عمر بھر مین ایک بھی ہمنے نہ پایا آشنا

تھی کبھی مہر و محبت دیکھتے ہین اب ستم — ایک بھی سو مین نہین کوئی کسی کا آشنا
نام سنتے ہین نظر آتا نہین ایسا کوئی — نام فرضی ہے مگر مانند عنقا آشنا
عہد مین خلد آشیان کے یاد ہوگا آپ کو — کیسے کیسے مہربان تھے اپنے کیا کیا آشنا
آتے جاتے اب اونھین کو دیکھتے ہین راہ مین — محض ناواقف سراپا بیوفا نا آشنا
کیجیے جھک کر اگر صاحب سلامت شوق مین — یون اوٹھا دین ہاتھ جیسے تھے نہ اصلا آشنا
رنگ رو عمر روان عہد جوانی کی طرح — سب کو پایا ہیمروت بیوفا نا آشنا
اونکو غرہ جاہ کابل بے نیازی کا مجھے — مال کیا زردار ہے کیا چیز ایسا آشنا
کیا مجھے پروا ہے کیا مجھکو تمنا کیا غرض — آشنا بیگانہ ہو بیگانہ ہو یا آشنا
دل سے ہون حامد علی خان کا دعاگو روز و شب — کوکب اقبال ہے جسکا ثریا آشنا
اوسکی بزم عیش مین کیا کیا گلے ملتے ہین روز — مدتون کے ساغر و مینا ہین گویا آشنا
ذرہ خاک قدم اوسکا ہے گردون پایگاہ — قطرہ بحر سخا و بخشش کا دریا آشنا
سب برابر ہین دم عدل و رعیت پروری — دوست دشمن خویش و بیگانہ شناسا آشنا
روز میدان وغا کھینچے اگر ہنگام قہر — تیغ اوسکی ہو میان خون اعدا آشنا
کیا کسی دشمن کے شر کا اوسکو ڈر کا ہو کبھی — بخت و دولت یار فضل حق تعالی آشنا
گشت کرتا ہی فلک ملک عدم مین رہر مین — تا عدو آئے نہ پیدا ہو عدو کا آشنا
جو نہین ہے ترزبان شاعر ثنای شاہ سی — ہین نہ اوسکا یار و یاور وہ نہ میرا آشنا
جو مخالف اوس سے ہوتا ہی جہان مین روز و شب — رہتی ہے اپنی زبان ہر دم تبرا آشنا
ٹھہر اے تسلیم نازک ہی مزاج قدردان — اب زبان سے کر دعا اے عرش پیما آشنا
اے خدا فرش زمین پر ذرہ ناچیز کا — پیر تو خورشید ہی جبتک شناسا آشنا

سایہ شاہ جہان یون ہی رہے مخلوق پر
خلق کا سر ہو دم پابوس غبرا آشنا

قصائد در مدح مہر سپہر اقبال ماہ برج اجلال فلک بارگاہ کیوان جاہ دارا صولت سکندر شوکت نواب محمد حسین صاحب عرف حسین میاں بہادر فرمان فرمای ریاست ما نگرول دام اقبالہم وزاد ملکہم

آجکل بدلی ہوئی ہے باغ عالم کی ہوا
چلتی ہے اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی باد صبا

کل کھلے جاتے ہین جوش خرمی مین خود بخود
غنچے دکھلاتے ہین زیر لب تبسم کی ادا

آرزو مین جامے سے باہر ہین مثل بوی گل
آپ مین آنے سے کھو جاتی ہین ہر طرح مزا

لوٹا جاتا ہے خوشی مین سبزہ فرش خاک پر
خندۂ گل سے مخلق ہے صدائے مرحبا

حور بنکر دیدۂ نرگس ہین نیند آئے نہ کیون
دے رہا ہے دامن گل باغ جنت کی ہوا

مے ٹپکتی ہے عوض شبنم کے تاک چرخ سے
لالہ ہے ساغر بکف بلبل ہے سرمست نوا

وقت گلگشت چمن نرگس کی چشم نیمباز
دے رہی ہے ہر خواب و بیداری کا آنکھون کو مزا

جانکر واجب ادائے شکر احسان بہار
ہر مغنچہ ہر بن گیا ہے باغ مین دست دعا

آمد گل رخصت دور خزان سے باغ مین
جس طرف دیکھو ہے دور نگی رنگ لائی ہے نیا

مسکراتے ہین کہین غنچے ہجوم شوق مین
جا بجا ہو کر رنگ لائی ہے کہین گل کی قبا

پھر رہے ہین بلبلین صحن چمن مین باغ باغ
آجکل صیاد کا کھٹکا نہ گلچین کی جفا

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کو شبنم ہر سحر
دے کے چھینٹے کہتی ہے بیدار ہو بستر اٹھا

پیچ و تاب زلف سنبل دیکھکر پیاختہ
یاد آجاتا ہے مجھکو اپنے دل کا ماجرا

وقت رخصت کہتی ہے حسرت زدہ باد خزان
تخلبند کن کی جو مرضی رضینا بالقضا

سن رہے ہین ہر لب گل سے زبانداں بہا
مدحت خورشید رفعت ماہ اوج ماورا

نام نامی ہے مرکب دو مبارک نام سے
ہم محمد ہم حسین تاج فرق اعتلا

جسکی والا ہمتی سے دہر مین پاتے ہین ہم
ہر گدا کو آفتاب مطلع جود و سخا

کہتے ہین اوصاف کف ہمت کو اہل احتیاج
دستگیر بیکسان مشکلکشا حاجت روا

روز دیتا ہے ہزارون کو دمِ عرض سوال
حوصلے سے اپنے کم عرضِ تمنا سے سوا

اوسکی بخشش کے لیے اک اور عالم چاہیے
تنگ ہے ہمت پر اوسکی دامنِ ارض و سما

ابتدائے بذل جسکی فہم مین آتی نہین
کون جانے جز خدا اوسکے کرم کی انتہا

زور کا اوسکے جو سایہ پیر گردون پر پڑے
راست قدِ نوجوان کی طرح ہو پشتِ دوتا

حرف نازیبا سے ہین اوسکے زبان و لب مدام
مثلِ مریم پاکدامن شکلِ عیسیٰ پارسا

آدمیت اسقدر بخشی اوسے اللہ نے
اوگتی ہے فیضِ قدم سے باغ مین مردم گیا

یون ہی وہ ممتازِ عالم ساتھ اپنے خلق کے
جس طرح اعضا مین آنکھین اور آنکھون مین حیا

کیا کہون حالِ عتابِ لطف افزا وقتِ قہر
دل سے لب تک شکر بنکر آتا ہے عذرِ خطا

دیکھکر قدسی نہ کیونکر دین دعائین عرش پر
پاک طینت پاک دل مثلِ نفوسِ ازکیا

موجدِ آئین و قانونِ رعیت پروری
محکم اوسکے دم سے قصرِ حکمرانی کی بنا

عہد مین اوسکے کہین پائی نہ فتنہ نے جگہہ
پردۂ چشمِ بتان مین جاکے آخر چھپ رہا

عدل نے اوسکے بچھوڑا نام کو آفاق مین
شکوۂ بے رحمی و فریادِ تکلیفِ جفا

ہو رہا ہے خود بخود خوفِ سیاست سے سفید
خون کی رکھتا نہین بو جسم مین دزدِ حنا

ہو مبادا غرق کوئی آکے ناکردہ گناہ
موج دریا تھر تھراتی رہتی ہی صبح و مسا

باعثِ تکلیف دانہ گو ہے بہرِ نفعِ عام
خوف پرسش سے مگر نالان ہی سنگِ آسیا

تاب لائے روزِ میدان دیدۂ بدبین محال
رکھتی ہے شمشیر اوسکی برقِ خاطف کی ضیا

جان پر بنجاتی ہے آتا ہے جب پیشِ نظر
رعب کو اوسکے کہون کیونکر نہ پیغامِ قضا

سامنے سے اوسکے گر بھاگی عدو پاکر شکست
باندھ لائے بنکے زنجیرِ قدم موجِ ہوا

خضر اگر چاہین پے دشمن حیاتِ جاودان
آب خنجر ہوکے اوترے حلق سے آبِ بقا

اوسکے دل کو کب نہین فکرِ رعایا پروری
غیر ممکن ہے کہ ہون الفاظ سے معنی جدا

واجب و سیر کی خدا نے پرورش مخلوق کی
فرض کی مخلوق پر اللہ نے اوسکی دعا

اوسکے در پر دور ہوتی ہے نحوست بخت کی — سایۂ دولت سا ہے خلق کو ظلِ ہما
باغ جنت مین کہون یا قصرِ شاہی کیا کہون — عطر مین ڈوبی ہوئی آتی ہے ہر در سے ہوا
دے اگر بختِ رسا اللہ آئے بہر سیر — دیکھ لے دیکھی ہو فردوس کی جسنے فضا
ہے بجا کہنا اولی الامر اوسکی ذاتِ پاک کو — پیرو دینِ خدا ہے عاشقِ آلِ عبا
گردشِ چرخِ ستمگر کا اوسے کیا ہو خیال — بخت یاور مصطفےٰ حامی علیؑ مشکلکشا
فہم سے باہر ہے بختِ روز افزونکا عروج — جاہ کی حد ہے نہ اعزاز و حشم کی انتہا
ہفت کشور بھی اگر کرے مسخر اوسکی تیغ — ہم یہی سمجھین کہ ہے فتح و ظفر کی ابتدا
اسقدر عشرت فزا ہے ذکر اوسکا فی المثل — چھیڑ دے گر کوئی وقت گریہ و رنج و بکا
اشک خون آلود ہون گل شور نغمہ ہای ہا — بزم شادی کا مزہ دینے لگے بزمِ عزا
آجکل دو ایک ہین فرسودۂ جورِ فلک — یا سرِ بد خواہ یا برگِ حنا یا تو تیا
اسقدر جوشِ مسرت نے کیا ہر دل مین گھر — حرفِ نالہ سے لبِ نے تک نہین ہے آشنا
بے نیازی بڑھ گئی ہے اسقدر آفاق مین — ننگ ہمت ہے زبان و لب کو حرفِ التجا
کامرانی سے کوئی دل نام کو خالی نہین — خاک اوڑاتی ہے عدم مین نامرادی جابجا
ہون یہ حیران اوسکے بخشش عنان کو کیا کہون — صاعقہ یا برق یا رنگِ پریدہ یا ہوا
گرمِ رفتاری پر آئے وہ اگر مثلِ براق — طے کرے یک دم مین بُعدِ منزلِ ہر دو سرا
دورئ نُہ چرخ کو کیونکر نہ سمجھے نیم گام — آنے مین جبریلؑ ہے جانی مین بکیس کی دعا
عہد مین اوسکے یہ پائی بت پرستی نے شکست — نالۂ ناقوس ہے ٹوٹے ہوے دل کی صدا
خاکِ پا اوسکی اگر اعمیٰ لگائے آنکھ مین — خضر کا ظلمات مین ہو آگے بڑھکر رہنما
گر سرِ اقدس کی کھائے مدعی جھوٹی قسم — حشر تک رکھے زمانہ اوسکو پامالِ جفا
جو کہا منھ سے بنا ہا تا قیامِ روزگار — بعدِ ذاتِ کبریا ہے عہد کو اوسکے بقا
نام نامی پڑھکے دم کردے اگر عامل کوئی — بے تکلف پائے صحت درد سر کا مبتلا

ق

آئے اوسکی بزم مین دیکھے شکوہ خسروی
دے جسے بخت سکندر دیدۂ بینا خدا

بے تعصب روبرو میرے کہے انصاف سے
کسکو حاصل تھی یہ دولت یہ سخاوت یہ عطا

چرخ نے کسکو دیا تھا یہ شکوہ داوری
کون ایسا تھا جہان مین صاحب تاج و لوا

کب کہان کس عہد مین ایسا ہوا عالم پناہ
کسنے دیکھا دہر مین کسنے زمانے مین سنا

پڑھ خطابیہ کوئی مطلع حضور شاہ مین
غائبانہ تا کجا تسلیم اظہار ثنا

قطعہ

اے سپہر جود و ہمت اے مہ برج عطا
بادشاہ وقت ہے درکار تری ادنی گدا

وسعت بخشش کو تیری دیکھکر وقت کرم
دے صدا بس بس کی تنگ آکر لب ہر ہر ہوا

ہمکلامی مین تری وہ لطف ہی موسی کی طرح
تجھسے زیب مسند فرمانروائی دہر مین

ہمنے مانا حسن یوسف تھا بہت ہر دل عزیز
تجھکو زیبا خسروی گر ہفت کشور مین کرے

جو حضوری ہمکلامی سے تری محروم ہے
شرق سے تا غرب ہو سکہ ترا خطبہ ترا

تو جو تیغ سرفشان کھینچے میان کارزار
ہفت اختر کوکب اقبال پر تیرے فدا

دیکھکر رستم تری جرات کی تیور مثل زال
ننگ سے تخت سلیمان پر نہ رہے مور پا

تجھسے منھ پھیرے جو حاسد دیکھکر جاہ و جلال
طول ہو جاتا ہے وقت عرض دل کا مدعا

وقت فرصت مختصر ہے ختم کر فکر سخن
حال کھل جاتا ترا ہوتا جو دم بھر سامنا

بہر آمین منتظر ہین عرش اعلی پر ملک
صدق دل سے جلد اٹھا سوے فلک دست دعا

اے خدا جب تک ازل کی ابتدا ثابت نہین
اے خدا جب تک نہین محدود ابد کی انتہا

بہر عالم ای خدا لازم ہی جسدم تک دوش — ای خدا واجب ہی جبتک ذات کو تیری بقا

نقش ہمت مین ہر گھڑی یون ہی رہی عالم فروز
آفتاب دولت نواب گردون اعتلا

جمال مین رہم عرض سخن ہی دل سے خطاب — ولہ مرے سوال کی میری خموشیان ہین جواب

نرا کلام ہے تحریف و صوت عالم مین — بسان ذکر دل عارفان پاک جناب

رہین خط و کتابت نہ دفتر سینہ — نہ آشنائے سواد و بیاض دل کی کتاب

تغیرات زمانہ سے پاک ہون ہر دم — نہ طفل ہون نہ جوان ہون نہ شیب ہے نہ شباب

ثبات سے نہ غرض ہے نہ بیثباتی سے — حریص نیم نظر ہون مثال چشم حباب

ہوا ہے دید جہان بین مین کھولون کیا آنکھین — بنا دے مجھکو مرا شوق سیر خانہ خراب

نہ فلک ستم یاس و درد و حرمان سے — بڑا غضب ہی بڑا قہر ہے بڑا ہی عذاب

نہ پوچھ کچھ ورق دل مین کتنی ہین سوراخ — یہی سمجھ لو کہ جیسے ہو کرم خوردہ کتاب

نہ ہین شمار مین داخل نہ فرد سے خارج — بنایا منشی قدرت نے مجھکو بیحساب

نہین ہے رمز سخن سے مرے کوئی آگاہ — سوائے شاہ فلک تبہ و فرشتہ جناب

جہان جود سپہر کرم حسین میان — کہ جسکے سامنے دُر ثمین ہے قطرۂ آب

ترقیان ہین شب و روز اوج ہمت کی — کہ جیسے زور امنگون کا ہو زمان شباب

اوڑا ہے رنگ جو انعام عام و بخشش خاص — کہ ہو دیکھ کے بے آب لعل ہو بے تاب

عجب نہین ہی دُر افشانیون سے دنیا مین — روان ہو گوہر غلطان کی آب کا سیلاب

عطا سے اوسکی زمانے مین کون ہی خالی — سوائے دامن افلاک و کیسۂ مہتاب

یہ اوسکی ہمت عالی کا ذکر ادنی ہے — کہ بینوائے ازل بنگئے ہین اہل نصاب

کسے نصیب ہین یہ شان و شوکت و توقیر — بشر تو کیا ہے فرشتے بھی ایسے ہین نایاب

خدا کے گھر مین جو بہر نماز جاتا ہے — سر نیاز جھکاتی ہے دور سے محراب

جو عزم سیر کرے شب کو وہ تو چرخ برین — بچھاے راہ مین ہر سمت چادرِ مہتاب
ہزار شوق سے ارمان سے پیے شبدیز — لگام گھٹ کے بنے کہکشان ہلال رکاب
خدا سے وصل و جدائی ہی اس طرح اوسکی — قریب و دور ہون جس طرح ہالۂ و مہتاب
جو سمجھے مہر ضیا اوسکی راے روشن کو — پڑے نہ بھول کر راہِ خطا مین پاے صواب
اوسے ہو پردۂ اسرار قدس کیا ہستی — نظر کا شیشۂ عینک کبھی بنے نہ حجاب
یہ جسم ہے دلِ روشن کے سامنے ایسا — کہ جیسے عارضِ یوسف کے روبرو ہو نقاب
ادب سے کرتے ہین تحریر خسروانِ جہان — فلک مقام قمر منزلت فرشتہ جناب
پناہ دے جو ضعیفون کو وہ قوی بازو — ہوا کرے نہ کبھی خانۂ حباب خراب
نگاہ لطف ہو جسپر بھر اضطراب کہان — شرر ہو برق ہو شعلہ ہو موج یا سیماب
جو دیکھے قہر کی نظرون سے سوی سنگ و صدف — تو لعل خون کا قطرہ ہو پھر گہر ہو آب
یہ رعب ہی کہ جوانی مین غم سے ہیبت کی — بزنگِ زال ہو رستم کو احتیاج خضاب
میانِ معرکۂ انفصال بحثِ کلام — ق — بجا ہے تیغ کو اوسکی کہون جو برق سحاب
کبھی ہے شعلہ زن خرمن حیاتِ عدو — کبھی ہے آب نہالِ حمایتِ احباب
جو تیور اوسکی شجاعت کو دیکھ لین دم رزم — جگر ہون سام و نریمان کی خوف سے خونناب
سنان نیزہ سے ممکن نہ نوکِ پیکان سے — کرے جو کام دمِ رزم اوسکی چشمِ عتاب
نگاہبانیِ کشور کی ذمہ دار ہے تیغ — خیالِ دیدۂ جوہر مین گھر کرے کیا خواب
بیان گھوڑے کی چھل بل کا ہی بہت دشوار — کہ اوسکی طرح مضامین بھی ہین برق شتاب
ہزار فکر سے دن بھی اگر کرون بالفرض — نہ ٹھہرین دل مین فراموش جیسے جلد ہو خواب
وہ بزم نور ہے پیشِ نگاہ جلوہ فروز — کہ ماہ کو مین سمجھتا ہون کرمکِ شبتاب
ہجوم زہرہ جبینان سے چار سو ہی بلند — صداے نغمۂ چنگ و نے و سرود و رباب
نشاط بخش دل و جان ہین وہ نئے سامان — کہ جملہ ہیچ ہین سامان عالمِ اسباب

دیا خدا نے وہ اعجاز عیسوی لب مین — کہ ایک بات مین مرغ ہوا ہو مرغ کباب
یہ کم سے کم ہے بیان بلند ایوانی — کہ مہر و ماہ فلک روز و شب ہین قبلی قباب
نکالے خیمہ پیے سیر وہ جو میدان مین — فلک ہو پردہ در فرسخ جادہ مہتاب
یہ شان ہے کہ سر جاہ قیصر و خاقان — حضور شاہ جھکے دور سے پیے آداب
ادب ہو مہر خموشی لب تکلم پر — کسیکو غیر تحیت نہ ہو مجال خطاب
جواد سکی تیغ محبت کا دم بھرے دشمن — دہان زخم کو شربت کا دے مزا خونناب
بغیر مرگ ملے چین حاسدون کو محال — کہان ٹھہر سکے جبتک نہ کشتہ ہو سیماب
زبان روک سخن مختصر کر اے تسلیم — ترے بیان سے افزون ہو مدحت نواب
زیادہ حد سے نہ بڑھ عرض مدعا کب تک — ادب ہی شرط حضور خدیو عرش جناب
اوٹھا دعا کے لیے ہاتھ صدق نیت سے — سو جناب خداوند حشر و روز حساب
الٰہی آتی ہے جبتک بہار سوی چمن — کھلاتی ہے گل و نسرین و یاسمین گلاب
تبسم لب گل پر ہے باغ مین جبتک — ہزار جان سے قربان بلبل بیتاب
کسی جگہہ نہین جب تک قرار صرصر کو — ہوائے تیز روی جان کو ہوئی ہے عذاب
گل مراد مرے شاہ کا رہے خندان — نسیم لطف خدا رکھے دمبدم شاداب
جہان مین پھلے پھولے ہمیشہ نخل امید — ہر نگ شاخ نہال ارم رہے سیراب
پھرے بگولے کے مانند مدعی برباد — رہے زمانے کے چکر مین صورت گرداب
عدو کے جام مین یارب بھری رہی ہر دم — مگر جو زخم کے انگور سے کھچی ہو شراب
گزک وہ ہو دم بادہ کشی نصیب مدام — حسد کی آگ سے جو دل ہوا ہو جلکے کباب

ایضاً در تہنیت عید الفطر

جستجو مین کسکی ہے اے چرخ اخضر آفتاب — دیکھتا پھرتا ہے کیا دن رات گھر گھر آفتاب
کہدیا ایما سے کیا آکر ہلال شام نے — چھپ گیا کسواسطے مغرب مین جا کر آفتاب

کس لیے شوقِ سحر مین اسقدر بیتاب ہے — کیون رواں ہی جانبِ مغرب منور آفتاب
بیقراری سے یہی ہوتا ہی ثابت آج کی — نکلے گا پہلے سحر سے کل فلک پر آفتاب
عید ہی ہر سو پڑے عرضِ مبارکباد جشن — ڈھونڈھتا ہی قصرِ شاہِ مشک قیصر آفتاب
جم جشم کسریٰ خدم فرمانروای مانگرول — آسمانِ برتری کے جلوہ گستر آفتاب
جسکا ہمسر آج تک زیرِ فلک ملتا نہین — ڈھونڈھتا ہی رات بھر مہتاب دن بھر آفتاب
نام نامی ہی مرکب دلگرامی نام سے — ماہ جنکے زیرِ فرمان ہے سخنور آفتاب
لکھ محمد پیشتر پھر کر نتیجہ لفظِ حسین — اک جگر بون جلوہ گر دو ذرہ پرور آفتاب
نام آور کر دیا ہے اک نگاہِ مہر سے — صدقے تیرے اوسکے ہاتھی شاخِ آور آفتاب
بندۂ بے زر نہین پھر کون ہے جو ہو طلب — ہے طلب ہوتا ہے حاضر اسکے در پر آفتاب
ہمتِ عالی کو اوسکی دیکھکے شامِ سحر — آفرین خوان ماہ تابان ہی ثنا گر آفتاب
دامنِ دولت کا اوسکے دستہ تھامے آپ کو — رشک کرتا ہے فلک کھاتا ہی چکر آفتاب
دو ہی ہین پست و بلند دہر مین مشتاق ہین — ایک تسلیم سخنور اک منور آفتاب
مدتین گذرین کہ ہر دم حسرتِ پابوس مین — آرزومندِ طلب ہے چشم بر در آفتاب
قیصرِ اقلیمِ دولت خسروِ عالی مقام — ملکہ رخِ شان و شوکت کے منور آفتاب
اب نہین ممکن کہ ایسا گوہر آئے ہاتھ پھر — لاکھ ہو دریائے مغرب مین شناور آفتاب
ہمسے پوچھے کوئی اوسکا اقتدار و اعتبار — ماہ تابان ہے نہ ہم رتبہ نہ ہمسر آفتاب
گر نہ دیکھے وہ نگاہِ مہر سے وقتِ سحر — ایک داغِ نامرادی ہو فلک پر آفتاب
غیر ممکن اب نظیر اوسکا ہو پیدا دہر مین — آسمان برسون پھرے یا کھائے چکر آفتاب
جور گردون سے در دولتسرا پر بہر داد — روزِ محشر قرتستان سے آتا ہی کھنچے سر آفتاب
بزمِ جمشیدی مین بنتا ہی دمِ شغلِ شراب — شیشۂ مے چرخِ مینا رنگ ساغر آفتاب
گر بلند و پست کا مدِ نظر ہوا انقلاب — آسمان گھٹ کر زمین ہو فرقہ بھر کر آفتاب

بے اجازت کاروبار آسمان بھی بند ہو — رکھ نہین سکتا قدم مشرق سے باہر آفتاب
اوجِ ہمت مین فروغ اختر اقبال مین — آج ہمپایہ نہ گردون ہے نہ ہمسر آفتاب
یہ شرف ہی نسبتِ صوری سی اوسکی چتر کی — ورنہ ہی گردون پر اک تابندہ اختر آفتاب
بے نگاہِ مہر دونون کو محبت ہی رہال — مجھکو دو بھر داغ دل گردون کو ہو بھر آفتاب
جلنے والے دو ہی ہین پست و بلندِ دہر مین — یا مرا داغ تمنا یا فلک پر آفتاب
میری اوسکی دیکھکر نسبت یہی کہتی ہو خلق — بندہ ہمراہ درخشان بندہ پرور آفتاب
ہمسری کا اوسکی سودا گر کسی دشمن کو ہو — ہر کرن سی اپنی دوڑے رگ رگ مین نشتر آفتاب
طائرِ فکر رسا اوسکا جو آئے اوج پر — بیضے کی صورت ہو پنہان زیرِ شہپر آفتاب
روزِ میدانِ وغا دیکھے جو تیغِ سرفشان — قلزم خونِ عدو مین ہو شناور آفتاب
چھپ سکی شرق و مغرب مین عدو ممکن نہین — دیکھ آتا ہے میان ہفت کشور آفتاب
گر صف آرا ہو مقابل اوسکے تو روزِ نبرد — فرقِ دشمن پر چمکے مانندِ خنجر آفتاب
گردشِ دوران خلافِ رائے ہو ممکن نہین — آسمان ہے تابعِ فرمان مسخر آفتاب
گر نگاہِ قہر سے دیکھے تو فرطِ خوف سے — اک شرارہ آہ بیکس ہو سکر آفتاب
کیا کہون مین جلوہ افشانی رخِ پر نور کی — دیکھتے ہین دیکھنے والے نہین پر آفتاب
قدسیون کو مانعِ نظارہ کیا ہوا آسمان — چھپ نہین سکتا ہر دامان پاک آفتاب

مطلعِ روشن پڑھون اک اور جسکے نور کو
دیکھکر چرخِ چہارم پر ہو شد در آفتاب

مدحِ نواب

اے سپہر جاہ و رفعت کے منور آفتاب — رات بھر تجھ پر تصدق ماہ و اختر آفتاب
تو وہ فرخ فال ہے چرخِ چہارم پر مدام — دیکھتا ہی منھ ترا ہر صبح اٹھکر آفتاب
گر نہ بخشے ضو ترا روے منور ہر سحر — ایک دم مین ہو شکستِ رنگ و زر آفتاب
عکسِ رخ سی کرتی ہو پیدا طلائی رنگ سے — تیرے صدقے مین بنا ہے کیمیا گر آفتاب

ظاہر و باطن کی ہین دونون جہان مین شہرتین
مدح خوان ہین خلق کا رخ کا ثنا گر آفتاب

جھانکتی ہین تجھکو حورین روزن افلاک سی
رات کا منظر قمر ہے دن کا منظر آفتاب

بیٹھ رہنے کو اگر پائے جگہ در پہ ترے
حشر تک جائے نہ اوٹھکر سوے خاور آفتاب

اس تمنا مین کہ شاید بوسۂ در ہو نصیب
روز آکر آزماتا ہے مقدر آفتاب

کرتا ہی تیری غلامی کی ہوس مین دوڑ دھوپ
گو لقب رکھتا ہی اپنا شاہ خاور آفتاب

دیکھکر تجھکو غضب مین رنگ رخ ایسا اوڑے
چرخ پر آئے نظر چاندی کا پترا آفتاب

انقلاب حسن خلقت تو اگر چاہے کبھی
لعل کو پیدا کرے ہمرنگ گوہر آفتاب

آسمان کی تنگدامانی ہے وجہ بے زری
ورنہ تیرے عہد مین ہوتا تونگر آفتاب

شاہد غیبی کا ہو مشتاق اگر تو وقت صبح
نکلے بنکر اک عروس حور پیکر آفتاب

گر لکھے نامہ کسی سلطان عالی جاہ کو
آسمان ہو صفحہ قرطاس و خامہ آفتاب

ٹھہر اے تسلیم جوش فکر مطلب تا کجا
کر چکی پیدا بہت طبع سخنور آفتاب

وقت فرصت مختصر ہے طول مضمون کیا ضرور
شرق سے پہونچا پس سد سکندر آفتاب

ہاتھ اوٹھا کر صدق نیت سے خدا کے سامنے
تو دعا کر مرغ آمین ہو فلک پر آفتاب

اے خدا جب تک حصار آسمان ہی سربلند
اور ہے مشہور جب تک شاہ خاور آفتاب

اے خدا جب تک کھنچے ہر ماہ مین تیغ ہلال
ہو سر گردون پہ جب تک جای مغفر آفتاب

اے خدا جب تک نگاہ مہر کی تاثیر ہے
سنگ خارا کو بنائے لعل احمر آفتاب

قیدی زندان غم دشمن رہین ممدوح کے
زیر تیغ جو یہ گردون گردن دشمن رہے

دوستون کو وہ فروغ سرخروئی کر عطا
دیکھکر صدقے ہو سو سو بار جنبر آفتاب

سر کچلنے کو بنے گرز گران سر آفتاب

پس زمانہ نواب ہمسر قیصر ولد جناب کلب علی خان صاحب لشکر

کشاکشِ ستمِ چرخِ سفلہ پرور سے
ہوا ہجومِ غم و درد و رنج کا دلپر

کیا تعلق نے دل و جان کو نمائل گریہ
سرشک دیدۂ تر سے نکل پڑے باہر

جگر مین گھر کیا ناکامیون نے حرمان نے
اُمید مین مرمٹین دل مین غم نے گھر کر لیا

اُٹھا کے آنکھ جدھر دیکھتا تھا مین غمگین
سوائے یاس نہ آتی تھی کوئی شکل نظر

گھڑی گھڑی یہی کچھ بیکسی مین کہتا تھا
کہ چارہ کیا کرون کس سے کہون مین جاؤن کدھر

بنایا خضرِ حیاتِ درازنے مجھکو
زمانہ خبطہ و خرافت کا آگیا سر پر

ترقیان ہین شب و روز زورِ پیری کی
ہجوم ضعف سے ہر دم وبالِ دوش ہی سر

یہی ہوس ہی کہ آئے اجل فراغت ہو
چھٹون مین کشمکشِ دہر سے فنا ہوکر

مگر نصیب سے یہ بھی نہین نصیب مجھے
کہ بھول کر بھی نہین آتی مرگ بالین پر

کبھی یہ شوق مری آرزو دلاتی تھی
کہ ایکبار کرو ہند سے دکن کا سفر

وہان ہین جاہ و مراتب سے روز و شب ممتاز
جناب داغ سہ آسمانِ علم و ہنر

بڑے شفیق تھارے ہین ایک مدت سے
طلب مین خط بھی رقم کر چکے ہین وہ اکثر

کبھی یہ کہتی کہ بھوپال ہی یہان سے قریب
وہان رئیسہ ہے عزت فزائے اہلِ ہنر

تمھارے مشفقِ ذیجاہ امتیاز علی
وزیرِ ملک ہین فرمان روا ہین شام و سحر

ضرور وہ کوئی صورت وہان نکالین گے
کسی کچہری مین ہو جائیگا کہین نوکر

کبھی یہ حوصلہ شاہِ اودھ کی خدمت مین
کرو قدامت و بیچارگی بیان چل کر

وہ رحم دل ہین سمجھکر قدیم دولتخواہ
نہ چھوڑینگے تجھے محتاج و بیکس و مضطر

غرض خیال مین ہر وقت دل سکی کرتا تھا
اسی طرح کی ہزارہا اُدھیڑ بُن دن بھر

نہ بیخودی تھی نہ مستی نہ خواب تھا مجھکو
نہ بند تھین مری آنکھین نہ آپ سی باہر

عجیب حالتِ حیرت ہوئی مجھے طاری
کہ آئین چند عروسانِ شوخ و شنگ نظر

کوئی ہے گرم اشارہ کہین کسی گل سے
بہ رنگ غنچہ حیا سے کوئی جھکائے سر

کوئی پری کی طرح شعلہ رو سراپا ناز
کوئی حسین ہمہ تن شوخ فتنہ محشر

نظر فروش ادا سے کوئی کسی کی طرف
کوئی دکھاتی ہے تیغ خرام کے جوہر

کوئی کھڑی ہی تحیر مین صورت تصویر
خیال غیر نہ اپنے کھلے ڈھکے کی خبر

کوئی کسی کو ہنساتی ہے گدگدا کے کہین
کوئی کسی کو ستاتی ہے چٹکیان لیکر

لئے غرور سے کوئی ہی بیخودی و ہوش
کسی کے ہاتھ مین ہی شیشہ و سبو ساغر

کوئی ہے زمزمہ پرداز کوئی نغمہ طراز
غزل سرا ہے کوئی دلبر پری پیکر

یہ دیکھ دیکھ کے جاتے ہے حواس مرے
بہجوم جوش بڑھا دل ہوا سوا شدر

برنگ سایہ گرانفرش خاک پر غش مین
پری زدہ کی طرح دل گرفتہ و مضطر

نہ وہ شکیب و تمنائے دیدماہ رخان
نہ تاب و طاقت اظہار مدعائے جگر

خموشیون سے سخن آشنا زبان و دہن
سکوت سے لب گویا کے بنگئی دم پر

یہ حال دیکھ کے ناگاہ اک سراپا ناز
ہوئی ادا سے شرف بخش مثل شمس و قمر

کہا یہ مہر و ترحم سے اے جگر خستہ
بتا تو حال ہی کیا اسقدر ہے کیون مضطر

یہ سنکے مجھکو ہوا ہوش کو نہ غفلت سے
سنبھالا آپ کو اندک حواس مین آکر

نگاہ دیدۂ حیرت سے مین نے یہ دیکھا
کہ مجھسے گرم سخن ہو رہا ہے اک دلبر

پری جمال سراپا ادا ہمہ انداز
لٹک کے آئی ہے زلف دراز تا بکمر

جبین صاف یہ کہتی ہے وقت نظارہ
کہ مین ہون کوکب اقبال حسن خوش منظر

کشیدہ خنجر ابرو کہ چرخ ہو مجروح
نہ رکھے سینے پہ خورشید و ماہ کی جو سپر

سنان ناوک مژگان بلائے بے درمان
جگر کو چھان دے پیدا نہ ہو لہو کا اثر

نشیلی آنکھین شراب شباب سے مخمور
نگاہ ناز سے مستی کے جلوہ گر تیور

برنگ عارض گل گال نازک و شاداب
صفا سے ٹھہرے نہ جنپر دم نظارہ نظر

دہان تنگ مین جائے سخن نہین لیکن
زبان چلتی دم عرض مدعا فر فر

ہر ایک بات پہ رواں بخش قالبِ بیجان
دمِ مسیح بھرے اون لبون کا دم مر کر

صراحی دار وہ گردن اگر لگائے گلے
وصالِ حور پہ زاہد مرے نہ جنت پر

برنگِ خرمنِ گل شانہ دلکش و نازک
جنھین ہو سایہ زلفِ دراز بھی دوبھر

بیان کیا کرون تعریف ساعد و بازو
نزاکتون سے بھرے ہین نرم نرم خوش منظر

اگر وہ لین دلِ عاشق تو بار ہو اتنا
کہ بچکین شاخِ گلِ تر کی طرح جھک جھک کے

نہ تھی حنا سے کفِ دستِ نازنین گلرنگ
لیے تھی ہاتھ مین عاشق کے خون کا مخضر

او بہار پر گلِ نسرین و یاسمن کی کلی
بہارِ باغِ شبابِ مراد جوبن پر

وہ نرم نرم شکم جسکے ہین مقابل مین
بچھا ہے گر کہون مخمل کی خواب کو بستر

حبابِ آبِ بقا ناف کو کہون ہمدم
کہ عکسِ دیدۂ گرداب چشمۂ کوثر

کمر تھی وہ رگِ تارِ نظر کی طرح نہان
گمان سے دور خیالِ بلند سے باہر

کمال خوش ہوا سن سنکے اوسکی دلجوئی
بیان کی جو مصیبت تھی جان محزون پر

کہا یہ اوسنے کہ بیکار تو ہے سرگردان
ابھی تو دہر مین صدہا ہین قدردانِ ہنر

قصیدہ کر کوئی تیار طبعِ موزون سے
ابھی ہو ساتھ مرے حیلہ و حوالہ نہ کر

مین لیجاون تجھے ایسی جگھ کہ دیکھ کے تو
تہِ فلک بنے حیرت سے دیدۂ اختر

ہر ایک شے کو تو پائے نمونہ قدرت کا
رہے نظر مین نہ پھر جاہ جم نہ اسکندر

وہ لائی دے کے تسلی مجھے سو منگرول
کہ جسکو دیکھ کے جامے سے دل ہوا باہر

ہجومِ جوش مین کی دلولون نے بیباکی
اولٹ دیے غم واندوہ و درد کے دفتر

اُمنگین زور پر آئین عجب تماشا دل کا
اِنھین کے ساتھ نکل جاے شادمان ہوکر

فراغِ عیشِ جوانی ملا ضعیفی مین
زیادہ وہم و گمان سے خیال سے باہر

فلک سے حورِ جنان دیتی تھی مبارکباد
سنا تو تھا نہین مجھے پر یان نہ دیدہ نہ سنکر

نکل رہے تھے دل و جان سے اس طرح ارمان
کہ جیسے غنچہ و گل سے شمیم جان پرور

ادب سے شرط عقیدت سے اوس پر یرو نے
بتا دیا در شاہ جہان کسری فر

فلک جناب فرشتہ منش حسین میان
جہان جود و کرم آسمان علم و ہنر

جو در فشان ہو یہ بحر عطا و جود و سخا
کمر کمر ہو زمانے مین موج آب گہر

وہ شہر ہے کرم و جود کا کہ شہرون سے
ادھر ہین گرم سفر جوق جوق اہل ہنر

تر فلک در دولت سرا سے والا کو
امید گاہ سمجھتے ہین بیکس و مضطر

یہی ہے عقدہ کشائی جو عہد مین اوسکے
گرہ نہ آئیگی زلف پریر خان مین نظر

نہ ہو جو دل سے ہوا خواہ دہر مین اوسکا
اوڑاتا خاک پھرے سر پہ صورت صرصر

نصیب ہو اوسے گردش مرے مقدر کی
فلک بنا کے بگولہ ہمیشہ دے چکر

عطا کی حق نے حکیمانہ دانش و بینش
حقیقت فلکی روز و شب ہی پیش نظر

حضور اوسکے زمانہ بدل کے رنگ اپنا
دکھا رہا ہے تماشا مثال بازیگر

فریب دہر مین آئے محال و ناممکن
خرد ہے رہبر و ذہن سلیم ہے یاور

کیا وہ نظم نسق ملک کا کہ اہل جہان
چہ اہل فوج چہ اہل قلم چہ اہل ہنر

ہمیشہ کرتے ہین آرام سے بسر اوقات
نہ چوری کا کہین کھٹکا نہ رہزنی کا خطر

عدالتون مین شب و روز ہے وہ دادرسی
کہ خلق دیتی ہے دل سے دعائین شام و سحر

سفر اگر کرے پئے وزد حنا اگر تجویز
تو دست بستہ ہو حاضر در عدالت پر

جو روز جنگ ہو میدان مین معرکہ آرا
کرے وہ حملے کہ فوج عدو ہو زیر و زبر

پڑے یہ بھیڑ اجل پر کہ تھک کے میدان مین
کہے یہ تیغ سے دم لینے دے ذرا تو ٹھہر

روان ہون روحین سو آسمان ہزارون کی
تہ زمین ہون تن و گردن و سر و مغفر

عدو کو بار گران ہو یہ زندگی اپنی
کہ نیم دم کو بھی سمجھے وہ سینے کا پتھر

جو زیر تیغ کرے یہ تو وہ مزہ دے اجل
کہ آفرین لب زخم جگر کہے ہنسکر

جو بولے رن ہی آواز آئے کانون مین
زہے شجاعت و مردانگی زہے تیور

کرون مین سلسلۂ نظم کو دعا پہ تمام
یہی ہے رائے یہی مصلحت یہی بہتر

الٰہی اوج فلک پر رہے جبتلک خورشید
نصیب ذرہ ہو جب تک زمین کا بستر

الٰہی ابر رہے بارندہ دہر مین جب تک
صدف مین قطرۂ نیسان ہو جبتلک گوہر

ترقیون پہ رہے شہ کا اختر اقبال
بسان ذرہ ہو حاسد ہمیشہ خاک بسر

بشکل ابر ہو دست کرم گہر افشان
صدف کی طرح عدو کا پر آبلہ ہو جگر

مرے حضور کو عید الضحیٰ مبارک ہو
بجاے فدیہ ہو دشمن کا سر تہ خنجر

ایضاً

بتاؤن کیا تجھے ہمدم مین کب سے ہون دلگیر
شباب چرخ تھا نا کامیان تھین میری پیر

فریب خوردۂ جور فلک ہون بعد فنا
چڑھائینگے مری تربت پہ سب گل تصویر

نہ دیکھون خواب مین بھی تا کہ صورت آرام
بنے ہین دیدۂ بیدار دیدۂ زنجیر

مین آرزو کرون کیا روز بہ کی دنیا مین
عدو زمانہ ہے برہم فلک خفا تقدیر

مین اس خرابے مین بہلاؤن کس سے دل اپنا
نہین وہ خاک بھی جو تھی ازل سے دامنگیر

کسی امید سے امید نفع مجھکو نہین
ہر رنگ چشمۂ تصویر و خواب بے تعبیر

ہمیشہ پیش نظر صورت خیالی ہے
مری نگاہ مین پھرتا ہے عالم تصویر

مین نالے کیا کرون دکھلاؤن داغ دل کسکو
نہ آسمان شنوا ہے نہ چشم انجم بصیر

دم ازل مجھے قسام درد و حسرت نے
دیا ہے نالۂ بے سود و آہ بے تاثیر

جو دیکھون رحم کی امید پر فلک کی طرف
کھچی ہوئی نظر آئے ہلال کی شمشیر

بنایا قودہ کماندار ی فلک نے مجھے
ہر ایک موتن مجروح پر ہے میرے تیر

عجب نہین مری خستہ دلی سے مر کر بھی
برائے اہل قلم استخوان بنین قط گیر

چھپے ہوے ہین کچھ ایسے داغ جگر مین میرے
بجا ہے گر کہون غربال دام ماہی گیر

پھڑک کے سانس لبون تک جگر سے آتی ہے
ہر ایک دم مرے سینے مین ہے دم تخجیر

رولا رولا کے تب غم نے پاؤن مین میرے
برنگِ شمع ہے پہنائی اشک کی زنجیر

برنگِ داغِ دلِ لالہ داغ دل کا مرے
علاج ہے نہ مداوا نہ چارہ و تدبیر

دمِ ازل سے جہان مین طفیل سیل سرشک
سپردِ خانہ خرابی کی ہے مجھے تعمیر

وہ تفتہ جان ہون گرین لخت دل جو اشک کے ساتھ
اوٹھا سکون نہ زمین سے بغیر آتشگیر

دہن مین قفل خموشی دیون کس طرح مین ابھی
زبان پر وہی اب تک ہے شکوۂ تقدیر

ہنوز کثرتِ فیضِ نسیم دمومن سے
کمی نہ جوشِ سخن مین نہ فکر مین تقصیر

پڑھون وہ شکوۂ بیداد دہر مین مطلع
کہ جسکو سنکے پشیمان ہو چرخِ پُر تزویر

مطلع

پسِ فنا بھی خموشی دکھائیگی تاثیر
رہیگی خاک مری صرفِ گردۂ تصویر

وہ حال ہی کہ مین ہنستا ہون کہہ نہین سکتا
دہانِ زخم ملا ہے مجھے لبِ شمشیر

ہمیشہ خاک بسر ہون بشکلِ نقشِ قدم
خطِ غبار ہے شاید مرا خطِ تقدیر

برنگِ شعلہ زبان دی ہی وہ کہ غیر تو کیا
مرے بھی فہم مین آتی نہین مری تقریر

جہان مین ہون مگر انجام کار سے مایوس
نصیب دیدۂ غفلت ہی خوابِ بے تعبیر

وہ تنگ ہون ستمِ دہر سے کہ شکر کرون
پناہ دے جو مجھے آسمان تہ شمشیر

برنگِ نقطۂ پرکار میری ہستی ہے
کہ ہون مین دائرۂ داغِ دل مین اپنی اسیر

محال بننے سے کیونکر نہ سمجھون مٹنے کو
کہ میری خانہ خرابی ہے عرش کی تعمیر

زبان تک مری کیا حرفِ مدعا آئے
ہوا ہے پائے سخن کو ہر اک نفس زنجیر

بنا ہون طائرِ تصویر اپنی حیرت سے
رہائی کے نہ مین قابل نہ لائقِ تسخیر

سوائے گریہ نہین خندہ میری قسمت مین
مگر ہوئی ہے مری خاک آنسوون مین مجمیر

بنا ہون کاہشِ بیہم سے نقطۂ موہوم
نہین مین قابلِ گنجائشِ قلیل و کثیر

جنون مین زیور دیوانگی بھی برہم ہے
قدم قدم پر اوجھتی ہے پاؤن کی زنجیر

نہ دیکھ باطن پر خون کو میرے ظاہر سے — غذائے مور ہے مانند دانۂ انجیر
وہ ننگِ بط ہون کھینچے ہزار طرح کوئی — ملے نہ مجھسے کسی رنگ مین مری تصویر
اگر یہی سرِ تکلیفِ ناتوانان ہے — تو پائے مور مین پہنائیگا فلک زنجیر
غبارِ سرمۂ چشمِ فلک ہی مین غافل — ذلیل اوج کے پردے مین کرتی ہی تقدیر
حباب ہون غمِ ہست و عدم ہو کیا مجھکو — کہ دم کے ساتھ ہے ہر دم خرابی و تعمیر
لگی ہوئی مرے دل کی بجھے نہ محشر تک — ہزار گورِ غریبان پہ روئے ابرِ مطیر
کراہتا ہون سحر تک ہجومِ درد سے مین — خدا گواہ ہے شاہد ہے نالۂ شبگیر
جلا جلا کے تبِ غم سے کر رہا ہے فلک — برنگ پارۂ سیماب کشتۂ بے تقصیر
وہ نامراد ہون لیتی ہے فرض ناکامی — مرے نصیب سے شدادِ عاد کی تقدیر
جنون بھی خفتہ نصیبی کا چارہ گر نکلا — جگا رہا ہے شب و روز نالۂ زنجیر
وہ ناتوان ہون کہ کروٹ بدل نہین سکتا — نہ انقلاب زمانہ نہ گردشِ تقدیر
نہین پناہ کہین جورِ آسمان سے مجھے — سوائے بارگہِ داورِ جہان تسخیر
محیطِ جود و سپہرِ چشمِ حسین میان — رئیس ابن رئیس و امیر ابن امیر
جہان مین اوسکی بدولت ہے چار سو قائم — حدِ شریعتِ اسلام و دینِ ربِّ قدیر
جو اختیار کرے کجروی عدو تو راہ — پلِ صراط کی صورت ہو ہمدم شمشیر
فتادہ پیشِ قدم رہتے ہین بشکلِ غلام — وزیر و میر ہین سب گنجفے کے میر و وزیر
جبین ہے قبلۂ ایمانِ آفتابِ درخش — ہر ایک نقشِ قدم سجدہ گاہِ ماہِ منیر
فروغِ ذرّۂ در سے اگر مقابل ہو — کرے جہان مین خورشید کو فلک تشہیر
اگر لکھون شرفِ خاکِ پائے والا مین — مرا صحیفۂ مضمون ہو نسخۂ اکسیر
کرے جو ظلم سے غرقاب کشتِ دہقان کو — برائے بحر بنے موجِ دُرّۂ تعزیر
پئے شکستِ عدو صبحِ جنگ و شامِ قتال — شعاعِ شمس بنے نیزہ کہکشان شمشیر

شبیہ اوسکی اگر کھینچ دین مقابل مین — نہ ٹھہرے رعب سے رستم کی صفحے پر تصویر
جنون مین اوسکی جو یاد آتش غضب آئے — سپند بنکے چٹک جاے دانۂ زنجیر
اوسے ہو جس سے تنفر جو دیکھے صورت وہ — جہان مین ہو دل آئینہ نہ عکس پذیر
سوار ہو جو پے سیر وہ ہلال رکاب — زمین بنے صفت صحن چرخ پرتنویر
جلوس کے لیے مہتاب ماہچہ بنجاے — برائے کوکبہ حاضر ہو آفتاب منیر
کرے گدا کو غنی عرض حال سے پہلے — یہان دہش مین ہے عجلت سوال مین تاخیر
اگر سنے سخن روح بخش و جان افزا — نہ لائے تاب خموشی کی بول اٹھے تصویر
اوسی کے دم سے نظر آتی ہے زمانے مین — ہنر کی قدر ہنرمند دہر کی توقیر
جو ایک مین نہین زلہ ربا ے خوان کرم — مرا نصیب مقدر مرا مری تقدیر
نہ ہو جو سبز کوئی دانہ کشت دہقان کا — تو کیجیے پرورش ابر تر کی کیا تقصیر

پڑھون وہ مطلع رنگین کہ جسکا فیض اثر
کھلاے غنچۂ منقار بلبل تصویر

مطلع
چمن فروش ہو تیرا جہان گل تقریر — مکان ہو غیرت فردوس خاک رشک عبیر
ترا ہے ذکر مقدم جو ذکر خیر آئے — نماز فرض مین جس طرح پیشتر تکبیر
سمجھتے ہین کلمہ گو تری اطاعت فرض — بنایا حق نے اولی الامر کی تجھے تفسیر
کہون مین نور خدا کس طرح کہ ڈرتا ہون — کہین نہ اہل شریعت ہون قائل تکفیر
دعاے جاہ جو زاہد کرے نہ خلوت مین — برائے قتل بنے موج تیغ مون حصیر
یہ دلنشین ہے نہ ہو محو روز محشر تک — کرین جو نام ترا سطح آب پر تحریر
بنائے تو جسے کوئی مٹا نہین سکتا — نہ آسمان کی گردش نہ کاوش تقدیر
دم قتال جو تو مہربان ہو دشمن پر — پھر آئے مثل نظر نصف راستی سے تیر
تمام نظم جہان مثل زلف برہم ہو — نہ ہو قضا و قدر کی جو تیری رای مشیر

ترے بغیر ہے تہذیب کارِ ملک محال
جہان عروس ہی مشاطہ ہی تری تدبیر

ستم ہو لکھے جو شاعر تری ثنا کے سوا
زبانِ خامہ سے پیدا ہو نالہ جاے صریر

قضا نے تیری رہائی قیدِ غم کے لیے
کیا ہی شہر خموشان مین دشمنون کو اسیر

کیا ہی فیض و سخاوت نے بے نیاز ایسا
کبھی سُنی نہ ترے ملک مین صدائے فقیر

پئے محب وعدو امن و جانستانی سے
نبی کی طرح تری تیغ ہے بشیر و نذیر

غضب کبھی ہی ترحم گھڑی گھڑی صد شکر
ترے مزاج مین ہے معنیِ قلیل و کثیر

ترا خطاب ترے نورِ چشم کا القاب
مجھے ہے بس عوضِ جوشنِ کبیر و صغیر

احاطہ مجھسے ہو کس طرح تیری مدحت کا
محال ذرہ کرے آفتاب کو تسخیر

یہی ہے مجھکو مناسب کہ صدقِ نیت سے
اوٹھاؤن ہاتھ سوے خالقِ سمیع و بصیر

حضورِ دل سے خضوع و خشوع سے تسلیم
کرون یہ عرض کہ اے بادشاہِ عرش سریر

بلند و پست مین جبتک ہی تیری قدرت سے
فلک مسیح کا گھر خضر کی زمین جاگیر

مزاجِ دہر مین جس روز تک تلون ہے
کبھی ہے شامِ سیہ گاہ صبحِ پُر تنویر

جہان مین مرے سلطان کو عنایت ہو
مسیح و خضر کے مانند رفعت و توقیر

کبھی نہ عشرت و عیش و طرب مین فرق آئے
کبھی نہ خاکِ کدورت ہو شہ کی دامنگیر

ولہ

چشمِ معنی بین سے دیکھ اے مہربان بالاے سر
رنگ کیا کیا لا رہا ہے آسمان بالاے سر

گاہ شادی ہی کبھی ہین غم کے سامان جلوہ گر
روز ہین سو طرح کی نیرنگیان بالاے سر

دانۂ دل زیرِ گردون خاک راحت سے رہے
چل رہی ہین روز و شب نوچکیان بالاے سر

کم نہین قاتل سے مجھکو گردشین افلاک کی
ایک تیغِ خونفشان ہی کہکشان بالاے سر

سب جسے قوسِ قزح سمجھے ہین وہ میرے لیے
کھینچی ہے چرخِ جفا جو نے کمان بالاے سر

تیز کرتا ہے چھری مریخ میرے واسطے
بنگیا ہے آسمان سنگِ فسان بالاے سر

جل رہا ہی دل مرا سوزِ درون سے روز و شب
دے سر نکر نکلتا ہی دھوان بالائے سر

گر لگی دل کی چھپاؤن شرم اہل بزم سے
شعلہ زن آئی نظر ہر استخوان بالائے سر

جاتی ہے فریاد میری روز تا باب اثر
دود آہ گرم ہی اک نردبان بالائے سر

جز خدا کہتا نہین بزم جہان مین سوز دل
شمع کے مانند رکھتا ہون زبان بالائے سر

ضعف کا ہمش سے وہ عالم ہی کہ مجھکو سوی دشت
لیچلا ہی رکھکے مور ناتوان بالائے سر

خاک فرش خاک سے اٹھون کہ مجھکو ضعف مین
ابر کا سایہ بھی ہے کوہ گران بالائے سر

گر یہی ہی بیخودی اپنی یہی پرواز ہوش
مرغ مجنون کا بنے گا آشیان بالائے سر

کیون نہ سمجھون داغ سودا کو گل تازہ بہار
روز رہتا ہے ہجوم بلبلان بالائے سر

چار باغ عنصری پر پڑ گئی ہر سمت اوس
خاک اوڑاتی رہتی ہی باد خزان بالائے سر

چل بسین دل کی امنگین بولے رخصت ہوے
رکھ چکی بار سفر عمر روان بالائے سر

نوجوانی اب کہان پیری مین ہین موے سفید
جلوہ گر مثل غبار کارون بالائے سر

نوحہ گر میری امید ین ہین مری تقدیر پر
روز ہے ہنگامۂ آہ و فغان بالائے سر

کہہ رہا ہے بخت خفتہ دیدۂ بیدار سے
ہم عدم سے لائے ہین خواب گران بالائے سر

دل مین دیتے تھے جگہ کل تک مجھے یاران جاہ
آج رکھتے ہین قدم نا قدردان بالائے سر

آبرو مین ہون اور شبنم کی طرح دھوپ
تھا کبھی ظل شہ خلد آشیان بالائے سر

روز دیتا ہون تسلی دل کو یہ کہہ کہہ کے مین
اور ہی دو دن یہ آفت میہمان بالائے سر

داد کو پیش شہ فریادرس جاتا ہون مین
لیکے سودا غ جفاے آسمان بالائے سر

جم جشم کسری خدم فرمانروائے مانگرول
جسکا نقش پا ہے تاج خسروان بالائے سر

نام نامی کے لیے لکھون اگر لفظ حسین
تاج عزت جانکر رکھدی میان بالائے سر

اوسکے فرمان قضا توام کو زیر آسمان
فخر سے رکھتے ہین شاہان جہان بالائے سر

روز و شب ہے جلوہ افروزی شکوہ و جاہ کی
مہر و مہ دونون ہین تاج صوفشان بالائے سر

اوسکے ظلِ عاطفت کو دہر مین شام و سحر
پاتے ہین خرد و کلان طفل و جوان بالاے سر

اوسکی ادنیٰ دُر فشانی کی بدولت چار سو
موجِ سیلِ آب گوہر ہی روان بالاے سر

اسقدر کی تھی گہر ریزی دمِ صبحِ ازل
آج تک ہی ابرِ نیسان در فشان بالاے سر

زندہ گر ہوتا تو اوسکے دفترِ انصاف کو
چوم کر دیتا جگہہ نوشیروان بالاے سر

حاسدون کی بختِ خفتہ تا نہ چونکین خواب سے
کہتے رہتے ہین فرشتے داستان بالاے سر

بہرِ قتلِ فوجِ اعدا وہ اشارہ گر کرے
موجۂ صرصر ہو تیغِ سر فشان بالاے سر

روزِ میدانِ وغا چاہے اگر دشمن عروج
دے جگہہ ہو کر علمِ نوکِ سنان بالاے سر

جانتی جانِ عدو ہے برقِ شعلہ صاعقہ
تیغ پیدا کرتی ہے کیا کیا گمان بالاے سر

چلتے دیکھین گر صفِ دشمن مین تیغِ بے پناہ
خضر بھاگین رکھ کے عمرِ جاودان بالاے سر

ہو صف آرا اوس سے گر کوئی سیہ بختِ ازل
اور چمکے برقِ تیغِ جانستان بالاے سر

دے نویدِ فتح بانگِ طبلِ اوسکو دمبدم
حالِ دشمن پر اجل ہو نوحہ خوان بالاے سر

قلعۂ محکم مین لے گر بھاگ کر دم بھر پناہ
پھٹ پڑی نفرت سے دیوارِ مکان بالاے سر

کرتی ہی میدان مین کارِ ذوالفقارِ حیدری
نارسیدہ موجِ تیغِ سر فشان بالاے سر

اوسکے قصرِ جاہ کو دیکھے اگر فکرِ بلند
آسمان آئی نظر اک سائبان بالاے سر

وہ اگر دیکھے دمِ صید افگنی سیرِ بہار
دشت مین ہو شاخِ آہو گلفشان بالاے سر

دہر مین چاہے اگر وہ سایۂ نخلِ بہشت
آ رہین طوبیٰ کی جھک کر ڈالیان بالاے سر

راستی کا اوسکی سُن لے گر فسانہ خواب مین
اونچھے پیچ و خم سے زلفِ مہ وشان بالاے سر

شمعِ محفل سے اگر پوچھے وہ سوزِ دل کا حال
ہو زبانِ شعلہ سر گرمِ بیان بالاے سر

گر نگاہِ قدر ڈالے پستِ فطرت کی طرف
ذرہ ہو ہم اوجِ مہرِ آسمان بالاے سر

وہ اگر دنیا مین چاہے سیرِ گلہاے بہشت
لائین بہرِ نذر حورین ڈالیان بالاے سر

کج اداؤن سے اگر بگڑے تو چشمِ قیس مین
زلفِ لیلیٰ ہو بلاے ناگہان بالاے سر

ق

ہاتھ آئے گر گل کفش اُسکا وقتِ سیرِ گل
طرۂ دستار سمجھے باغبان بالائے سر

مہر نقشِ پا سے اوسکے گر کرے مہ کسبِ نور
داغ دل بنجائے بے نام و نشان بالائے سر

فصلِ تابستان مین گر جائے پی گلگشتِ باغ
بوے گل ہو آتشِ گل کا دھوان بالائے سر

سو تمنا سے کرے شرطِ ہوا خواہی ادا
مروحہ بنکر نسیمِ بوستان بالائے سر

گو ہمارا فرد انظر ڈالے وہ ترکِ چرخ پر
سایہ گستر بڑھکے ہو شاخِ کمان بالائے سر

سُنکے تقریرِ لبِ معجز نما ہو خوش نوا
طائرِ تصویر دیوارِ مکان بالائے سر

میکدے مین کار فرما ہو جو اُسکا احتساب
بھاگ گر کھکے پاے خم پیرِ مغان بالائے سر

با درفتاری پر آجائے جو اوسکا راہوار
خلق دیکھے مثلِ تختِ جم روان بالائے سر

چارۂ بیچارگان ہے مایۂ بیمایگان
کیون نہ ہو دستِ دعاے بیکسان بالائے سر

کہتی ہے خلقِ خدا تسلیم صدقِ دل سے روز
پاکے جبریلِ امین کو ہمزبان بالائے سر

اے خدا پست و بلند دہر ہے جس روز تک
زیرِ پا جبتک زمین ہے آسمان بالائے سر

ای خدا جبتک ہے صبح و شام روز و شب کا دور
بے قدم جبتک مہ و مہر روان بالائے سر

سایۂ حق مین رہے یہ شاہِ عالم سرفراز
تخت زیرِ پا ہو تاجِ زرفشان بالائے سر

صبح ہو عشرت فزا اے دل مثالِ صبحِ عید
شام ہو شامِ سوادِ بوستان بالائے سر

روز ہو نوروز کی مانند عالم مین نصیب
صورتِ گیسو ہو شب عنبر فشان بالائے سر

وادیِ ادبار مین مارے پھرین بدخواہِ جاہ
خاک اوڑھائین صورتِ بادِ خزان بالائے سر

خیر خواہون کو خدا دے اوج والا پایگی
گر و ذلت ہو نصیبِ دشمنان بالائے سر

ولہ

بخت ہے کیا آج یا ور زیرِ پا بالائے سر
دیکھتا ہون تخت و افسر زیرِ پا بالائے سر

سجدۂ شکرانہ کرتا ہے زمین پر آسمان
جلوہ گر کیا کیا ہین اختر زیرِ پا بالائے سر

مسند نشین دتاجِ زرفشان سے بزم مین
طرفہ عالم ہے برابر زیرِ پا بالائے سر

دیکھتا ہون جا بجا فرش و سائبان ہر قصر مین
طائر سدرہ کے شہپر زیر پا بالاے سر

جسکو شک ہو دیکھے پست و بلند دہر مین
ہین زمین و چرخ گھر گھر زیر پا بالاے سر

مسند آراے ریاست آج ہی وہ رشک ماہ
جس سے ہی گیتی منور زیر پا بالاے سر

جم حشم حاتم ہمم فرمانروا مانکرول
جسکے در سے آج ہے زر زیر پا بالاے سر

دونون عالم مین نظیر اسکا نظر آتا نہین
دیکھتا ہے مہر دن بھر زیر پا بالاے سر

دشمنون کو اوسکے بخشا ہے فلک نے قبر مین
خاک بستر خاک چادر زیر پا بالاے سر

جادہ ہو یا موج صرصر اوسکے حاسد کے لیے
دونون ہین شمشیر و خنجر زیر پا بالاے سر

صفحۂ ارض و سما پر لکھون گر حال کرم
دو جگہہ ہوا یک دفتر زیر پا بالاے سر

دُر فشانی کی بہ دولت بزم عشرت خیز مین
سیکڑون ہین آج گوہر زیر پا بالاے سر

تا کہ حد جود و احسان و کرم معلوم ہو
دیکھتا ہے چرخ اخضر زیر پا بالاے سر

رعب سے اوسکے لرزتے ہین زمین و آسمان
زلزلہ ہوتا ہے گھر گھر زیر پا بالاے سر

دُر فشانی کا جو اوسکی خواب مین آئے خیال
موجزن ہو آب گوہر زیر پا بالاے سر

راہ مین اوسکی کبھی ہی فرش صدقہ ہی کبھی
جلوہ خورشید خاور زیر پا بالاے سر

یاری قسمت سے ہین ارض و سما دونون مطیع
کر دیا حق نے مسخر زیر پا بالاے سر

وہ اگر ایما کرے ہو سایہ افگن مثل چتر
آفتاب روز محشر زیر پا بالاے سر

گر خلاف اوسکے ہو کوئی جادہ پیما دہر مین
نکلے خار راہ چبھ کر زیر پا بالاے سر

مُردے بھی صرف دعا ہین صورت روحانیان
یہ خلوص اللہ اکبر زیر پا بالاے سر

اوسکے نقش پا سے شکل چتر عالمتاب ہے
دو قمر ہین جلوہ گستر زیر پا بالاے سر

ہین مسخر روز و شب پست و بلند دہر مین
ہفت کشور ہفت اختر زیر پا بالاے سر

ایسی گذری ہے عدو پر روز میدان وغا
دیکھکر عالم ہے ششدر زیر پا بالاے سر

پردہ پوش حال بد ہے تو وہ خاک لحد
صورت دامان ما در زیر پا بالاے سر

بُت سے وہ بیزار ہے شرعِ نبیؐ کا ہے مطیع
کفر و دین ہین تحت و افسر زیرِ پا بالائے سر

دم قدم سے اُسکے ہین آفاق مین رونق پذیر
روز و شب محراب و منبر زیرِ پا بالائے سر

بس کر اے تسلیم عرضِ شیوۂ شعر و سخن
تا کجا ہر لحظہ لب پر زیرِ پا بالائے سر

منتظر ہین بہر آمین ساکنانِ دوسرا
ختم کر حرفِ دعا یہ زیرِ پا بالائے سر

اے خدا جب تک مہ و خورشید ہین شام و سحر
عالم آرا جلوہ گستر زیرِ پا بالائے سر

روز و شب نواب عالی جاہ کو حاصل رہے
تخت سیمین تاج پُر زر زیرِ پا بالائے سر

وله

چھپے رمز دان سے لگی دل کی کیونکر
خموشی ہے میری تکلم سے بڑھکر

ہین ہر چند چُپ ہون مگر مثل سوسن
سمجھتے ہین مجھکو زباندان سخنور

غرض سے غرض ہی نہ مطلب سے مطلب
زمانہ پھراتا ہے اسپر بھی گھر گھر

عجب گو مگو ہے مری خستہ حالی
وبالِ بیان بے نیازی کو دو بھر

کسی سے کہون بھی تو آخر کہون کیا
تمنا نہ زر کی نہ پروا ے گوہر

مگر ہان یہ دشوار ہے بے نیازی
کرون عرض پیشِ شہِ عدل گستر

محمد حسین آ کے جسکے مقابل
کرین بندگی عرض فغفور و قیصر

اگر چاہے شاہون سے خدمتگزاری
کرے بڑھ کے آئینہ داری سکندر

ترقیِ اقبال کیون ہو نہ ہر دم
فلک مہربان اختر بخت یاور

نہین مثل اوسکے کوئی حکمراں
شفیق و کرم گستر و بندہ پرور

تغیر جو اشیا کی خلقت مین چاہے
صدف مین ہو جائے گہر لعل احمر

کفِ دستِ ہمت اگر گوہر افشان ہو
گدا کو کرے غرقۂ آبِ گوہر

وہ جرأت عطا کی خدا نے کہ دشمن
شب و روز ہے مثلِ آئینہ ششدر

مقابل ہو گر اسقدر فوج سے وہ
کہ گردون بنے تودۂ گردِ لشکر

کرے اوسکی شمشیر برباد دم مین — غبارِ پریدہ کو جس طرح صرصر
سخاوت سے اوسکی ہی قارون کی صورت — فقیرون کو حاصل فراوانیِ زر
محال اوسکی ہمت کے آگے ہے ممکن — زیادہ جو مشکل ہے آسان ہے اکثر
عطا کرتا ہے وقت حاجت روائی — تمنا سے افزون مقدر سے بڑھکر
غنا کی بدولت نگاہون مین اوسکی — گہر آب نیسان ہے یاقوت پتھر
ضرر پہونچے شیشے کو شاید کسی دن — دھرا جائے اوسکی عدالت مین پتھر
پیے ساتھ گیہون کے گھن بھی عبث کیون — شرابور ہوگیا سنگ کے دل سے ڈر کر
مبادا کہ جل جائے پروانہ کوئی — لرزتا ہے خود شعلۂ شمع شب بھر
حدِ اوجِ رتبہ کو اوسکے نہ پائے — اوڑے طائرِ سدرہ گرتا بہ محشر
بس اے کلک تسلیم شیرین سخن بس — ترے کیا حقیقت جو ہو مدح گستر
زمانہ ہے فکرِ سخن کا بہت کم — زبان روک طولِ بیان مختصر کر
اوٹھایا ہاتھ بہرِ دعا سوی گردون — یہ کر عرض اے مالکِ بندہ پرور
سکون ہے زمین کو سرِ آب جب تک — پھراتا ہے گردون کو جب تک مقدر
ہر اک خیر خواہِ شہِ جم مراتب — رہے عیش و آرام سے تا بہ محشر

بیابانِ وحشت مین دشمن ہمیشہ
بگولے کی صورت پھرے خاک برسر

ایضاً

انتہائے رنج و راحت سے ہوا آخر یہ حال — مجھکو ہے دشوار جینا خضر کو مرنا محال
ہر گھڑی پیشِ نظر رہتی ہے ہستی نیستی — سیکڑون بگڑا بنا کرتی ہی تصویرِ خیال
غم کی لذت نے اوٹھا دین دل آزاری لذتین — ایک ہی میرے لیے خونِ جگر جامِ دلال
تیرہ بختی کے وہی احسان ہین مجھپر آج تک — رکھتی ہے شامِ جدائی کا اثر صبحِ وصال
نقشِ ہستی ہے مجھے حاصل کمالِ اوج مین — ایسی بھی تقدیر ہوتی ہی جہان مین خال خال

ربطِ باہم کے دلون سے ولولے جاتے رہے
زندگی دوبھر ہے مجھکو زندگی کو مین وبال

ہون گرفتارِ بلا مین عرصۂ محشر جہان
مرگ سے پہلے عیان ہے زندگانی کا مآل

خواب مین بھی چھپ کے اس سے جا نہین سکتا کہین
میری نسبت اک بلا ہے بخت بد کی دیکھ بھال

خاک جی بہلے بہارِ باغ دنیا دیکھکر
کیا بہارِ گلشنِ تصویر سے دل ہو نہال

چرخ دون پرور بگڑ کر کیا بنائے گا مرا
جاہ کا طالب نہ مجھکو حسرتِ مال و منال

اتنے لمبے عمر سے ایسی بسر کی آجتک
شکرِ ماضی کا نہ مجھکو شکوۂ تکلیفِ حال

اب وہ دل ہی یک نہین رکھتا کہ جسکو دہر مین
کامرانی کی خوشی ہو نامرادی کا ملال

غور سے دیکھا تو کوئی آرزو دل مین نہین
جز تمنائے قدمبوسِ خدیوِ باکمال

تیغ جسکی کرتی ہے روزِ وغا مانند برق
درمیانِ جسم وجان اک دم مین سلبِ انتصال

نام نامی مین تجھ سے ملا کر لکھ حسین
اول و آخر کا رکھ حسبِ مراتب تو خیال

زخم کھا کر گر پیے پانی عدو ہنگامِ جنگ
آب خنجر ہو کے اوترے حلق سے آبِ زلال

لکھدیا ہے منشیِ نصرت نے اوسکی تیغ کو
روز میدان وغا خونِ صفِ دشمن حلال

ناوک اندازی سے ترک آسمان بھی سہم کر
روز و شب رکھتا ہی مہر و ماہ کی سینے پہ ڈھال

وحشیون مین گر دم صیدافگنی دیکھے بہار
پھولنے پھلنے لگے پیشِ نظر شاخِ غزال

سُنلے گر اوسکی شجاعت کا فسانہ دشت مین
شیر نر چھپتا پھرے ڈر سے پسِ پشتِ شغال

زورِ بخشِ ناتوان اوسکی حمایت ہو اگر
سمجھے طفلِ اشکِ حسرت رستمِ دستان کو زال

بہمن و جنگیز کیا مریخ بھی بالائے چرخ
اوسکی تیغِ تیز سے سیکھا ہے اندازِ قتال

خود بخود دل پھک رہے ہین حاسدانِ جاہ کے
آپ اپنی آگ مین جس طرح جلتے ہین جبال

سامنا ہو جائے وقتِ مہربانی بھی اگر
رعب سے ہو قیصر و فغفور کا میر اساحال

مین تو کیا ہون باوجود اس کہنگی و سیر کے
آج تک دیکھا نہین چشمِ فلک نے یہ جمال

ماہ سے ہوتا نہین رخسار و ابرو کا جواب
بدر بنتا ہے کبھی بڑھکر کبھی گھٹکر ہلال

دیکھکر اوسکو یہی ایمان سے کہتی ہے خلق — حسن یوسف خواب تھا عشق زلیخا خیال
وجہ دیدار خدا ہے دید حسن پاک کی — ذات اوسکی واسطے مدلول کے گویا ہی دال
چرخ مینا رنگ جام خسروی کو دیکھکر — جانتا ہے ساغر خورشید کو جام سفال
منھ نہ پھیریگا دم محشر بھی اوسکے روبرو — مہر کو بھولا نہین روز ازل کا انفعال
بول اوٹھے سنکر لب جان بخش کی تقریر کو — بلبل تصویر مثل بلبل رنگین مقال
نازشاہون کو جلال و جاہ و دولت کے سبب — مفتخر نسبت سے اوسکی دولت و جاہ و جلال
عرض حاجت پر تقدم بسکہ ہے احسان کو — شکر ہو جاتا ہے آکر تا زبان حرف سوال
اسقدر اوسکی بدولت ہوگیا عالم غنی — فکر شاعر کو نہین ملتا گدا بہر مثال
وہم کیا نکر اوسکی مقدار کرم کو پا سکے — مختصر جیب تصور تنگ دامان خیال
اہل حاجت کی امیدین کس طرح مایوس ہون — اون لبون پر ہو نہین سکتا نہین کا احتمال
اکس سے دون نسبت لب گوہر فشان کو وقت فکر — شرم آتی ہے کہون نیسان کرم دریا نوال
اوسکے فیض عدل و احسان ہی زمانے مین کہین — کوئی جز جادہ نظر آتا نہین ہے پائمال
برگ گل پر لکھدین گر مضمون اوسکے عدل کا — حشر تک ایمن رہے جور خزان سے آبسال
کارفرما عدل اوسکا گر عناصر مین نہو — خاک و باد و آب و آتش سے ہوا ہو اعتدال
بڑھ کے اوسکے بخت سے کوئی ترقی ہین نہین — اور اگر ہی بھی تو ہے اقبال دشمن کا زوال
کوہ و صحرا مین اگر وہ حکمران ہو فی المثل — بیستون پر ہر طرح ہو جاے واجب امتثال
سعی ہر اک صورت انسان کرے تعمیل مین — دفعۃً جاتا رہے سنگ و شجر سے اعتزال
حسن ذاتی کا تغیر ہو اگر مد نظر — آفتاب روز محشر تیرہ ہو مثل زغال
دیکھکر اعزاز اپنا اوسکی نسبت کے سبب — صدقے ہوتا ہے ہمیشہ طالع فرخندہ فال
گور زندان بلا ہو پاسبان منکر نکیر — مرکے بھی آزاد ہتا اوسکے قیدی کا محال
طول مطلب تا کجا تسلیم رک اپنی زبان — آگیا وقت دعاے خسرو قدسی خصال

مدح بے پایان کی حسرت اور تو انصاف کر
کیا سخندانی تری کیا فکر کیا تیری مجال

ہاتھ اوٹھا کر دونون عالم سے خدا کے سامنے
صدق دل سے عرض کر اے کردگار بیمثال

جلوہ فرما تیری قدرت سے ہین جبتک دہر مین
روز پیروز و شب و مہر و مہ و نور و ظلال

گلشن جنت مین جبتک ای خدا شاداب ہین
سبزہ و شمشاد و گلبرگ و برو شاخ و نہال

شش جہت مین غیب سے ممدوح کو حاصل رہے
دولت و اقبال و عز و شوکت و جاہ و جلال

چراغ لالہ و گل بے فتیلہ و روغن
ایضاً کیے بہارنے پھر صحن باغ مین روشن

بہار پر ہے عروس بہار کا جوبن
بنا ہے شاہد گلپوش ہر نہال چمن

صبا کی دیکھ کے بیباکیان گلستان مین
حیا سے غنچے جھکا لیتے ہین سر و گردن

نظارہ گل و لالہ سے دیکھتا ہون سرخ
ہر نگ دامن گلچین نگاہ کا دامن

فروغ سے چمنستان مین رات بھی دن ہی
ہر ایک گل ہے گل شمع وادی ایمن

ہجوم لالہ و گل سے نہین ہی باغ مین راہ
رکے ہوے ہین نگاہون کے بھی تو سوسن

چمن سے پھاڑ کے کپڑے نکلتی ہی نکہت
قباے گل مین گریبان ہی نہ ہی دامن

بندھی ہی ٹکٹکی نرگس کی فرط حیرت سے
بنا ہے آئنہ حسن صفاے روی سمن

یہی ہے فیض بہاری تو کیا تعجب ہے
کہ لاے بار گل نونہال شمع لگن

مجھے یقین ہی کلیان پیرہن کی بھی کلیان
ہواے جنبش دامان بنے نسیم چمن

شگفتہ غنچہ پیکان ہو مثل غنچہ گل
دکھاے سینہ مجروح باغ کا جوبن

خوشی مین پھول کے سلطان شک قیصر کو
نوید عیش سناتے ہین طائران چمن

جہان ہمت و جود و کرم حسین میان
کہ جسکے ساتھ پیدا ہوے چرخ بھی دامن

جو خیمہ زن ہوے عیش دشت و صحرا مین
دکھاے شام غریبان بہار صبح وطن

سیاہ رو اسے رکھے زمانہ محشر تک
اگر مقابلہ مثل سپہر کرے دشمن

کرے جو تفرقہ پیدا وہ تیغ سر اندازے — کہین ہو سینہ کہین دست و پا کہین گردن
جو ساوگی چمنستان مین اوسکو ہو مرغوب — زمین باغ کہلاوے بجاے لالہ سمن
کہا ہے مین نے جو مستی مین حاتم ثانی — خجل ہون جیسے کوئی پارسا ہے توبہ شکن
دم وغا ہو صف آرا اگر عدو کی سپاہ — شعاع مہر کے نیزے لگاوے چرخ کہن
نظر مین دونون ہین بیقدر وقت جود و کرم — وہ معدن ہو کہ ہو بے بہا عقیق یمن
یہ اوسکے عہد مین عالم ہے شادمانی کا — کہ روز مرگ بھی سنتے نہین کہین شیون
عیان ہے چاک کفن سے ادا تبسم کی — ہوا ے خندہ مین ہر گور کا کھلا ہے دہن
جو سن لے اوسکی زبان سے بیان لطف افزا — زیادہ مجھسے فصیح و بلیغ ہو الکن
جو کجروی سے ہو بیزار راستی اوسکی — ہے نہ زلف و جبین بتان مین بل نہ شکن
یہ اوسکا فیض قدم ہے کہ باغ سو بڑھکر — طرب فزا ہے فضا ہے زمین ملک دکن
برنگ خلد ہے دلچسپ ہر دو شب منگرول — بنے ہوے ہین خیابان بوستان برزن
جو احتساب کا اوسکے خیال آجاے — دماغ جم سے ہو کیف خراب دم مین ہرن
یہ اوسکے خلق کی پھیلی ہے چار سو نکہت — کہ خاک راہ بھی دیتی ہے بوے مشک ختن
بہت نہ زور دے طبع رسا کو اے تسلیم — مزاج مین وہی باقی ابھی ہے کسل و محن
کہان دماغ عوارض کی شدتون سے صحیح — کہان وہ قوت قلبی کرون جو فکر سخن
یہی ہے خوب کہ درگاہ پاک یزدان مین — کرون دعا کے لیے وا لب زبان و دہن
کرون یہ عرض کہ یارب جہان مین جبتک — زمین ہے ساکن و گردان ہے آسمان کہن
شکوہ جاہ سے آفاق مین حسین میان — رہین بسان رخ مہر و ماہ جلوہ فگن

عدو کو اوسکے تہ آسمان وہ چکر دے
پھرا کرے صفت گرد باد بے مامن

نکلین کیا دل سے عیش کے ارمان — ایضاً — ایسی قسمت کہان نصیب کہان

مجھکو آشوب گاہِ دنیا مین — کیا میسر ہے جز غم و حرمان
وہ ستم دیدۂ زمانہ ہون — کہ مراد م ہے مجھکو نوکِ سنان
تیر بارانِ فلک سے مجھے — ناوک انجم ہین کہکشان ہی کمان
کیا کہون کیا گذرتی ہے دلپر — اپنے عالم پر آپ ہون حیران
غم سے توام ہے خرمی دل کی — آنکھین تر ہین ہر ایک لب خندان
نہین کھلتا نسیم خلد سے بھی — غنچۂ دل ہے غنچۂ پیکان
نامرادی بھی چل بسی آخر — خانۂ دل ہے خانۂ ویران
کس سے ہون دادخواہ جورِ فلک — کون سنتا ہے بیکسون کی فغان
آجکل کون ہے زمانے مین — رحم فرمائے حال مظلومان
کیا غرض ہے کسی تمکش کو — دے امان زیرِ دامنِ احسان
جز خداوند شوکت و اقبال — داورِ دادرس حسین میان
جسکے آگے ادب سے شام و سحر — سر جھکاتے ہین قیصر و خاقان
روسکا آئینہ دار اسکندر — اور دارا کو خدمتِ دربان
اوسکی بخشش کے سامنے کوتاہ — دامنِ وسعتِ زمین و زمان
کھینچے گر تیغ روز میدان وہ — حیرت آگین ہو عالمِ امکان
خون سے ہو زمینِ مقتل پر — شفق آلودہ آسمان کا گمان
چرخ نیلوفری نظر آئے — آتشِ تیغ برق وش کا دھوان
اوسکے اندیشۂ سیاست سے — فتنۂ دہر مانگتا ہے امان
اوسکو بخشی خدا نے وہ رفعت — جسکے آگے ہے نقشِ پا کیوان
یہ وہ ہے جسکو ننگ شوکت ہے — تختِ جمشید و افسرِ خاقان
یہ وہ ہے جسکو جملہ خلق کہتی ہے — خسروِ عہد و قیصرِ دوران

یہ وہ ہے جسکے سر پہ ہر دم ہے — سایۂ لطف و رحمتِ یزدان
اسکے دم سے ہے روز و شب آباد — خانۂ جود و بخشش و احسان
اس سے دنیا مین لطف عیش و نشاط — اس سے انسان کو ہر بلا سے امان
اس سے حاصل شرف ریاست کو — اس سے جاہ و شکوہ فخر کنان
اسکے نظم و نسق سے خوش عالم — روز و شب خلق خرم و شادان
یہ جو صحرا مین چاہے بزم نشاط — ہر طرف گرد باد ہون رقصان
اسکے خوانِ کرم پہ بے منت — ایک عالم ہے روز و شب مہمان
مطبخ ایسا کہ جسکی آتش کا — آسمان بنگیا ہی اوڑکے دھوان
تا کجا عرضِ مدعا تسلیم — مختصر کر بیان رازِ نہان
قدر دان کا مزاج نازک ہے — ہو مبادا یہ نظم تازہ گران
تیری ہر رزہ خیالیون کو سُنے — اتنی فرصت کہان دماغ کہان
چاہتا ہون قصیدے اور کبھی — نہین ہوتی عطار سید یہان
اس سے افسردہ جان ہے میری — بڑھ کے کچھ رک گئی ہی طبع روان
ہاتھ اوٹھا کر سوے سپہر بلند — عرض کر اے خدا سے کون و مکان
میرے نواب جسم حشم کو مدام — روز افزون دے اوجِ بختِ جوان

خسروانی کرین قیامت تک
فارغ البال و خرم و خندان

ایضاً

اسقدر کھاتا ہی کیون دن رات چکر آسمان — کیا اوٹھا لیگا زمین کو اپنے سر پر آسمان
جستجو مین کسکی سرگردان ہے یہ ہرزہ خیال — ڈھونڈھتا پھرتا ہے کیا ہر وقت گھر گھر آسمان
کیون دکھاتا ہے دورنگی کوہ و دریا مین بدام — کس لیے کرتا ہے پیدا لعل و گوہر آسمان
کس لیے ہر روز لاتا ہے عدم سے دہر مین — سیکڑون خورشید طلعت ماہ پیکر آسمان

گو کرے ذرّے کو ہمتا بِ رُخِ خورشیدِ حشر
لاکھ قطرے کو بنا دے بحرِ اخضر آسمان

خاک سے الماس و نیلم گو نکالے عمر بھر
آگ مین دکھلا دے پروازِ سمندر آسمان

ہفت کشور مین جہانبانی و شاہی کے لیے
غیب سے پیدا کرے بہتر سے بہتر آسمان

غیر ممکن ہمسر فرمانروائے مانگرول
لا سکے ملکِ عدم سے بارِ دیگر آسمان

نام مین اسکی حسین اول ہی آخر ہی میان
ورد کی صورت جسے پڑھتا ہی دن بھر آسمان

دیکھ لے اوسکے اگر خورشید دولت کا عروج
مور کا بیضہ بنے غیرت سے گھٹکر آسمان

اوسکی بزمِ عیش و عشرت مین سحر سے شام تک
مہر تابان جام ہے مینائے اخضر آسمان

بسکہ بخشی ہے نضارت اپنے آبِ عدل سے
بوسۂ رو زمین لیتا ہے جھک کر آسمان

اوسکی تیغِ خونفشان کے ڈر سے مہر و ماہ کو
روز و شب رکھتا ہے سر پر چادرِ مغفر آسمان

کھینچتا ہے اگر دلشکر کو طرف اپنے خرام
جانتا ہے تو تیاے چشمِ اختر آسمان

اوسکی والاہمتی کے روبرو کچھ بھی نہین
تابعِ فرمان زمین ہو یا مسخر آسمان

سادگی آجاے گر اوسکی طبیعت کو پسند
پھینک کر انجم کو ہو چاندی کا تیر آسمان

دیکھ لے گر اوسکی اوجِ مرتبہ کی انتہا
شرم سے گھٹکر بنے مفلس کی چادر آسمان

شش جہت مین کون ہی جو مدح خوان اوسکا نہین
جن و انسان و فرشتہ حور و اختر آسمان

عیش کے سامان پے آرام اگر دشمن کرے
چادرِ گل کو بنا دے خارِ بستر آسمان

پُر نوا ہے عالمِ بالا بھی اوسکی مدح سے
خطبہ خوان ہین عیسیٰؑ و ادریسؑ منبر آسمان

آ نہین سکتا عدو اوسکا عدم سے دہر مین
گشت کرتا ہی میانِ ہفت کشور آسمان

طائرِ فکرِ رسا اوسکا جو آئے اوج پر
صورتِ بیضہ نہان ہو زیرِ شہپر آسمان

وسعتِ ہمت کا اوسکی سُن کے افسانہ اگر
ہو حبابِ آبجو شادی سے بڑھکر آسمان

بوسۂ سنگِ درِ دولت کی حسرت مین مدام
روز آکر آزماتا ہے مقدر آسمان

ساتھ ایما کے بجا لاتا ہے حکمِ لطف و قہر
دیکھتا رہتا ہے ہر دم اوسکے تیور آسمان

وہ اگر آسایش مخلوق چاہے دہر مین
یہ زمین مادر بنے دامان مادر آسمان

اوسکی برق تیغ اگر ہو رزم میدان اوج گیر
ایک لمحے مین نظر آوے دوپیکر آسمان

اسقدر فوج عدو کشتہ ہو اوسکی تیغ سے
بحر خون مین مثل ماہی ہو شناور آسمان

زخم کھاکر خضر سے مانگے اگر پانی عدو
آب حیوان کو بنادے آب خنجر آسمان

جنکے دشمن کیا کوئی اُسکا بگاڑے دہر مین
اوج پر اقبال حامی بخت یاور آسمان

چاہے شادابی گر وہ اپنے باغین باغ کی
دے خیابان چمن مین آب کوثر آسمان

اور اک مطلع خطابیہ پڑھون اے جم حشم
سر جھکاے جسکی رفعت دیکھکر ہر آسمان

اوج دکھلاے جو تیری تمکنت مکر آسمان
سیکڑون ہون جلوہ گستر آسمان پر آسمان

ذرہ خاک کف پا ہو جو صرصر سے بلند
دے جگہہ بالاے سر مانند افسر آسمان

تربیت نے تیری دونون کو مربی کردیا
ذرہ پرورہے زمین خورشید پرور آسمان

خلق کا تیرے جو آئے عالم بالا مین ذکر
مشک افشان صورت نافہ ہو کیسر آسمان

دیکھلے تجھکو نہ دیکھے جانب نور نظر
منھ کرے ہرگز نہ سوی شاہ خاور آسمان

فوج نصرت موج کی معلوم کسکو انتہا
ہان ہویدا ہے کہ ہے کچھ گرد لشکر آسمان

دیکھتی ہی عرش تک یون تیری فکر دوربین
آسمان پر جس طرح عیسیٰ پیمبر آسمان

دعوی عالم پناہی گر کری تو ہون ابھی
مہر و مہ مہر گواہی فرد محضر آسمان

قرص زر خورشید ہی مہتاب قرص سیم خام
روز و شب تیری بدولت ہی تو انگر آسمان

ابتو تیرا تابع فرمان ہی صبح و شام یہ
پیش ازین ہوگا کبھی عالم مین جبر آسمان

اب حمایت پر تری نازان ہے ورنہ مدتون
روز و شب پھرتا رہا بے یار و یاور آسمان

تیری بزم عیش مین روشن ہین اتنی مجمرین
بنگیا ہے دود مشک و عود و عنبر آسمان

تو خدا کا ظل ہی اپنے ظل کا حق ہی کارسانہ
یاور خاقان زمانہ یا قیصر آسمان

اگر نگاہ کرم تیری اہل رفعت پر پڑے
خاک پر لوٹے برنگ برق مضطر آسمان

اگر یہی ہے ذرہ فشانی تیری دست فیض کی
ہوگا اک دن غرق موج آب گوہر آسمان

عہد مین تیرے یہ پایا ہے ترحم نے رواج
بنگیا ہے مہر کا خوگر ستمگر آسمان

ساتھ اس رفعت کے شان خاکساری دیکھکر
شکل آئینہ زمین حیران ہی ششدر آسمان

پاسبان سے ہر گھڑی کہتا ہے مجرے کے لیے
در پہ حاضر ہے شہ خاور کو لیکر آسمان

اسقدر عالم مین تیرا خوان احسان ہی وسیع
دو و مطبخ بنگیا ہے اوج پاکر آسمان

نو فشانی اختر اقبال گر تیرا کرے
شکل فانوس خیالی ہو منور آسمان

عمر بھر اوٹھکر نہ جائے سیر عالم کو کہین
بیٹھ رہنے کو جگہہ پائے جو دیکر آسمان

عید ہے مہر نثار فرق اقدس وقت صبح
بنگیا انجم سے شکل طشت پر زر آسمان

دون اگر ثبت تیری قصر مینا رنگ سے
پھول کر ہو غنچہ سان جامی سے باہر آسمان

ہمسری کا ہو اگر سودا کسی بدخواہ کو
دے شعاع مہر سے رگ رگ مین نشتر آسمان

چاہے تو زینت عروس کامرانی کی اگر
لائے گندھوا کر گل جنبت سے زیور آسمان

عہد مین تیرے چھپاتا ہے پے آرام خلق
فتنے کو ہر دم تہ دامان محشر آسمان

صفحہ کونین پر لکھتا ہے تیری مدح روز
مجھسے بڑھکر ہے سخن آرا ثناگر آسمان

کبتک اے تسلیم اظہار عروج شاعری
تا کجا وقف زبان نکتہ پرور آسمان

یہ دعا کا وقت ہی کر مختصر طول سخن
جلد ہاتھون کو اوٹھا سوی مدور آسمان

عرض کر یارب مہ و خورشید سی جسوقت تک
نور افشان ہی زمین پر جلوہ گستر آسمان

گل کھلائے سرزمین باغ جبتک دہر مین
چھینٹے دی شبنم کے جبتک روی گل پر آسمان

ہفت کشور مین کرے فرمان روا نواب کو
شوکت دارا دے اقبال سکندر آسمان

دشمنون کو گلشن ایجاد مین شام و سحر
رکھے بے برگ و ثمر مثل صنوبر آسمان

قصیدہ در تہنیت عید و مدح جناب نواب شیخ محمد حسین عرف شیخ حسین میان صاحب بہادر دام اقبالہ

آج وہ دن ہی کہ ہی افلاک سے بہتر زمین — عرش کی جلوے دکھاتی ہی یہان کی سر زمین
دے رہے ہین ہفت کشور کو مبارکباد عیش — کوہ و صحرا عرش و کرسی آسمان اختر زمین
ذرہ ذرہ کہہ رہا ہی مین ہون رشک آفتاب — جانتی ہے آسمان سے آپ کو برتر زمین
مضطرب ہی اپنی اوج مرتبہ کے شوق مین — اوڑکے پہونچے تا فلک پائی اگر شہپر زمین
کچھ نہ ہونے پر یہ سب کچھ ہے نہین جسکا بیان — رکھتی ہی جوبن عروس نو کا بے زیور زمین
بیٹھ رہنے کو اگر پاتا یہان تھوڑی جگہہ — دندگی بھر نا نپتا پھرتا نہ اسکندر زمین
روز و شب ہے میہمان گھر گھر مسرت عید کی — فخر کرتا ہے فلک نازان ہی قسمت پر زمین
گدگداتی ہے خوشی دل کو تعجب کیا اگر — رقص مین کھائے مثال آسمان چکر زمین
سو طرح کے رنگ ہین پیش نظر عالم فریب — شعبدے دکھلا رہی ہی مثل بازیگر زمین
راز قدرت کر دیے ہین جوش مین آکر عیان — لالہ و گل سے نہین خالی کہین تل بھر زمین
کثرت نوزادگان باغ کی کچھ حد نہین — سب غلط ہی آسمان بے زن ہی بے شوہر زمین
دیکھتی ہے پیار کی نظرون سے خوش ہو کر بہار — غنچے ہین اطفال کم سن دامن مادر زمین
لے رہا ہی جوش مستی مین پڑا انگڑائیان — بھر سبزہ بن گئی ہے بالش و بستر زمین
دیکھ لے گر خواب مین بھی یہ فضای مانگرول — خاک اوڑائے رشک سے سرپر ارم کی سر زمین
چاہتے ہین کوئی تو خطہ ملے بہر نظیر — دیکھتے پھرتے ہین ہر سو خضر پیغمبر زمین
یہ گل و لالہ یہ سبزہ باغ جنت مین کہان — یاد آئیگی دم محشر لب کوثر زمین
بسکہ ہے سیراب آب خرمی سے کیا عجب — جاے گل پیدا کرے مثل صدف گوہر زمین
رنگ لایا خون دل کھانا دم فصل خزان — جوش مین آکر کھلاتی ہے گل احمر زمین
پست فطرت بھی دکھاتی ہین ادا معشوق کی — ناز کرتی ہے فلک سے صورت دلبر زمین

باغ جنت کی ہوس سی ہو گی خلقت کے بیان — گر یہی زیر فلک ہی گلفشان گھر گھر زمین
گل کھلا سے چاہے دکھلا سے بہار سبزہ زار — آجکل ہے اپنے کاروبار مین خود سر زمین
دیکھنا آمد شہ جم جاہ کی دربار مین — نکہت گل کی طرح جامی سے ہی باہر زمین
نام انکی کی وہ شہرت ہی کہ خالی نام سے — مہر و مہ پاتے نہین آفاق مین تل بھر زمین
گر محمد سے ملا کر کہون مین لفظ حسین — بول اوٹھے صل علی مثل زبان آور زمین
اوسکے اوج مرتبہ کو دیکھکر شام و سحر — آسمان چکر مین ہی حیرت سے ہی ششدر زمین
حکمرانی گر نہ ہوتی اوسکی منظور نظر — دہر مین پیدا نہ کرتا خالق اکبر زمین
اوسکی نقش پا نے یہ پایا ہے رتبہ دہر مین — جانتا ہے چشم اختر آسمان و زمین
وہ اگر ترتیب دے بزم طرب آفاق مین — چرخ مینائی ہو مینا بحر مے ساغر زمین
دیکھکر جرات کے تیور روز میدان وغا — کانپتی ہے صورت موج ہوا تھر تھر زمین
گر صف اعدا مین برق تیغ ہو آتش نشان — فی الستقر استقرار ہو ن جل کر ہو خاکستر زمین
لاش دشمن کی کرین گر دفن خویش و اقربا — پھینک دے سینے سے اپنے مثل کف باہر زمین
شش جہت مین دیکھکر لشکر ترین شام و سحر — جن و انسان و ملائک آسمان اختر زمین
فکر ہے کیونکر اوٹھیگا گاؤ ماہی سی یہ بار — زلزلے مین دیکھکر ہے کثرت لشکر زمین
بخشی ہی نظم و نسق سے ملک کو وہ دلبری — بن گئی ہے رشک محبوب پری پیکر زمین
وہ اگر پست و بلند دہر کا چاہے خلاف — آسمان آئے نظر زیر قدم سر پر زمین
دونون عالم مین ترقی خواہ اوسکی جاہ کے — رات بھر فلاک مین صرف دعا دن بھر زمین
گرد قارا اوسکا کسی صورت سے ہو سایہ فگن — زلزلہ کیسا کرے جنبش پا نی پر زمین
گر دنیون کو چھپائی اوس سے قارون کی طرح — قہر مین آکر اولٹ دے داور محشر زمین
ربع مسکون مین سنائے خطبہ اوسکی جاہ کا — ہفت اختر نہ فلک کا پائے گر منبر زمین
اوسکے احسان و کرم کے دونون ہین امیدوار — چرخ پھیلائے ہوے دامان ہی چادر زمین

کام اوسکے گر نہ آئے وقتِ احسان و کرم
لعل و گوہر کی عوض پیدا کرے پتھر زمین

جس گھڑی آمادہ بخشش ہووے عالی جناب
آسمان ہو طشت پُر زر طشت پر گوہر زمین

ہر جگہ مرکب کا اوسکے اک بڑا نام ہے
برق کہتا ہے فلک انسان گمان صرصر زمین

دے اگر ٹھوکر دمِ جولان وہ رخش تیز گام
پانی بالائے زمین ہو پانی کی تہ پر زمین

تیز رو ایسا کہ وقت سیر اوسکے روبرو
نقطۂ موہوم سے عالم کی ہے کمتر زمین

لکھدین والا پائگی اوسکی جو سنگِ راہ پر
سمجھے دل مین گوہرِ تاجِ سرِ قیصر زمین

وہ اگر چاہے بدخشان کا مٹانا اعتبار
سنگریزون کو بنادے لعل سے بہتر زمین

کر کرے سیرِ چمن دشمن بنائے باغ مین
سبزے کو شمشیر برگِ بید کو خنجر زمین

کیا خلافِ اشقیا پہونچا سکے اوسکو ضرر
اوج پر آقبال ہی حامی فلک یاور زمین

وہ اگر فصلِ خزان مین دیکھے سیرِ بوستان
زرد پتون کو بنادے لالۂ احمر زمین

بزم آرائی اگر چاہے دمِ گلگشت باغ
شاخِ گل ہو عود آتش رنگ ہو مجمر زمین

پانون رکھتا ہے جو وہ سررشتہ شاہانِ دہر
فرطِ شادی سے ابھر آتی ہی کاغذ بھر زمین

اسقدر حاصل ہے اوسکے دم سے والا پائگی
جانتی ہے چرخ کو اک برگ نیلوفر زمین

عہد مین اوسکے نہین کوئی عدو مخلوق کا
مہربان ہی چرخ کین پرور کرم گستر زمین

جی مین آتا ہے کرین تسلیم تبدیلِ ردیف
رتبے مین ہو آسمان سے شعر کی برتر زمین

یہی حسرت رہی شب بھر کہ یارب جلد فردا ہو ایضاً
کنارِ شرق سے مہرِ درخشان جلوہ فرما ہو

اُمیدین دین اُمیدون کو بہار کیا دین منسکر
مرادین رقص مین آئین تمنا نغمہ پیرا ہو

نویدِ کامرانی کا فلک تک غلغلہ پہونچے
فرشتون مین خوشی کی دھوم ہو حوروں مین غوغا ہو

دلون کے ولولے پائین ترقی جوشِ مستی مین
نہ یادِ حسنِ عقلی ہو نہ داغِ عشقِ دنیا ہو

دکھائی بزم آرائی ہجومِ عیش کے سامان
بغل مین یار ہو پیشِ نظر ساغر ہو مینا ہو

عروس شادمانی پھر اوسی جوبن پر آجائے
اُمنگین دل کو چھیڑین پھر وہی دل کا تقاضا ہو

جو کوئی غمزدہ قصدِ فغان مین لب کو جنبش دے
زبان سے بے تکلف جاے نالہ نغمہ پیدا ہو

شبِ تاریک مین ابھی مزہ دے بزمِ شادی کا
دکھائے غول مشغلِ رقص مین ہر اک بگولا ہو

دکھائے بخت وہ ساعت کہ زیرِ آسمان ہر سو
چراغان سے شبِ مہتاب کا عالم دوبالا ہو

نظر آئے وہ جلسہ باغ شاہی مین کہ ہر جانب
حباب آبجو بہر تماشا چشم بینا ہو

سجی جاہین دکانین ہر مکان پر پر زینت سے
وہم نظارہ قصرِ خلد کا نظرون کو دھوکا ہو

ادب سے قاعدے سے شوکت و جاہ و مراتب سے
جلوس آکر قریبِ قصرِ عشرت بخش ٹھہرا ہو

پہنکر پر تکلف وردی افسر فوج کو آئین
کہ ہنگامِ نظر پاے نظر جنبش سے پھسلتا ہو

نسیم صبح یہ کہتی پھرے ارکانِ دولت سے
چلو دیکھو وہ عالم جو ان آنکھون سے نہ دیکھا ہو

مبارکباد کو حاضر ہو تسلیم سخن پرور
پڑھے ایسا قصیدہ شورِ تحسین جس سے پیدا ہو

الٰہی دہر مین جبتک فلک کا دور دورا ہو
شہِ سنگر دل مثلِ شاہِ خاور عالم آرا ہو

حسین اول اگر لکھون میان انجام مین ہمدم
ابھی ممدوح کا نام مبارک جلوہ فرما ہو

ریاست فیکھی ہو باغ اوسکے ابرِ احسان سے
عجب کیا گر دلِ افسردہ مثلِ گل شگفتا ہو

اگر اوسکی بہارِ لطف آئے گلفشانی پر
بیابان باغ ہو ہر باغ فردوسِ معلی ہو

گل افشانِ سخن ہو گر لبِ اعجاز فرما سے
پے تحسین زبانِ بلبلِ تصویر گویا ہو

ترقی دے اگر ادنی اکو وہ سرچشمۂ ہمت
بنے خورشید ذرہ قطرۂ ناچیز دریا ہو

برابر اوسکے جاہ و شوکت و اقبال و دولت مین
فریدون ہو نہ کسریٰ ہو سکندر ہو نہ دارا ہو

اگر چاہے خلافِ وضع فطری خلقتِ اشیا
گہر ہو سنگ مین پیدا صدف مین لعل پیدا ہو

نظر آئین دم نظارہ اسرارِ نہان دل کے
اگر خاکِ قدم سے اوسکی آئینہ مصفا ہو

خدایا لم یزل راضی رسول اوسکی حمایت پر
کسی بدخواہِ بدطینت کی کینہ کر اوسکو پیدا ہو

بگڑ جاے دم غصہ تو شاہون کو نہ بن آوے
پیے عذر خطا غفور و قیصر کو نہ یارا ہو

جو اسپ شوخ کو چھیڑے وہ مہیز تصور سے
ہوا ہو رنگ جستہ ہو شرار سنگ خارا ہو

سبک پا اسقدر گذرے جو مور خفتہ کے سر پر
کوئی صدمہ تو کیا ہو پر خبر بھی وہ نہ اصلا ہو

کہین ہی موج طوفان وہ کہین ہم پے صرصر
دم جولان اوسے یکسان ہی دریا ہو کہ صحرا ہو

اثر اکسیر کا دکھلاے خاک کفش پا اوسکی
خیال ہمسری کا گر سر دشمن مین سودا ہو

جو تیغ سرفشان وہ روز میدان وغا کھینچے
برنگ رنگ وہ چھپ کر گریزان فوج اعدا ہو

عدو کا دم فنا ہو جبین پیشانی اگر دیکھے
خدا نا کردہ ہنگام غضب کیا جانیے کیا ہو

وہ مردود و جہان حاسد ہو اوسکی جاہ و منصب کی
جو دیکھے شکل نافرجام نفرت دل مین پیدا ہو

قدم رکھے اگر بالفرض بہر غسل دریا پر
کشیدہ موج ہو جبین بر جبین موجون سے دریا ہو

خلاف حکم یزدان حکم اوسکا ہو یہ مشکل ہے
وہی لکھتا ہے خامہ جو دل منشی کا منشا ہو

کمال مصلحت بینی سے جاری ہو نہین سکتا
رقم جبتک نہ فرمان قضا پر اوسکی امضا ہو

جو لکھے حکم عرضی پر تو حسن خط سے سطرون مین
بیاض روی سلمی ہو سواد زلف لیلی ہو

یہانتک اوج بخشی فیض نقش پا سے پستی کو
کہ مشتاق زمین چرخ چہارم پر سیحا ہو

مٹا دے صفحہ ہستی سے نام اسلاف دوران کے
نہ یاد جود حاتم ہو نہ ذکر عدل کسری ہو

سخاوت کی بدولت ہر گدا ہو عہد کا قارون
عدالت کی جہان مین دھوم ہو شہرون مین شہرا ہو

مٹا دے احتساب اوسکا زوال عقل کے سامان
صراحی ہو نہ شیشہ ہو نہ ساغر ہو نہ صہبا ہو

ترقی پاے دین مصطفی منگر ہر جانب
فنون علم مین ضرب المثل مثل بخارا ہو

کیا ہی بہرہ ور خالق نے اوسکو راز پنہان سے
خط تقدیر یون پڑھتا ہے جیسے اپنا لکھا ہو

جو وقت گفتگو آجاے وہ رنگین بیانی پر
چمن مین عندلیبون کو گل افشانی کا دھوکا ہو

سنے اوسکی زبان سے الیتیم و خرق کی باتین
جسے مد نظر ٹوٹے ہوے دلکا مداوا ہو

پھر آئے جاکے سر عند لیب تک اوسکی ایما سے
اجل نے تو سن عمر رواں کو لا کھ چھیڑا ہو

عذابِ سخت جانی کا تماشا وہ اگر دیکھے
پئے بد خواہ جینا سہل ہو دشوار مرنا ہو

خطابیہ پڑھو ن اک اور مطلع جسکے مضمون سے
عروجِ فکرِ عالی اہلِ معنی پر ہویدا ہو

مطلع ثانی

ترا اعزاز اے ماہِ شرف سب سے زیادا ہو
ترا نقشِ قدم تاجِ سرِ عقدِ ثریا ہو

پئے تسکین خاطر نام نامی اسمِ اعظم ہے
نہ تڑپے برق بھی تیرا جہان مذکور ہوتا ہو

وہی ہے اہلِ ایمان جو فدا ہو جان سے تجھپر
وہی دل ہے کہ جس دل مین تری خالص تولا ہو

نظر آئے نہ سہ کس ایک بھی مشرق سے مغرب تک
اگر تو صورتِ خورشید عالمگیر تنہا ہو

عجب کیا کثرتِ بخشش سے تیری اے شہِ دوران
مکانِ ہر گدا مین فرش پا انداز دیبا ہو

جلاتا ہے دلِ مردہ کو فردہ تیری آمد کا
یقین ہے فیضِ مقدم سے تری احیای ہوتی ہو

لگائے آنکھون سے گر مثلِ سرمہ خاکِ پا تیری
جہان مین دیدۂ انجم کی صورت چشمِ اعمی ہو

کہین انصاف سے یوسف جو تجھکو خواب مین دیکھین
مقرر ماہِ طلعت ہو بلاشک بدر سیما ہو

اگر قومِ مخالف شعبدہ بازی سے پیش آئے
تری شمشیر کا سایہ عصای دستِ موسی ہو

اجل راہِ عدم مین بیکر رہزن حشر تک بیٹھے
فلک سے گر ترا ہمسر زمین پر آنے والا ہو

دل و جان سے دعائین دیتی ہین ممنون منت کے
ترا دستِ کرم بالا مرادا من کشادا ہو

فراست کا تری دم کا فرد دیندار بھرتی ہین
مسلمان ہو کہ ہندو ہو یہودی ہو کہ ترسا ہو

سُنے باتین تری جسکو مزہ ہو خوش بیانی کا
تجھے دیکھے جو حسنِ حضرتِ یوسف کا شیدا ہو

تو وہ بالانشین مسندِ عقل و فراست ہے
تری صحبت مین مثلِ بوعلی بوجہل دانا ہو

اگر ہو نظمِ ہفت اقلیم تیری رای صائب سے
نہ مُون کا نہ خوگر پھر زمانہ مثلِ حربا ہو

بنے وہ مرجعِ عالم جو تجھسے دوستی رکھے
پئے تسخیرِ خاقت نقشِ حب داغِ تمنا ہو

نہین ممکن تمامی دفترِ اوصاف کی تیرے
قیامت تک اگر کوئی مُنا گر خامہ فرسا ہو

یہی ہی آرزو جب تک اجل جینے کی مہلت دے
سر اپنا ہو یہ سنگِ آستانِ قصر والا ہو

بسر ہو جائے عمرِ چند ساعت عہدِ پیری کی
ترے قدمون کے نیچے خاتمہ بالخیر اپنا ہو

گذر جائے یون ہی بے منتِ اغیار دنیا مین
نہ شرمندہ ہون دشمن کا نہ احسانِ اعتبا ہو

نہ لیجائے کسی حالت مین حاجت اور کے در پر
یہ مین ہونیکے بد جو کچھ مری قسمت کا لکھا ہو

دعا کا وقت ہی تسلیم عرضِ آرزو کب تک
اٹھاؤ ہاتھ سوئے عرش صدقِ دل سے گویا ہو

وله

کیا مری نثر کیا غزلخوانی
سب ہین الہام و فیضِ یزدانی

لبِ عیسیٰ کی طرح عالم مین
فطرتی ہے مری سخندانی

میرے اعجاز دم سے اے ہمدم
ہمہ دانی تمام نادانی

فرد ہون عالمِ بلاغت مین
مجھسے سحبان نے سیکھی سحبانی

حرف ہذیان ہے سامنے میرے
انتخابِ حکیم خاقانی

دل مرا حکمتِ فراوان سے
مخزنِ نکتہاے لقمانی

مجھسے روح القدس کو بحث و کلام
مجھسے تحقیق راز سبحانی

عالمِ نور سے تہ افلاک
مجھکو تعلیم علمِ ایقانی

میرے فرقِ خیالِ معنی پر
بالِ عنقا کرے اگس رانی

ننگ پا عار سر ہے میرے لیے
تختِ شاہی و تاجِ سلطانی

لیکن اس عہد مین مقدر نے
بخشی ہے کشتِ غم کی دہقانی

قطرہاے سرشکِ حسرت سے
مین ہون یا شغلِ دانہ افشانی

نہ مجھے سازِ برگِ عیش نصیب
نہ ہر و مندی تن آسانی

جیسے نظم و نسق ہے انگریزی
مین نہ ہون لکھنؤ نہ ایرانی

اب نہ وہ شوخیِ زبان باقی
نہ جگر سوزیِ غزلخوانی

ہزل گو پوچ فکر لغو بیان
جیسے اُردو طراز تورانی

صفتِ زلفِ عنبرینِ بتان
روز و شب ہمدمِ پریشانی

اپنے عالم کی دید کرنے کو
آئینہ بن گئی ہے حیرانی

پستیِ بخت کو اگر روؤن
کشتیِ نہ فلک ہو طوفانی

گھر مین مانند نقطۂ پرکار
روز و شب ہون مثالِ زندانی

ہون دعاگو پے رہائی اب
آسمان سے بصد پریشانی

کب تک آخر بسانِ مرغِ قفس
اپنے گھر کی کرون مین دربانی

کب تک اس خاکدانِ عالم مین
پردہ پوشی کو تر سے عریانی

ناز بردارے قلق کب تک
تا کئی شکوہ گر انجانی

ادبِ پاس یاس کی حد بھی
کب تک امید سے پشیمانی

سخت کوشی و صبر سے گذرا
مجھپر آتی ہے راست رہبانی

کوئی تو شغل ہو پے تسکین
کچھ تو کم ہو جگر کی بریانی

فرصتِ نیمدم زمانے سے
قرض لون مین پے ثناخوانی

رونق افروز ہین حسین میان
یون کرون عرض مطلع ثانی

مطلع ثانی

اے سزاوارِ ظلِ سبحانی
فخرِ تاج و نگینِ سلطانی

تجھکو زیبا ہے گر کہے عالم
وارثِ افسرِ سلیمانی

ناز کرتی ہے نام پر تیرے
بادشاہی خدیو گیہانی

فکر و دانش مین حسن و خوبی مین
عقلِ اول ہے یوسفِ ثانی

کچھ نہین آگے تیری حکمت کے — اختراعاتِ چرخِ گردانی
تو اگر چارہ ساز سکتہ ہو — نہ رہے آئینے مین حیرانی
عہد مین تیرے جملہ شے ارزان — ہان گران ہے تو ہے گرانجانی
تیرے کوچے کی دیکھ لے جو فضا — بھولے رضوان کو اپنی رضوانی
سنکے تقریر جان فزا تیری — مرغِ تصویر مرغِ بستانی
لازوالی سے تیری ثابت ہی — جاودانی ہے عالمِ فانی
تیرے قدِ پر ازل سے راست آیا — خلعتِ سطوتِ جہانبانی
تیرے فرمان کی کرے تعظیم — مثلِ انجیل قومِ نصرانی
تیرے خدام سے ملوکِ جہان — سیکھے قانونِ مملکت رانی
رُخ سے کسب ضیا اگر نہ کرے — نہ رہے مہر مین درخشانی
رخش تیرا ہو گرمِ جولان کیا — دہر کو عذرِ تنگ میدانی
صفتِ فکرِ فلسفی چالاک — شوخ مثلِ ادائے جانانی
سفر ایک قدم ہے دونون جہان — کیا زمین کیا سپہرِ گردانی
تیری دریا دلی کی غیرت سے — پانی پانی ہے بحرِ عمانی
دستِ ہمت کی دُر فشانی سے — کفِ سائل ہے ابرِ نیسانی
تیرے عہدِ کرم مین چرخ کو ہے — شکوۂ طولِ تنگدامانی
تو جو قوت دے ناتوانون کو — مور کرنے لگے سلیمانی
کیا عجب گر کرے بیابان مین — شیر کی گوسپند چوپانی
تیری جرأت کو دیکھکر دمِ رزم — زخمِ دشمن ہو چشمِ قربانی
صفِ اعدا مین وقتِ جنگ و وغا — تا بگردن ہو تیغ کا پانی
تو جو بنوائے خود لے گردون — سرِ دشمن سے کارسندانی

جائے گلگشت باغ کو جو عدو — غنچے سب کے ہیں قفل سے یکانی
تیرا ہمسر کبھی زمانے مین — نہ کیا تھی ہوا نہ ہے نہ سانی
تیرہ روشندلی سے مثل فلک — عالم تیرہ خاک نورانی
نہ رہی فیض عدل سے تیری — دہر مین اندکے فراوانی
تجھسے نقش و نگار مسند جاہ — تجھسے زیب بلند ایوانی
تجھکو بخشا خدا نے آدم نے — شرف اختصاص انسانی
تیرے اجداد نے منور کی — شمع کاشانہ مسلمانی
ٹھہر تسلیم قافیہ پیما — ہو چکی مدح مین سخنرانی
فخر کر شاعران عالم پر — کسکو حاصل ہی قرب خاقانی
کسکو تقدیر نے بنایا ہے — حاشیہ بوس بزم سلطانی
آج تجھکو ہے غم مین عیش نصیب — خون دل ہے شراب ریحانی
قطرہائے سرشک حسرت ہین — رشک یاقوت و لعل پیکانی
ہے بجا آپ کو اگر سمجھون — آج رشک کلیم و خاقانی
عرض کر اب حضور دل سے دعا — منتظر ہے قبول یزدانی
اے خدا تا قیام ہست و عدم — تا زمان نشاط و گریانی
اے خدا زیر چرخ ہے جب تک — مہ و خورشید کی درخشانی
دوست و دشمن کو رکھ زمانے مین — شاد و ناشاد و باقی و فانی

کوکب بخت شاہ عالم کو
روز افزون دے اوج و نیرانی

ایضاً

آج ہی زیب رقم کسکا شکوہ برتری — نقطہ ہے بالائے فرق لفظ تاج قیصری
وہ دکھاتا ہے زمانہ رنگ جسکی دید کو — ہو رہے ہین موی مژگان شوق مین بال پری

آسمان ہی مہربان یا ور مقدر روز و شب
جلوہ گر ہے بام و در سی ہر طرف خوش منظری

آج وہ جوبن ہی فرش خاک پر بیش نظر
بوسہ رو سے زمین لیتا ہے چرخ چنبری

خرمی سے دل ہے گویا دل سی گویا خرمی
ہو رہی ہے زہرہ و ہاروت مین افسونگری

جا بجا ہین بگھیون گھوڑون پر اہل اقتدار
قابل نظارہ ہے دربار کی جاہ گری

در بہ حاضر ہی ہزارون طرح کا شاہی جلوس
وردیان سونگ کی پہنے کھڑے ہین لشکری

عدل کی لیتے ہین نذرین شوکت و اقبال سے
نازش والا تباری فخر والا گوہری

جم جشم نواب عالی رتبہ جسکے فیض کو
دیکھکر ہے پانی پانی جوش ابر آذری

گر لکھون نواب دل پھر حسین آخر میان
جلوہ گر ہو نام نامی مثل مہر خاوری

ختم کردی اوسکی ذات پاک پر اللہ نے
مملکت رانی جہانبانی رعیت پروری

سطوت و صولت کو اوسکی دیکھکر ترک فلک
جانتا ہے آپ کو گردون پر ادنی لشکری

رعب کا اوسکے یہ عالم ہے کہ مجری کے لیے
کانپتا آتا ہے وقت صبح شاہ خاوری

آئینہ دار اوسکا رکھتا ہے وہ اعزاز و شرف
عار سمجھے دے اگر دور فلک اسکندری

ابتدا مین عرش تک ہی اوج والا پایگی
دیکھیے کس حد کو پہونچاتا ہی لطف داوری

ہفت کشور کو مسخر کر چکی ہے ہر طرف
ڈھونڈھتی ہی اور عالم شہرت نام آوری

دیکھکر جاہ و مراتب کی ترقی روز و شب
آپ صدقے ہوتی ہی اوسپر بخجستہ اختری

پہونچی اس درجے کو والائی کہ دعوی تو کہان
یاد بھی آتا نہین دشمن کو لفظ ہمسری

مملکت رانی مین ہین کیا دلنشین عمدہ خیال
روز و شب مد نظر خلق خدا کی بہتری

رائے صائب گر نہ ہو اوسکی شریک انتظام
گنجفے کی طرح پیدا ہو جہان مین ابتری

روز و شب مصروف ہمت جانب آرام خلق
جان سے دل سے رعایا کی رضا کا مشتری

وہ جو سرسبزی نہ چاہی کشت دار دہر کی
آگ برسائے عوض پانی کی چرخ چنبری

جسکو کہتے ہین دبیر آسمان اہل زمین
اوسکی دیوان عدالت کا ہی ادنی دفتری

اوکیا ہو فضل و احسان خدائے لم یزل — روز افزون صورت اقبال ہی دانشوری
رنگ نیرنگ زمانہ لاکھ بدلے عمر بھر — غیر ممکن وہ ہو محو جلوۂ خوش منظری
اوسکی عقل دور بین فکر حقیقت آشنا — جانتی ہے اک تماشا شعبدہ بازی گری
لغو سمجھے وہ اگر شور جنون عشق کو — ان حسینون مین نظر آئی نہ طرز دلبری
سر بلندی کے لیے پابوس ہوتا ہے قمر — کرتی ہی کسب شرف سایے سے اوسکی مشتری
التفات اوسکا اگر ہو جانب نقش نگین — نذر فخریہ کرے خدمت مین جم انگشتری
آنہین سکتا عدم سے دہر مین بدخواہ جاہ — مہر و مہ دن رات کرتے رہتے ہین گرد آوری
تیغ اوسکی گر میان معرکہ ہو سر فشان — چوم لے قبضے کو بڑھکر ذوالفقار حیدری
ہر جگہہ جلوہ نیا رکھتی ہے شمشیر دو دم — روز میدان ہر ق ہنگام نظر بال پری
شاہد روپوش ہی لیکن الٹ دے گر نقاب — دشمنون کی خاک مین ملجائے دم مین خودسری
بیمحل چاہے اگر وہ دیکھنا سیر بہار — سبز ہو جائے دل اعدا مین ناوک کی سری
اوسکے سہپ تیز رو کی مین ستایش کیا کرون — خوشنمائی مین براق خلد جھل بل مین پری
گرم جولان ہو اگر اول قدم مین بیگمان — حد میدان زمانہ سے نظر آئے بری
گفتگو مین وہ مزہ ہو دو ہی باتون مین ہوا — کلفتین برسون کی مدت کی پریشان خاطری
جھوٹھے فقرے غیر کے کیونکر چلین اوسکے حضور — سامنے اعجاز کے کیا تھے ہے سحر سامری
زندہ ہوتے آجکل اسکندر و دارا اگر — سو تمنا سے گوارا کرتے اوسکی چاکری
قیصر و خاقان کی وقعت اتنی ہی اوسکے حضور — پیش سلطان ہو کسی قصبے کا جیسے چودھری
قدر دانی سے شہ والاحشم کی آج کل — ہو گئی کافور ارباب سخن کی بے زری
خرمی سے بھر گئے دل رسم گریہ اب کہان — چشم عاشق مین بھی ہم پاتے نہین باقی تری
اسقدر بخشے صلہ مین اہل معنی کو گہر — خانۂ ارباب جوہر ہے دکان جوہری
مختصر دونون ہین ہنگام کرم اوسکے حضور — چادر فرش زمین دامان چرخ چنبری

سنکے قدر شاعری اس عہد فرخ فال مین
داغ ہے حسرت سے زیر گور ہر ہیرہ انوری

چاہتا ہی جمع ہون پھر آب و آتش باد و خاک
زندہ ہو کر دیکھ لے یہ وقت کچھ دم عنصری

فخر کر تسلیم اپنے طالع بیدار پر
تو ہی ان حسرت زدونکی نامرادی سی بری

زندہ ہی حاصل بھی ہی قرب شہ عالم پناہ
اور ہی دربار والا مین میسر حاضری

کیا نہین سامان عزت لطف شاہی سے نصیب
روز و شب ہے بخت کی یاری فلک کی یاوری

ہاتھ اوٹھا بہر دعاے خسرو عالی ہمم
عرض کر اے داور انس و ملک حور و پری

ذرہ ہے جبتک نظر پروردۂ مہر منیر
مہر کو مدّ نظر جبتک ہی ذرہ پروری

نحس ہے جس روز تک ماہ و زحل کا اجتماع
سعد ہی زہرہ سے جسدم تک قران مشتری

خلق ممنون عنایات خداوندی رہے
شاہ چاہے بیکس و مضطر کے دل سے بہتری

مدبری سے ہو نہ خالی مجمع بدخواہ جاہ
خیر خواہون کی رہے محفل سعادت سے بھری

دہر مین مشکلکشا مشکلکشا شہ کے رہین
سایہ گستر رہبر دین خاتم پیغمبری

قطعہ در مدح نواب حامد علی خان صاحب بہادر دام اقبالہم

بخت را نازم کہ سلطانم رعیت پرور ست
حامی دین خدا فرمانبر پیغمبر ست

فخر اسلاف و خلف حامد علی خان کز شرف
بر سر شاہان عالم جلوہ بخش افسر ست

صورت یوسف بخوبی مالک مصر کمال
و ز بزرگی سوی حق یعقوب سا رہبر ست

چون نباشد خلق ملک غیر ہم از دل نثار
بادشاہی دیگر ست و جانفزائی دیگر ست

چون نفرساید سر اعزاز بر چرخ برین
نقش پای خسرو ما نجم بخت قیصر ست

تا ابد باد ابشان و شوکت و اقبال و جاہ
از من مسکین دعا آمد قبول از داور ست

اے شہ جم مرتبہ حامد علی خان تا ابد
بر سر خلق زمانہ ظل احسان تو باد

آرزو دارم بآن پایه رسی کاندر جهان
رشک دارا و سکندر جاه دربان تو باد

با دخون از بیم شمشیر تو اعدا را جگر
جای دل در پهلو حسّاد پیکان تو باد

فرق دشمن اندرین میدان بازیگاه چرخ
از پی تفریح دلها گوی چوگان تو باد

چرخ اطلس گو محیط آسمان اخترست
از خدا خواهم که فرش قصر و ایوان تو باد

با کمی هم بیشتر باشد ز صندوق فلک
از عنایات خدا آن ساز و سامان تو باد

روز و شب گوید همین تسلیم زیر آسمان
از دُر مقصود پُر هر وقت دامان تو باد

هر نبی آدم که بگشاید زبان بهر سخن
از پی کسب شرف اول ثناخوان تو باد

از دل خلق دو عالم یک دعای تو بس است
شوکت و اقبال و دولت زیر فرمان تو باد

شش جهت باد الحسن رای تو زینت پذیر
تا قیامت هفت کشور زیر فرمان تو باد

ذات پاکت باد ممنون خدای لم یزل
بر سر فرزند آدم بار احسان تو باد

تا نیابد راه اندیشه بگرد سایه اش
از ثریا هم بآن پستی ولایت شان تو باد

شمسه باشد مهر تابان کنگره ماه تمام
هم عروج چرخ چارم سقف ایوان تو باد

دین ما آئین ما باشد دعای صبح و شام
جود و احسان و سخا و لطف ایمان تو باد

آرزو دارم که تا هستم درین دار فنا
بر سرم ظل همای شوکت و شان تو باد

لله الحمد اے خدیو داد گر عالم پناه
دور شد علت شفا گشته قرین حال تو

روز جشن غسل صحت بهر نذر تهنیت
قیصر آید بر درِ خدام بی امثال تو

از من مسکین چه آید گر تمنا هم کنم
جز دعا ے از دیاد جاه و ملک و مال تو

سرنگون باد الوا ے بخت دشمن بر زمین
چرخ فرسا باد دائم رایت اقبال تو

تو بظل حق بمان تا روز محشر در جهان
عاطفے با دا بزیر سایه اجلال تو

قطعه در تهنیت غسل صحت جنرل محمد اعظم الدین خان صاحب بهادر نور الله مرقده

آن محمد اعظم الدین خان عالی مرتبت
کوز خلاق جهان اقبال یاور یافته

چرخ از روز ازل خم گشته میگردد مگر
بر زمین مثلش نه با الصاف افسر یافته

طائر فکر بلندش گشت هر گه اوج گیر
نه فلک را همچو بیضه زیر شهپر یافته

آن قدر مشاطگی فرمود رای صائبش
نوعروس مملکت آئین و زیور یافته

از کف احسان او هر دو گرانمایه شدند
سنگ خارا لعل احمر بحر گوهر یافته

چون نگردد آستان بوس درش هر بامداد
خویش را کمتر ز چاکر شاه خاور یافته

شکر ایزد چون بجا آرد نه هر کس صبح و شام
اینچنین فرمان روای عدل گستر یافته

چون مزاج پاک او شد اندکی بی اعتدال
عالمے جان و دل خود را المدد یافته

فرشیان حرف دعا گفتند و آمین عرشیان
هر دو عالم را فلک غمخوار و یاور یافته

لله الحمد این زمان حسب مراد دوستان
صحت و آرام آن فرزانه افسر یافته

غنچه دلهای شادی چون گل شادی شگفت
نخل باغ کامرانی آب کوثر یافته

حاسد انش را فلک از آتش بغض و نفاق
دل چو اخگر دیده سوزان سینه مجمر یافته

گفت تسلیم دعا گو مصرعے در تهنیت
باد دائم صحت و راحت ز داور یافته

قطعه در بیان پریشانی حال خود

شکر ہی کیا خوب کٹتی ہین مری لیل و نہار
رنج و راحت دونون ہین اہل عید مجھکو حصول

سوکھے ٹکڑے گر ملے دن کو تو فاقہ رات کو
گاہ مہمان خدا ہون گاہ مہمان رسول

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہون مین وہ مقتول تیغ الفت اللہ کا
طول ہی ہر زخم دل مین مد بسم اللہ کا

ہون اوسیکا مین گدائے بینوا جو صبح و شام
نور سے پیمانہ بھر دیتا ہے مہر و ماہ کا

آنکھون مین دیتے جگہہ اہل طریقت بعد مرگ
کاش مین بنتا غبار اے دوست تیری راہ کا

مجھسے پوچھو جستجوے کو بکو کی لذتین
بوالہوس کو کیا مزہ اوس بے نشان کی چاہ کا

آرزو ہے عالم حیرت مین دیکھون دمبدم
آنکھ کا پردہ بنے پردہ تری درگاہ کا

اوسنے جب رکھا حریم کعبۂ دل مین قدم
ہر زبان موسے نکلا شور بسم اللہ کا

عشق کے مکتب مین کھولی مینے جب اپنی زبان
سامنے استاد کے پہلا سبق تھا آہ کا

جس طرف جاتا ہون کھلواتی ہی قسمت ٹھوکرین
گوی چوگان ہون جہان مین کسکی بازیگاہ

دیکھکر موسیٰ کو غش آیا تھا جسکی روشنی
اک شرر تھا وہ تری برق تجلی گاہ کا

واصل و مہجور رہون یون اوسکی ذات پاک سے
جس طرح ہی پڑھنے لکھنے مین الف اللہ کا

دیکھکر رنگ شفق ششدر ہین کیون اہل زمین
کچھہ اوڑا ہوگا غبار اپنی شہادتگاہ کا

مجھکو مثل نقش پا ہے خاکساری سی نیاز
سربلندی کا نہ مین خواہان نہ طالب جاہ کا

کیا عجب جو کھنچ رہا عاشق سی وہ مغرور حسن
جلوہ گر ہے کون کسکا کرتی ہی حسرت طواف

کعبۂ دل پر مرے عالم ہے بیت اللہ کا

اوس سراپا نور کے عاشق ہین اے تسلیم ہم
آفتاب اک ذرہ ہے جسکی تجلی گاہ کا

کونین کو بھولا ہے طلبگار محمد
آزاد ہے ہر غم سے گرفتار محمد

دل کاش ہو آئینۂ رخسار محمد
لوٹا کرون مین دولت دیدار محمد

کیا پوچھتے ہو گرمی بازار محمد
اللہ کو پاتا ہون خریدار محمد

کیا شب شب معراج تھی قدسی بھی فلک پر
صف باندھے کھڑے تھے پی دیدار محمد

بے وحی کے فرماتے نہ تھے آپ کوئی بات
اللہ کی گفتار تھی گفتار محمد

پھرتا ہے مری دیدۂ بیدار مین ہر شب
پتلی کی طرح سایۂ دیوار محمد

کیونکر نہ کرون ورد زبان نام مبارک
ہے قند مکرر مجھے تکرار محمد

آتشکدے گبرون کے بجھاتی رہی کیا کیا
پانی کی طرح گرمی بازار محمد

سیفی تھی زبان آپ کی دشمن کے مقابل
سن سنکے عدو کہتے تھے گفتار محمد

پہونچے شب اسری مین کہان آپ کہان ہے
کیا اوج پہ تھا طالع بیدار محمد

حسرت ہے مرے دل کو الٰہی پہ مدفن
تھوڑی سی جگہ ہے پس دیوار محمد

اللہ نے گھر اپنے بلایا شب معراج
پاس اپنے بٹھا کر کی گفتار محمد

کہتے ہین تمہ چرخ جنھین سب مہ و خورشید
دولون ہین تمہ نقش قدم زوار محمد

اصحاب سے بہتر نہ دلی ہو نہ کوئی قطب
ہر ایک ہا تھا گنبد اسرار محمد

پانی نہ دیا دشمن دین نے تو ہوا کیا
سب آب ہے سرچشمۂ کوثار محمد

کیا کام مجھے ملک و فردوس سے مسلم
مل جائے اگر سایۂ دیوار محمد

پھول سے رخ کا نظارہ ہمیں کرنے نہ دیا
دامن دل کو گل امید سے بھرنے نہ دیا

سادگی نے اونھین اک دن بھی نکھرنے نہ دیا
بال بھر بھی کبھی گلون کو سنورنے نہ دیا

شوق نظارہ نے گھر غیر کو کرنے نہ دیا
آگیا اشک جو آنکھون مین ٹھہرنے نہ دیا

کھائے بڑھ بڑھ کے پڑے ہاتھ جو اوچھے قاتل
کچھ مزہ مجھکو مری زخم جگرنے نہ دیا

ہمت رم ستدرہ منزل مقصد نکلے
راستہ مجھکو مری گرد سفر نے نہ دیا

بگڑے وہ بے اثری آہ کی سنکر شب وصل
اپنے دلپر مجھے الزام بھی دھرنے نہ دیا

بحر الفت مین وہ تھا غرق کہ مانند حباب
پستی بخت نے اکدن بھی اُبھرنے نہ دیا

راز پوشی تھی محبت مین یہانتک منظور
عشق کی چوٹ کو بھی دل نے اُبھرنے نہ دیا

روسیہ سے نہ رکھو اُمید برومندی کی
ایک بھی پھل کبھی گلہاے سپر نے نہ دیا

چھوڑ بھاگا دل بیتاب کو ہر طفل سرشک
باپ کا ساتھ مصیبت مین پسر نے نہ دیا

سمنے دیکھا جسے چاہا اوسے مرتے دم تک
جو نظر چڑھ گیا پھر دل سے اُترنے نہ دیا

سمد مد شتر کے بعد لیے بوسے دہن کے اتنے
کہ لب زود پشیمان کو مکرنے نہ دیا

تھک گئی پا نہ اٹھا اور نہ اٹھائے ہی بنی
سخت جانی نے تہ تیغ بھی مرنے نہ دیا

کچھ تو اس دل کی لگی بجھتی جو ہوتی برسات
بوند بھر پانی مجھے دیدۂ تر نے نہ دیا

دیکھ آیا تھا مگر نقش کف پا رشک رقیب
رشک نے پاؤن تک اُس کو چمین دھرنے نہ دیا

آکے آغوش تمنا مین تمکنا کیسا
کسمسائے وہ بہت دلنے اُبھرنے نہ دیا

اسکو کیا ضد تھی جو اکدن بھی قفس مین مجھکو
مژدۂ آمد گل باد سحر نے نہ دیا

کوئی تو بات تھی جو وقت طلب اے قاتل
دیدیا دل نے مگر تیر جگر نے نہ دیا

خاک صحرا ے جنون عشق مین دیتا آرام
جب مجھے چین گھڑی بھر مرے گھر نے نہ دیا

بدگمان سمجھا کر سمجھے گا نشانی میری
داغ دل بھی مجھے اوس شمع قمر نے نہ دیا

تا نہ رسوا ہو بت گرم ادا شعلہ مزاج
دل سوزان نے دم سرد بھی بھرنے نہ دیا

کوئی سمجھا رگ جان کوئی رگ تار نظر
دھوکھا کس کس کو تری موی کمر نے نہ دیا

سخت دل خاکہین لاکھون ملے پوچھا جو کبھی
ایک کا مجھکو پتا دیدۂ تر نے نہ دیا

لذتین درد کی کوئی مرے دلسے پوچھے
کہ رفو زخم جگر کو کبھی کرنے نہ دیا

دم پیری بھی نہ ہشیار ہوئی ہم تسلیم
جاگنے وقت سحر خواب سحر نے نہ دیا

کی توبہ مے سے غم غلطی کا مزا گیا
اپنے تو دم پہ بن گئی ناصح کا کیا گیا

بک بک کے واعظ آج مرا مغز کھا گیا
ظالم خیال خام سے دل کو پکا گیا

فرقت مین گریہ نوح کا طوفان اوٹھا گیا
اشکون کے قطرے قطرے مین دریا سما گیا

سونا لپٹ لپٹ کے عجب کام آگیا
کھویا ہوا ئین دل خم گیسو مین پا گیا

مقتل مین ایک کو بھی شکایت نہین رہی
سبکو گلے سے خنجر قاتل لگا گیا

پکڑی زمین ضعف نے ایسی کہ بیٹھکر
ہمسے نہ مثل نقش قدم پھر اٹھا گیا

صیاد کہہ رہا تھا اسیر قفس کا حال
آیا جو وقت ذکر رہائی اڑا گیا

ہٹ اوسکی رہ گئی یہ بڑی بات ہی مجھے
دل چیز کیا تھا ہاتھ سے اپنے گیا گیا

رکھا تھا گور پر کسی دلسوز نے چراغ
مارے جلن کے وہ بھی ستمگر بجھا گیا

غربت مین مرکے رہ گئے بے گور و بے کفن
آکر بگولا خاک مین ہمکو ملا گیا

باتین جو کین وصال مین بولا بکو نہین
چپ ہو رہا تو بت مجھے کافر بنا گیا

جینے کی کچھ خوشی ہے نہ مرنے کا کچھ الم
قاتل حیات و مرگ کا جھگڑا مٹا گیا

لیتا کمر نہ بیخودی مین لب خم نہس پڑین
دل کو کسی کا تیر ستم گدگدا گیا

بہکے قدم قدم پہ بہجوم جنون مین ہم
اوٹھا اوٹھا کے راستے پہ بگولا لگا گیا

دونی ہوئی وصال مین زینت سے بیخودی
بن بن کے اور بھی مجھے ظالم مٹا گیا

یہ ضعف ہے میری جبین سے آئی کبھی جو نیند
وہ مست خواب خواب مین آکر جگا گیا

چونکا نہ خواب مرگ سے اکدن بھی گور مین
سو بار زلزلہ مرے شانے ہلا گیا

بوسہ کبھی دیا نہ خط حسن سبز کا
جب آیا سبز باغ وہ گلرو دکھا گیا

دو ہین رفیق راہ طلب ضعف یا صبا
کوئی بٹھا گیا کوئی مجھکو اوٹھا گیا

اب ہاتھ کیون اوٹھاتے ہو تم سوی آسمان
بالین پہ موت آگئی وقت دعا گیا

تسلیم اب کہان وہ حسینون کی تاک جھانک
بڈھے ہوے شباب گیا ولولا گیا

دل سے نکلا یہی کہتا ہوا پیکان تیرا
تو سلامت رہے پھر آئیگا مہمان تیرا

خود لپٹ کر مرے سینے سے وہ بولا شب وصل
کس طرح آگیا دل میں مرے ارمان تیرا

دیکھتے ہیں نگہِ شوق سے سب سوی ہلال
طوق گردن ہے مرا یا ہے گریبان تیرا

وصل میں اے دلِ بیتاب یہی ہے جو تڑپ
کیا بُرا حال کریگی شبِ ہجران تیرا

ڈر ہے تو سنکے بگڑ جائے نہ دم پہ مرے
مجھکو تجھسے بھی چھپانا پڑا ارمان تیرا

ہاتھ رہ جاتے ہیں اُٹھکر جو دمِ جامہ دری
پیرہن میں مرے شاید ہے گریبان تیرا

دو گرانبار ہوے ایک شہادت کے لیے
خون سر پہ ترے سر پہ مرے احسان تیرا

دل ہے چھاتی سے لگائے ہوے پہلو سے جگر
بڑے آرام سے دن رات ہے پیکان تیرا

دیکھتا ہوں میں سرِ شام سے روتے تجھکو
آج کیا حال ہے اے شمع شبستان تیرا

سوچ تو کسکو بناتا ہے نشانہ ظالم
یہ وہی دل ہے کہ جس دل میں ہے ارمان تیرا

تو کسی کی نہ ہوئی ہے نہ ہماری ہوگی
خاک بیچا کریں اے عمر گریزان تیرا

شوق کس کس کو نہیں تجھسے گلے ملنے کا
بدر بن جاتا ہے گھٹ گھٹکے گریبان تیرا

منہدی کس کے لیے ملتا ہے خبر لے غافل
اُٹھ گیا آج زمانے سے پُر ارمان تیرا

پیار ہے یا ہے فشارِ لحدی کوئی ستم
اپنے مہمان پر اے گور یہ احسان تیرا

اڑ گئی موجِ تبسم صفتِ موجِ نسیم
رہ گیا دیکھ کے مُنھ ہر گلِ خندان تیرا

کیا قیامت ہے اگر بعد فنا بھی اے شیخ
ہو نہ جھوٹوں دمِ محشر کوئی پرسان تیرا

چھوڑ دُنیا کو سُوئے ملکِ عدم چل بسمل
راستہ دیکھتی ہے گورِ غریبان تیرا

آئے نہ وعدے پر اگر اے یار کیا ہوا
مرجانے کے سوا مجھے دشوار کیا ہوا

ماتم رہا لحد پہ کہ بزمِ طرب رہی
مجھکو خبر نہیں پسِ دیوار کیا ہوا

مایوس داد خواہِ ستم کیوں ہیں حشر میں
اللہ بھی بتوں کا طرفدار کیا ہوا

یوسف سے تھا مقابلہ اوس مہ جبین کا آج
کیا جانیے کہ پھر سرِ بازار کیا ہوا

ہٹتا نہین جو خنجرِ بے آب حلق سے
یہ بھی مرے گلے کا کوئی ہار کیا ہوا

گذری جو دل پہ کچھ نہین کہتی زبان تیر
تو ہی بتا دے اے لبِ سوفار کیا ہوا

کیون گھورتی ہی عارضِ گل کو گھڑی گھڑی
نرگس تجھے بھی عشق کا آزار کیا ہوا

صد شکر بعدِ مرگ وہ کہتے ہین غیر سے
در پر مرے پڑا تھا جو بیمار کیا ہوا

شانِ خدا جو دیکھ لی حسنِ بتان مین شیخ
اتنی سی بات مین مین گنہگار کیا ہوا

پہلو سے وہ سرک گئے مین پڑ رہا الگ
کس سے کہون کہ باعثِ انکار کیا ہوا

سب حسرتین نکل گئین سینے سے پاکے راہ
تیرِ ستم جگر سے مرے پار کیا ہوا

تسلیم آشیانون مین کیون چھپے ہین آج
آزاد کوئی مرغِ گرفتار کیا ہوا

اونکو پیارا ہے جبین سے مری پتھر اپنا
کہتے ہین پھوڑ لے سر اور کے در پر اپنا

جلنا بجھنا ہے نیا صورتِ اخگر اپنا
خاک ہی اپنی ردا خاک ہی بستر اپنا

عمر بھر روئے مگر دیدۂ گوہر کی طرح
سرِ مژگان بھی نہ اشکون سے ہوا تر اپنا

دردِ دل دردِ جگر دونون کی غمخواری ہے
ہاتھ اوٹھتا نہین سینے سے گھڑی بھر اپنا

کیا سبکدوش رہے میکدۂ دہر مین ہم
بارِ تن صورتِ شیشہ نہ ہوا سر اپنا

اونکی بیداد کا دعوی ہی اونھین سے ہمدم
دیکھیے فیصلہ کیا ہو دمِ محشر اپنا

وہ گرفتارِ محبت ہین کہ مثلِ قمری
مرکے بھی طوق نہ اوترا کبھی دم بھر اپنا

سخت جان وہ ہون کہ رکتا ہی گلی پر چل کر
دم چراتا ہے مرے قتل سے خنجر اپنا

جوشِ وحشت مین یہ دھن والی غربت کی بندھی
دیدیا خانہ خرابی کو یون ہی گھر اپنا

سیکڑون اشک تھے اب ایک بھی آنکھون مین نہین
پہلی منزل مین لٹا قافلہ آکر اپنا

زالِ دنیا نہین دونون بھی کسی کی پابند
اِک نیا روز بنا لیتی ہے شوہر اپنا

کھینچنے والون سے نہین ہم گلے ملتے قاتل
کہدے جانبازون سے مُنھ پھیرنا خنجر اپنا

سامنا خاک کریگا رُخِ روشن سے ترے
مُنھ تو بنوائے فلک پر مہِ انور اپنا

تر ہوا خرقہ کسی روز نہ میخانے مین
بُخلِ ساقی سے نہ چھلکا کبھی ساغر اپنا

دادخواہون سے قیامت مین قیامت کیون ہو
کچھ یہین فیصلہ کرلے تو ستمگر اپنا

مرمٹے گر کے نگاہون سے جو اُس گل کی فلک
ہو جنازہ بھی رواں دوشِ صبا پر اپنا

ہم ہین وہ خاک لیے پھرتی ہے جسکو صرصر
نہ زمین پر ہے ٹھکانا نہ فلک پر اپنا

سبزہ بیگانہ ہے شمشاد کشیدہ تسلیم
جی لگے گلشن ایجاد مین کیونکر اپنا

آپ مین رہنا بہار آتے ہی دوبھر ہوگیا
بوے گل کی طرح مین جامے سے باہر ہوگیا

اوس سراپا نور نے لکھا جو مجھکو حال دل
خط صحیفہ ہوگیا قاصد پیمبر ہوگیا

شکوۂ دردِ محبت کسقدر رکھتا تھا طول
مختصر بھی لکھتے لکھتے ایک دفتر ہوگیا

اضطرابِ دل مجھے اوس شوخ کو لکھنا نہ تھا
مرغ نامہ بر مرا لوٹن کبوتر ہوگیا

تھا وہ سرگشتہ بیابانِ جنون انگیز مین
راہ جب بھولا بگولا آکے رہبر ہوگیا

مارڈالا خضر کی دریادلی نے ہجر مین
آب حیوان بھی گلے مین آبِ خنجر ہوگیا

وادیِ پُرخار مین سوتا ہون کس آرام سے
دامنِ صحرا مجھے پھولون کی چادر ہوگیا

ڈھونڈھتی ہے مرگ مجھکو مین نظر آتا نہین
رفتہ رفتہ ضعف سے تن تار بستر ہوگیا

مین نے کیون افتادگی گم گشتگی لکھی اوسے
گر گیا خط راہ مین عنقا کبوتر ہوگیا

بیحجاب اوسکو کیا شوخی نے میری وصل مین
ایک بات ایسی کہی جامے سے باہر ہوگیا

فاتحہ پڑھتے ہین سب آکر عیادت کی عوض
ہجر مین جینا بھی مرنے کے برابر ہوگیا

کل گئے ہین آج وہ آئینگے لیکن کیا کہون
دو ہی دن ہین دل کو مین دل مجھکو دو بھر ہوگیا

برسون کے روٹھے کو لایا کس طرح اے نامہ بر
کیا کہا تو نے وہ مجھسے صاف کیونکر ہوگیا

۴

ہنستے ہنستے بھی ٹپک پڑتے ہین آنسو آنکھ سے
روتے روتے ہجر مین رونے کا خوگر ہوگیا

بے نشان وہ ہون نہین پاتا کہین انجم شناس
آسمان سے گم مرے طالع کا اختر ہوگیا

کیا مٹاتا محتسب رندون کا سامانِ نشاط
شیشہ جب توڑا مے گلگون کا ساغر ہوگیا

روتے روتے یاد کس کی سرد مہری آگئی
اشک جو مژگان تک آیا جم کے پتھر ہوگیا

دین دعائین مین نے جب دی سنائین گالیان
نیک ہو یا بد ہو کہنے کو برابر ہوگیا

کب سبکدوشی ہوئی بارِ گران سے بعد مرگ
اور سر پہ میرے سو من خاک پتھر ہوگیا

اشک کے بدلے لہو روتا ہون مین شام و سحر
نوک مژگان کا تصور دل کو نشتر ہوگیا

مار ڈالا آمد و رفتِ نفس نے ہجر مین
دم مرے سینے مین موج آب خنجر ہوگیا

جانتا تھا کون پہلے یوسفِ ثانی تجھے
چاہنے سے میرے تو مشہور گھر گھر ہوگیا

حد بھی کوئی گریہ و زاری کی ہجر یار مین
آج اے تسلیم روتے تجھکو دن بھر ہوگیا

کیونکر کہون وہ فتنۂ محشر نہین ملتا
ملتا ہے مگر دل سے ستمگر نہین ملتا

قاتل تو کہان خستہ دلون سے شبِ فرقت
خنجر بھی گلے سے کبھی دم بھر نہین ملتا

وحشت مجھے اس دشت مین لائی ہے جہان آہ
سر پھوڑنے کو ایک بھی پتھر نہین ملتا

خورشید کا عالم ہے مرے رشک قمر مین
ملتا ہے اگر دن کو تو شب بھر نہین ملتا

لیتا درم داغ جگر دے کے مقرر
افسوس کہین مول مقدر نہین ملتا

کیا چین سے نیند آئیگی مغموم کو تہ خاک
سنتا ہون یہان بالش و بستر نہین ملتا

خط بھیجے ہین اتنے کہ پئے نامہ بری اب
عنقا ہے زمانے مین کبوتر نہین ملتا

مے پینے مین ساقی نہین پروائے تکلف
چلو مجھے کافی ہے جو ساغر نہین ملتا

اونچا ہے سر تیغ دم ذبح بھی دیکھو
مظلوم سے سرکش کبھی جھک کے نہین ملتا

ہر بات مین وہ ناز اٹھاتے ہین عدو کی
ایسا ہمین افسوس مقدر نہین ملتا

لائے نہ کبھی شکوہ بیداد زبان پر — یوسف سا زمانے مین برادر نہین ملتا
رہتا ہے مرے ساتھ مگر ننگ سمجھکر — سایہ بھی مرا مجھسے لپٹ کر نہین ملتا
یاد موت ہی آتی نہین فرقت مین الٰہی — یا ضعف سے میرا تن لاغر نہین ملتا
وہ ننگ جہان ہون کہ ترے ہجر مین اے یار — چہرے کا مرے رنگ بھی اودر نہین ملتا
ٹھنڈا ہو کلیجہ تب اندوہ سے کیونکر — سینے سے کبھی یار لپٹ کر نہین ملتا

تسلیم ہین یاران جنون شوق کے پتلے
کس روز بگولا گلے اوٹھکر نہین ملتا

طوق ہمنے جو گلے مین کبھی ڈالا ہوتا — مرکے بھی صورت قمری نہ نکالا ہوتا
نہ سہی وصل کبھی بوسے پہ ٹالا ہوتا — آپ سے کوئی تو ارمان نکالا ہوتا
اس نکھرنے کا مزہ جب تھا کہ آگے تیرے — شکل آئینہ کوئی دیکھنے والا ہوتا
لذت درد مین کچھ دن تو بہل جاتا مین — کاش زخم دل صد چاک ہی آلا ہوتا
داغ ہی سہی جو غرض تھی تو مری پہلو مین — دل نہ ہوتا یہ کسی باغ کا لالا ہوتا
گھورتا تو مین بتون کو نگہ حسرت سے — نہ سہی کعبہ کوئی پاس شوالا ہوتا
وصل مین ہجر کی ہوتی جو خبر سینے سے — ساتھ ارمان کے دل کو بھی نکالا ہوتا
پوچھتا نسبت فرزندی آدم جو خدا — میرے بھی ہاتھ مین جنت کا پیالا ہوتا
بیخبی عالم طفلی کی جوانی مین کہان — کاش ہمنے نہ کبھی ہوش سنبھالا ہوتا
طعنہ زن ہوتی اگر شرم رفیقان جنون — ہمنے کانٹا بھی نہ تلوون سے نکالا ہوتا
ساتھ دیتا نہ محبت مین وہی دل کی طرح — مین نے پہلو سے لگا کر جسے پالا ہوتا
مین تھا وہ نعش جگر دفن جو کرتے احباب — جسم سوزان دہن گور کا چھالا ہوتا
گھورتا ہے نگہ شوق سے اونکو ای کاش — دیدہ روزن دیوار مین جالا ہوتا
غم تو کھاتا نہ شب و روز مجھے فرقت مین — جیتے جی گور کے منھ کا جو نوالا ہوتا

مَین قدم وادیِ وحشت جو مین رکھتا تسلیم
ٹوٹا پھوٹا سرِ ہر خار پہ چھالا ہوتا

ہوے جوان وہ جب ربط مین فتور آیا
شباب ساتھ لیے حُسن کا غرور آیا

شبِ فراق مین دونون نے کی کمی ہمسے
نہ آئی موت نہ وہ شوخ پُر غرور آیا

صدا جو غیر کو دی یار نے تو محفل مین ۴
پکار اوٹھا یہ دلِ خود غرض حضور آیا

لیا جو نام پری کا پڑی جبین مین شکن
چڑھائی تیوری زبان پر جو ذکر حور آیا

دکھایا لطف و رنگی مئے صبوحی نے
خمار دور ہوا آنکھون مین سرور آیا

دلِ کلیم کے ہوتے ہوے خدا کی شان
پسند جلوہ فروشی کو کوہِ طور آیا

یہ مجھسے شوقِ اسیری مین سبکو نفرت تھی
کہ دام تک مرا سایہ بھی دور دور آیا

نہ پوچھو پیرِ خرابات کے تصرف کو
وہان سے نشے مین شیخِ حرم بھی چور آیا

ستم کے نام سے محشر مین لوٹ بگڑتا ہے
خدا کے سامنے کیا بنکے بیقصور آیا

مئے شباب نے بیہوش کر دیا مجھکو
شعور ہی نہین جس روز سے شعور آیا

سوالِ عشقِ بتان سے ڈرا جو دفن کو وقت
فرشتہ گور مین کہتا ہوا لغفور آیا

ملا نصیبون سے وہ یار جھڑکیان تو کہان
کبھی قریب لبون کے نہ لفظِ دور آیا

ہوا یہ مردمِ دیدہ کو دیکھکر پیدا
عدم سے پردہ ظلمت مین چھپکے نور آیا

بڑی امید تھی محشر مین سامنا ہوگا
وہان بھی کام نہ میرے مرا قصور آیا

نہ جیتے جی کبھی جسنے خبر لی اے تسلیم
وہ فاتحے کو تری قبر پر ضرور آیا

ستم پر تم ستم ایسا کرنا
مِلا کر خاک مین برباد کرنا

سکھایا منہ لگا کر ہمکو ظالم نے
لبِ خاموش سے فریاد کرنا

ابھی سوچا نہ صیاد اے عنادل
ذرا دم کو لیے فریاد کرنا

نکل جائے تمنا جان کے ساتھ ذرا منھ اس طرف جلاد کرنا
جب آئے دل کسی دشمن کے بس مین ۴ ہماری بیکسی تم یاد کرنا
جوانی مین کرین کیا توبہ واعظ دم پیری یہ تم ارشاد کرنا
مین صدقے کم سنی کے ہائے اوسکو ابھی آتا نہین بیداد کرنا
رہون کیا گھر مین اے خانہ خرابی مجھے ویرانہ سے آباد کرنا
بہار آئے تو اے صیاد ہمکو گھڑی بھر کے لیے آزاد کرنا
نہ تھا اے آسمان مین گردِ دامن مجھے لازم نہ تھا برباد کرنا

پھنسا ہے سیکڑون آفتمین تسلیم
الٰہی اسکی تو امداد کرنا

بیحس کو مزہ درد کا حاصل نہین ہوتا تصویر کے پہلو مین کبھی دل نہین ہوتا
ہون تفرقۂ بخت سے محرومِ شہادت جب موت مری آتی ہی قاتل نہین ہوتا
دیکھا نہ کبھی تشنۂ جاوید کو سیراب طوفان سے بھی تر لبِ ساحل نہین ہوتا
آوارہ مزاجون کو نہین قیدِ مکان کی نالہ کبھی پابندِ سلاسل نہین ہوتا
ہر چند کہ ہون عشق مین مین آپ سے غافل ۴ پر آپ سے دم بھر کبھی غافل نہین ہوتا
لونڈے کے عالم مین پھری جاتی ہی پتلی سچ ہے کوئی اپنا دمِ مشکل نہین ہوتا
کہدیتے ہین خدام کہ جا شیخ حرم ہو جو دیرِ مغان مین کسی قابل نہین ہوتا
کیا جانیے کیا بن گئی دم بھر کہ چمن مین دو روز سے وہ شور عنادل نہین ہوتا
کیا کیا مین لگاتا ہون گلے پیار سے لیکن اسپر بھی مرا خنجرِ قاتل نہین ہوتا
عشرتکدہ رکھتے نہین ارباب تحیر آئینے کا گھر قابلِ محفل نہین ہوتا
کس دن نہین پہلو مین تڑپتا دلِ مجروح کس وقت دم اپنا دمِ بسمل نہین ہوتا
اے قیسِ حزین آہ کے جھوکون سے اُلٹ دی کچھ بارِ گران پردۂ محمل نہین ہوتا

قربان حباب لب دریا کہ پے سیر
محتاج دم خنجر قاتل نہین ہوتا

کیا تاب قمر کی جو کرے حسن کا دعوی
خورشید کسی روز مقابل نہین ہوتا

طے کرتی ہے بے جنبش پا راہ فنا کو
شبنم کو غم دوری منزل نہین ہوتا

کیا غیرت ساحل ہی کہ اس تشنہ لبی پر
دریا سے کبھی قطرہ کا سائل نہین ہوتا

نافہم مخاطب سے ملے داد سخن کیا
تصویر کا منھ بات کے قابل نہین ہوتا

کب اہل کے گلے موت مری پھر نہین جاتی
کسدن خط خنجر خط باطل نہین ہوتا

ممسک کو دیا چرخ نے خرمن تو ہمین کیا
یک دانہ کبھی ماہ سے حاصل نہین ہوتا

کیا بدر ہلال سپر یار ہو تسلیم
ناقص کبھی تقلید سے کامل نہین ہوتا

اک آفت جان ہے جو مداوا مرے دل کا
اچھا کوئی پھر کیون ہو مسیحا مرے دل کا

آتش زدہ عشق ہون مین روز ازل سے
اک داغ تمنا ہے سویدا مرے دل کا

اچھا دم محشر بھی نہ ملنا مگر ابتو
توڑ و نہ مری جان سہارا مرے دل کا

کیون بھیڑ لگائی ہے مجھے دیکھ کے بیتاب
کیا کوئی تماشا ہے تڑپنا مرے دل کا

بازار محبت مین کمی کرتی ہے تقدیر
بن بن کے بگڑ جاتا ہی سودا مرے دل کا

اک مین ہون کہ ہون شوق مین ہر دم ہمہ تن گوش
اک تم ہو کہ سنتے نہین کہنا مرے دل کا

بالین پہ اطبا ہین نہ عیسیٰ کئی دن سے
اللہ کے ہاتھون ہی مداوا مرے دل کا

مدت ہوئی جلکر تب فرقت سے ہوا خاک
اب کیا ہے جو تم کرتی ہو دعوی مرے دل کا

قسمت نہ کہے کہ مرا داغ نہ مجھے دو
محشر مین تو رکھ لیجیے پروا مرے دل کا

اغیار تو کیا یار نے بھی تا دم آخر
جانا نہ مری باتون سے آنا مرے دل کا

کم حوصلہ بیتاب و توان کہتے ہو لیکن
اسپر بھی نہین چھوڑتی پیچھا مرے دل کا

کچھ کام نہین ہی تو حسینون مین جسٹ کیون
دن رات کیا کرتے ہو شکوا مرے دل کا

کہنے سے خفا ہوتے ہو اغیار کی ضد سے
پھر تمنے تو چھیڑا وہی جھگڑا مرے دل کا

گر وہ نہ ہوے فیصلہ حشر پہ راضی
کیا ہوگا پھر انجام خدایا مرے دل کا

بیتابیِ پیہم جو یہی ہے تو مقرر
سیماب بھی ہوگا کوئی پارا مرے دل کا

ہوگا کہین آوارہ و برباد و پریشان
کیا پوچھتے ہو مجھسے ٹھکانا مرے دل کا

اللہ ری بیرحمیِ یار ستم ایجاد
جھوٹون بھی کبھی حال نہ پوچھا مرے دل کا

واعظ کی بھلا شعلہ بیانی سے ڈرون کیا
دوزخ بھی کوئی ہوگا شرارا مرے دل کا

اک چشمہ ہے آنکھون کا مری چشمۂ کوثر
اک داغ ہی فردوس معلّی مرے دل کا

کیا کوہکن و قیس کو دیتے دمِ تقسیم
حصّہ تھا غم حوصلہ فرسا مرے دل کا

کہتا ہے دمِ نزع شبِ ہجر کے قصّے
نکلا ملک الموت شناسا مرے دل کا

اک طرفہ تماشا ہے شبِ غم مین سحر تک
رونا مرے غمخوارکا ہنسنا مرے دل کا

گو مین نہ رہون محفلِ جانان مین مگر روز
تسلیم یون ہی ذکر رہیگا مرے دل کا

وہ روز گھر مین غیر کے مہمان ہی رہا
امیدِ وصل سے مین پشیمان ہی رہا

باغِ جہان مین غنچۂ تصویر کی طرح
ہنسنے کا عمر بھر مجھے ارمان ہی رہا

اب کیون ہی بیوفا یہ لگاوٹ کہ سینے مین
دل ہی رہا نہ دل مین وہ ارمان ہی رہا

اوڑتی ہے اور خانہ خرابی سی گھر مین خاک
آباد ہونے پر بھی یہ ویران ہی رہا

دستِ جنون نے خوب سبکدوش کر دیا
دامن ہی رہ گیا نہ گریبان ہی رہا

سب کچھ گذر گئی مگر ابتک وہ بیوفا
اپنے بلا نصیب سے انجان ہی رہا

وہ تھا سیاہ بخت کہ مانند زلفِ یار
جبتک رہا جہان مین پریشان ہی رہا

آئی نہ بھول کر بھی ہوائے وطن کبھی
غربت زدون کا دشت بھی سنسان ہی رہا

ہر دم اشارے بات کو ترسا تمام عمر
آئینہ روبرو ترے حیران ہی رہا

کعبے سے تبکدے کو گیا بھی تو کیا ہوا
مین دیکھتا وہان بھی تری شان ہی رہا

اب کیون ہین مجھسے برہمن و شیخ بدگمان
کافر ہی مین رہا نہ مسلمان ہی رہا

ہر چند ہو رہا تھا رقیبون کا وہ مگر
اس پر بھی سادگی سے مین قربان ہی رہا

اللہ ری بدگمانیِ الفت کہ عمر بھر
اونکے مری زبان پہ ستر آن ہی رہا

میدانِ عشقِ یار مین سب جی چُرا گئے
اک سر خرور ہا تو یہ انسان ہی رہا

میلہ پر یر خون کا سحر پر ہوا کیا
اپنا سرِ مزار پریستان ہی رہا

کھولا نہ مُنھ کفن سے پسِ مرگ حشر تک
اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہی رہا

رونا نہ کم ہوا دمِ پیری بھی عشق مین
بر پا حباب چشم سے طوفان ہی رہا

تسلیم اِن بتون کی محبت مین عشق مین
باقی رہا نہ دین نہ ایمان ہی رہا

ہمسے رندون کے لیے حشر کا دھڑکا کیسا
غمِ امروز نہین ہے غمِ فردا کیسا

اب سرِ گور یہ مُنھ ڈھانک کے رونا کیسا
اب مریجان حیا کاہے کی پردا کیسا

بوے گل ہین یون ہی مٹجائینگے ہو کر برباد
صفتِ نقشِ قدم خاک مین ملنا کیسا

کوچۂ یار سے اوٹھکر نہ گیا جنت کو
دم دیا شیخ حرم نے مجھے کیسا کیسا

گور پر آؤ پڑھو فاتحہ نادم ہو عبث
اب خیالِ گلہ و رنجش بیجا کیسا

آئین گر جامہ دری پر یہ مرے دستِ جنون
دامنِ حشر نہ ہو دامنِ صحرا کیسا

کی فقط نجد مین چل پھر کے بسر عمر عزیز
قیس کم حوصلہ تھا بادیہ پیما کیسا

ضعف سے آپ مین آنا ہی جو مجھکو دشوار
آپ ہی کیجیے وہان خواب مین جانا کیسا

جلوہ گر کوئی تو ہے آج سحر پر ورنہ
ظلمتِ گور مین یہ نور کا تڑکا کیسا

تیرے ہاتھون ہی تری عہد مین جھوٹونکو فروغ
چور منہدی کا بنا ہے یدِ بیضا کیسا

راحتِ خواب کا طالب ہی عبث عشق مین دل
جب لگی آنکھ پھر آرام سے سونا کیسا

ریاض

تم نہا کر نکل آئے تو غمِ فرقت مین
سر ٹپکتا ہے حباب لب دریا کیسا

مین جو سمجھا ہون وہ سمجھا ہون مجھے اے ظالم
جانتا ہے ستم حوصلہ فرسا کیسا

عہدِ پیری مین کہان دشت نوردی کی امنگ
اب وہ زورِ قدمِ آبلہ فرسا کیسا

روز کہتے تھے کہ مرتا نہین تو مر بھی گیا
اب سرِ نعش ہے یا تم دغوغا کیسا

جو گذرتی ہے گذرتی ہے کہین کیا دل کی
تم سے بیرحم سے اظہارِ تمنّا کیسا

وعدۂ وصل غضب ہے بتِ کم سن کے لیے
اُتر اجاتا ہے سر شام سے چہرا کیسا

چارہ گر ہاتھ اوٹھا چارہ گری سے میری
مجھ مین اب کیا ہے دوا کیسی مداوا کیسا

لاکھ پوچھا نہ کہا دل نے نکیرین سے کچھ
مرکے بھی یادِ رہا راز چھپانا کیسا

کیون نہ دلکش ہو گلستانِ جہان اے تسلیم
یہ تو سمجھو کہ ہے خود وہ چمن آرا کیسا

کل مرا تھا آج وہ بت غیر کا ہونے لگا
وائے قسمت دو ہی دن مین کیا سے کیا ہونے لگا

یاد میری آگئی منھ پھیر کر رونے لگے
انجمن مین اونکی جب ذکرِ وفا ہونے لگا

اسقدر ہے بدگمان ظالم کہ ہنگامِ خرام
کچھ سمجھکر سایے سے اپنے خفا ہونے لگا

ہائے کب اُسنے نکالی اپنے پیکان کھینچکر
درد کی لذت سے جب دل آشنا ہونے لگا

تیرے آنے سے جو دل عشرت سرا تھا وصل مین
اب وہی دل غمکدہ ماتم سرا ہونے لگا

ناتوانی ہجر مین آتی چلی ہے زور پر
آہ بے تاثیر نالہ نارسا ہونے لگا

نزع کا عالم ہے چھوڑا چاہتی ہے تن کو روح
مدتون کا آشنا نا آشنا ہونے لگا

رنگ لایا چاہتی ہے نوجوانی یار کی
کاکلین بنّے لگین شوقِ حنا ہونے لگا

آہ نے اتنی تو کی تاثیر پیدا اشک مین
بام پر آنے لگے وہ سامنا ہونے لگا

آئینہ چھوٹا تو چلمن ہاتھ سے چھٹتی نہین
مدتون خود بین رہا اب خودنما ہونے لگا

بام پر جب تک وہ مہرِ حسن ہے سرگرمِ سیر
بھیڑ کیون چھٹنے لگی کیون راستا ہونے لگا

اوسکے آنے کی خبر لائی صبا جب باغ مین
ہوش بلبل بن کے رنگِ گل ہوا ہونے لگا

خوب رویا بیٹھکر واماندگی کی جان کو
جب مری نظر و نسے پنہان قافلا ہونے لگا

وائے قسمت اپنا جھگڑا اضد سے چھیڑا غیر نے
میرا اونکا حشر مین جب فیصلا ہونے لگا

اوسکے کوچے مین چلی سر سے جو بدلی پانون کے
بدگمان کیا کیا ہمارا رہنما ہونے لگا

یہ بھی اے تسلیم ہے برگشتہ بختی کا اثر
جب دوا کی ہمنے درد دل سوا ہونے لگا

گیسو کی محبت مین سنبھلا ہی نہین جاتا
اس پیچ سے کیا نکلون نکلا ہی نہین جاتا

مین ضعف کے عالم مین خط اونکو جو لکھتا ہون
لکھا یہ مقدر کا لکھا ہی نہین جاتا

ہون نقشِ قدم ظالم کیا خاک مین کروٹ لون
پہلو جو بدلتا ہون بدلا ہی نہین جاتا

بے کھٹکے رہے کیونکر صیادِ ستمگر کا
اب تک دل بلبل سے دھڑکا ہی نہین جاتا

ہر چند سمجھتا ہون اچھا نہین غم کھانا
اس پر بھی مرا دیکھو چھوڑا ہی نہین جاتا

کس کس کو نہین لکھتے نامے وہ محبت کے
مدت سے وہان قاصد میرا ہی نہین جاتا

کیا سیرِ چمن دیکھون رشکِ دلِ بلبل سے
گلشن مین قدم مجھسے رکھا ہی نہین جاتا

ہمراہی لیلیٰ مین کس طرح قدم مارے
مجنون سے پس محمل دوڑا ہی نہین جاتا

خورشیدِ قیامت مین رخسار منور وہ
دیکھون تو کسے دیکھون دیکھا ہی نہین جاتا

تنگیِ قفس دیکھو گھٹ گھٹ کے ہمارا دم
مدت سے نکلتا ہے نکلا ہی نہین جاتا

آگے مجھے عیسیٰؑ کے امید شفا کیا ہو
اب تک تری زلفون کا سودا ہی نہین جاتا

کیونکر ترے پیکان کو چھاتی سے لگا رکھون
کچھ زور نہین چلتا روکا ہی نہین جاتا

اونکو ہو خبر کیونکر موقع بھی جو ہوتا ہے
یارون سے مرا قصہ چھیڑا ہی نہین جاتا

اعدا کو مبارک ہو آنا شبِ وصلت کا
مجھسے تو ابھی اونکا پردا ہی نہین جاتا

دیتا ہے مزہ ایسا دل کو غمِ جانانہ
کچھ کل کے لیے مجھسے رکھا ہی نہین جاتا

ہنس دیتے ہین وہ سنکر غصے مین مری باتین
ہر چند بگڑتے ہین بگڑا ہی نہین جاتا

ہون اشکِ چکیدہ مین گر کر سرِ مژگان سے
کیا خاک اوٹھون ظالم اوٹھا ہی نہین جاتا

اِس حال کو پہونچا ہون مُنھ پھیر لیا سب نے
کیا دیکھین مرا عالم دیکھا ہی نہین جاتا

دریاے محبت مین ڈوبا ہون کچھ ایسا مین
ہر چند اوبھرتا ہون اوبھرا ہی نہین جاتا

تسلیم ہزارون ہین دنیا مین خراباتی
میخانے تو کچھ تنہا بند اہی نہین جاتا

دل ہوا زخمی جگر مجروح پیکان رہ گیا
ایک کا ارمان نکلا اک پُر ارمان رہ گیا

چھپ گئے عیب عریانی جنون کے جوش مین
تو مگر ہنسنے کو اے چاکِ گریبان رہ گیا

ظالم و مظلوم کا نبھتا نہین دو دن بھی ساتھ
بہ گیا دل خون ہو کر اور پیکان رہ گیا

پارسائی کیسی اے زاہد تبون کے عشق مین
مین اسی کا شکر کرتا ہون کہ ایمان رہ گیا

صورتِ شیشہ بسر کی ہمنے بیسر زندگی
دیکھتا حسرت سے کیا کیا بارِ احسان رہ گیا

ہمسفر تھا مین ترا لیکن جہان مین کو بکو
ٹھوکرین کھانے کو اے عمرِ گریزان رہ گیا

کیا کہون حالِ غم و شادی کہ اس دل سے مرے
خون رونا تیر نکلا زخم خندان رہ گیا

پھوٹی قسمت آبلون کی دیکھنا موت آگئی
سو قدم جب مجھسے صحرا ے مغیلان رہ گیا

کیا چمک کر آیا تھا ہونے مقابل یار سے
لیکے مُنھ اپنا سا تو رشکِ خورشید رخشان رہ گیا

داغ حسرت نامرادی کاہشِ درد فراق
خانۂ دل مین جو آیا برسون مہمان رہ گیا

خاک بھی ہو کر نہ گردش اپنی قسمت کی گئی
مثلِ ریگ شیشۂ ساعت پریشان رہ گیا

چارہ گر بہر شفا کرتا ہی ناحق دوڑ دھوپ
مجھ مین کیا باقی رہا کیا وقتِ درمان رہ گیا

دور سے دیکھی جو صورت باغ مین صیاد کی
دم کو لیکر خوف سے مرغِ خوش الحان رہ گیا

موت کے آتے ہی ساری گرمیان جاتی رہین
دل جلانے کو فقط اک داغ پنہان رہ گیا

سب عجب مین دیکھکر دستِ جنون کی تیزیان
مجھکو حیرت کس طرح ثابت گریبان رہ گیا

شکر بھی مکلا نہ مرتے دم دہان زخم سے
مرمٹون پر خنجر قاتل کا احسان رہ گیا

قاتلون نے تیر باران مجھکو مقتل مین کیا
کیا کہون کس کس کا میرے دل مین پیکان رہ گیا

اوسکے رخ کو دیکھکر کاہیدگی بڑھتی گئی
ناخن پا بنکے آخر ماہ تابان رہ گیا

ایک مین کیا سیکڑون کافر ہین حسن و عشق کے
بت پرستی کی بدولت کسکا ایمان رہ گیا

لاچلے تھے آہ کے جھونکے غضب فرقت کی شب
جھلملاکر شعلۂ شمع شبستان رہ گیا

آسمان نیچا دکھاتا ہے حسینون کو ضرور
چاہ مین یوسف بھی دو دن آکی مہمان رہ گیا

موت آئی لے گئی روح روان کو سوی خلد
مثل دود شمع کشتہ بیچ پریشان رہ گیا

آینے کو روبرو اوسکے ہوا سکتہ تو کیا
دیکھکر وہ اپنی صورت آپ حیران رہ گیا

مے سے توبہ کی مگر دل سے نہین جاتا خیال
لاکھ دھویا پر بھی باقی داغ دامان رہ گیا

پھول کیا برگ حنا بھی توڑتے دیکھا اگر
ہاتھ ملکر مین ہوا خواہ گلستان رہ گیا

بعد مردن پوچھتے ہین گور مین منکر نکیر
کیا یہان لایا وہان کیا ساز و سامان رہ گیا

ہاتھ جلدی مین نہ آیا کوئی مضمون بلند
اس زمین مین پست تسلیم سخندان رہ گیا

خیر ہوتی جو وہان کوئی مقرر پھرتا
دیر تا صعد نے اگر کی تھی کبوتر پھرتا

محتسب لذت مے سے نہین واقف ورنہ
سر بزانو لیے شیشہ و ساغر پھرتا

بیوفا بھی تو نہین کیون یہ حسینان جہان
پھیر لیتے ہین سر اول سے مجھے دیکھ پھرتا

مانگتا کیا دم پیری مین خدا سے شردت
دن جوانی کے نہ پھرتے جو مقدر پھرتا

بڑھ گئی اور بھی شوریدہ سری اے ناصح
تو نہ بکتا عبث اتنا نہ مرا سر پھرتا

تم کشیدہ ہو دم قتل مقرر ورنہ
یون گلے پر سے رگ رگ کی نہ خنجر پھرتا

پوچھیے کس سے کہے کون عدم کا احوال
ایک بھی مالک عدم سے نہین جاکر پھرتا

دل مین امید تو کچھ ہوتی جو خط رکھ لیتا
نامہ بر آج نہ پھرتا دم محشر پھرتا

سعوش

جستجو مین تری اے جلوہ دہ شمس و قمر
صفتِ سایہ ہون دن رات مین گھر گھر پھرتا

زندگی سے ہی مزہ موت مین بڑھکر ورنہ
تشنہ لب آبِ بقا سے نہ سکندر پھرتا

طائرِ قبلہ نما کاش بناتی تقدیر
منھ نہ کعبے کی طرف سے کبھی دم بھر پھرتا

پھیر دیتا چھری گردن پہ گلے پر تلوار
قول سے اپنے مگر تو نہ ستمگر پھرتا

گر بھلا دیتی وطن وادیِ غربت کی فضا
وہ گلی پھرتی نہ آنکھون مین وہ گھر پھرتا

صفتِ مہر مجھے دی ہی فلک نے گردش
رات بھر چین سے سوتا ہون مین دن بھر پھرتا

یون گذرگاہِ خیالِ رخِ محبوبِ دل
آئینہ خانے مین جیسے ہو سکندر پھرتا

بنگیا شعلۂ شمعِ رخِ محبوب کا خال
دلِ پرسوز جو پھرتا بھی تو کیونکر پھرتا

ہون وہ سرگشتہ اگر دفن مین ہوتا تسلیم
آسیا بن کے مری قبر کا پتھر پھرتا

یہ داغ داغ سراپا مین دردمند ہوا
کہ مثل نے لبِ فریاد بند بند ہوا

جواب دے نہ سکا کھولیا جو باتون مین
کھلی زبان مری منھ عدو کا بند ہوا

کہا یہ دیر مین یارون نے دیکھکر مجھکو
خدا کا بندہ بتون کا نیازمند ہوا

شبِ وصال مین ہمسے نچا رہا وہ شوخ
قریب جتنے گئے فاصلہ دوچند ہوا

نظر مین تا کہ نشیب و فراز دہر رہے
زمین پست ہوئی آسمان بلند ہوا

مزہ دیا یہ محبت کی تلخکامی نے
کہ زہر بھی شبِ فرقت مین مجھکو قند ہوا

دیے جو صد دعائین ہزارون مین اوسکو
وفا کا حوصلہ بیداد سے دوچند ہوا

وہ شہسوار جو آیا ہوئی نہ دید نصیب
غبارِ راہ نقابِ رخِ سمند ہوا

کہا عزیزون نے تسلیم دفن کرکے مجھے
قفس مین طوطیِ شیرین مقال بند ہوا

آنکھ ملتے ہی مرا دل مجھسے بدظن ہوگیا
ایک دم مین مدتون کا دوست دشمن ہوگیا

مجھ سراپا سوز کو جب دفن یارون نے کیا
ہفت دوزخ سے زیادہ کنج مدفن ہوگیا

ایک ہی جھٹکے مین دونون سے فراغت مل گئی
ہوگیا ٹکڑے گریبان چاک دامن ہوگیا

کھینچتے ہی میان سے سر جھک گیا پابوس کو
سایۂ شمشیر قاتل بار گردن ہوگیا

وقت آرایش جو دیکھا عارض پرنور کو
مثل برج آفتاب آئینہ روشن ہوگیا

شیخ کعبہ نے بتایا تبکدے کا راستا
خضر راہ مدعا قسمت سے رہزن ہوگیا

گر پڑے آنکھون سے یاد روی رنگین مین جو اشک
دامن دشت جنون گلچین کا دامن ہوگیا

مین نے جو پہنا جنون مین ساتھ مر کر بھی رہا
قمریون کا طوق مجھکو طوق آہن ہوگیا

روز و شب ہے خوبرویون کی دل ویران مین یاد
یہ خرابہ بھی پریزادونکا مسکن ہوگیا

دو گھڑی بھی زینت ظالم نہین گھٹتی ثبات
پنجۂ قصاب پر دم بھر کو جوبن ہوگیا

چیر کر پیکان نکالا قاتل بیرحم نے
سینۂ مجروح مین اک اور روزن ہوگیا

وہ ادائے سادگی عہد جوانی مین کہان
آفت جان کچھ دنون بیساختہ پن ہوگیا

گلفشانی گر یہی ہے شمع تربت کی مری
دیکھ لینا قبر پر پھولون کا خرمن ہوگیا

گر تمنا ہے شرف کی خاکسارون کو نہ چھوڑ
مل کے مس اکسیر سے دم بھر مین کندن ہوگیا

بسکہ ہون مین خوگر ماتم دم جوش نشاط
نغمہ بھی میری زبان تک آکے شیون ہوگیا

کیا خرابات سنین زاہد کی بیجا قیل و قال
پہلے بھی نافہم تھا اب اور کودن ہوگیا

اور بھی بھڑکی لگی دل کی ہجوم اشک سے
آب گریہ آتش فرقت کو روغن ہوگیا

خاک اوڑا کر میری مٹی کی بگولون نے عزیز
بیکسون کا غیب سے تیار مدفن ہوگیا

دیکھنے آیا جو قاتل مجھ چھپایا زخم نے
جنبش مژگان سے اوسکی کار سوزن ہوگیا

ہاے کب آنے کی خصت اوسکی کوچے مین ملی
کثرت نظارہ سے جب بند روزن ہوگیا

آتش گل نے بھڑک کر داغ قمری کو دیا
نخل شعلہ کے برابر سرو گلشن ہوگیا

پوچھتے ہو ماجراے ضعف کیا آنسو کی طرح
گر پڑے ہم جس جگہ اے جان مسکن ہوگیا

خوب دین و کفر سے تسلیم کے واقف ہین ہم
مدتون شیخ حرم تھا اب برہمن ہو گیا

یہانتک عالم ہستی مین مشتاق عدم آیا
کہ پیغام اجل سمجھا جو لب تک میرے دم آیا

بسر کی صورت تصویر نے دل ہمنو دنیا مین
خوشی آئی قریب اپنے نہ اپنے پاس غم آیا

نہ بھولین بعد مرنے کے بھی فریب حسن کی باتین
فسانہ یار کا کہتا ہوا دل تا عدم آیا

وہ لذت آشنائے تلخی تکلیف دوران ہون
کہ سمجھا قند سے بہتر جو لب تک میرے سم آیا

اگر شداد کی تقدیر مین بیگار لکھی تھی
عدم سے جو بنا نے مفت گلزار ارم آیا

سیہ کاری نے دی تکلیف اوسکی جوش حسرت کو
ہماری خاک پر روتا ہوا ابر کرم آیا

مین وہ بیمار بیکس تھا کہ تنہا دیکھکر مجھکو
عیادت کے لیے دوڑا ہوا سینے سے دم آیا

نظر آئی جہان کی بے ثباتی بعد مرنے کے
ہوے بیدار ہم آنکھون پہ جب خواب عدم آیا

سیہ روسر بریدہ چاک سینہ بیجگر بیدل
عدم سے صفحہ ہستی پہ مین مثل قلم آیا

وہ عالم تھا کہ رحم آہی گیا روز جزا آخر
خدا کے سامنے بھی کام اُس بت کا ستم آیا

ہمیشہ دہر کو پاتے ہین روشن ایک عالم پر
ہلال آسمان تجھ مین کہان سے بیش و کم آیا

لحد کو دیکھ اے منعم نہ بھول اس شان و شوکت پر
یہان جم بھی اگر آیا تو بے طبل و علم آیا

تکلف برطرف دونون ہین یکسان وقت میخواری
سفالین جام آیا سامنے یا جام جم آیا

کبھی اونسے جو کہتا ہون کہ چلیے آج میرے گھر
تو فرماتے ہین تو چل مین ترے سر کی قسم آیا

کہانتک عشق بازی اے تسلیم درگذر اب
جوانی چل بسی بڈھے ہوے قامت مین خم آیا

پیری مین سوز عشق فزون شعلہ زن ہوا
آتش زدہ مین صورت نخل کہن ہوا

دشوار و مبرم فن شعر و سخن ہوا
نو مشقی اور بڑھ گئی جتنا کہن ہوا

غربت مین ہم ہوے نہ کسی کو وبال دوش
مور ضعیف بعد فنا گور کن ہوا

شبنم گری تو سمجھے دیا آسمان نے غسل
خاک اوڑھ کے آپڑی تو ہمارا کفن ہوا

طے کر رہا ہون چھوڑ کے دنیا رہ سلوک
رہ کر وطن مین بھی مین غریب الوطن ہوا

دونون ہین لاجواب خموشی کے باب مین
میری زبان ہوئی کہ تمھارا دہن ہوا

راحت وہ پائی ہمنے قفس مین کہ عمر بھر
بھولے سے بھی نہ یاد کسی کو چمن ہوا

عریان رہے نہ وادیِ غربت مین ہم کبھی
تن پر غبارِ دشتِ جنون پیرہن ہوا

مر کر بھی ہمنشینیِ بد سے مفر نہین
آکر جلیس گور مین دزدِ کفن ہوا

کیا منھ دکھاتا پیرِ مغان کو بہار مین
اچھا ہوا ابھی سے مین توبہ شکن ہوا

سوزِ جگر سب اونسے اشارون مین کہدیا
میری زبان شعلۂ شمع لگن ہوا

پھرتی ہی بیخودی لیے مجھکو کہان کہان
اد ھو لیش رفتگی مین بیابان وطن ہوا

اللہ ری مفلسی کہ پسِ مرگ گور کن
اجرت مین اپنی لے کے روانہ کفن ہوا

صیاد و باغبان نے اوجاڑا ہزار باغ
خالی مگر نہ بلبل و گل سے چمن ہوا

اوس شعلہ رو کا پڑ گیا سایہ جو وقتِ سیر
ہر رنگِ لالہ برگِ گلِ یاسمن ہوا

شادی رچائی زخمِ جگر نے جو بعد قتل
تن پر مرے لباسِ عروسی کفن ہوا

رنگین مزاج ہین بچھے کپڑون مین باغ باغ
ہنستے ہین جیسے گل کا قبا پیرہن ہوا

چاکِ ازل کا چارہ نہ آسمان نہین
سوزن سے کب گلون کا رفو پیرہن ہوا

سامانِ عید بعد فنا بھی گلے پڑا
گویا رگِ گلو مجھے تارِ رسن ہوا

آنکھون کو تیری تابِ جمالِ بتان کہان
زاہد تو آکے دیر مین کیون برہمن ہوا

تسلیم وصلِ یار مین کچھ اور ہے دماغ
زلفون کا حلقہ نافۂ مشکِ ختن ہوا

ہمسفر کوئی ہو غربت مین بہل جاؤن گا
لے کے مین داغِ وطن گھر سے نکل جاؤن گا

حشر مین بھی یونہین قربان رہون گا تجھپر
کچھ ترا وعدہ نہین ہون کہ بدل جاؤن گا

یہی وحشت ہی تو رکنے کا نہیں زندان مین — صفتِ نالۂ زنجیر نکل جاؤن گا
عوضِ شیشۂ مے دادِ محشر کے حضور — آبلہ ایک لیے زیرِ بغل جاؤن گا
کشتۂ وعدۂ باطل ہون بکف نکلا دل ہین — یاد کرتا ہین تری لیتہ اجل جاؤن گا
نکہتِ گل ہون مجھے ڈھونڈ مکان اندر — ہار کر پڑ کے کسی سمت نکل جاؤن گا
رازِ دل آئینگے لب تک کبھی مستی مین — کچھ نہیں بادہ نہین ہون جو ابل جاؤن گا
شعلۂ شمع ہون مجھکو ہے خزان ہین پہلو — آگ دیدہ و مجھی اشکون سے مین پھیل جاؤن گا
قطرۂ اشک ہون نظرون سے گرونگا بھی اگر — آتے آتے سرِ مژگان پہ سنبھل جاؤن گا
میری ہستی کا یقین آئیگا کسکو دمِ حشر — آپ کا فقرہ نہین ہون جو نکل جاؤن گا
جب کہا اونسے کہ مرتا ہون کہا بہتر ہے — کفِ افسوس مین آکر کبھی مل جاؤن گا

دمِ پیری مجھے دوزخ سے غرض کیا تسلیم
شجرِ کہنہ ہون بے آگ بھی جل جاؤن گا

ہر گھڑی اچھا نہین اے دل اودھر کو دیکھنا — دیکھ پھر جاتا رہیگا عمر بھر کو دیکھنا
پہلے لے ذوقِ جفا تابِ جگر کو دیکھنا — پھر کسی قاتل کے تیرِ رخنہ گر کو دیکھنا
کچھ تو ایسا لکھ دیا تھا جس سے تھا اوسکا خیال — خط کو پڑھنا مسکرانا نامہ بر کو دیکھنا
یاد کر لینا مرے حالِ دمِ آخر کو تم — جھلملاتے جب کسی شمعِ سحر کو دیکھنا
جب یہی تابِ نظر تھی اے دلِ کم حوصلہ — فرض کیا تھا اُسکے حسنِ فتنہ گر کو دیکھنا
منتظر ہون مجھکو زیرِ چرخ مثلِ نقشِ پا — بیٹھکر دن رات اوسکی رہگذر کو دیکھنا
جھانکتا ہے زخمِ سینہ سے رخِ جلاد کو — لونئی سوجھی ذرا میرے جگر کو دیکھنا
وقتِ رخصت کہتے ہین تم زلف و عارض کی عوض — رات دن کو دیکھنا شام و سحر کو دیکھنا
بھیجتا ہون تجھکو اے قاصد مگر یہ شرط ہے — پہلے میری آنکھ سے اوس فتنہ گر کو دیکھنا
کہتے ہو تو کہا مریگا خیر اچھا یون سہی — دے اگر رخصت عدو آکر سحر کو دیکھنا

عشق کی حیرت نے آئینہ بنایا ہے تجھے
دیکھنا مجھکو اور سر پہرون جدھر کو دیکھنا

انتظار یار مین تسلیم ہمکو رات دن
دیدۂ روزن کی صورت رہگذر کو دیکھنا

ہاے کس ناز سے وہ انجمن آرا اوٹھا
فتنۂ حشر جسے دیکھ کے چلا اوٹھا

فخر سے خار بیابان نے جگہ دی سر پہ
جس طرف سیر کو مین آبلہ فرسا اوٹھا

اوسنے عارض سے ہٹائین جو حرم مین زلفین
مچل ہوا چار طرف کعبے کا پردا اوٹھا

قیس دوڑا اوسے لیلی کا سمجھکر محمل
نجد مین جب کوئی صرصر سے بگولا اوٹھا

رکھدیا سر تہ شمشیر اشارہ پاکر
تجھسے دم بھر بھی نہ قاتل کا تقاضا اوٹھا

کب تغافل نے عیادت کی نہین دی زحمت
اے جب مرمٹے ہم اور جنازا اوٹھا

ناتوانی کا بُرا ہو صفت نقش قدم
جس جگہہ بیٹھ گیا پھر نہ اوٹھایا اوٹھا

عاشق
عاشقی مین بھی طبیعت کی نزاکت نہ گئی
ناز اوٹھانا کبھی غمزۂ بیجا اوٹھا

طاق سے ساغر و مینا تو اوتار اے ساقی
دیکھ وہ سوے حرم ابر کا لگا اوٹھا

روز آتا ہے لیے دام چمن مین صیاد
آب و دانہ مگر اس باغ سے اپنا اوٹھا

تفتہ دل وہ ہون کہ آتش قدمی سے میری
بدلے گرداب کے دریا سے بگولا اوٹھا

دیکھنے کے ہین تری آہ کے جھونکے اے قیس
آج تک محمل لیلی کا نہ پردا اوٹھا

پاس اوس شوخ کے بیٹھا تو بصد شوق و ملال
اور اوٹھا تو لیے داغ تمنا اوٹھا

اب ہے وہ حال کہ منھ ڈھانک دیا یارون نے
ہاتھ ملتا ہوا بالین سے سیحا اوٹھا

شور محشر نے جگایا جو لحد پر آکر
منھ سے نکلا مرے بیساختہ اوٹھا اوٹھا

تھا وہ میکش کہ لحد سے دم محشر تسلیم
ہاتھ مین جام بغل مین لیے مینا اوٹھا

دل مرا تھا کہ گیا گم ہو گیا جاتا رہا
غم تمھین کا ہیکہ ہے جاتا رہا جاتا رہا

ڈھونڈھتا ہی روز و شب لیکر چراغ مہر و ماہ
کیا ترا اے آسمانِ پُر جفا جاتا رہا

ہاتھ اوسنے کب اوٹھایا ہای بالین پر مری
جب دوائین ہو چکین وقتِ دعا جاتا رہا

آج آنکھین تک نہین ملتی ہین کل بیٹھے تھے پاس
وہ ہی دن ہین اسقدر پاسِ وفا جاتا رہا

مدتین گذرین کہ باہم آمد و شد ترک ہے
میرے اونکے اب وہ اگلا واسطا جاتا رہا

غیر سے چھپکر دکھا جاتے تھے صورت گاہ گاہ
ابتو اوتنا بھی سہارا آخر اجاتا رہا

میری ہوتے غیر کے دل کو بنایا کیون ہدف
آخر اے ناوک فگن پیکان ترا جاتا رہا

مین نہین واقف عدم مین کیا تھی دلچسپی مگر
روز دنیا سے اودھر اک قافلا جاتا رہا

مرمٹے ہم مل گئین سب آرزوئین خاک مین
دردِ ناکامی کا بھی اب آسرا جاتا رہا

اوس بتِ کافر کا آنا سوے مسجد قہر تھا
کیسے کیسے پارسا کا اتقا جاتا رہا

دشمنی کیسی لیے اوسنے وہ صدمے بنکے دوست
پیار بھی کرنیکا دلسے حوصلا جاتا رہا

چاک دل ہنستے ہین جب زخم جگر روتا ہی خون
آشنا کو ہاے پاسِ آشنا جاتا رہا

ایسے کھل کھیلے کہ قیدِ وضع تک تمکو نہین
غیر کی صحبت مین پاسِ اقربا جاتا رہا

اِس دلِ گم گشتہ کو اوسکی گلی سے عمر بھر
بیشتر مین ڈھونڈھ لایا بارہا جاتا رہا

اوٹھ گئے کلب علی خان کیا کرین فکرِ سخن
ابتو اے تسلیم وہ سارا مزا جاتا رہا

آئینوالا ہے چمن مین گلِ خنداں کسکا
راستہ دیکھتی ہے نرگسِ حیران کسکا

بخیہ گر پوچھتے ہین چارہ گرون سے میرے
روز ہوتا ہے رفو چاکِ گریبان کسکا

دم دیا ہے حرم و دیر مین کس کافر نے
کلمہ پڑھتے ہین یہ ہر دم مسلمان کسکا

پسِ مردن بھی وہی ہے مری سینے کی خلش
رہ گیا ہے دلِ مجروح مین پیکان کسکا

اِس تجاہل کے مین قربان کہ فرماتے ہین
کون قاتل ہی یہ ہے کینج شہیدان کسکا

دیکھتی بھی نہین منھ پھیر کے پسِ ماندون کو
ڈھنگ سیکھی ہی تو اے عمرِ گریزان کسکا

باغ دنیا ہو کہ فردوس برابر ہے مجھے
یہ چمن زار ہے کسکا وہ گلستان کسکا

کیون یہ بن بن کے بگڑتی ہی بتاؤ تو سہی
پیچ مین لائیگی دل زلف پریشان کسکا

خس و خاشاک بگولون مین کہان سے آئے
ساتھ پھرتے ہین لیے خانہ ویران کسکا

کردیا خانہ خرابی نے برابر میدان
گھر گرائینگے یہ اب دیدۂ گریان کسکا

تیرہ بختان ازل سے ہی وہی نجل فلک
چاندنی بھی نہین مرقد پہ چراغان کسکا

سر بکف سیکڑون جانباز چلے آتے ہین
امتحان آج ہے قاتل سر میدان کسکا

عمر گذری ہی اسیری مین نہ باور ہو تو دیکھ
طوق و زنجیر یہ کسکے ہین یہ ندان کسکا

کسکی آمد ہے کہ مشتاق ہے پتا پتا
ہمہ تن چشم تمنا ہے گلستان کسکا

عہد سے اُس بت کافر کے کبھی ہون دلشاد
کبھی کہتا ہون کہ وہ فتنہ دوران کسکا

ہجر مین کسکی دھوان دھار مین آہین لب پر
آشکارا ہے یہ سوز غم پنہان کسکا

کسکے مہمان تھے آتے ہو کہانسے خوش خوش
سچ کہو آج نکال آئے ہو ارمان کسکا

خاک مین کسکو ملایا ہے فلک ذی عربان
ماہ نو بن کے نکلتا ہے گریبان کسکا

کسکے ماتم مین سیہ پوش نظر آتی ہے
سوگ رکھتی ہی شب شام غریبان کسکا

ادب کوچۂ قاتل جو نہین ہے ہمدم
سر اوٹھانے نہین دیتا ہمین احسان کسکا

مرثے حضرت تسلیم یہی غم ہے مجھے
اب جگر خون کریگی شب ہجران کسکا

ذرہ ذرہ پس کے جسم ناتوان ہو جائیگا
مور کا سایہ مجھے کوہ گران ہو جائیگا

بیکسی پر میری روئیگا عدو بھی بعد قتل
جوہر شمشیر چشم خونفشان ہو جائیگا

بعد مرون قبر پیسیگی ہمارے استخوان
گنبد مدفن بھی اکدن آسمان ہو جائیگا

مر ہی جاؤنگا شب فرقت مین ورنہ اسکے سوا
تم نہ آؤ گے تو میرا کیا زیان ہو جائیگا

گریہی جلنا ہی قسمت مین تو اے دل بعد مرگ
سنگ تربت بھی مرا آتش فشان ہو جائیگا

قتل پر میرے اوٹھینگی سیکڑونکی لوگلیان
نیمچہ اونکا ہلال آسمان ہوجائیگا

حشر مین بھی ہم رہے محروم اپنی داد سے
ہوچکا ہونا تھا جو کچھ اب کہان ہوجائیگا

سچ تو یون ہی چین پیری دل کی قسمت مین نہین
مہربان تم ہوگے دشمن آسمان ہوجائیگا

شکر کر سر حلقۂ رندان بادہ نوش ہے
اور کیا اے شیخ تو پیر مغان ہوجائیگا

ابتو وہ کمسن ہی بوسہ دی بھی دیگا لیکے دل
پھر یہ بے سمجھی کہان جب ہم جوان ہوجائیگا

گر یہی گرمی ہی اونکے حسن آتش رنگ کی
پانی ہوکر کان کا موتی رو ان ہوجائیگا

جل بجھونگا روتے روتے شمع محفل کی طرح
صرف سوز گریہ بیتاب توان ہوجائیگا

دل جگر دونون مین اک قطرہ نہ نکلا خون کا
کیا غلط سمجھے تھے ناوک تر زبان ہوجائیگا

ابتو چپ ہین دیکھنا تسلیم رنگ شاعری
قدردان جب کوئی اپنا قدردان ہوجائیگا

مرنے کے بعد حال مرا ہے شرار کا
طالب نہ ہین کفن کا نہ خواہان مزار کا

اللہ رے اثر نفس شعلہ بار کا
خورشید اک شرار ہی سنگ مزار کا

ہنسنا گلون کا باغ مین رونا ہزار کا
چھوڑا ہوا ہے یہ بھی شگوفہ بہار کا

کچھ کہدو جھوٹ سچ کہ توقع بندھی رہے
توڑو نہ آسرا دل امیدوار کا

لکھے نہین ہین وصف گل حسن یار کے
گھونگھٹ اولٹ دیا ہی عروس بہار کا

دھڑکا ہو کیا فشار لحد کا پس فنا
خوگر ازل سے ہون ستم روزگار کا

مرقد مین دیکھتا ہون مآل حیات و مرگ
پیش نظر ہے آینہ سنگ مزار کا

رنگین مزاج پاک ہین ایذائے دہر سے
الجھا نہ خار سے کبھی دامن بہار کا

رندون مین صوفیون مین خرابات و دیر مین
شہرہ کہان کہان ہی ترے بادہ خوار کا

قربان ہوگا اور کی بانکی ادا پہ کیا
دل ہی نہین رہا وہ ترے جان نثار کا

دشت عدم مین بکے بگولا اور اڑائی خاک
دیکھو تو حوصلہ مرے مشت غبار کا

کس غیرت چمن کی محبت مین ہون اسیر — طوقِ گلو ہے موجِ نسیمِ بہار کا
رودون اگر نہ حرفِ تسلی سے کیا کرون — نشتر ہے مجھکو ذکر شکیب و قرار کا
مرنے کے بعد بھی مری آنکھین کھلی رہین — اللہ رے کسیکو نہ غم انتظار کا
کیونکر ادا کرے گلِ رعنا نہ قبر پر — کشتہ ہون مین دورنگیِ لیل و نہار کا
بیچین رکھتی ہے مری تقدیر کیون مجھے — سیماب ہون نہ شعلہ ہون برق و شرار کا
آنکھون مین قدسیون کے سمایا ہی عرش پر — اللہ رے اوج موج ہمارے غبار کا
کیا شوق ہے کہ قیس حزین کے غبار نے — پیچھا لیا ہے لیلیِ ناقہ سوار کا
برق و شرار مین یہ تڑپ پیشتر نہ تھی — کیا سن لیا فسانہ مرے اضطرار کا

تسلیم کسکے واسطے بیٹھے ہو گھر چلو
کیا اعتبار وعدۂ بے اعتبار کا

قفس مین بیخودی شوق سے بن آئی کیا — خبر نہین کہ اسیری ہی کیا رہائی کیا
شباب حسن ہے آغاز نوجوانی ہے — ابھی سے کرتے ہو ایجان پارسائی کیا
فلک نظر آتا ہے کیون غبار آلود — عدم کی راہ مین یارون نے خاک اڑائی کیا
جواب صاف ہے اونکے ہی کیون مکدر دل — غبارِ خاطرِ آئینہ ہے صفائی کیا
وہ ہمکنار ہے مجھسے بشکل بحر و حباب — مین جانتا ہی نہین وصل کیا جدائی کیا
غضب ہی ناز لگاوٹ ادا محبت کی — ہمارے اونکے بھلا صلح کیا لڑائی کیا

خدا کے بندے ہین تسلیم شرم آتی ہی
بتون کے در پہ کرین روز جبہہ سائی کیا

وہ آتے ہین آئی ہوئی ٹل جاے تو اچھا — فقرہ ملک الموت سے چل جاے تو اچھا
ارمان تو کیا نکلینگے اے چارہ گر درد — دل ہی مرے پہلو سے نکل جاے تو اچھا
موت آئے مجھے یا اوڑھین دنیا سے دراز — دن رات کی یہ رد و بدل جاے تو اچھا

چھیڑو کسی محبوب کا قصہ کہ شبِ ہجر
دم بھر دلِ بیتاب بہل جائے تو اچھا

اوس کوچے مین کاٹے گئے گر پاؤن تو بہتر
سر پہ مرے تلوار بھی چل جائے تو اچھا

کچھ بکنے لگے زاہدِ میخوار تو ہے لطف
مانندِ خمِ بادہ ابل جائے تو اچھا

کیا اشک کو مین دامنِ مژگان سے نکالون
یہ طفلِ یتیم آنکھون مین پل جائے تو اچھا

ہنگامۂ محشر مین دلِ محوِ تماشا
پس جائے تو بہتر ہی کچل جائے تو اچھا

وہ آتے ہین ناکامیِ دل سے مری کہدو
دو چار گھڑی کو کہین ٹل جائے تو اچھا

خیرات کرو بوسہ کوئی دو ہمین مفت
گر ساتھ بھی کچھ حسنِ عمل جائے تو اچھا

آشوبِ گہِ حشر مین لیجاتے ہین دل کو
وحشت زدۂ عشق بہل جائے تو اچھا

کچھ تو ہی بتا چارۂ سودائے سرِ زلف
ناصح یہ مرے سر سے خلل جائے تو اچھا

خالی نہ کرے پیرِ مغان شیخ کو رخصت
اک شیشہ لیے زیرِ بغل جائے تو اچھا

رو لینے دو جی بھر کے نہ پونچھو مرے آنسو
یہ چشمۂ پرآب ابل جائے تو اچھا

تصویر بنے جاتے ہین دامن سے لپٹ کر
یہ دل صفتِ طفلِ مچل جائے تو اچھا

غافل ہی فلک درد درون سے مرے اب تک
نالہ کوئی تا بامِ زحل جائے تو اچھا

خنجر بکف آتے ہین پے قتل غضب مین
اسدم کہین تسلیم جو ٹل جائے تو اچھا

ہاتھ سے اب تک نہ رخِ ساغر و مینا دیکھا
آج کیا جانیے منھ صبح کو کس کا دیکھا

جب کہا آپ نے داغ دلِ اعداد دیکھا
بولے ہان پوچھنے والے کا کلیجا دیکھا

کون سنتا ہے کہون کس سے دلِ کی ساقی
پنبہ در گوش تری بزم مین مینا دیکھا

خستۂ روزِ ازل کا نہین دنیا مین علاج
ہے نہ زخمِ دلِ کل کا نہ مداوا دیکھا

جامۂ نور کو کیا خاک زمین سے نقصان
دامنِ چادرِ مہتاب نہ میلا دیکھا

آپ نے غیر کے کہنے سے کسے ذبح کیا
کس کو تڑپا کے تہِ تیغ تماشا دیکھا

زندگی بھر تپشِ عشق سے فرصت نہ ملی
دل مین ہر روز نیا ایک بکھیڑا دیکھا

بیٹھکر غیر کے پہلو مین سحر تک نہ اوٹھے
رات بھر دیدۂ بیخواب نے رستا دیکھا

ہو گیا خاک تبِ سوز درون سے جل کر
داغ دل پر نہ گھڑی بھر کبھی چھایا دیکھا

تو نہین شانِ صنم خانہ سے واقف ای شیخ
ہمنے قدسی کو یہان ناصیہ فرسا دیکھا

روتے روتے مین اگر سو بھی گیا ہجر کی شب
خواب مین دیدۂ پرآب نے دریا دیکھا

خود بخود مُنھ کو چھپا لیتے ہین ہنگامِ خرام
اپنے سایے سے بھی کرتے اُنھین پروا دیکھا

قطرہ پانی کا نہین اپنے کو دیتا اپنا
عمر بھر خشک لبِ ساحلِ دریا دیکھا

اِن حسینون سے نہ رکھ مہر و وفا کی امید
مین نہ کہتا تھا تجھے اے دلِ شیدا دیکھا

خاک مین ملکے بھی منت کشِ احسان نہ ہوئی
ریگِ ماہی کو نہ شرمندۂ دریا دیکھا

دی پسِ مرگ نہ دو گز بھی زمین ہمنے مزار
بس ترا حوصلہ اے وسعتِ صحرا دیکھا

ایسے خوش خوش چلے آتے ہین حرم سے تسلیم
جیسے تنہا سے گئے نورِ خدا کا دیکھا

کیا کرون ضبطِ مدعا نہ ہوا
شوق میرا تری حیا نہ ہوا

سنتے سنتے وہ حالِ دل بولے
یہ تو قصہ ہوا گلا نہ ہوا

کیا بتاؤن ہے داغ سر سے قدم
دل سے دم بھر کبھی جدا نہ ہوا

آپ مین غیر کے لیے نہ رہا
وہ تو اپنا بھی آشنا نہ ہوا

دشتِ غربت مین تھا وہ سرگردان
کہ بگولا بھی رہنما نہ ہوا

ہم بھی کچھ دل مین آرزو کرتے
ہائے اتنا بھی حوصلا نہ ہوا

خون تو دل کیا مگر افسوس
رنگ تیرا سا اے حنا نہ ہوا

خاک ہونے سے خاک ہاتھ آیا
جب مین تیرا ہی نقشِ پا نہ ہوا

کیا کہین اوسکی گالیون کے مزے
آپ چھیڑا جو وہ خفا نہ ہوا

واے تقدیر دل کہ ساری عمر — اسمین کوئی بھی مدعا نہ ہوا
دشتِ غربت مین تفرقہ ہی رہا — جب ہوئے خانہ آبلا نہ ہوا
جان دیتا وفا پرستی پر — ہاے میرا سا دل ترا نہ ہوا
ہمنے کعبے مین بھی نہ سجدہ کیا — جس جگہہ نقشِ پا ترا نہ ہوا
سمجھے ہم ایک بت ہے زیرِ بغل — دل مین جب کوئی رما نہ ہوا
کیا کریگا وفا کسی بت سے — جب یہ کمبخت دل مرا نہ ہوا
چھیڑ کر جو سنا رقیبون سے — ہاے میرا وہ ماجرا نہ ہوا
روز آغوشِ تنگ مین رکھتا — کیا کرون مین تری قبا نہ ہوا
ہر سون لبیک خوان ہا تسلیم — حج کعبہ کبھی قضا نہ ہوا

ق

پر خدا جانے ہات پرستی مین
کیا مزہ تھا کہ پار سا نہ ہوا

ما کوئی بیتاب و تواں ہو نہین سکتا — روتا ہون تو آنسو بھی روان ہو نہین سکتا
دیکھہ کے سب کہتے ہین کچھ تو کہو آخر — وہ کونسا غم ہی جو بیان ہو نہین سکتا
اجل کوچۂ فردوس نشان مین — مرتا ہون کہ مرنا بھی جہان ہو نہین سکتا
رح نہ زلفین ہون قریب رخِ روشن — شعلے سے رہے دورِ دھوان ہو نہین سکتا
تو کو روزِ قیامت بھی نہین دور — اے جان اگر وصل یہان ہو نہین سکتا
در گردون سے مرے عیب چھپینگے — داغ دلِ مہتاب نہان ہو نہین سکتا
ن نظر آتی ہین تو رک جاتے ہین آنسو — یہ قافلہ راتون کو روان ہو نہین سکتا
رکھہ اپنے سے بھی راہ عدم مین — لے پھر کے خبر عمرِ روان ہو نہین سکتا
ٹھتے ہین مستی مین جو آتا ہے زبان پر — ہمسے ادب پیرِ مغان ہو نہین سکتا
نہین ہر چند چھپاتا ہون غمِ عشق — کہتا ہون تو کمبخت بیان ہو نہین سکتا

سب یاد ہے بھولا نہین اے داورِ محشر
لیکن گلۂ جور بستان ہو نہین سکتا

کس طرح مسی کا لبِ لعلین پہ چھے رنگ
دے آتشِ یاقوت دھوان ہو نہین سکتا

دشوار ہے ٹھہرون سفرِ ملکِ عدم مین
رک جاے کہین عمرِ روان ہو نہین سکتا

مجبور رہون مین طرح سے تسلیم وگرنہ
کہتی نہ کبھی میسری زبان ہو نہین سکتا

آجکل اوج پر ہے گنہگارون کا
دور دورا ہے خرابات مین میخوارون کا

ٹوٹ کر چرخ سے گرنا یہ نہین تارون کا
مینھ برستا ہے شبِ ہجر مین انگارون کا

زخم ہی کھا کے کٹی عمر مری دنیا مین
پرورش یافتہ گویا ہون مین تلوارون کا

ہوتی فردوس مین کیا جانیے کیا رسوائی
رکھ لیا پردہ جہنم نے سیہ کارون کا

کیون اوٹھون کسلیے اغیار اٹھائین مجھکو
سایہ سر پہ نہین کچھ آپ کی دیوارون کا

پھیر دی اور بھی صیاد ستمگر نے چھری
آب و دانہ بھی کیا بند گرفتارون کا

کیا تماشا ہے کہ عیسیٰ بھی فلک سے دمِ نزع
دیکھنے آئے ہین مرنا ترے بیمارون کا

آنکھ کیا ڈالے مرغِ لالہ و گل پر دمِ سیر
دیکھنے والا ترے پھول سے رخسارون کا

حشر مین بھی نہ کرونگا کبھی اقرارِ گناہ
کشتہ ہون مین کسی عیار کے انکارون کا

گردشِ بخت کہان ایسی میسر اونکو
ساتھ کیا دینگے بگولے تری آوارون کا

کم نہین چرخ سے تسلیم شبِ ہجر زمین
طور ہے ہر شررِ آہ مین سیارون کا

سایہ جو زلف کا کمرِ یار تک گیا
مانندِ شاخِ نازکِ سنبل لچک گیا

بیوجہ میرے پاس سے جب وہ سرک گیا
مجھکو ہوا یقین کہ پھرل مین شک گیا

لاتی ہے فرقِ رسمِ محبت مین دل لگی
چھیڑا صبا نے پیار سے غنچہ چٹک گیا

ثابت کیا دہان و کمر کو تمام عمر
لیکن نہ دل سے وہم ہوا کم نہ شک گیا

مرنے کے بعد بھی نہ ہوا سوزِ عشق کم
سنگِ لحد ہزار جگہ سے چٹک گیا

بیساختہ زبان سے نکلا صدا آفرین
پھڑکا مین اس ادا سے کہ قاتل بھڑک گیا

اب تک وہی ہین ترکِ بتان کی نصیحتین
دل ناصحون کی خام خیالی سے پک گیا

پہلو مین اب کہان دلِ خون گشتہ کا پتا
مت ہو نی کہ دیدۂ تر سے ٹپک گیا

اللہ رے خارِ خار تمنا کہ وقتِ نزع
سینے سے دم نکل کے گلے مین اٹک گیا

چھوڑا بتون کو شیخ کے کہنے سے دامِ عقل
شیطان کے فریب مین آکر بہک گیا

کھینچا جو شب کنارِ تصور مین شوق نے
لاکھون جگہ سے پیرہن اونکا مسک گیا

مرنے کے بعد بھی وہی نفرت ہی یار کو
دامن ہماری خاک پر آکر جھٹک گیا

محرومِ اضطراب نے رکھا وصال سے
تیور وہ میرے دیکھ کر دلمین کھٹک گیا

رکھون چھپا کے محتسبِ شہر سے کہان
زاہد بھی اپنا شیشہ مرے سر پٹک گیا

اپنے سے بڑھ کے غیر کو پایا شریکِ درد
ہا ہا ہمارے زخمِ جگر سے چھک گیا

کیا کیا ہے پردہ پوش لباسِ برہنگی
جامے سی جب نکل گئے سب عیب ڈھک گیا

کس درجہ تھی مہیب شبِ تیرۂ فراق
آنکھین چرا کے نورِ نظر بھی کھسک گیا

اے رونقِ چمن ترے دو دن کے ہجر مین
مُنھ سُوکھ گیا گلون کا صنوبر جھٹک گیا

آیا مرا خیال جو وقتِ خرامِ ناز
سایے کو اپنے دیکھ کے بدظن جھجک گیا

سوزِ دروں سے اور بھی لگی دل کی بھڑک اوٹھی
سیلابِ گریہ آگ پہ روغن چھڑک گیا

تسلیم شوقِ وصل جو اونکو رقعہ کیا
حرفون کے حرف نقطے سے نقطہ چھک گیا

پیری مین داغِ عشق جوانی چمک گیا
اپنا چراغ شامِ سحر کو بھڑک گیا

جاتا تھا کعبے رہ پڑا بتخانہ دیکھکر
قدرت خدا کی راہ پہ آکر بھٹک گیا

لکھا جو اضطراب جگر صورتِ سپند
ہر حرف خطِ شوق اوبھر کر چٹک گیا

دنیا مین او سنے کاکل مشکین جو کھولدی
ہر اک حباب صورت نافہ مہک گیا

پائی فروغ حسن کی تیرے جہان خبر
بجلی کی طرح دوڑ پڑا مین لپک گیا

پانے دو میرے نالۂ آتش فشان کو اوج
پوچھونگا پھر کدھر تھا کہان اب فلک گیا

اشک سرشکرہ ہون مجھے گور کیا ضرور
مدفن مرا وہی ہے جہان مین ٹپک گیا

مانند نقش پا مرا اوٹھنا محال ہے
کس سے کہون کہ بیٹھ کے مین اور تھک گیا

خالی نہین ہون درد و جفاے فلک سے مین
زیر زمین بھی لیکے جگر مین کسک گیا

رکھا وبا دبا کے دل بیسا فراق مین
پہلو کئی جگہہ سے ہمارا مسک گیا

وہ ناتوان ہون آنکھون سے دسکی مین جب گرا
تار نگاہ شعبدہ گر سے لٹک گیا

میلے ہین چار سو ہے چراغان مزار پر
جتنا ملا مین خاک مین اوتنا چمک گیا

اللہ رے ظلمت شب فرقت کہ خوف سے
تنہا فرشتہ موت کا آکر جھپک گیا

دشت جنون مین دیکھ کے بربادیان مری
پہلو سے گرد باد بھی اوٹھکر کھسک گیا

بھڑکی ہوئی تھی آتش رنگ حنا یہ رات
شیشہ لیا جو ہاتھ مین اُسنے چٹک گیا

دیکھا جو مجھکو یار نے پوچھا رقیب سے
یہ کون تھا جو دیدۂ حسرت سے تک گیا

چھوڑی نہ محتسب کی عداوت سے مے کشی
کیا ہو گیا جو شیشہ و ساغر پٹک گیا

آمد سنی جو شام شب ہجر یار کی
خورشید ڈر کے بام فلک سے سرک گیا

کیا تاب مدعی کی ملا تا جو ہمسے آنکھ
مثل مژہ نگاہ کے آگے دبک گیا

وہ تشنۂ ازل تھا کہ طوفان نوح بھی
دنیا سے آبرو کو بچاکر کھسک گیا

دل بہ گیا سرشک کہ پردے مین بنکے آب
آنکھون سے خون ہوکے کلیجہ ٹپک گیا

دیکھی تڑپ جگر کی الگ ہو گیا قریب
دل سا رفیق چھوڑ کے پہلو سرک گیا

تیرا بھلا ہو پیر مغان مدتون کے بعد
جی بھر کے پی لی بھر گئی نیت مین چھک گیا

باغ جہان مین رنگ جمانے کے واسطے
تسلیم خوشنوا بھی کوئی دم چہک گیا

ہیچ ہے یہ رنگ و روغن بے سخن تصویر کا
بات کرنے کے نہین قابل دہن تصویر کا

مالدار بے کرم سے روح کو راحت محال
بوے نافہ دے نہین سکتا ہرن تصویر کا

کیا کہین حالِ دلِ پُر سوز و حیران آپ سے
شمع کی پائی زبان جبتک نہ دہن تصویر کا

دیکھتا ہون جسقدر میری ہی ناکامی وہی
مین ہون گویا چشمِ نرگس وہ چمن تصویر کا

ایک بت کی عشق نے کافر بنایا ہے مجھے
آجکل بندہ ہون شکلِ برہمن تصویر کا

رزق بے کوشش نہین ملتا کسیکو دہر مین
آسیا ہے سیر فاقہ کش دہن تصویر کا

خاک پھوٹی قسمتون سے کچھ ملے مٹنے کے بعد
کیا چُرائے رات کو دُزدِ کفن تصویر کا

سوزِ دل را زخموشی خاک سمجھین اہلِ بزم
ہمزبان مین شمع کا تو ہم سخن تصویر کا

مٹکے بھی اربابِ صورت کی یہان ہوتی خراب
گور کب آغوش مین لیتی ہی تن تصویر کا

ہمنے جو پہنا نصیبون سے نہ اوترا عمر بھر
طوقِ قمری تھا گلے مین پیرہن تصویر کا

نقشِ شیرین کوہ پر کھودا ہی تسکین کے لیے
ہو رہا ناکامیون سے کوہکن تصویر کا

زندگانی شرط ہے اظہارِ عشرت کے لیے
قہقہے کا لطف کیا جانے دہن تصویر کا

ساری ایذائین مین جبتک آمد و شد دم کی ہی
سایہ چھو سکتی نہین رنج و محن تصویر کا

آینے مین روے گلگون کی تمھارے دید ہی
چُن رہے ہین پھول اہلِ انجمن تصویر کا

ایک صورت پر بسر کرتے ہین اربابِ سکوت
شست و شو سے پاک دیکھا پیرہن تصویر کا

شکرِ قاتل کے لیے ہلنا بھی مشکل ہو گیا
ہر دہانِ زخم ہے گویا دہن تصویر کا

مر گیا بہزاد شکلِ تیغِ ابرو کھینچکر
رنگ لایا کس غضب کا بانکپن تصویر کا

سجدے کرتا ہون تو کو منھ سے کچھ کہتا نہین
جوشِ حیرت مین بنا ہون برہمن تصویر کا

دیکھکر آئینہ یون باتین نہ کر اعجاز کی
بول اوٹھیگا زبان سے کچھ دہن تصویر کا

زورِ وحشت مر کے بھی باقی ہی اے مانی وہی
سوگھبہ سے چاک ہوگا پیرہن تصویر کا

رات دن وصفِ سراپاے صنم سے کیا ملا
سیکھتے اے کاش تم تسلیم فن تصویر کا

بات کے قابل اگر ہوتا دہن تصویر کا
سنتے ہم تصویر سے رنج و محن تصویر کا

دیکھکر تجھ بن تری گل پیرہن تصویر کا
بنگیا ہر غنچہ حیرت سے دہن تصویر کا

یاد مین ہاوے سکے رخ گلگون کے روتے ہین لہو
خون دل سے سینچتے ہین ہم چمن تصویر کا

بار احسان کا نہین لیتے کبھی رنگین مزاج
پاک ہی لوث رفو سے پیرہن تصویر کا

حسن حیرت خیز سے کھوئے گئے ہین سب کے ہوش
اک مرقع ہے تمھاری انجمن تصویر کا

وہ دل آزردہ ہون جن کی نہین تعلق سے مرے
دست مانی مین ہی کاغذ پر شکن تصویر کا

اہل دانش کی نظر مین بے ہنر جچتے نہین
جوہری کیا خاک دیکھے نور تن تصویر کا

منت گردون سے ارباب قناعت ہین بری
سبز ہے ہارش ہمیشہ ہے چمن تصویر کا

مین وہ وحشی ہون پڑے سایہ جو میرا ناگہان
چوکڑی بھرنے لگے ہر سو ہرن تصویر کا

رنگ کی پرواز نے کاغذ کو سادہ کردیا
چھٹ گیا تصویر سے میری وطن تصویر کا

لطف بخشے کا نہین رکھتا اگر مثل کفن
دشمنون کو ہو مبارک پیرہن تصویر کا

اہل صورت کو کمال باطنی حاصل کہان
قابل نشو و نما کب ہی چمن تصویر کا

مین جدا دن رات ہون ہر وقت وہ پیش نظر
مجھسے بہتر ہے مقدر جان من تصویر کا

کج ادائی اوسکی ہے پر تو فگن دل مین مدام
دیکھتا ہون آئینے مین بانکپن تصویر کا

کیا سنے فریاد بلبل کیا کسیکو دے جواب
گوش گل پایا ہی اس گل نے دہن تصویر کا

منت دست جنون لیتی نہین رنگین ادا
آپ ہوجاتا ہے ٹکڑے پیرہن تصویر کا

جان کے پڑتے ہین لالے دیکھتا ہو جو اوسے
قتل کرتا ہے ہر اک کو بانکپن تصویر کا

دل کی بہلانے کو ہمنے اوسکے بیداد خزان
صحن خانہ مین بنایا ہے چمن تصویر کا

کیا مراد دل بر آئی ان بتون سے دیر مین
چومتا ہی پاؤن کیون ہر برہمن تصویر کا

ہون بصیبت دوست پھر منھ سے نکلجائے نہ کچھ
کہدو مانی بیزبان کھینچے دہن تصویر کا

عرض ہے تسلیم کی ہی بادشاہ بت شکن
منھ نہ دیکھون حشر تک سایہ فگن تصویر کا

ڈھنگ سیکھا ہے نیا بیرحم نے بیداد کا — سُنکے ہنس دیتا ہے نالہ عاشقِ ناشاد کا
آسمان ٹوٹے الٰہی ہو بُرا صیّاد کا — فصلِ گل مین گھر اوجاڑا بلبلِ ناشاد کا
جُز خدا ہو کون حافظ بلبلِ ناشاد کا — ہر چمن مین جال ہے بچھا ہوا صیاد کا
کیا تعجب اس چمن مین ایک دن بجلی گرے — عرش تک جاتا ہے نالہ بلبلِ ناشاد کا
کونسی بلبل الٰہی پھنس گئی ہی دام مین — خانۂ صیاد مین غل ہے مبارکباد کا
قیس کی دیوانگی پر کیون نہ مجھکو فخر ہو — نامور شاگرد سے ہوتا ہے نام اُستاد کا
تنگیِ کنجِ قفس سے کیا عجب گھٹکر اگر — دم نکل جاے چمن مین بلبلِ ناشاد کا
فرقتِ گل مین یہانتک روز و شب نالے کیے — آگیا مُنھ کو کلیجا بلبلِ ناشاد کا
فصلِ گل مین اسقدر شوقِ اسیری بڑھ گیا — بُلبلین خود ڈھونڈھتی پھرتی ہین گھر صیاد کا
سامنے گلچین کے بوسے عارضِ گل کے لیے — حوصلہ دیکھو تو شوقِ بلبلِ ناشاد کا
کونسا بلبل چھُٹا ہے پھنسکے اسکے دام سے — فرطِ غم سے جو کلیجا پھٹ گیا صیاد کا
ایک گل مین بھی نہ پائی آج تک بوے وفا — کچھ عجب عالم ہے اے دل گلشنِ ایجاد کا
سُنکے وہ رونے لگے اے درد مین صدقے ترے — یہ مقدر ہاے میرے نالۂ فریاد کا
ناتوانی مین نہین معلوم اسکو کیا ہوا — لب تک آسکتا نہین نالہ دلِ ناشاد کا
ہجرِ گل مین جان پر کھیلے ہوے ہین بُلبلین — سامنا کس ولولے سے کرتی ہین صیاد کا
بیٹھنا اوٹھنا کہانکا بات کرسکتا نہین — اسقدر ہے ضعف زورون پر ترے ناشاد کا
ابرو ون کو اونکے دیتا ہے مہ نو سے مثال — حوصلہ کیا پست ہی اس چرخِ بے بنیاد کا
برگ گل کو آشیان مین دیکھکر بلبل نہ پھول — کچھ فریب آمیز ہے احسان ترے صیاد کا

آپ اپنے ہاتھ سے تسلیم کاٹینگے گلا
ہم نہ لینگے سر پہ احسان خنجرِ جلاّد کا

درد و غم سے طائرِ قبلہ نما کسدن نہ تھا — چارہ گر یہ اضطرابِ دل مرا کسدن نہ تھا

کب نہ تھا سوزِ محبت سے تمھارے داغ داغ
دل پر طاؤس ای گلگون قبا کسدن نہ تھا

دے رہا ہی لطفِ تازہ کے طعنے کیون مجھے
دل مرا تجھپر فدا اے مہ لقا کسدن نہ تھا

سایۂ دیوارِ جانان مین بسر کی زندگی
سر مرا منت کشِ بالِ ہما کسدن نہ تھا

آجکل سے کچھ نہین افتادگی دلکو پسند
خاک پر افتادہ مثلِ نقشِ پا کسدن نہ تھا

آج کیون ہے اسقدر شکوہ مزاجِ یار کا
بیمروت بیوفا نا آشنا کسدن نہ تھا

عمر بھر مجھکو سکھائی تو نے بوسے زلفِ یار
تیرا احسان میرے سر پر اے صبا کسدن نہ تھا

دل مین ناخن نہ تھا کب سر انگشت منرخ
تشنۂ خون آپکا رنگِ حنا کسدن نہ تھا

وہ مکین دل مین رہا مین دل کا ہر دم پاسبان
سچ تو یہ ہی میرے اوسکے سامنا کسدن نہ تھا

چھیڑ کر بوسے لبِ شمشیر کے لیتا رہا
زخم کھانے کا مرے دلکو مزا کسدن نہ تھا

خوش سبک وضعون سے دیکھے بیشتر نازک مزاج
کب نہین چھیڑا صبا نے گل نما کسدن نہ تھا

سیکڑون پایا کیے صحت ہمیشہ درد سے
اوسکا کوچہ غیرتِ دار الشفا کسدن نہ تھا

بخت کی ناکامیون سے رہ گئے ہم ہند مین
ورنہ اے تسلیم شوقِ کربلا کسدن نہ تھا

کمالِ ضعف سے آخر مرا یہ حال ہوا
کہ برسون آپ مین آنا مجھے محال ہوا

ستم سے رک رہے وہ آگیا عرق تن مین
بُرا ہو ضعف کا کیا مجھکو انفعال ہوا

نہ آئی کام اجل بھی دمِ فراق کبھی
وصالِ یار مین آخر مرا وصال ہوا

بھڑک رہی ہے کچھ ایسی لگی ہوئی دل کی
کہ پیرہن صفتِ قد شعلہ لال ہوا

وہ تشنہ جان مین جگر سوختہ تھا فرقت مین
کہ خونِ دل بھی مرے واسطے زلال ہوا

لبون تک آکے مری جان پھر گئی اولٹی
دروغ وعدہ دمِ نزع بھی وبال ہوا

ہُوا مین صورتِ نقشِ قدم ضعیف ایسا
کہ فرشِ خاک سے اٹھنا مجھے محال ہوا

نگاہِ ناز سے کس شوخ چشم نے جھانکا
کہ مجھکو روزنِ در دیدۂ غزال ہوا

دعاے مرگ بھی لب تک نہ آسکی شب ہجر
نصیب سے مجھے آسان بھی محال ہوا

ملا کے خاک مین بخشی فلک نے نشو ونما
برنگ دانہ اوگا جب مین پائمال ہوا

تمام عمر کٹی مشق شعر مین تسلیم
اگر کمال ہوا بھی تو کیا کمال ہوا

دگرگون حال ہی فریاد و شیون سے زمانے کا
مگر سیکھا فلک نے ڈھنگ تم سے دل دکھانے کا

وہ برباد ازل تھا جب لکھا یارون نے کاغذ پر
ورق اوڑتا پھرا زیر فلک میری فسانے کا

بہار سبزۂ آغاز خط کی آمد آمد ہے
قریب آتا چلا ہی وقت اپنے زہر کھانے کا

اوٹھون کیا خاک مثل نقش پا میرا وہ عالم ہی
کہین مین ضعف سے اپنے نہ آنے کا نہ جانے کا

نہ رکھ محروم احسان جفا سے خاکسارون کو
ابھی باقی ہی زور ای آسمان صدمہ اٹھانے کا

سوا اشک ناکامی زبان تک اف نہین آتی
کوئی پوچھے مزہ شمع سحر سے دل جلانے کا

مصیبت آشنا دونون مین لیکن فرق ہے اتنا
خموشی کا مین خوگر ہے کوئی کام مچانے کا

برابر صانع قدرت کو ہست و نیست عالم ہے
نہ شادی کچھ بنا دی کی نہ کوئی غم مٹانے کا

نہ پوچھو ہجر مین تسلیم جو دل پر گذرتی ہے
بتائین آپ کو کیا ہم سبب آنسو بہانے کا

صدمے پر صدمہ نیا اور اوٹھانا کیسا
کیون مسیحا شب غم زہر کا کھانا کیسا

ایک دم بھی نہین تاب طپش سوز الم
سیکھے اے برق طپان دل کا جلانا کیسا

اُف ری ناکامی قسمت کہ شب وعدہ مین
ہاتھ آیا اوسے مہندی کا بہانا کیسا

رعب حسن رخ دلدار ہے ایسا شب وصل
بات کر سکتے نہین ہاتھ لگانا کیسا

خون دل پیتے ہین کھاتے ہین غم سیر چمن
ہا توانی سے کہان آمد و شد کی طاقت
آپ مین آ نہین سکتے کہین جانا کیسا

لاکھ پوچھا نہ کہا دل نے کسی سے کچھ
مرکے بھی یاد رہا راز چھپانا کیسا

گر نہین مدِّ نظر دام مین لانا دل کا
پاؤن تک سلسلۂ زلف کا آنا کیسا

مین تو کیا محرمِ اسرار بھی اُسکے در تک
کبھی جا سکتے نہین پردہ اوٹھانا کیسا

کہہ گئی کچھ تو حیا آکے مری جانب سے
ورنہ یون مجھسے ترا آنکھ چرانا کیسا

دیکھیے حسنِ عروسانِ سخن ای تسلیم
زلفِ معنی مین کیا فکر نے شانا کیسا

عیش و غم وادیِ غربت مین خدایا کیسا
دھوپ کیسی سرِ پُر شور پہ سایا کیسا

امتحان تو ہوے لاکھون مگر اب تک ہمدم
نہین معلوم کہ اوسنے مجھے پایا کیسا

پڑ گئے چھالے ہزارون تب غم سے مُنھ مین
ہاے یہ نالۂ زبان تک مری آیا کیسا

سب ہین سرشار مین خمیازہ کشِ دردِ خمار
دورِ ساقی نے مجھے دور دکھایا کیسا

رو دیا سُنکے وہ بیرحم و ستمگر آخر
گرم آہون نے دلِ سرد جلایا کیسا

صدقے اس ضعف کے اے کوے صنم ہیچ کہنا
صفتِ نقشِ قدم مجھکو بٹھایا کیسا

بدلے شادی کے ہوا مجھکو قلق اے تسلیم
مژدۂ مرگِ عدو تمنے سُنایا کیسا

مرنے سے کیا ہمارے تمکو ملال ہوگا
وہ ہم نہین ہین پیارے جسکا خیال ہوگا

ہر شب اگر یہی ہین بیتا بیان جگر کی
اِک روز ہجر ہی مین اپنا وصال ہوگا

وہ محوِ مدعا ہون مرجاؤنگا تو شب کو
شمعِ لحد کا شعلہ دستِ سوال ہوگا

پہلے کسے خبر تھی بیداریون مین غش مین
خوابِ خیال ہمکو خوابِ خیال ہوگا

قدرِ شبِ تمنا فرقت مین ہوگی ای دل
ہر روز ماہ ہوگا ہر ماہ سال ہوگا

مین کیا کہون بتون کو پیاسی ہین کیون لہو کے
مذہب مین کافرون کے یہ بھی حلال ہوگا

کیا جانتے تھے ہمدم مثلِ شررِ جہان مین
دم بھر بھی اپنا جلوہ ہمکو وبال ہوگا

اے مرگ اب یہ سمجھے پہلے کسے خبر تھی
مرنا جو کچھ نہین ہے یہ بھی محال ہوگا

لیتا ہے یوان جو بوسے اُس رُخ کے بے اجازت
تسلیم بھی جہان مین بخت خال ہوگا

وہ مجھے دیکھکے گریان کبھی خندان نہ ہوا
تجھسے اتنا بھی سرشک غم پنہان نہ ہوا

یاس کے ناز مجھے روز اُٹھانے پڑتے
شکر ہے زخم جگر قابل درمان نہ ہوا

ننگ ماتم کوئی دنیا مین نہ ہوگا مجھسا
ابر بھی آکے کبھی گور پہ گریان نہ ہوا

گریہی مہر کو تھی جلوہ نمائی منظور
کیا سمجھکر یہ ترا گوے گریبان نہ ہوا

تھا وہ محروم طرب بزم گہ عالم مین
کہ مرا زخم جگر بھی کبھی خندان نہ ہوا

روز لیتا رخ گلرنگ کے بوسے ہر دم
کیا کرون ہاے تری زلف پریشان نہ ہوا

عمر بھر خاک اوڑایا کیا لیکن بیکار
کہ بیابان مری تقدیر سے زندان نہ ہوا

چادر گل نہ لحد پر نہ چراغ بالین
شکر ہے مجھپہ کسیکا کبھی احسان نہ ہوا

لادوا ہے مرض روز ازل دنیا مین
آج تک نرگس بیمار کا درمان نہ ہوا

اوڑتا پھرتا کہین اے دامن صحرا پھٹ کر
شکر کر شکر کہ تو میرا گریبان نہ ہوا

گرمی عشق نے ٹھنڈا یہ کیا تھا کہ کبھی
سنگ تربت بھی کسی دن شرر افشان نہ ہوا

بیٹھ جاتی صفت گرد پریدہ تھک کر
کیا کرون ساتھ مرا عمر گریزان نہ ہوا

کچھ نہ ہونے پہ حقیقت یہ مرے اشک کی تھی
حشر تک خشک سر دامن مژگان نہ ہوا

سرنگون شرم سے مین لاش پہ خندان قاتل
یہ پشیمان ہون کہ وہ اب بھی پشیمان نہ ہوا

کبھی حسرت رہی دل مین کبھی ارمان تسلیم
یہ وہ گھر ہے کہ کسی حال مین ویران نہ ہوا

لب دہن بھر نہ ساقی شراب ناب مین کیا
ہجوم مستی غفلت ہی کم شباب مین کیا

بنا ہون صورت آئینہ جوش حیرت سے
نہین عرض حال کرون آپکی جناب مین کیا

سفر مین بھی نہین توفیق خط کتابت کی
یہی لکھا ہے ستمگر تری کتاب مین کیا

تمام اپنی زلیخا اوسے سنا دونگا
کبھی نہ آئیگا یوسف جمال خواب مین کیا

چمک رہا ہے جو مانندِ آفتاب ای دل
یہ عکس عارضِ ساقی کا ہی شراب مین کیا

لکھا ہی آج تو ہمنے بھی خط مین شوقِ وصال
وہان سے دیکھیے آتا ہی اب جواب مین کیا

ہزار بار بگڑتا ہے اور بنتا ہے
ہمارے دل کا اثر آگیا حباب مین کیا

چھپانے سے نہین چھپتا ہے عارضی جوبن
چمک رہی ہے یہ افشان تری نقاب مین کیا

جنون کا جوش ہی طفلی مین چاک دامان ہون
پھٹیگا اور گریبان مرا شباب مین کیا

مین صدقے تیرے بنا مجھکو اے بتِ بیباک
تو بیحجاب ہی کیون عیب تھا حجاب مین کیا

نہ دم لیا کبھی دم بھر بھی بحرِ ہستی مین
بھرا تھا شوقِ فنا سینۂ حباب مین کیا

خفا وہ بیٹھے ہین تسلیم کس لیے خاموش
نکل گیا ہے ترے مُنھ سے اضطراب مین کیا

کیا کہون مضمون کیا ہے غیب کی تحریر کا
پڑھ نہین سکتا مین لکھا کاتبِ تقدیر کا

مر کے چمکا اور بھی عشقِ رخِ پُرنور دوست
شامیانہ ہے لحد پر ماہ کی تنویر کا

اب تو چپ ہین خون رولائیگا اگر یاد آگیا
رنگ لائیگا کبھی نالہ دلِ دلگیر کا

اولٹی جب اُس مہروش نے ذرہ سی نقاب
رنگ میلا ہوگیا مہتاب کی تنویر کا

پس گئے ہم نوجوانی مین مثالِ نقشِ پا
حوصلہ نکلا نہ کوئی دل سے چرخِ پیر کا

ہیز باتون پر ستم ہی روسیاہی کی دلیل
دوستو بیوجہ مُنھ کالا نہین گلگیر کا

بے ترے ہے زندگانی بھی مجھے ساماں مرگ
ہوگیا ہے دم مرے سینے مین دم شمشیر کا

ناتوانی رخصت آوارگی دیتی نہین
قید ہے زنجیر مین نالہ مری زنجیر کا

آبِ پیکان سے لگی دلکی بجھا دی شکر ہے
مین نہ بھولونگا کبھی احسان یہ تیرے تیر کا

بے سبب تم کیون جھٹک دیتے ہو دامن ناز سے
کیا گمان ہوتا ہے میری خاک دامنگیر کا

دیتی ہے کیا کیا مرے دل کو خلش آٹھون پہر
رہ گیا پیکان مرے سینے مین کسکے تیر کا

عقدۂ تقدیر کو شش سے کھلے تسلیم کیا
کام کچھ کرتا نہین ناخن یہان تدبیر کا

ہنس ہنس کے مجھکو زخم جگر نے رولا دیا
بیٹھے بٹھائے نوح کا طوفان اوٹھا دیا

رنگ حنا نہ تھا دل پامال کو مرے
کیون لیکے ہاتھون ہاتھ گلون نے اوڑا دیا

سمجھے تھے مرکے ہست وعدم سے ملی نجات
واعظ نے اور حشر کا جھگڑا لگا دیا

وہ غمزدہ ہون صورت اشک سر ثرہ
افتادگی نے خاک مین مجھکو ملا دیا

نقش قدم ہون خاک کوئی دستگیر ہو
مٹ ہی گیا جو ہاتھ کسی نے لگا دیا

پیش نظر تھا خواب لحد مین جمال دوست
کیون آکے شور حشر نے ناحق جگا دیا

مرہی گیا مین دیکھ کے آرائشون کی دھنگ
آخر ترے بناؤ نے مجھکو مٹا دیا

ناصح معاف ظلم کرے یار نا کرے
اتنو دل حزین اوسے ہمنے دیا دیا

تسلیم کہیے عہد وفا وہ کدھر گیا
دل لیکے اسکو یار نے جز داغ کیا دیا

کہتے ہو بار بار کہ پیکان چرا لیا
کچھ زخم تو نہ تھا جو مرے دل نے کھا لیا

دل دیکے بوسے لیجیے پیہم شب وصال
کام آئیگا یہی دم محشر دیا لیا

تدبیر وصل کرتے ہین بیکار چارہ گر
بگڑے ہوے نصیب کو کسنے بنا لیا

سیر جنون مین لعل بدخشان جو مل گیا
ہمنے سمجھ کے لخت دل اپنا اوٹھا لیا

اللہ رے انتہاے تمناے وصل دوست
دشمن بھی آگیا تو گلے سے لگا لیا

دیکھی جو اوس نگاہ فسونگر کی تاک جھانک
جلدی سے ہمنے دل تہ دامن چھپا لیا

صدقے مین اپنے حال زبون کے کہ دیکھکر
کچھ رحم آگیا مجھے اوسنے مٹا لیا

تسلیم بدحواسی پیری سے ہے یہ حال
جب کچھ کہا کسی نہ کسی کو سنا لیا

کھل گئی جب آنکھ بیتابی سے دل گھبرا گیا
اور بھی وہ خواب مین آکر مجھے تڑپا گیا

دیکھکر میرا جنازہ بولے وہ صد شکر ہے
مرگیا اچھا ہوا دن رات کا جھگڑا گیا

کاہشِ غم کی کہانی طول ہی کیا کیا کہون
مختصر یہ ہے کہ مجھکو غم تمھارا کھا گیا

ہمسفر ایسا تو ہو راہِ تلاشِ یار مین
ساتھ ساحل نے نہ چھوڑا جس طرف دریا گیا

غیر سے چھپکر وہ آیا رات دم بھر کے لیے
دیگیا کچھ دل کو تسکین کچھ مجھے سمجھا گیا

بے نشان وہ ہون کہ حدِ جستجو سے دور ہون
جسقدر عنقا نے ڈھونڈھا اور گم ہوتا گیا

بیٹھے ہین بالین تربت شرم سے منھ پھیر کر
مرمٹے لیکن نہ اونکا آج تک پردا گیا

چھوڑی کیون تسلیم مے کہنے سے اک فرتوت کے
بن گئی دم پر تمھارے شیخ جی کا کیا گیا

ہمین بھی طائرِ دل کی تڑپ دکھا دینا
خدنگِ ناز ادھر بھی کوئی لگا دینا

بطِ شراب کی صورت لگا کے پر ساقی
مرے بھی ہوش دمِ مے کشی اوڑا دینا

ہزار حیف کہ سمجھا ہے صانع قدرت
بنا کے صورتِ نقشِ قدم مٹا دینا

فروغ زیست ہی مانندِ شمع جلنے مین
پیامِ مرگ ہے ہمدم مجھے ہوا دینا

تڑپ تڑپ کے جو مرجاؤن ہجر مین اے چرخ
چراغ برق مری گور پر جلا دینا

بہت دنون سے کشیدہ ہے کوئی بہر خدا
گلے سے خنجرِ جلاد کو ملا دینا

ستم کے ناز مجھے عمر بھر اوٹھانا ہے
ابھی سے تو غمِ فرقت نہ دل بٹھا دینا

فقیرِ عشق ہون کیا دون مین گالیونکا جواب
مرا تو کام ہے اے بدزبان دعا دینا

یہی اشارہ ہے فوارے کی روانی سے
خزانہ جب فلکِ سفلہ دے لٹا دینا

کوئی تو حوصلہ نکلے بلا سے یون ہی سہی
جلا کے خاک مری خاک مین ملا دینا

پسِ فنا یہ ہوس ہے جو ناز فرصت دے
لگا کے ہاتھ جنازہ مرا اوٹھا دینا

تمھاری شوخ مزاجی سے سیکھی صرصر نے
چراغ تربتِ پامالِ غم بجھا دینا

امید وار ہے تسلیم اے حبیب خدا
یہان کی بگڑی ہوئی تم وہان کی بنا دینا

جو منکر ہین او نھین تم معجزہ اپنا دکھا دینا
مین مرجاؤن تو ٹھوکر سے مرا مُردہ جلا دینا

تمھارا عاشق شیدا ہو مہمان کچھ دمکا
یہ پیغام زبانی اونکو ای قاصد سُنا دینا

عجب یہ دلّگی تمنے نکالی ہے رقیبون سے
رولا دینا کبھی ہنسکر کبھی رو کر ہنسا دینا

تمھارے غم مین تڑپتا ہے یہین ذرا یہ یاد رکھنا تم
ہمین دل سے نہ اپنے اے پری ہرگز بھلا دینا

یہی ہر دم دعا کرتا ہے تسلیم اپنے خالق سے
عذاب مدفن و سوز جہنم سے بچا دینا

چشم حسرت سے نہ اونکو وقت رخصت دیکھنا
میری جانب اے ہجوم یاس فرقت دیکھنا

ایک دان دامن تمھارا ہوگا میرے ہاتھ مین
دور کیا ہے آنے دو روز قیامت دیکھنا

بیکسی ہے مین ہون صحرا ہے شب تاریک ہے
صبح تک مجھکو بلائے شام غربت دیکھنا

چشم مشتاق نظارہ مانع دیدار غیر
دیکھیے لاتا ہے کیا سر پہ مصیبت دیکھنا

وقت کردو نگا متاع آبلہ ہر خار پر
تم دم صحرا نوردی میری ہمت دیکھنا

جھک کے ملنا خفتگان گور سے کیسر ہے
چوم لینا خاکسارونکی جو تربت دیکھنا

پھونکے دیتی ہے امید وصل کو بھی دل کے ساتھ
آتش داغ محبت کی شرارت دیکھنا

مرمٹون کی گور کو جاتا ہے ٹھکراتا ہوا
دوستو اوس دشمن جان کی عداوت دیکھنا

گر نہ تجھکو بھی سحر کردون شب عشرت کی طرح
میری تو صورت نہ ای شام مصیبت دیکھنا

کیا کہون کیونکر تری دیوانے کی کٹتی ہے عمر
جاگتے سوتے نیا سامان وحشت دیکھنا

صبح سے رہنا خیالات جنون مین شام تک
خواب مین شب بھر سواد دشت غربت دیکھنا

دیکھتے ہی دیکھتے حیرت سے کیا عالم ہوا
اے خود آرا اپنے آئینے کی صورت دیکھنا

چار سو ہے محو نظارہ جو رخصت دے غرور
اِس طرف بھی اِک نظر ای بیمروت دیکھنا

ذبح تم کرتے ہو دیتا ہون دعائین مین تمھین
میری اُلفت دیکھنا اپنی عداوت دیکھنا

ایک عالم ساتھ ہوگا آنے دو تابوت کو
اپنے پامالِ جفا کی شان و شوکت دیکھنا

یہ نظر جزا و لیا تسلیم کِسکو ہے نصیب
بیٹھکر خلوت مین تنہا سیرِ کثرت دیکھنا

اے دل بتا تو کون ادھر سے نکل گیا
کِسکا یہ تیرِ نازِ جگر سے نکل گیا

چھپتا نہین ہی ضبط و خموشی سے سوزِ عشق
آخر یہ شعلہ شمع کے سر سے نکل گیا

دو دن بھی نہ خانہ خرابی کی دوستی
آخر غُبار رہن کا مین گھر سے نکل گیا

مجھکو قلق نہین کہ ہوا سینہ کیون فگار
غم تو یہ ہے کہ تیر جگر سے نکل گیا

مُنڈنے سے خط کے اور وہ عارض چمک گئے
گویا سیاہ دھبہ قمر سے نکل گیا

اللہ رے تابِ حُسن کہ بند آنکھین ہوگئین
وہ رشکِ برقِ طورِ جدھر سے نکل گیا

پچھلے پہر جو ملنے گیا شوق مین کبھی
گھر چھوڑکر وہ پہلے سحر سے نکل گیا

ارمان بھی کسی کا دمِ نزع دم کے ساتھ
آنکھون کی راہ کے منظر سے نکل گیا

تسلیم کی خبر بھی نہ آئی جنون مین وہ
جیسے وطن کو چھوڑ کے گھر سے نکل گیا

سُرخ بوسون سے لبِ معجزہ فرما ہوگا
آج حسرت پہ مری خونِ مسیحا ہوگا

نامہ بر کیون مجھے اوس شوخ نے پوچھا ہوگا
اب تو دل بھی نہین رکھتا جو تقاضا ہوگا

کو بکو شکوۂ بیداد جو کرتا ہوگا
مین نہ ہونگا وہ کوئی آپکا شیدا ہوگا

فیصلہ حشر مین کیا اہل وفا کا ہوگا
مدعا اونکا جو ہوگا وہی اپنا ہوگا

ملکے غیرون سے گلے ذبح کرینگے مجھکو
عید قربان کہین ہوگی کہین عشرا ہوگا

ٹوٹ جاتا ہے جو اونی ستمِ ساقی سے
دل نہ ہوگا مری آغوش مین مینا ہوگا

وصل مین دیتے ہین ڈر کر مری باتونکا جواب
چپ رہو چپ رہو کوئی کہین سُنتا ہوگا

خاک مین لوگ ملائینگے لحد پر آکر
جورِ دشمن نے مجھے احسانِ احبا ہوگا

کیا کریگا دلِ پُر داغ کا دعویٰ ظالم
نام کیون لے کے مرا حشر مین رسوا ہوگا

جی بھر آئیگا نہ لو آگے مرے نامِ وصال
حرفِ تسکین بھی مجھے طعنۂ اعدا ہوگا

نام وہ غیر کا لیتے تھے جو پوچھا مین نے
بولے کیا کام تجھے ذکر کسی کا ہوگا

خوب گذریگی مری کنجِ لحد مین تنہا
زندگی ہوگی نہ مرنے کا تقاضا ہوگا

چین کیا آئیگا آیا بھی اگر وہ ظالم
وصل مین بھی سحرِ ہجر کا دھڑکا ہوگا

ہر گھڑی کیون صفتِ محشر و کوثر واعظ
ہان مین سمجھا کوئی سیلاب دریا ہوگا

چارہ گر کچھ تو بہلتا ہے مرا دل اُس سے
درد بھر کا ہیکو ہوگا جو مداوا ہوگا

مین تو کیا غیر بھی نالان ہی ستم سے تیرے
آخر او کافر بدکیش تو کسکا ہوگا

جیتے جی مرگ کی صورت نہ دکھائینگے نصیب
یون ہین مر مر کے شبِ ہجر مین جینا ہوگا

رہنے دے سینۂ مجروح مین یون ہی پیکان
کچھ تو ظالم مجھے مرنے کا سہارا ہوگا

کمسنی کی اونھین غیرت ہی بیان جوشِ شباب
ہائے کیا کیا نہ ابھی خونِ تمنا ہوگا

خبرِ آمدِ جانان ہے کوئی دم مین یہان
پھر وہی ساقی و ساغر وہی مینا ہوگا

سر اوٹھا کر نہ چلو جورِ فلک سے اکدن
صفتِ نقشِ قدم خاک مین ملنا ہوگا

اور تو کیا کہون ناصح جو بکیگا یونہین
ایک دن میری طرح تجھکو بھی سودا ہوگا

سُنکے فریاد مری غیر نے پوچھا تو کہا
کوئی آفت زدہ پامالِ تمنا ہوگا

غیر دیکھینگے مگر ہمسے ستانے کے لیے
روزِ فردا بھی یہی وعدۂ فردا ہوگا

ہوش جانیکا سبب یار سے پوچھا جو کبھی
ہنس کے بولے کہین دل آپ کا آیا ہوگا

مغتنم ہے نفسِ چند یہ صحبتِ تسلیم
حشر تک خندۂ احباب کا رونا ہوگا

جوشِ وحشت نہ ہوا یا مجھے سودا نہ ہوا
کیا کہون مین مری تقدیر سے کیا کیا نہ ہوا

وہ ستم ہوگا جواب تک کبھی صلا نہ ہوا
لے لیا دل بت بیرحم نے اچھا نہ ہوا

پندسے خاک بدل جائیگا انداز جنون
کھیل بیٹھا کوئی ناصح دل شیدا نہ ہوا

بے بلائے شب فرقت مین چلے آئے وہ
شکر صد شکر وہان جاکے مین رسوا نہ ہوا

بدگمانی نہ گئی چھوڑکے دم بھر اوسکو
وصل کی شب مین وہ قسمت سے اکیلا نہ ہوا

عمر بھر ناز مسیحا کے اوٹھانے پڑتے
مرض عشق کے صدقے کہ مین اچھا نہ ہوا

گل بازی کی طرح دیتے ہو صدمے ہر دم
آپکا کھیل ہوا یہ دل شیدا نہ ہوا

تم مسیحا تو بنے دہر مین لیکن اب تک
کوئی بیمار محبت کبھی اچھا نہ ہوا

اپنے رونے پہ یہ ہنستا ہون کہ اتنا ہی چشم
دامن دشت جنون دامن دریا نہ ہوا

ہاے رے شوق دم حشر بھی اوسکی ہی تلاش
آج تک کم اثر پرسش تمنا نہ ہوا

مین نہ مانونگا کوئی وجہ مقرر ہوگی
اب جو پردہ ہے کبھی اور یہ پردا نہ ہوا

چھیڑکر ہمدم مشفق نے کیا گرم فغان
مین لب گور کی طرح آپسے گویا نہ ہوا

بیزبانی کے مین صدقے کہ دم پرسش حشر
کہہ کے حال دل وحشت زدہ رسوا نہ ہوا

ناز اوٹھانے کو ترستے ہو ستم سے اپنے
قتل کرنا تھین عشاق کا اچھا نہ ہوا

ہاے کس ناز سے دل لیکے وہ فرماتے ہین
تو ہمارا یہ ہوا اور تمھارا نہ ہوا

بے حکر صورت تصویر بسر کی تسلیم
مین کسی رنگ مین مشتاق تمنا نہ ہوا

نقش قدم ہون کیا مجھے کوئی مٹائیگا
پامال کرنے سے مرے کیا ہاتھ آئیگا

تربت پہ میری خاک وہ بیرحم آئیگا
بگڑی ہوئی نصیب کی اب کیا بنائیگا

کچھ شمع مین نہین ہون مجھے بزم یار مین
اے سوز رشک غیر کہانتک جلائیگا

زلف سیاہ یار کا اچھا نہین خیال
اے دل تو مجھکو دام بلا مین پھنسائیگا

ہر دم یہ فکر ہے جو ہمارا ہوا وصال
پھر کون صدمۂ شب ہجران اوٹھائیگا

بزم عدو مین شوق نہ لیجا حضور یار
مین رشک سے جلونگا ترا کچھ بنا ئیگا

میرا جنازہ دھوم سے اُٹھے تو خوب ہو
کوٹھے پہ دیکھنے وہ تماشا تو آئیگا

ہے یہ خیال شادی و غم دونون مین ہم
یار آئیگا تو ساتھ رقیبونکو لائیگا

کیا چپ ہون کہ اور بھی رسوا کرینگے لوگ
شور سکوت سر پہ قیامت اوٹھائیگا

دم تک مرے مین تشنہ خون سو لگاؤ مین
خنجر کو اوسکے کون سے گلے پھیر لگائیگا

جاتا ہے سیر کے لیے مقتل کو وہ مسیح
ٹھوکر سے خفتگان اجل کو جگائیگا

اے جوشش گریہ اشک فشانی سے درگذر
کچھ ابر مین نہین ہون کہان تک رولائیگا

فکر سخن مین کس لیے اتنا ہو اضطراب
تسلیم کس کو نالۂ موزون سنائیگا

پانون پڑتی ہے مرے زنجیر کیا
کچھ رہائی کی ہوئی تدبیر کیا

عرض مطلب کا یہ لکھا ہے جواب
آپ کیا اور آپ کی تحریر کیا

قطرۂ خون بھی نہین دل مین مرے
ہائے تر ہوگی زبان تیر کیا

توڑ ڈالینگے جنون کے جوش مین
ہتھکڑی کیا طوق کیا زنجیر کیا

ہم نہ سمجھے صید گاہ دہر مین
دام کیا صیاد کیا نخچیر کیا

مسکرا کر رہ گئے زخم جگر
کہہ گئی قاتل زبان تیر کیا

شیخ کیون محروم رحمت سے رہا
بیگناہی بنگئی تقصیر کیا

عمر ناکامی مین گذری روز حشر
منھ دکھائیگی مجھے تقدیر کیا

سنکے رو دیتا ہے کیون دربان ترا
در پہ دل ہے نالۂ زنجیر کیا

چلتے ہو تم کیون لحد سے دور دور
ہوگی میری خاک دامنگیر کیا

گرم فقرون سے جگر جلنے لگا
پھونک دیگا شعلۂ تقریر کیا

دل مین تو ہی جیسے آئینے مین عکس
مجھسے پردہ اے بت بے پیر کیا

روز ہے پائے جنون آغوش مین — پائی ہے زنجیر نے تقدیر کیا
کچھ مری قسمت نہین ہی وقت قتل — پھیر لیگی مُنھ تری شمشیر کیا

گذری کیونکر وصل مین تسلیم عمر
خطِ تو ام تھا خطِ تقدیر کیا

فراق روح سے تن رشک آسمان ہوگا — یہ وہ مکان ہی مٹ مٹ کے لامکان ہوگا
یہ بجھ گیا ہے دلِ سوختہ کہ بعد از مرگ — چراغ گور بھی میرا نہ گل فشان ہوگا
فراق یار مین رسوا کریگی خاموشی — سکوت بھی مری تقدیر سے فغان ہوگا
فراغ پا سینگے کیا جور چرخ سے مرکر — تہ زمین لحد بھی جو آسمان ہوگا
کچھ اور ذکر کرو ہم قفس نصیبون سے — چمن کے نام سے صیاد بدگمان ہوگا
اسی لیے مین حسینون پہ جان دیتا ہون — کہ جیتے جی مجھے مرنیکا امتحان ہوگا
محیط ہے جو شب و روز گرد عالم کے — فلک نہ ہوگا مری آہ کا دھوان ہوگا
خزان چمن مین گل نیستی کھلائیگی — نہ پھول ہونگے نہ غنچہ نہ باغبان ہوگا

مین شکر قاتل بیرحم کرتا خود تسلیم
خبر نہ تھی دہن زخم بیزبان ہوگا

سودا کبھی ہوا کبھی دیوانہ ہوگیا — دو دن کی مرگ و زیست مین کیا کیا ہوگیا
روئے وہ آج ماتم دشمن مین رشک سے — لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہوگیا
سُن سُنکے نیند آگئی راحت سے وائے بخت — مرنا مرا رقیب کو افسانہ ہوگیا
یارب بُرا ہو واعظ خانہ خراب کا — دل سا مکان ٹوٹ کے ویرانہ ہوگیا
کچھ ضبط کے جو ناز اوٹھاتا ہون وصل مین — کہتی ہین آرزوئین کہ دیوانہ ہوگیا
اوس شمع کو جو سوز محبت کیا رقم — ہر حرف نامے کا پر پروانہ ہوگیا
نیرنگ دہر پیش نظر ہے زمان کیف — ساقی جہان نما ترا پیمانہ ہوگیا

آیا نہین خیال جنون کا یہان ہنوز
ناصح ابھی سے دیکھیے دیوانہ ہوگیا

گیسوے طفل اشک کے اے دل بناؤ دیکھ
مژگان چاک چاک سے کیا شانہ ہوگیا

لاکھون ستم تمھارے وہ کہتا نہین کوئی
قسمت مری کہ راز بھی افسانہ ہوگیا

لبریز کیف اور بھی صدمے سے دل ہوا
شیشہ ہمارا ٹوٹ کے پیمانہ ہوگیا

امید وصل یار ہی جب تک حیات ہی
مین کیون مرون کہ سب کہین دیوانہ ہوگیا

حورین پلاتی ہین مے کوثر جو بعد مرگ
قسمت سے کنج گور بھی میخانہ ہوگیا

اب کیا شراب و شیشہ و ساغر کی آبرو
تسلیم وہ زمانہ رندانہ ہوگیا

کہون کیا ضعف سے مین حال تن اکا
کہ ذرہ بھی ہے مجھکو لاکھ مَن کا

تپشہا ہے درون استخوان کو
بنا یا رشتہ شمع انجمن کا

لب رنگین کا چھیڑا ذکر کسنے
جگر خون ہوگیا لعل یمن کا

بنایا بخت بد نے خار حسرت
نہ صحرا کا نہ مین صحن چمن کا

اگر کھائے تو جانے چارہ گر تو
بتاؤن کیا مزہ زخم کہن کا

مزاج شام غربت ہوگا مایوس
ندو مژدہ مجھے صبح وطن کا

ہوا بر باد مثل خاک مر کر
نہین شرمندہ مین گور و کفن کا

گل سوسن عبث گلچین نے توڑا
یہی تھا خال رخسار چمن کا

رہون مین اونسے ہم آغوش دن رات
الٰہی دے مقدر پیرہن کا

عدم سے کیجیے ثابت عدم کو
خموشی سے پتا پوچھین دہن کا

سنے ہین خون ناحق کے جو طعنے
جھکائے سر ہے تیشہ کوہکن کا

خزان کا نام سنکر مرگئی ہاے
اوٹھا صدمہ نہ بلبل سے چمن کا

نہین کم مر کے بھی رنج اسیری
گلے مین طوق ہے چاک کفن کا

بہت حاضر ہین مشتاقِ شہادت — نکالو حوصلہ کچھہ بانکپن کا
بہار آئی نہین صیاد آیا — مقدر عندلیبِ نعرہ زن کا

مقابل ہو لبِ رنگین سے تسلیم
کہان یہ حوصلہ لعلِ یمن کا

روز جانے سے یار بدظن تھا — شوقِ دل دوستی کا دشمن تھا
کیا سبکدوش ہون مین قتل کے بعد — سرِ شوریدہ بارِ گردن تھا
کسکو روتی تھی باغ مین شبنم — ماتمی کیون لباسِ سوسن تھا
ایک تیرے سوا مرا ظالم — نہ کوئی دوست تھا نہ دشمن تھا
بل بے پاسِ وفا کہ مرکر بھی — مدتون مین غبارِ دامن تھا
کیون مرادِ وصال پر مرتا — نا اُمیدی یہ لاکھ جوبن تھا
نوجوانی مین یون مٹایا ہاے — فلکِ پیر کیا ہی دشمن تھا
کیون مری دھجیان اڑائین چرخ — نہ گریبان تھا نہ دامن تھا
حالِ فرقت کا کیا بیان کرون — رات بھر مین تھا اور شیون تھا
دل جگر دونون جل کے خاک ہوے — جسکو سمجھے تھے سینہ گلخن تھا
کوچۂ یار کی دلائی یاد — دلِ گمراہ سخت دشمن تھا
باتون باتون مین دل کو چھین لیا — یار بھی اِک عجیب رہزن تھا
بے سبب پردہ کیون کیا بیشک — اونکے پہلو مین کوئی دشمن تھا
سرد مہری نے اونکی گرمی کی — ہجر مین گھر بھی مجھکو گلخن تھا
سرو قدمی سے کبھی اوٹھا نہ سکے — اسقدر بارِ طوقِ گردن تھا
عشق نے اور بھی کیا گمراہ — خضر سمجھے تھے جسکو رہزن تھا
سوتے کیا چین سے تہِ مدفن — عیش کا دل وہان بھی دشمن تھا

کیا خطا کی تھی تو نے اے تسلیم
وصل مین کیون وہ تجھسے بدظن تھا

دیکھو احسان جوشِ رحمت کا
دھونے آتا ہے منھ ندامت کا

اپنے بیگانے ہو گئے شاید
دشمنی نام ہے محبت کا

ہجر گیسو مین یاد قامت مین
شب لحد کی ہی دن قیامت کا

تشنہ کامانِ مرگ کو قاتل
آبِ خنجر ہی گھونٹ شربت کا

دل ہی ہوتا جو کہنے مین ناصح
نام لیتا مین کیون محبت کا

پھر شبِ وصل یار ہے ہٹ پر
پھر وہی سامنا ہی آفت کا

میرے ماتم مین پیٹتا سر ہے
رات بھر شعلہ شمع تربت کا

بھاگتا ہون مین اٹھ کے مدفن سے
اثر اب تک ہے جوشِ وحشت کا

وہ دل آزردہ ہون کہ آنکھون نے
خواب دیکھا نہ خواب راحت کا

کیون لگاؤن گلے نہ خنجر کو
حوصلہ دل کو ہے شہادت کا

نہ خلش دل مین رشکِ اعدا کی
نہ گلہ آپ سے عداوت کا

غم سے شرمندہ ہم ہوے تسلیم
حرف نکلا جو منھ سے عشرت کا

جب عروجِ نالۂ آتش فشان ہو جائیگا
شعلۂ جوالہ چرخِ آسمان ہو جائیگا

سینہ سوزی کا اثر مرکر عیان ہو جائیگا
سنگِ تربت خود بخود آتش فشان ہو جائیگا

کون دیگا داد میری حق ہی گر حُبِّ جمال
حشر کو اللہ بھی سوئے بتان ہو جائیگا

کم نہ ہوگی بدگمانی قتل بھی ہو کر مری
ساتھ قاتل کے لہو گھر کر روان ہو جائیگا

ہاے جب کہتا ہون اونسے سوز دل کہتے ہین وہ
چپ رہو راز محبت داستان ہو جائیگا

گر یہی غم کی ترقی ہے تو اک دن دیکھنا
طفلِ اشکِ دیدۂ تر بھی جوان ہو جائیگا

دن جب چھپے آئینگے دشمن کریگا دوستی
غمگسارِ درد اونکا پاسبان ہوجائیگا

مرگ دشمن مین کفِ افسوس کیون ملتے ہو تم
طائرِ رنگِ حنا بے آشیان ہوجائیگا

تم تو کیا دشمن کو بھی ہوگا مرے مرنیکا غم
ماتمی سارا لباسِ آسمان ہوجائیگا

وصل کی شب حشر کے سامان دکھائیگا نصیب
صور کا نالہ مجھے شورِ اذان ہوجائیگا

گر خیالِ روے گلگون کی یہی ہین نکہتین
بے تکلف دل ہمارا عطردان ہوجائیگا

ناتوانی اونکی نظرون سے گرائیگی مجھے
یہ سُبک ہونا مرا اکدن گران ہوجائیگا

شور بیتابی مرا لپٹیگا جاکر چرخ سے
نالہ شبگیرِ مژہ کہکشان ہوجائیگا

پردہ محمل تو اوٹھے دیدِ لیلیٰ کے لیے
ذرہ ذرہ چشمِ قیسِ ناتوان ہوجائیگا

سیرِ حالِ رفتگان کر چشمِ معنی کے لیے
سُرمہ بینش غبارِ کارواں ہوجائیگا

کردیا بیفکر کاہش نے کفن سے بعدِ مرگ
مور کا سایہ ردائے بیکسان ہوجائیگا

خاک سب ڈالینگے اے تسلیم اکدن بعدِ مرگ
دشمنِ جان مجھکو لطفِ دوستان ہوجائیگا

افسانۂ غم وقفِ زبان ہو نہین سکتا
وہ دردِ جگر ہے کہ بیان ہو نہین سکتا

ضعفِ دلِ ناکام بیان ہو نہین سکتا
روتا ہون تو آنسو بھی رواں ہو نہین سکتا

وصفِ دہنِ تنگ بیان ہو نہین سکتا
یہ رازِ نہان مجھسے عیان ہو نہین سکتا

کچھ اپنی کہو یار تری بات کو کاٹے
ایسا تو کوئی سیف زبان ہو نہین سکتا

زیبا ہے اگر دون اسے شمشیر سے تشبیہ
ابرو پہ کمان کا تو گمان ہو نہین سکتا

اس ریش خضابی سے غرض کیا تری زاہد
جو پیر ہوا پھر وہ جوان ہو نہین سکتا

کیونکر مین کہون قتل کریگا مجھے دلدار
وہ دوست ہی دشمن کا گمان ہو نہین سکتا

کس طرح چھپاؤن غمِ دلدار کو دلمین
چہرے سے نمایان ہے نہان ہو نہین سکتا

تصویرِ مصیبت ہون مین نیرنگ جہان مین
ہنسنے کا کبھی مجھپہ گمان ہو نہین سکتا

گو شمع زبان رکھتی ہے شعلے کی مگر کیا
حالِ دلِ پُرسوز بیان ہو نہین سکتا

وہ خوگرِ تکلیف ہون سایے کی طرح مین
گردون بھی مرے سر پہ گران ہو نہین سکتا

وحشت نے بنایا ہے مجھے نکہتِ برباد
کچھ ہو کبھی پابندِ مکان ہو نہین سکتا

کیا خاک کہون پاسِ وفا قفلِ دہن ہے
مجھسے گلۂ جورِ بستان ہو نہین سکتا

مین چھوڑ کے لون آبِ بقا دستِ خضر سے
یہ تو کبھی اے پیرِ مغان ہو نہین سکتا

کیون کچھ نہین کہتا مین دمِ پرسشِ احوال
کیا شکوہ ترا ہے کہ بیان ہو نہین سکتا

تسلیم پسِ مرگ رہیگا مرا دیوان
بے نام و نشان نام و نشان ہو نہین سکتا

زخمِ دل اونکو مین دکھا نہ سکا
جو گذرتی رہی سُنا نہ سکا

کم نصیبی سے بدزبانی کی
اپنے روٹھے کو مین منا نہ سکا

یار آزردہ مہربان نہ ہوا
بگڑی قسمت کو مین بنا نہ سکا

دیکھیے شرمِ نوسرِ محفل
آنکھ بھی مجھسے وہ ملا نہ سکا

اوسنے پوچھا بھی شرم سے لیکن
حرفِ مطلب زبان پہ لا نہ سکا

ناتوانی نے کر دیا مجبور
ناز تک اونکے مین اُٹھا نہ سکا

یہ سمجھکر کہ مفت ہوگا خون
مہندی بھی وہ کبھی لگا نہ سکا

یہ نئی شرم تھی سرِ محفل
آنکھ بھی مجھسے وہ ملا نہ سکا

اپنے کشتے کو روزِ محشر بھی
گو سمجھا تھا وہ جِلا نہ سکا

بیخودی کا بُرا ہو وصل کی شب
مین گلے بھی اُسے لگا نہ سکا

غیر سے ہو رہی تھی سرگوشی
حالِ دل اونکو مین سُنا نہ سکا

سجدے کو سر جھکا تا مین کیونکر
اوسکا نقشِ قدم بھی پا نہ سکا

ناتوانی بڑھی یہ بعدِ فنا
آپ سے گور تک بھی جا نہ سکا

شرم سے بزم بادہ مین تسلیم
لب ساغر کو منھ لگا نہ سکا

روز کی الجھن سے مرجانیکا سامان ہوگیا
رفتہ رفتہ عقدۂ دل مجھکو پیکان ہوگیا

لاکھ تسکین اس دل کافر کو دیتا ہون مگر
آپکا انکا رہیجا اسکا ایمان ہوگیا

رات دن رہتا ہی آغوش عروس گور مین
تیرے بے سامان کا مدکر اور سامان ہوگیا

قتل ہونے نے چھپایا داغ عریانی مرا
دامن شمشیر آخر کو گریبان ہوگیا

دشمن کم حوصلہ سنتے ہین تمپر مرگیا
سخت مشکل ہے کہ یہ بھی کام آسان ہوگیا

ملنے والے خاک مین تدبیر سے بچتے نہین
اشک کب ٹپکے کہ جب صدچاک دامان ہوگیا

کیا چھپائے سے چھپیگا ظلم قاتل حشر مین
دامن اوسکا محضر خون شہیدان ہوگیا

روح تنہا چل بسی واماندگی سے اے بخت
تن غبار توسن عمر گریزان ہوگیا

گل کھلائے آبلہ پائی نے کیا کیا دشت مین
قطرۂ خون سے بیابان بھی گلستان ہوگیا

داغ نے دل کو جلاکر کردیا تسلیم خاک
یہ وہ گھر ہے جب ہوا آباد ویران ہوگیا

خاک بھی ہوکے کوئی رنگ مین لایا ہوتا
مثل سرمہ تری آنکھون مین سمایا ہوتا

بت پرستی کی طرف دل اگر آیا ہوتا
صحن کعبہ مین صنمخانہ بنایا ہوتا

کرتے وہ پاے حنائی سے کبھی تو پامال
کوچہ یار مین اے ضعف گرایا ہوتا

گر یہی کشمکش خلق خدا تھی اے حشر
مجھکو خواب لحدی سے نہ جگایا ہوتا

دیکھتے ہم بھی تو کچھ حوصلۂ دشمن کو
نہ سہی صدمہ کوئی ناز اوٹھایا ہوتا

سبزہ ہے باغ ہی ساقی ہمی دنیا ہین
لطف تھا وہ گل تر بھی اگر آیا ہوتا

باز رہتا ہی نہین عشق بتان سے اے دل
مین عدم سے تجھے اے کاش نہ لایا ہوتا

دیکھے دل یوسف مصری کو زلیخا کی طرح
کون رسوا سر بازار خدایا ہوتا

دور کیون پہلو اغیار مین بیٹھے جاکر
پاس آتے نہ مرے پاس تو آیا ہوتا

سخن تلخ عدو سے تمھین نفرت تھی اگر
بوسہ لب کی طرح منھ نہ لگایا ہوتا

گر یہ منظور تھا در پردہ ملوگے ہم سے
چھپکے نظرون سے نظر خواب مین آیا ہوتا

شکر ہے ورنہ دلاکر رخ پر نور کی یاد
شمع بالین نے مجھے اور جلایا ہوتا

محفل شعر و سخن مین کوئی دم اے سلیم
اور بھی نالہ پر درد سنایا ہوتا

موت آتی جو شب وصل تو اچھا ہوتا
آج منھ روز جدائی کا نہ دیکھا ہوتا

کیون دم رخصت جان منتظری ہے تجھکو
ابتک آجاتے جو اے دل رنھین آنا ہوتا

سر اوٹھاتا چمن دہر مین کیا کیا انسان
مثل فوارہ اگر پاس خزانا ہوتا

بیٹھتے پاس نہ غیرون کے کبھی محفل مین
کچھ اگر پاس تمھین یار ہمارا ہوتا

جانتے جب مری بیتابی دل کا عالم
دل تمھارا بھی جو ناصح کہین آیا ہوتا

گر نہ اقرار مین انکار کا رکھتے پہلو
کیون زمانے کی طرح روز بدلتا ہوتا

بھول جاتے اگر نی حضرت موسیٰ سر طور
آپکا عارض پر نور جو دیکھا ہوتا

مانع قتل ہوے لوگ عبث قاتل کو
آج جو کچھ مری تقدیر مین ہوتا ہوتا

بخدا ہمسے جو وہ بت نہ محبت کرتا
سجدہ تک ہم نہ ادھر کرتے جو کعبا ہوتا

یاد آتین نہ کبھی شوخ ادائین ہرگز
جو ہمارا ہے وہی حال تمھارا ہوتا

پانون مین اوسکے لگا کر کبھی مہندی سلیم
تمنے بھی تازہ کوئی رنگ جمایا ہوتا

عاشق گیسوے جانان کبھی ایسا تو نہ تھا
جس طرح اب ہون پریشان کبھی ایسا تو نہ تھا

بارہا دست جنون کے ہوے احسان لیکن
ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبان کبھی ایسا تو نہ تھا

ہاے کیا مجھکو ہوا کچھ تو بتادے ہمدم
دل مرا درد سے نالان کبھی ایسا تو نہ تھا

جیسی اب دولت دشنام میسر ہے مجھے
آپ کا مورد احسان کبھی ایسا تو نہ تھا

کب نہ تھا خوگر گریہ تری فرقت مین مگر
تر مرا دامن مژگان کبھی ایسا تو نہ تھا

اس محبت کا برا ہو مرے اللہ کہ مین
مورد طعنہ دربان کبھی ایسا تو نہ تھا

کب سنورتے ہوے دیکھا نہین اُسکو لیکن
صورت آئینہ حیران کبھی ایسا تو نہ تھا

کیون تو احباب کے کہنے سے خفا ہی اے دل
سچ تو ہے حال ترا ہان کبھی ایسا تو نہ تھا

ہاے کیفیت شب کیون کہی جائے کہ وہ شوخ
ہر گھڑی مجھسے پشیمان کبھی ایسا تو نہ تھا

عمر بھر روتے ہی دیکھا ہے مگر اے تسلیم
پُر دُر اشک سے دامان کبھی ایسا تو نہ تھا

ہوا ساقی کو کیا یار و خدا را اسکو سمجھانا
فراق یار مین دیتا ہے ظالم مجھکو پیمانا

اسیکا نام جینا ہی تو اس جینے سے در گذرے
حیات خضر ہے ناصح ہمین فرقت مین مر جانا

وہی ہے آرزو ے مے وہی اب تک تمنا ہے
لگا دے میرے مُنھ سے خُم کہان کا شیشہ پیمانا

مین صدقے اپنی قسمت کے کہ وہ اتنا تو کہتے ہین
پس دیوار نالے کر رہا ہے کوئی دیوانا

بٹھایا پاس غیرون کو نہ آیا پاس کچھ میرا
مبارک ہو بنا ہو تم اونھین سفلون سے یارانا

عبث بک بک کر میری جان کیون کھاتا ہی اے ناصح
خدا جانے کہان کس دُھن مین بیٹھا ہون مین دیوانا

سمجھتا سب ہون لیکن کیا کرون کچھ بس نہین چلتا
غضب ہے قہر ہے دل کا کسی مہوش پر آجانا

کہین کیا مشغلہ دن رات اُس بیرحم کے در تک
ہجوم شوق مین جانا پشیمان ہو کے پھر آنا

کہا مین نے کہ دل کو آرزو ہی ایک بوسے کی
تو وہ بولے اجی جاؤ تمھارا دل ہی دیوانا

بنا دیتے ہین کافر دین و ایمان لیکے باتون مین
خدا کا قہر ہے زاہد بتون پر دل کا آجانا

خبر تسلیم کو کر دو کہ آئی فصل گل چلیے
جوانان چمن اسے کیجیے پھر گرم یارانا

نہ آؤ گے شب وعدہ تو کیا مرا ہوگا
یہی نہ جان سے جاؤنگا اور کیا ہوگا

جو چاہو ظلم کرو تم مگر یہ یاد رہے
بتو خدا کا کسی روز سامنا ہوگا

یہ کیا سمجھتے تھے برگشتہ ایسی قسمت ہے
کہ جائے رحم وہ فریاد سے خفا ہوگا

کہان وصال کہان یار اے دلِ ناکام
خیالِ خام مین تو خواب دیکھتا ہوگا

سوالِ وصل مین کرتا مجال تھی میری
ہجومِ شوق مین مُنھ سے نکل گیا ہوگا

مجھے تو ہوش نہ تھا بیخودی کے عالم مین
حضورِ پیرِ مغان مین نے کیا کہا ہوگا

ابھی شباب کے دن ہین مزے اوڑا تسلیم
خدا نہ کردہ تو اِس سن مین پارسا ہوگا

متفرقات

کون مہرو آج سرگرمِ خرامِ ناز تھا
چرخِ اطلس پر دماغِ فرشِ پا انداز تھا

حالتِ ظاہر نے افشارازِ الفت کردیا
غور سے دیکھا تو اپنا آپ مین غماز تھا

بے پروبالی سے کیا رُکتا قفس مین چھوٹکر
اضطرابِ دل مرا مجھکو پرِ پرواز تھا

کیون نہ روتا خون دل پیکان قاتل چھوڑکر
مدتون کا ہمنشین تھا برسون کا دمساز تھا

اوسنے دیکھا جھانک کر چلمن سے مین بسمل ہوا
پردہ مین ناوک فگن تھا تیر بے آواز تھا

باہم کی ضد سے اور مین غمناک ہوگیا
گر زخمِ دل سیا تو جگر چاک ہوگیا

مرکر غبارِ خاطرِ مدفن ہوا نہ مین
دل کی کدورتون سے تہِ خاک ہوگیا

غربت مین ڈھک گیا تنِ عریان ہزار شکر
اوٹھکر غبار صورتِ پوشاک ہوگیا

اب نہ وہ مین ہون نہ وہ غلغلہ شیدائی کا
رہ گیا نام جہان مین مری رسوائی کا

مرمٹے آپ کی اُمید پہ جینے والے
آج قتل ہوگیا دعوا سے مسیحائی کا

کچھ الگ گوش و زبان سے ہین محبت کے بیان
شنوائی کا یہان کام نہ گویائی کا

داغ گل سنبلِ تر حال پریشان اپنا
سارے عالم سے نرالا ہے گلستان اپنا

دم نکل جائے وے ظالم تجھے جلدی کیا ہے
ڈھونڈھ لینا دلِ مجروح مین پیکان اپنا

دامنِ گل کی طرح رہتے دے یونہین ہمدم — قابلِ نجیر نہین چاکِ گریبان اپنا
اُلفتِ مصحفِ رخسار کا دم بھرتے ہین — یہی ایمان ہے اپنا یہی قرآن اپنا
خوش ہوا مین جسقدر تکلیف سے محزون ہوا — زخم کی صورت ہنسا صدمے سے جب دل خون ہوا
دم طفلی سے ہون درد آشنا بیتابیِ دل کا — مری گھٹی مین جلے شیرِ خون تھا مرغِ بسمل کا
مری بے اعتباری پر کسی کو رحم کیا آئے — کہ ہون غمخانۂ عالم مین آنسو شمعِ محفل کا
غریقِ بحرِ الفت ہون خیالِ ناتمامی سے — برنگِ موج پھر آتا ہون بوسہ لیکے ساحل کا
یہانتک گرم تھا سوزِ محبت سے لہو اپنا — کہ جوہر بنگیا چھالا زبانِ تیغِ قاتل کا
اوڑائے خاکِ صحرا قیس کو تب تک نہ چین آیا — اُلٹ دی ہوائے شوقِ لیلیٰ پردہ محمل کا
یا تو اُس بت سے رہا کرتا تھا دن بھر سامنا — یا یہ کہتے ہین کہ ہوگا ہائے کیونکر سامنا
بعد مدت جلوہ گر ہین بام پر وہ دوستو — چھوڑ دو بہرِ خدا بہرِ پیمبر سامنا
گر یہی ہے نور افشانی رخِ محبوب کی — کیا کریگا جلوۂ خورشیدِ محشر سامنا
یاد رکھنا سخت جانی وعدۂ مشتاقِ دید — آج ہے قاتل سے اپنا زیرِ خنجر سامنا
غیر بہرِ صلح مجھکو مشورا دینے لگا — لو فریب آشنا نا آشنا دینے لگا
روئے روشن کی تصور مین جب آیا غش مجھے — برگِ نخلِ وادیِ ایمن ہوا دینے لگا
آگیا رونے مین کسکے دستِ رنگین کا خیال — ہر سرشکِ چشمِ تر رنگِ حنا دینے لگا
جوشِ باہم کے مین صدقے وصل کی شب شوق مین — بوسے مین لینے لگا وہ شوخ ادا دینے لگا
جب اسیری کی خوشی مین سوے زندان ہم چلے — لطفِ نغمہ نالۂ زنجیرِ پا دینے لگا
جنون کے ہاتھ سے رسوائے افلاک ہونا تھا — مری تقدیر مین اک گریبان چاک ہونا تھا
تمنا تھی جو مل چلنے کی اے دل بعدِ مردن بھی — کسی محبوب کی دامن کی تجھکو خاک ہونا تھا
سُرخ لب رندون کی اے زاہد نہین ہین بے سبب — رنگ لایا ہوگا دھبہ خون استغفار کا
رہتے ہین ظالم ہمیشہ شاد و خرم دہر مین — کم نہین ہوتا کبھی خندہ لبِ سوفار کا

چاہتا ہون قاتلِ بیرحم آکر دیکھ لے
بخیہ ہوتا رشتۂ نظر سے زخم دار کا

چشم اختر کا جھپکنا ہوگیا خواب و خیال
پڑ گیا انپر بھی سایہ دیدۂ بیدار کا

بعد مرنے کے یاد آتے ہین بتان ہند کیون
کیا کفن مین میرے رشتہ ہی کوئی زنار کا

مرتے دم تک کاوش روز ازل جاتی نہین
کیا مداوا ہو سکا ماہی سے اپنے خار کا

خالی دل بیتاب سے پہلو نہین ہوتا
یہ دشمن آرام کبھی تو نہین ہوتا

رو رو کے نکالون انھین سینے سے مین کیونکر
دل خون نہین ہوتا جگر آنسو نہین ہوتا

کس کسکو نہین پاس نزاکت کا تری یار
لو باریک سر طرۂ گیسو نہین ہوتا

کیا بات ہی کسواسطے دو روز ہے تسلیم
رندون مین دم بادہ کشی تو نہین ہوتا

بھول کر بھی کبھی حال دل شیدا نہ سنا
تمسا بیرحم زمانے مین نہ دیکھا نہ سنا

یار سے ہمنے دم عرض تمنائے وصال
ہائے کیا کیا نہ کہا شوق مین کیا کیا نہ سنا

طالب دید تھے وہ وصل کا مشتاق ہون مین
لن ترانی تو مجھے صورت موسیٰ نہ سنا

آپ سہارا بھی تری دید کا جانی نہ رہا
دیکھ لیتے تھے کبھی دور سے وہ بھی نہ رہا

مر مٹے دشمن مے شکر خدا اے تسلیم
کوئی قاضی نہ رہا شہر مین مفتی نہ رہا

یہ بھی تقدیر کا لکھا کہ وہ نادان پڑھکر
نامۂ شوق کے ہر فقرے کو نقطہ سمجھا

ہجر مین آگ نظر آئی شراب گلگون
ساغر مے کو ہتھیلی کا پھپھولا سمجھا

بڑھ گیا دست ہوس بیخودی مستی مین
گردن یار کو مین گردن مینا سمجھا

بڑھا کدورت ذاتی سے اعتبار مرا
گہر ہون گرد یتیمی بنا غبار مرا

اللہ رے بے ثباتی پیمان وصل دوست
لب تک نہ آیا تھا کہ فراموش ہوگیا

پست و بلند دہر کا کھٹکا کہان گیا
غارت ہوئی زمین نہ کہین آسمان گیا

پیری کے ناز اٹھاتی ہین کس بیکسی سے ہم
او عالم غرور جوانی کہان گیا

ہوا جلوہ گر دل مین جانانہ اپنا
ہین ہون آپ ان روزون دیوانہ اپنا

پئین خاک مے صحبت غیر مین ہم
نہ شیشہ نہ ساقی نہ پیمانہ اپنا

تنہا عدم سے ہم اگر آتے تو خوب تھا
اس دل کو اپنے ساتھ نہ لاتے تو خوب تھا

کہتے ہین دمبدم ترے زندانیون کے دل
دشت جنون مین خاک اڑاتے تو خوب تھا

آئے جو بعد مرگ لحد پر تو کیا ہمین
دم بھر کو وقت نزع تم آتے تو خوب تھا

بنجاتے میری طرح سراپا نیازمند
تم بھی کسی کے ناز اٹھاتے تو خوب تھا

اپنی رفتار سے بڑھکر کبھی چلنے نہ دیا
دو قدم فتنہ محشر کو نکلنے نہ دیا

رہے سرسبز مگر اس فلک اخضر نے
مثل شمشاد کبھی پھولنے پھلنے نہ دیا

تیغ اوٹھالی جو گلے مین نے لگایا دم قتل
یہ بھی ارمان ستمگر نے نکلنے نہ دیا

عمر بھر روئے مگر دیدۂ گوہر کی طرح
باہر آنسو کبھی آنکھون سے نکلنے نہ دیا

دہنے ارمان کو بھی دل سے نکلنے نہ دیا
دہنے وصل مین یاد جو آیا الہی ہجر وطن

مرے خبر نہ سہی اپنی تم خبر رکھنا
دم آخر ام منظر جانب کمر رکھنا

اوٹھانا ناز نہ شمشیر کے نہ سر رکھنا
برنگ شیشہ ہمین جان بخطر رکھنا

سحر کے واسطے ایک شیشہ مے سے بھر رکھنا
مہ صیام مین مانگو نگا کس سے اے ساقی

تم اپنا ہاتھ ذرا میرے سینے پر رکھنا
غلط ہی سوز دروں کس طرح خدا کے لیے

جگر مین ناوک بیداد عمر بھر رکھنا
رقیب کیا یہ مرا حوصلہ تھا اے قاتل

ہمین ہوا نہ سزاوار یار پر رکھنا
اسیر دام کیا اور تے ہی مقدر نے

یہان ضرور ہی پانون کے بدلے سر رکھنا
ادب ہی راہ محبت مین شرط اول تسلیم

کبھی شکوہ ترا گھر گھر نہ کرتا
ستم سے غیر بھی نالان ہے ورنہ

کمی تیرا اگر خنجر نہ کرتا
تڑپتا خاک پر کیون نیم بسمل

کبھی یہ جبر مین دلبر نہ کرتا
جو ہوتا اختیار ترک الفت

تڑپکر کیا ستم شب بھر نہ کرتا
نہ آتے تم تو پہلو مین مرا دل

اگر سُنتا بھی مرجانے کو میرے — کبھی وہ بدگمان باور نہ کرتا
کسی کا ہے رُوہ آج کل تھا کسی کا — نہین ساتھ دیتا زمانا کسی کا
اوٹھاؤن مین ناز بتان بے سبب کیون — نہ عاشق کسیکا نہ شید اکسی کا
کسی صورت سے نہ عریانی شب وصل ہوے — ہاتھ میرا نہ گریبان قبا تک پہونچا
حال بنا دل صد چاک دکھانے کے لیے — شانہ بنکر سر گیسوے رسا تک پہونچا
صاف پایا نہ کسی سے دل بدظن اوسکا — جو مرا دوست ہوا ہنگیا دشمن اوسکا
ہمسے پوچھو وہ جوانی کی اُمنگون کے مزے — ہمنے لوٹا ہے کسی وقت مین جوبن اوسکا
دیکھیے بنھتی ہے کس طرح محبت باہم — نوجوانی ہے مری اور لڑکپن اوسکا
اُف ری نفرت وہ جھٹکتا ہی عبث بھی ہر دم — چھو گیا ہے جو مری خاک سے دامن اوسکا
دل مین رہتا ہی وہ آنکھون مین سماتا ہی کبھی — یہی دو گھر ہین یہین دیکھ لو جوبن اوسکا
سب سمجھ لیتا ہے وہ رمز و کنایے میرے — کیا سمجھتا ہے جوانی کو لڑکپن اوسکا
کہان جاتا ہی تنہا چھوڑکر مجھکو مصیبت مین — اسی دن کے لیے اے طفل اشک آنکھو نہین پالا تھا
کھول کر آنکھین جو دیکھا بعد مردن قبر مین — غیر تنہائی نہ رفیق بیکسی کوئی نہ تھا
ہو رہے غیر کے دم بھر مین اِدھر تو دیکھو — آج ہی بھول گئے آنکھ برابر کرنا
مفلس ہون یہانتک کہ دم فکر مضامین — گر شعر بھی کہتا ہون تو معنی نہین رکھتا
لوح تربت کے بہانے عشق سنگین دل نے آہ — بعد مردن بھی مرے چھاتی پہ پتھر رکھدیا
ملکے ہم خاک مین کم ظرف کی احسان سے — بوجھ تنکے کا اوتارا سر پہ چھپر رکھدیا
جانتے تجھے بارہی رنگ حنا ای شوق دل — اور پھر بھی ہمنے سر اوسکے قدم پر رکھدیا
دست قدرت نے بنایا کالبد عمدہ مگر — دلکے بدلے سینے مین اُس بت کے پتھر رکھدیا
دم عرض مطلب وہ کہتے ہین تو کیا — تری جستجو کیا تری آرزو کیا
ترے چہرے سے اوڑ گیا نور واعظ — لیا نام پیر مغان بے وضو کیا

بنا تو ہوئی جب ملاقات قاصد — کہا تو نے کیا اوسنے کی گفتگو کیا
تن رہا گور مین باقی نرہا دل اپنا — لٹ گیا قافلہ آکر سر منزل اپنا
سامنا خاک کریگا رخ روشن سے ترے — مُنھ تو بنوا اے فلک پر مہ کامل اپنا
کیا کرین دعوے خون داد محشر کی حضور — یاد بھی ہمکو نہین کون تھا قاتل اپنا
کیا سوے شمس و قمر آنکھ اوٹھا کر دیکھے — کب سمجھتا ہے کسیکو وہ مقابل اپنا
ملگیا مجھسے گلے آکے دم آخر بھی — کر گیا وعدہ وفا خنجر قاتل اپنا
وقت پیری یاد اگر روز حساب آیا تو کیا — ہوش مین اب تو دل خانہ خراب آیا تو کیا
ہند آنکھین ہوگئین جب سے گذرا انتظار — اب سر بالین اگر وہ بے نقاب آیا تو کیا
وقت آپہونچا سوال گور کا اے نامہ بر — آج تو لیکر مرے خط کا جواب آیا تو کیا

ردیف بائے موحدہ

خط کہان تا صد کہان پیغام کیا کیسا جواب — سچ تو یہ ہی ہم بھی ہین تسمتون مین لاجواب
صدقے تیرے نامہ بر کیا یار کا لایا جواب — کیا کہا خط پڑھکے میرا اوسنے کیا لکھا جواب
پیچ کھاتی موج کیون گرداب پھر تا کیلئے — چشم تر کا میری ہو سکتا اگر دریا جواب
نا امیدی بھی نہین ہے گر نہین امید وصل — کچھ شکستہ مین لکھا تو ام مین کچھ لکھا جواب
بہتے ہین نخت مگر اسمین دان اسمین ہر ریگ — دیدۂ پر آب کا کیا خاک ہو دریا جواب
راست بازون سے روہی ہے کجروی اس شوخ کی — آج تک دیتا ہی سیدھی بات کا ٹیڑھا جواب
سادہ کاغذ بھیجدیتا ہی لفافے مین مجھے — اسکے یہ معنی ہین نامہ ہی تمھارا لاجواب
مفلسی کا ہو برا ساقی سے میخانے کی خیر — مانگ کر دو گھونٹ مے سنتے ہین ہم کیا کیا جواب
جیتے رہتے آج تک ہم کیون امید وصل مین — ابتداے عشق مین ای کاش تو دیتا جواب
کیا کہون کیون چپ ہون ساقی جام مے لبریز کر — میری خاموشی کا دیگی قلقل مینا جواب
حق بجانب ہونگے ہے کیون لکھین صد ہا ستم — خط وہ لکھتے بھی تو لکھتے پھر مین کس کس کا جواب

سیکڑون خط مین نے بھیجے اوس تغافل کیش نے — ایک بھی خط کا نہ میرے آج تک بھیجا جواب
کیون نہ سینہ رشک سے مثل قلم ہو چاک چاک — غیر سے لکھوا کے میرے نامے کا بھیجا جواب
نامۂ اعمال کو روز قیامت دیکھکر — مین یہ سمجھا نامہ بر لایا مرے خط کا جواب
مدتین گذرین کہ باہم ترک الفت ہوگئی — خط کتابت اب کہان قاصد کہان کیسا جواب
سچ بتا کیا اسنکے اے قاصد اعتبار و دے — کیا کہا کیا اوسنے میرے نامے کا لکھا جواب
یار کو اب تک غرور نوجوانی ہے وہی — خط بھی آنے پر مرے خط کا نہین لکھتا جواب
ایک تم کیا سبکو نصرت ہی مری فریاد سے — گنبد افلاک بھی سنکر نہین دیتا جواب

یہ ہوا تسلیم ثابت دیکھکر دیوان میر
واقعی مشکل ہے اونکے چند شعرون کا جواب

خون دل ہی کیا کرین ہم پی کے بے دل شراب — پھینک اے ساقی کہان کی شیشہ و ساغر شراب
خوب ہوتے ہین بسر میخانے مین لیل و نہار — رات بھر کرتے ہین توبہ پیتے ہین دن بھر شراب
حشر کے دن مین بھی کہتا اوٹھونگا قبر سے — بہر پیغمبر برائے ساقی کوثر شراب
فصل گل مین رنگ ہین ندان ساغر نوش کے — بھیلیو پر ہولیان گاتے ہین پی پیکر شراب
مرگ کی بیہوشیان ہین نشۂ صہبا مجھے — آب خنجر کو سمجھتا ہون تہ خنجر شراب
مفلسی کے دن بسر کرتے ہین پیکر بنگ ہم — جب نہین ملتی ہمین دود و پھر ہے ہند شراب
صدقے ایسی زہد کے کلاہی مینانے سے شیخ — ہاتھ مین تسبیح پوشیدہ تہ چادر شراب
جھومتے ہین نشہ مین کیا کیا جوانان چمن — ٹپکی ہے شبنم خم افلاک سے بنکر شراب
وہ گئے دن خم کے خم کرتے تھے خالی بھر کے جام — اب تو اے ساقی نہین قسمت مین مجلو بھر شراب
جلد لا ساقی صبوحی سر پھرا تا ہے خمار — دے رہی ہی دور مین تیرے ہمین چکر شراب
اُف رے سوز دل مرے لب تک نہ آئی تھی ہنوز — سانس کی گرمی سے شعلہ بنگئی جلکر شراب
ہو سکندر کو مبارک جستجوے آب خضر — روح پرور مجھکو ہی سب سے زیادہ تر شراب

سامنے سے ہجر مین ساقی اُٹھا ساماں عیش
جام و مینا ہین وبالِ جان مجھے دو بھر شراب

قال کچھ ہی واعظِ شیرین بیان کا حال کچھ
خطبہ خوانی ہے سرِ منبر نہ منبر شراب

یاد آئی سرد مہری کسکی وقتِ میکشی
برف کے مانند جم کر رہ گئی تھے شراب

بول اُٹھونگا خدا کے سامنے بھی حشر مین
یاد آئیگی جو مجھکو دیکھکر کوثر شراب

ہوش بر جا ہون تو کچھ دلکی لگی دم بھر کہون
پہلے دے تھوڑی مجھے اے داورِ محشر شراب

تسلیم

تیرے قول و فعل کا کیا ہوا اعتبار
روز توبہ ہے زبان پر روز ہے ساغر شراب

کیا کیا نئی حیا نے سوجھائی تمام شب
دم بھر ہٹی نہ رُخ سے دُلائی تمام شب

اُمید کا بڑا ہو غلط وعدے پر ترے
جاگا کیا مین نیند نہ آئی تمام شب

صیاد سو رہا مین ستمدیدۂ قفس
مانگا کیا دعاے رہائی تمام شب

کروٹ کبھی لی گاہ گلے سے لپٹ گیا
کیا کیا تھا لطفِ وصل جدائی تمام شب

ہو کر خفا رقیب سے وہ مجھسے آملے
بگڑی عدو کی میری بن آئی تمام شب

دیرِ مغان مین شام سے مین صبح تک رہا
دیکھا کیا بتون کی خدائی تمام شب

منظور تھا جلے کو جلائین وصال مین
رکھا جگر پہ دستِ حنائی تمام شب

اللہ ری حیا جو وہ آئے بھی گھر مرے
رُخ سے نقاب تک نہ اوٹھائی تمام شب

صیاد سے ستم کا قفس مین لیا عوض
نالون سے ہمنے نیند اوڑائی تمام شب

اوسنے گلہ نہین کیا اے مرگِ بیکسی
فرقت مین تو بھی پاس نہ آئی تمام شب

مجھسے گلے ہین غیر کے دن بھر گھڑی گھڑی
اغیار سے مری ہے برائی تمام شب

کیونکر کرون مین صلح کہ محفل مین آج بھی
دشمن سے اوسنے آنکھ لڑائی تمام شب

کیا پوچھتے ہو ہجر مین کیا جان پر بنی
اُفتاد جو پڑی وہ اُٹھائی تمام شب

روتا سحاب خاک پہ میری جو شام تک
بجلی نے شمعِ گور جلائی تمام شب

نالون سے میرے ٹکرے دل کل ہوا تو ہو
بلبل نے کیون زبان لڑائی تمام شب

دھڑکا رہا فراق کا ہر دم وصال مین
جانے کی اوسنے مجھکو سنائی تمام شب

شاید بگڑ کے غیر سے آئے تھے میرے گھر
ہر بات پر عبث تھی لڑائی تمام شب

آئینہ شانہ لے کے بنایا کیے وہ زلف
نوبت نہ بات کرنے کی آئی تمام شب

پینا تو اک طرف کبھی تسلیم ہجر مین
منھ سے بھی مین نے مے نہ لگائی تمام شب

جان بلب دون وصل مین اچھا نہین اتنا حجاب
آؤ ملجاؤ گلے سے ہو چکا پردا حجاب

پردۂ خم سے جو نکلی آکے مینا مین چھپی
رندون ہی تک وہی ہے دختر رز کا حجاب

ایک دو ساغر اور نہین پی دو کھل کھیلینگے آپ
سب دھرا رہجائیگا پاس حیا پردا حجاب

اس مزاکت کے بدن مین وصل کی شب بار بار
لاکھ اوٹھاتے ہین مگر اونسے نہین اٹھتا حجاب

آگئین کیا یاد روز وصل کی بیبا کیان
بعد مدت آج مجھسے اسقدر کیسا حجاب

دونون غارت ہون کہ شب بھر وصل کو مانع رہے
مجھکو میرا جوش بیتابی اونھین انکا حجاب

چاہتا ہے دید معشوق حقیقی کی اگر
اپنی ہستی کا اٹھا دے اے دل شیدا حجاب

اور ہے وہ ایک دن یہان یہ شرم و حیا
عمر بھر باقی رہا ہے وصل مین کسکا حجاب

لاکھون کی آنکھین پڑینگی کام مین لانا وہان
کچھ اوٹھا رکھو پئے ہنگامۂ فردا حجاب

منھ چھپا کر جب کفن سے ہم چلے بولا وہ شوخ
ساتھ اپنے کیون لیے جاتے ہو تم میرا حجاب

کچھ نہین کھلتا ہو مین کیا وصل مین گستاخیان
نام ادھر آیا مرا اونکو ادھر آیا حجاب

جان سے جائے کوئی تم آکے دکھلاؤ نہ شکل
ایسی کیا شرم و حیا ایسا بھی کیا پردا حجاب

مجھکو پہنا کر کفن جامے سے باہر ہو گئے
اب نہ وہ غیرت نہ وہ گھونگھٹ نہ وہ انکا حجاب

دفن ہوتا ہے چھپا کر منھ بشیر زیر کفن
خاک سی کرتا ہے کیا کیا خاک کا پتلا حجاب

چاہتا ہون روز و شب بیواسطہ دیکھا کرون
ہو نہ دم بھر میرے اُنکے آنکھو نکا پردا حجاب

جسم ہے پنہان کفن مین گور مین پنہان کفن
موت کے آتے ہی کیا کیا بڑھ گیا اپنا حجاب

مرتے ہی تسلیم کے کھل کھیلے وہ اغیار سے
اب کہان وہ شرم وہ نیچی نگاہون کا حجاب

اونکے بیان سے حال ہمارا عیان ہوا اب
گویا دہان یار مین اپنی زبان ہے اب

اوج خیال مین سر پستی کہان ہے اب
پہلے زمین تھی زیر قدم آسمان ہے اب

آتی ہی مانس نام کو ورنہ مین جسل بجھا
مانند شمع کشتہ نکلتا دھوان ہے اب

کیا پوچھتے ہو نزع مین حال مریض غم
قابو مین دل نہ کہنے مین اپنی زبان ہے اب

یارب چمن مین بلبل بیکس کی خیر ہو
صیاد گھورتا طرف آشیان ہے اب

اپنی کبھی کہون نہ کسی کی کبھی سنون
یہ ضعف ہی کہ بات بھی مجھکو گران ہے اب

سونہ فراق کا کل پر خم بھڑک اوٹھا
سینے سے پیچدار نکلتا دھوان ہے اب

حیرت کے پتلے ہوتے ہین موجد سے بیخبر
کیا جانے آئنہ کہ سکندر کہان ہے اب

روشن ہوے کے بھی لگی دل کی مثل شمع
گویا زبان شعلہ ہماری زبان ہے اب

کیونکر نہ شکر خانہ خرابی ادا کرون
لشکر مرا مکان بنا لامکان ہے اب

کیا کہدیا خیال نے میرے کہ دل مرا
مثل رقیب مجھسے عبث بدگمان ہے اب

غمخانہ جہان مین نہ پوچھا کسی نے ہاے
پہلے کہان تھا آیا کہانسے کہان ہے اب

زندان کو میرے حاجت دربان نہین رہی
دن رات پاے خفتہ مرا پاسبان ہے اب

کہتا ہے یار سنکے صدا مین اذان کی
تسلیم اوٹھو صبح مصیبت عیان ہے اب

درد جگر سے ہو چکی اے دل شفا نصیب
مانند زخم گل نہین ہمکو وفا نصیب

دشمن وفا نصیب ہین مین ہون جفا نصیب
اونکا جدا نصیب ہے میرا جدا نصیب

آتی اگر نہین چمن کوے یار سے
کیسدن یہ نکہتین تجھے اے صبا نصیب

اغیار تو خدا ہین جو کہتے ہین سب بجا
تم دوست ہو کے کہتے ہو مجھکو بلا نصیب

کس بات پر غرور کرین کس پہ بل کرین
مال و متاع دہر سے ہمکو ہے کیا نصیب

کس سے مثال دون صنم بیمثال کو
کسکو ہے یہ کرشمہ و شوخی ادا نصیب

جھوٹون بھی اب تو بات نہین پوچھتا کوئی
تم کیا پھرے کہ پھر گیا مجھسے مرا نصیب

اے شیخ چلکے دیکھ لے کوے بتان کی سیر
فردوس مین نہ ہوگی یہ تجھکو فضا نصیب

رکھتے نہ تجھے جو قاتم و سنجاب پر قدم
مرقد مین اونکو آج نہین بوریا نصیب

جب دیکھتا ہون ملتے ہوے اُنکو غیر سے
سوے فلک مین دیکھ کے کہتا ہون یا نصیب

تسلیم کی یہی ہے تمنا کر اے خدا
محشر مین ہو شفاعت خیر الورا نصیب

ایک وہ ہین جنکو ہی شام و سحر وصلت نصیب
ایک مین ہون جسکو تم بھی کہتے ہو حسرت نصیب

کیا دعاے زندگی مانگون کہ مجھکو ہجر مین
بیقراری سے نہین مرنے کی بھی فرصت نصیب

مرنے سے بدتر بنایا ہے غم جانکاہ نے
مین کفن سمجھون جو ہو شادی کا بھی خلعت نصیب

اور ہین وہ جنسے ہے شام و سحر بے پردگی
دیکھنا ہمکو کہان اُس شوخ کی صورت نصیب

موت بھی آئیگی تو دشت جنون مین آئیگی
وہ نہین مین جسکو ہو گور و کفن تربت نصیب

بوے گل تھے پہلو گل چھوڑ کر بھاگا کیے
دامن مادر مین بھی ہمکو رہی وحشت نصیب

نعمت کونین سے تسلیم بہتر جانیے
ہو اگر نان جوین گھر بیٹھے بے منت نصیب

بے ترے کیون دیدۂ بیدار مین آتا ہے خواب
آج کیا آفت ہے تیرے دل مین کیا بھاتا ہے خواب

ساتھ میرے شام غم ہے نیند مین اُسکا خیال
مین نہ تنہا ہون نہ میری آنکھون مین تنہا ہے خواب

رات کی شکلین نظر آتی نہین ہنگام صبح
عالم غفلت سرا ے دہر بھی گویا ہے خواب

روتے روتے ہجر کی شب بسکہ پُر آشوب ہے
دیکھکر صورت مری آنکھون کی ڈر جاتا ہے خواب

ظالمون کو چین سے سونا نہین دم بھر نصیب
کسنے چشم جوہر شمشیر مین دیکھا ہی خواب

صبح تک رہنے لگا ہے کسکی شوخی کا خیال
رات بھر انکھیایون سے آنکھون مین پھرا ہی خواب

غفلت پیہم سے کروٹ تک نہین لیتے کبھی
خفتگان قبر کو کسدرجہ خوش آتا ہی خواب

شاعرون مین کیا دہان یار کا ہوتا ہے ذکر
بیخودی مین بک رہی ہین یا کوئی دیکھا ہی خواب

آج تک تو ہین وہی بیداریون کی رنگ ڈھنگ
دیکھیے کسدن ہماری آنکھ نہین آتا ہی خواب

بیوفا معشوق کے اسنے بھی سیکھے ہین چلن
شام کو آتا ہے وقت صبح جاتا ہی خواب

رہتی ہی تسلیم غفلت عشق مژگان مین مجھے
یہ مثل سچ ہے کہ سولی پر بھی آجاتا ہے خواب

مضطرب ہون نامہ بر کیا جاکے لاتا ہے جواب
دیکھیے کیا آج میرے خط کا آتا ہی جواب

اپنی ہی ناصح کیے جاتا ہے گو مجھ رند سے
دم مین ہر اک بات کا سو بار پاتا ہی جواب

کس طرح افشا نہو راز محبت ہر طرف
غیر کو لکھکر مرے خط کا سناتا ہی جواب

دل کو ہم اس طرح سمجھاتے ہین ہجر یار مین
خط اوسے بھیجا ہی کوئی دم مین آتا ہی جواب

میرے اونکے خط کتابت اسقدر ہے آجکل
روز اک جاتا ہے قاصد روز آتا ہی جواب

مشورے سے غیر کے لکھتا ہی نامہ شعلہ رو
اور بھی مجھکو مرے خط کا جلاتا ہی جواب

جا چکا ہے نامہ بر تسلیم دم بھر صبر کر
اسقدر اب تو نہ گھبرا دیکھ آتا ہے جواب

آپ سے جاتا رہا بھر کر ہوا مین کیا سحاب
ایک دم کی زندگی پر اسقدر پھولا حباب

وہ نہانے کو جو اترے آبجو مین بے نقاب
بنگئے بہر نظارہ دیدۂ بینا حباب

دیکھتے ہی دیکھتے نظرون مین چھپ جاتا ہی کیون
بے نشان ہونا مری خاشکون سے کیا سیکھا حباب

ساتھ دے سکتا نہین راہ طلب مین موج کا
تھک کے آخر بیٹھ جاتا ہی لب دریا حباب

اہل صورت کہتے ہین وہ اور ہے ہم اور ہین
دیدۂ معنی نگر مین ایک ہی دریا حباب

آپ نہ گھبرا زندگی سے مرگ ہی اک دل قریب
آچکا اس بحر طوفان خیز کا ساحل قریب

وائے قسمت ناقۂ لیلیٰ کو سو جھکین تیزیاں
دور کر جب آگیا مجنوں پس محمل قریب

اے دلِ وا ماندہ راہِ عشق مین ہمت نہ چھوڑ
رفتہ رفتہ آہی جائیگی کبھی منزل قریب

دیکھیے کس حال مین تسلیم نکلے تن سے روح
بیخبر ہم مرگ دشمن دور وہ غافل قریب

کہتا ہے عدو سے دم اقرار بہت خوب
اے شوخ ستمگر بت عیار بہت خوب

دیکھینگے دم پرسش عصیان تو گھڑی بھر
سوچے ہین ترے طالب دیدار بہت خوب

کیا لکھون اوس آنت دل کو جگر کا اضطراب
دم نہین لیتا گھڑی بھر نامہ بر کا اضطراب

عہد تے اپنی مرگ کے اک دم مین آکر کھو دیا
مدتون کی دلفگاری عمر بھر کا اضطراب

وصل کی شب اک تماشا ہو گیا تھا شوق کو
کچھ ادھر کا ناز بیجا کچھ ادھر کا اضطراب

چھٹکر قفس سے اور بھی ہین دربدر خراب
پھرتے ہین دور باغ سے بے بال و پر خراب

گردشتگی نصیب کی دیکھو کہ دشت مین
مانند گرد باد پھرے عمر بھر خراب

جب جیتے جی ہوا نہ کبھی پیرہن نصیب
کسکو امید ہے کہ ہو مر کر کفن نصیب

آوارہ وہ ہین نکلے جو وحشت مین گھر سے ہم
مانند بوے گل نہ ہوا پھر وطن نصیب

صیاد کی یہی ہے قفس مین جو دیکھ بھال
کاہیکو ہوگی اب ہمین سیر چمن نصیب

کس سے بجھائین دل کی لگی کہکے بعد مرگ
کسکو سر مزار ہے شمع لگن نصیب

ردیف بائے ہندی

رہے مہمان کہان تا بسحر شام سے آپ
کسکے ارمان نکالا کیے آرام سے آپ

دیتی تھی قلقل مینا کسے ہنس ہنسکے جواب
باتین کیا کرتے تھے محفل مین بلب جام سے آپ

شانہ کیا کم ہے سمجھ لیگا دم آرایش
اوجھین کیون پیچ و خم زلف سیہ فام سے آپ

کس سے وعدہ ہی قسم کھائی ہی کسکے سر کی
منھ چھپائے ہوے جاتے ہین کہان شام سے آپ

ہو رہے غیر کا یار رکھے تعلق ہم سے
آج کر لیتے ہین طے اوس بت خود کام سے آپ

لطف آمیز ستم خوب نہین عاشق پر
کیون بلاتے ہین رقیبون کو مرے نام سے آپ

منع کیون کرتا ہے فریاد و فغان سے صیاد
ڈرتے رہتے ہین قفس مین تری الزام سے آپ

دیگا آرام ہمین کیا فلک سرگشتہ
روز و شب چرخ مین ہی گردش ایام سے آپ

رکھدیا کسنے تہ تیغ ستم سر اپنا
دیکھتے کسکا تماشا ہین لب بام سے آپ

شکوہ لکھا نہ غم دل نہ تمناے وصال
پھر خفا کیون ہین مرے نامہ و پیغام سے آپ

وہ اسیری مین مزہ تھا کہ رہا بھی جو ہوے
نہ گئے اوڑکے سو باغ کبھی دام سے آپ

نہ کہو کہتی ہے جو کان مین ہنگام وصال
پوچھ لینگے کسی دن زلف سیہ فام سے آپ

شکوۂ جور بتان کیسلیے اب ہے تسلیم
کیا خبردار نہ تھے عشق کے انجام سے آپ

کیون بھر لینگے ہاتھ خون عاشق مضطر سے آپ
ہم گلے کو کاٹ کر رہا ہینگے خنجر سے آپ

وہ بھی کیا دن تھے کہ مہتابی پہ سوتے شب کو جب
بدگمان رہتے سحر تک دیدۂ اختر سے آپ

خاکساری مین فریب حیلہ مین اے مہربان
ہم زمین سے بڑھ کے ہین چرخ جفا پرور سے آپ

گر نہین ہی سنگ طفلان اتنی دی بہ بہت جنون
پھوڑین ہم اپنے سر شوریدہ کو پتھر سے آپ

موج مے لیتی ہی بوسے انتہاے شوق مین
کیون لگاتے ہین لب رنگین ایاغ زر سے آپ

ہو رہیگی میرے مرنیکی ہر اک کو خود خبر
شور ماتم کہنے نکلیگا تمہارے گھر سے آپ

دہر مین دم بھر ہنسا کر خون رولائیگا مدام
بیخبر ہین جان نثاری کی ابھی جوہر سے آپ

اب اوٹھائین ناز کیا تصویر تالین کی طرح
اوٹھ نہین سکتے کمال ضعف مین بستر سے آپ

حسن مین ناز و ادا مین شوخی و انداز مین
خوب ہین ہر خوب سے بہتر ہین ہر بہتر سے آپ

شوخیان کرنے دو طفل اشک کو آتے ہین وہ
چھپ رہینگے آنکھ کی پردی مین انکی ڈر سے آپ

اس نزاکت پر عبث آویزے پہنے کان مین
خم ہوے جاتے ہین بار پر تو گوہر سے آپ

کہدیا کیا آپنے نے میری حیرانی کا حال
بن سنور کر بیٹھیے ہین ایجان کیون ششدر سے آپ

گر وہان بھی خون عاشق نے نہ چھوڑی آستین
کیا بہانہ کیجیگا دار محشر سے آپ

جل گیا پیکان بھی دل کے ساتھ سوز عشق مین
چھان کر ہونگے پشیمان میری خاکستر سے آپ

تشنہ لب تسلیم ہے سیراب کردین یا حسینؑ
کیجیے میری سفارش ساقی کوثر سے آپ

رکھتی نہ تھی کوئی جو تمنائے دل دھوپ
در پر ترے کیون صبح و مسا آئی گئی دھوپ

کیا حال کہون غیر سے تنہا نہین پاتا
سایہ کبھی ہوتا ہی ترے گھر مین کبھی دھوپ

جاتے ہین سو ملک بقا دار فنا سے
ہر وقت جہان ہوگا نیا سایہ نئی دھوپ

کیونکر نہ جلے حسن کی گرمی سے دل خلق
خورشید ترقی پہ ہی پڑتی ہی کڑی دھوپ

پامال دو رنگی ہون بیابان جنون مین
سر پر مرے سایہ ہی کسی وقت کبھی دھوپ

اک ہمتو نہین دہر مین ورنہ تہ گردون
اب تک ہی وہی دن ہی وہی سایہ ہی وہی دھوپ

جانا مجھے دشوار ہے آنا ونھین مشکل
دربان کی طرح ہی در دلبر پہ اڑی دھوپ

اسوقت کہان جاؤگے ٹھہرو تو مری جان
لو چلتی ہی پڑتی ہی قیامت کی کڑی دھوپ

مر کر بھی جلے سوختہ قسمت تہ گردون
چادر کی عوض گور غریبان پہ رہی دھوپ

نیرنگ جہان رنگ بدلتا ہی شب و روز
دنیا مین کبھی چاندنی ہوتی ہی کبھی دھوپ

سر کا جو دوپٹہ رخ پر نور نے ڈھلکا دی
خورشید سے بدلی جو ہٹی پھیل گئی دھوپ

دونون ہوے محرومی دیدار کے باعث
دربان نہ ہٹا در سے نہ کوٹھے سے ٹلی دھوپ

بنجائیگی تسلیم یہ دنیا بھی جہنم
گھر گھر جو یہی دن ہے ابھی تو ہے یہی دھوپ

مرتے ہین بس اے دل پہ درد جگری آپ
منظور ہے ہم اپنی کرین چارہ گری آپ

کیون منتظر یار رہین ہم شب وعدہ
جب آئیگا کر دیگی خبر بیخبری آپ

راتون کو عبث اوڑ گئی صیاد تری نیند — دربانِ قفس ہی مری بال و پری آپ
کیون سنگ فلک دیکھکے ہوتے ہین اشارے — سکھلاتے ہین کیا اپنی اسے فتنہ گری آپ
حسنِ ازلی دل مین ہی بے پردہ شب و روز — موسیٰ کو دکھایا کرین یہ جلوہ گری آپ
قاصد جو نہین ہی نہ سہی بھیس بدل کر — تسلیم کرو شوق مین تم نامہ بری آپ

بیمروت ہین بیوفا ہین آپ — اپنے مطلب کے آشنا ہین آپ
ماہرو مہروش پری تو نہین — اور اگر یہ بھی ہین تو کیا ہین آپ
حضرتِ دل طریق الفت مین — پیر و مرشد ہین پیشوا ہین آپ
خیریت تھی جو پہلے تھے خود بین — تہر ہے اب تو خود نما ہین آپ
اب یہ صورت ہوئی کہ کہتے ہین — ہان مرے صورت آشنا ہین آپ
دوستی ہوگی جب کبھی ہوگی — اب تو دشمن سے بھی سوا ہین آپ
دردِ دل کے نہ چارہ ساز ہوے — کس مرض کی مرے دوا ہین آپ
پہونچینگے ہم ضرور منزل تک — حضرتِ دل جو رہنما ہین آپ

کیسلیے التجا کرے تسلیم
توبہ توبہ کوئی خدا ہین آپ

کیا سامنے ہی روزِ جدائی کی اڑی دھوپ — گویا در و دیوار زمین مین ہی جڑی دھوپ
کیا خوب بسر ہوتی ہی صحرا مین کہ سر پہ — دو چار گھڑی سایہ ہی دو چار گھڑی دھوپ
بے جان لیے چھاتی سے میری نہ ٹلیگی — مثلِ ملک الموت ہی فرقت مین اڑی دھوپ
مرقد مین سپیدی جو کفن کی نظر آئی — سمجھا مین پس مرگ مری ساتھ گڑی دھوپ
وحشت مین نکل جائیے گھر سے نہین ممکن — دربان کی طرح سامنے ہر دم ہی کھڑی دھوپ
اللہ رے صحراے جنون خیز کی گرمی — میدانِ قیامت سے زیادہ ہی کڑی دھوپ
خوگر ہون حرارت کا تپِ سوزِ دروں سے — پروا نہین تسلیم پڑی لاکھ کڑی دھوپ

گھورتی رہتی ہی سوی روزن دیوار دھوپ
لوٹتی ہی خوب دن بھر دولت دیدار دھوپ

کیسے کیسے مہربان ہین اپنے کوے یار مین
رات بھر ہے چاندنی غمخوار دن بھر یار دھوپ

راز کی باتین نہ روز وصل ایجان کیجیے
لائیگی آفت جو سُن لیگی پس دیوار دھوپ

راہ دشمن دیکھتے ہین وہ کھڑی بالائے بام
اوج پر رکھتی ہی کیا کیا طالع بیدار دھوپ

کسنے روز وصل کی میرے خبر کردی اسے
ہر طرف ہی صبح سے اوڑ چلنے کو طیار دھوپ

اسکو کہتے ہین نفاق و ربط ظاہر دہر مین
دھوپ سے سایہ کشیدہ سایے سے بیزار دھوپ

کسنے کھلائے ہین بال اپنے نہا کر بام پر
دے رہی ہی آج کو سون بو عنبر بار دھوپ

سنگ تربت گرم ہے گریان ہون مین زیر مزار
گھر مین ای تسلیم بارش ہے پس دیوار دھوپ

دیکھکر سایے کو ہر دم خلوت و صحبت مین دھوپ
دن بسر کرتی ہی در پر تیرے کس حیرت مین دھوپ

سایہ کیا ڈھونڈھون کہ مثل میل میدان ای خبون
کاتب قدرت نے لکھی ہی مری قسمت مین دھوپ

دل جلون کی گور پر گر شامیانہ ہے تو کیا
پر تو داغ جگر سے پھیلی ہی تربت مین دھوپ

رہ نورد دشت ہون مجھکو نہین مطلق خبر
سایہ ہے سر پر مرے یا عالم وحشت مین دھوپ

گرمی خورشید محشر سے عرق آئیگا کیا
عمر بھر کھائی ہی ہمنے وادی غربت مین دھوپ

سوختہ قسمت جلا کرتے ہین اہل فیض سے
نخل سایہ دار کو رکھتی ہی کس آفت مین دھوپ

مدتون دن بھر پھرے ہین چار سو تسلیم ہم
کچھ نہین معلوم ہوتی کثرت وحشت مین دھوپ

متفرقات

دیکھنے آیا ہی ساتھ اغیار کے قاتل تڑپ
اور دم بھر زور مین اپنے دل بسمل تڑپ

تم نکل آؤ گے دریا سے نہا کر جس گھڑی
مچھلیان دکھلائینگی کیا کیا لب ساحل تڑپ

ابر و باران مین اگر اے برق تو تڑپی تو کیا
حوصلہ کچھ ہو تو آ دم بھر مرے شامل تڑپ

کام تیرا کرچکی تیغ نگاہ خونفشان
خاک پر اب لوٹ جا ہی اے دل بسمل تڑپ

ایک عالم ہے دل بیتاب کا شام و سحر
برق کی تقدیر میں ایسی کہاں کا مل تڑپ

سینے پر رکھ کے اوٹھایا نہ گیا مر کر بھی
تھا خط نامۂ محبوب کچھ ایسا بیچین

مرتے دم تک نہیں دل سیر سے اسکی بھرتا
کسقدر ہے چمن گلشن دنیا بیچین

مسکے حال دل بیتاب وہ بولے تسلیم
یہ تو کچھ بھی نہیں چھیڑو کوئی قصہ بیچین

اونکی گیسو عالم حیرت میں نچاتے ہیں سانپ
دیکھتا ہوں جس طرف مجھکو نظر آتے ہیں سانپ

تیرہ بختی سے جو سو جاتا ہوں میں شب اے زلف
کیسے کیسے خواب میں مجھکو نظر آتے ہیں سانپ

ردیف تاے فوقانی

آئی بہار ہونے لگیں کیاریاں درست
کرتا ہے ہر روش سے چمن باغبان درست

صیاد کا بُرا ہو کہ آکر کیا اسیر
بلبل نہ کر چکی تھی ابھی آشیان درست

پیری میں بھی وہی ہے جوانی کی کجروی
اب کیا کریگا چال چلن آسمان درست

دیکھو گے کتنے بوسے لب تیغ کے لیے
کر رہ گئے حواس دم امتحان درست

کرتا ہے کیوں ہما سگ جانان سے ہمسری
اکدن کرینگے توڑ کے ہم ہڈیاں درست

پڑتی ہے آج دختر رز پر کچھ اور آنکھ
پاتا نہیں ہیں نیت پیر مغان درست

واقف نہ درد سے نہ خبردار عشق سے
بلبل کو ہے سے دعوی بحث فغان درست

پیر و ضعیف تن کی خوش اسلوبیان کہاں
رہتا نہیں بغیر مکین کے مکان درست

پیری میں روح کو غم رخصت ہے دمبدم
کرتا ہے ساز و برگ سفر میہمان درست

فرصت نہ دی بناؤنے اونکو شب وصال
کرتے رہے وہ کاکل عنبر فشان درست

تسلیم مشق شعر میں گذری تمام عمر
اب تک زبان نہ صاف نہ طرز بیان درست

دیکھ لیستا گر بہار لالہ زار کوے دوست
گلشن فردوس بھی ہوتا نثار کوے دوست

بادشاہی ہفت کشور کی اگر بخشی تو کیا
کاش دیتی مجھکو تھوڑا اختیار کوے دوست

اسلیے ملتا ہون آنکھین سے پا قاصد چوم کر
نور بخش دیدہ ہو یونہین غبار کوے دوست

خاک بھیجون نامہ بر کو رشک آتا ہی مجھے
مین رہون محروم وہ دیکھی بہار کوے دوست

کام شہرت سی نہین مطلب ہی اظہار وفا
ہو بس مرون مزار اپنا کنار کوے دوست

رو رہی ہین سیکڑون عشاق آنکھون سے لہو
دید کے قابل ہی جوش جویبار کوے دوست

کوئی موسم ہو وہی ہی نزاتین ہین دلچسپیان
ایک عالم پر ہمیشہ ہی بہار کوے دوست

روز روز عید ہی شب ہی شب قدر امید
کیا مسرت بخش ہین لیل و نہار کوے دوست

بدلے آنسو کے گہر کرتی ہے پیدا چشم تر
ابر نیسان ہی سوا ہی اشکبار کوے دوست

چھو گئی ہی اوسکی زلف عنبر بیز سے آج کیا
ہوش اڑاتی ہی نسیم مشکبار کوے دوست

کیا تمنے شاہ و گدا کی سر خوش جام الست
آسمان پر ہی دماغ خاکسار کوے دوست

دو ہی پابند وفا ہین کوچہ دلدار مین
یا نسیم خلد یا مین جان نثار کوے دوست

فکر دنیا ہے نہ خوف پرسش روز جزا
دونون عالم سی جدا ہی بادہ خوار کوے دوست

خلد مین رہنا جہنم سے نہ کم ہوگا مجھے
یاد اگر آجائیگا لطف بہار کوے دوست

عرش و کرسی آسمان جو کچھ کہو سب ہے درست
میرے جی سی کوئی پوچھے اعتبار کوے دوست

کیا کہون تسلیم اپنا آپ سے نام و نشان
جان نثار حسن ہون مین خاکسار کوے دوست

کیون تڑپتا ہی سواحد سے جگر آجکی رات
کیا رہے ہین وہ کہین غیر کے گھر آجکی رات

دل ہی بیتاب تڑپتا ہے جگر آجکی رات
دیکھیے ہوتی ہی کس طرح سحر آجکی رات

وہ تو کیا آئینگے جائیگی اونھین فرقت مین
میرے مرنے کی خبر تا السحر آجکی رات

وعدہ جھوٹا سہی لیکن مجھے امید تو ہے
شام سے آنکھین لگی ہین سو در آجکی رات

وصل کی شب ہے چھری پھیر گلے پر نہ مرے
رکھ زبان کہنی مین اے مرغ سحر آجکی رات

کسکو دیکھوگے کسے پاؤگے زندہ دم صبح
جینے دیگا نہ مجھے درد جگر آجکی رات

سیکڑون چلے حوالے ہین پے وصل یہ کیون
کہیے تو کیا ہے تمھین بد نظر آجکی رات

نیند کے جھونکے چلے آتے ہین جاتے کیون ہو
سو رہو تم یہین اے رشک قمر آجکی رات

وصل اگر اوسنے ہوا خوب مزے لوٹینگے
شجر حسن کے توڑینگے ثمر آجکی رات

مر گیا عاشق جانباز سلو خوب ہوا
بے خبر ہین او نھین کسکی ہے خبر آجکی رات

بے سبب بنکے نہین غیر کے گھر جاتے ہو
کچھ تو ہے آپ کو منظور نظر آجکی رات

حسرتین دل کی بر آئین گی مقرر تسلیم
رہ گئے وہ مرے پہلو مین اگر آجکی رات

یہ عذر کیا ہے کہ ہوتی نہین کبھی فرصت
یہی ہے غیر سے صحبت تو ہو چکی فرصت

نہ لونگا بھول کے بھی نام روز محشر تک
کبھی تو مرنے کی دیگی یہ زندگی فرصت

بشکل طایر گردون ہمیشہ گردش سے
مری نصیب مین شاید نہین لکھی فرصت

ہوس ہے نیم تبسم کی بزم عالم مین
شرر کی طرح اگر دے روادی فرصت

چھٹے رفیق ازل زندگی کی جلدی سے
عدم مین رہ گئی سر پیٹتی مری فرصت

خدا کی یاد بتون کا نظارہ کرتے ہم
ملی نہ عمر دو روزہ مین اتنی بھی فرصت

لحد پر آئے ہو عاشق کی تم عیادت کو
ہزار شکر کہ اب بھی تمھین ملی فرصت

اگر کہون بھی تو کسوقت سوز ہجر کہون
او نھین تو غیر سے ملتی نہین کبھی فرصت

لحد کو چھوڑ کے جاتی نہین کہین دم بھر
غضب کی ہاتھ لگی تیرے بیکسی فرصت

لگاتے دل کسی گلرو سے باغ عالم مین
ہزار حیف اجل نے نہ اتنی دی فرصت

خوشی ہو وصل کی اتنو نہ ہے فراق کا غم
اجل کے آتے ہی دونون سے مل گئی فرصت

ترے فراق مین اب سیر کو کہان جائین
ہمین تو رونے نے دریا پہ بھی ندی فرصت

کمال و فضل ہین تسلیم حق شناسی ہین
ملک سے کم نہ ہو پائے جو آدمی فرصت

پی ہی میخانے مین اے پیرِ مغان صہبا بہت
صدقے مین تیرے سنی ہی قلقلِ مینا بہت

ہم وہ محزون تھے کہ برسون بعدِ مردن قبر پر
برق تڑپی ابر رویا رعد چلایا بہت

غیر کے مرنے سے اتنا کسلیے غمناک ہو
تم سلامت ہو تو ایسے عاشقِ شیدا بہت

اور کیا امید رکھین ہجر کی شب اے فلک
تو نے مرنے کے لیے بھی ہمکو ترسایا بہت

دھو کے کیا دیگا مجھے غولِ بیابانِ جنون
پھر چکا ہون دشت مین اتون کو مین تنہا بہت

اِس طرف بھی اِک نگاہِ شوخ اے رشکِ چمن
آنکھین دکھلاتی ہی مجھکو نرگسِ شہلا بہت

مسجد و دربارِ شاہی دیکھکر ثابت ہوا
طالبِ عقبیٰ ہین تھوڑے طالبِ دنیا بہت

شام ہی سے ہجر مین جاتے رہے تسلیم ہوش
کیا ہوا وہ صبر جسکا تھا تمھین دعوی بہت

کہتے ہین دیکھ کے وہ ہجر مین میری صورت
کیا بُرا حال بنا دیتی ہی اچھی صورت

چارہ گر بدلون شبِ ہجر مین کیونکر پہلو
ٹکڑے ٹکڑے ہے مرا دل بھی جگر کی صورت

سبزہ رنگون کی محبت سے حذر کر اے دل
تنکے چنواتی ہی انسان سے انکی صورت

رنج مین عمر کٹی ہائے دمِ صبحِ ازل
کسکی ہم دیکھ کے اوٹھے تھے الٰہی صورت

رو دیے دیکھکے حورون کی طرف جنت مین
ہائے بھولی نہ یہان بھی مجھے انکی صورت

حشر کا دن بھی ہوا حیف کہ میرے اوپر
فیصلے کی نظر آتی نہین کوئی صورت

نہ مداوا سے ہوا کچھ نہ دعا سے تسلیم
آج تک ہے وہی اس دردِ جگر کی صورت

متفرقات

اب بھی دل مین ہی کسقدر حسرت
نکلی ہر چند عمر بھر حسرت

ہجر مین آہ و نالہ و فریاد — سب ہوا ہو گئے مگر حسرت
وصل کی شب عجب لڑائی تھی — اُس طرف شرم تھی اِدھر حسرت
قفسِ تنگ مین تڑپنے کی — کیا نکالین گے مشت پر حسرت
یہی غم ہے کہ جب نہونگا مین — کسکے دل مین کریگی گھر حسرت
تھا وہ یاس مین کہ بعدِ فنا — حشر تک بہ سی گور پر حسرت
میرے سینے مین کچھ نہین باقی — کھا گیا دل تمام جگر حسرت
قاتل سے نہ شکوہ ہے نہ خنجر سے شکایت — مجھکو ہی فقط اپنے مقدر سے شکایت
ہر حال مین راضی بہ رضا رہتے ہین میخوار — ممکن نہین نکلے لبِ ساغر سے شکایت
مے دے کہ نہ دے مجھسے نہ ہوگا دمِ محشر — ساقی کی کروں ساقیِ کوثر سے شکایت
پہلے نہ تھی یہ بات مگر اب کئی دن سے — سنتے ہین ستمگر تری اکثر سے شکایت

ردیف تا سے ہندی

سُلا گئی تھی ہمین موت کونسی کروٹ — کہ حشر تک نہ کبھی بدلی دوسری کروٹ
ہر ایک سے گلہ بختِ خفتہ کیون کرتا — جو نیند ہی مجھے آتی کبھی کسی کروٹ
سمجھ کے اوس گلِ تازہ بہار کا بیمار — نسیم آکے بدل جاتی ہے مری کروٹ
ہزار طرح کے بدلے زمانے نے پہلو — مگر نہ طالعِ خفتہ نے میری لی کروٹ
وہ چین ہے پسِ مردن کہ روزِ محشر تک — بشر مزار مین سوتا ہی ایک ہی کروٹ
اجل قریب ہی جاؤنہ اوٹھکے بالین سے — کہ واپسین یہ مرادم ہی آخری کروٹ
نہ آئی تھی کسی پہلو ہمین نہ آئی نیند — شبِ فراق مین سو سو طرح سے لی کروٹ
پڑے پڑے صفتِ نقشِ پا ہوئی معدوم — بدل سکی نہ دمِ نزع موت بھی کروٹ
کمالِ ضعف سے مین لاسکا نہ اپنے ساتھ — عدم مین رہ گئی میرے نصیب کی کروٹ
جہان مین نازلِ لا یُحصٰی ہوعیان ہر سو — جو زیرِ خاکِ لحدلون مین ایک بھی کروٹ

ہجوم شوقِ نظارہ مین یار کو تسلیم
تمام رات نہ ہمنے بدلنے دی کروٹ

تو گالیان دے جانہ طرزِ بیان پلٹ
سنتا ہون مین زبان ترا وہ زبان پلٹ

کیا تمنے کہدیا کہ پشیمان ہو کے رات
آئی قریب عرش سے میری فغان پلٹ

دھوکے سے پھر سُنا او نھین میرا غمِ فراق
اے قصہ خوان زبان بدل داستان پلٹ

شانہ ہلایئے دمِ تلقین نہ گور مین
ایسا نہ ہو کہ آئے سوے جسم جان پلٹ

مقتل سے جانہ زخم کو ہنسوا کے تیغ پر
کچھ شرم ہو تو قاتلِ نامہربان پلٹ

کوشش سے بدلے صورتِ روزی محال ہے
تسلیم لاکھ طور سے تو لفظِ نان پلٹ

متفرقات

کچھ تو ارمان نکلجا ئیگا اے قیسِ حزین
گرکے نقشِ قدمِ ناقۂ لیلیٰ سے پلٹ

عید کا دن ہے گلے گردنِ مینا سے ملون
یا خرابات مین جاؤن خمِ صہبا سے پلٹ

پھاڑ کھاتا ہے جو زردار سزا ہے تیری
کیون شب و روز تو اے دل سگِ دنیا سے پلٹ

رفیق بنگئی ظالم تری نظر کی چوٹ
تمام عمر نہ پہلوے دل سے سر کی چوٹ

وہ روئے بعدِ فنا جب لپٹ کی تربت کو
نکل گئی دلِ پُرخون سے عمر بھر کی چوٹ

اگر یہی ہے دمِ نزع درد کا عالم
تو سونے دیگی نہ مدفن مین بھی جگر کی چوٹ

ملتا ہے کلے خنجرِ خونریز پئے جان
ہم خوب سمجھتے ہین ستمگر کی لگاوٹ

جا بیٹھے الگ رات کو کچھ دل مین سمجھکر
کام آئی خوشامد نہ وہ دن بھر کی لگاوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

جان مین دونگا اسے کاہیکا ہے غصا عبث
کسلیے چین جبین ہو جسکی ہے دریا عبث

مین تو خود یادِ وطن سے بھاگتا ہون دور دور
گھر بھلائے دیتی ہے دلچسپیِ صحرا عبث

جب اُسی بیگانہ خو سے آشنائی کی تو پھر
فکرِ عقبیٰ ہیچ ہے غمخواریِ دنیا عبث

جب کبھی پوچھا کہ مین کیون آپ پر عاشق ہوا
مُنھ بنا کر بولے ناحق بے سبب بیجا عبث

گر نہ تھی بے پردگی منظور اپنی آپ کو
روبرو غیرون کے میرا قصّہ کیون چھیڑا عبث

مین تو عاشق بھی کسی کی چشمِ حیران کا نہین
ڈالتی ہے آنکھ مجھپر نرگسِ شہلا عبث

اوسکی محفل مین مرا تو نام بھی آیا نہ تھا
ہچکیان لے لیکے رویا رات بھر مینا عبث

دل مین گھر کرنا اگر منظور تھا پھر آپ نے
سبکے دکھلانے کو مجھسے کیون کیا پردا عبث

مین تو اب تک قبر سے اوٹھنے کا بھی خواہان نہ تھا
حشر نے دور اسقدر کیون آ پکو کھینچا عبث

مین نے تو حالِ دلِ صد چاک بھی لکھا نہ تھا
بدگمان نے خط کو میرے پھاڑ کر پھینکا عبث

ترکِ مے ممکن نہین مجکو سلامت ہی اگر
ضد سے توڑے محتسب نے ساغر و مینا عبث

ترکِ شہرت کر لیے کرتے ہین خلوت اختیار
چھپ کے بیٹھا پردہاے قاف مین عنقا عبث

ہر بگولا سینکے ہر دم ناقۂ لیلیٰ کی شکل
قیس کو دوڑا رہا ہے نجد مین کیا کیا عبث

دور دورہ اپنے کا بھی دیکھ سکنے کا نہین
سر چڑھاتا ہے حباب آب کو دریا عبث

جب غم و شادی تری نزدیک اے دل کچھ نہین
پھر برنگِ خم خون رونا عبث ہنسنا عبث

کچھ نہین گر واسطہ ظالم تو پھر یارون مین روز
کیون ہوا کرتا ہے تیرا غیر کا چرچا عبث

وہ ہوا خواہِ رضا مین ہون کہ میری سامنے
شادیِ امروز بیجا ہے غمِ فردا عبث

نیستی ہستی کے معنی کیا سنون واعظ کہ مین
خوب سمجھا ہون کہ مرنا ہیچ ہے جینا عبث

کام اپنے ہم کبھی آئے نہ اپنے غیر کے
صورتِ نقشِ قدم پیدا ہوے گویا عبث

جوشِ وحشت مین عدم کو جا کے پھر آنا محال
خاک اوڑاتا سر پہ ہے میرے لیے صحرا عبث

دل نہین سکتا جو اے تسلیم وہ دلبر تو پھر
نامہ بر کی التجا بیکار خط لکھنا عبث

مرنے والے مر چکے غوغا سرِ بالین عبث
اب جا پڑھتے ہین بیٹھے ہوے یٰسین عبث

مین تو کہتا بھی نہین اپنا کبھی بخت سیاہ
رہتی ہی برہم تمھاری کاکل مشکین عبث

کوئی پوچھے یا نہ پوچھے بولتا ہے ہر گھڑی
فیصلے مین بلبل و صیاد کے گلچین عبث

اوس بت خود کام سے امید بر آئے محال
آرزوئین جمع کرتا ہے دل مسکین عبث

اوسکی آمد سنکے ہمدم دل نہ ٹھہریگا کبھی
دیتے ہو حرف فریب آمیز سے تسکین عبث

خوبرو ہو ہر ادا مین سادگی ہی دلفریب
کنگھی چوٹی آینہ شانہ پے تزئین عبث

خوب واقف ہون مین تاثیر دعاے دل سے
لوگ کہتے ہین خوشامد سے مری آمین عبث

رات بھر رویا نہین کرا شک خون آلود مین
کیا مرا دامن ہی ظالم صبحدم رنگین عبث

جان آسانی سے دی ناحق فریب عشق مین
مرگ کی تلخی کو سمجھا کوہکن شیرین عبث

مہربان خون شہید ناز کے ہوتے ہوے
کرتے ہو برگ حنا سے دست و پا رنگین عبث

مر گیا مین آپ وہ بیرحم کرتا قتل کیا
لوگ سفاکی پر اوسکی کرتے ہین تحسین عبث

وہ فروزان رات بھر تا بندہ یہ شام و سحر
کیا کہون آویزہاے گوش کو پروین عبث

خود نمائی سے بر آتی تھی تمنا دید کی
بنگئے تم صحبت آئینہ مین خود بین عبث

ہو گیا اے سلیم لکھا ہے جو کچھ تقدیر مین
تم دل عشرت طلب کو رکھتے ہو غمگین عبث

متفرقات

پند بیحاصل سے ناصح کی نہین رکتی زبان
مجھکو بکواتا ہے ناحق آپ بکتا ہی عبث

جز فنا سودا نہ جائیگا حباب بحر کا
کیون سر شوریدہ ساحل پر پٹکتا ہی عبث

ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے آپ ہر زخم جگر
تو نمک اے شور بیتابی چھڑکتا ہی عبث

مین تو زیر خنجر بے آب تڑپا بھی نہین
دل ترا اے قاتل کم سن دھڑکتا ہی عبث

تو مجھی کو پھیر دے ظالم اگر ہے ناپسند
خاک پر کیون لیکے میرا دل پٹکتا ہی عبث

خاک کا میری پتا بھی اب تو دنیا مین نہین
بدگمان دامن کو اپنے کیون جھٹکتا ہی عبث

تو ہو قابو مین اور یون شب وصل
مین ہون بے اختیار کیا باعث

خاک اوڑاتا ہے اوسکے کوچے مین
آج میرا غبار کیا باعث

تو چلی اور وہ نہین آئے
اے شب انتظار کیا باعث

جھوٹے وعدون سے اونکے دل کے حضور
مین ہون بے اعتبار کیا باعث

ردیف جیم تازی

آنکھون مین نیند ہی نہ ہی دل کو قرار آج
کیسی یہ رات ہی مرے پروردگار آج

کسنے کیا ہی یاد بھلا کر فراق مین
ہچکی کچھ آرہی ہے مجھے بار بار آج

برباد دیکھکر مجھے وہ ترک شہسوار
بولا نکل گیا مرے دل کا غبار آج

وعدہ خلافیون سے تری او ستم شعار
مایوس ہو گیا دل امیدوار آج

اوس گل کی جسسے دیکھی ہین رنگین ادائیان
نظرون مین میرے خار ہے حسن بہار آج

کیونکر نہ جاؤن سامنے تیر نگاہ کے
گردن پہ میری خون مرا ہے سوار آج

ہونگے دل و جگر گل و بلبل کے پایمال
چلتی ہے اوسکی چال نسیم بہار آج

سوئے ہین گھر مین غیر کے تڑپا کیا ہون مین
ملجائین وہ تو دل کا نکالون بخار آج

تسلیم کیا گذرتی ہے دل پر کہان ہو تم
کھوئے ہوے ہین آپ کے صبر و قرار آج

لیچلا کیا پھول گلچین توڑ کر گلشن سے آج
چیختی ہین بلبلین لپٹی ہوئی دامن سے آج

ہم بغل تھا عالم رویا مین کس محبوب سے
بوے یوسف آرہی ہی میرے پیراہن سے آج

خاک بھی ہو کر نہین ابتک لگی دل کی بجھی
رہ گیا پھر کچھ دھوان اوٹھکر مری مدفن سے آج

یہ بناوٹ دیکھیے کرتی ہے کس کس کو شہید
خون کا ہونا ٹپکتا ہے ترے جوبن سے آج

عطر کے بدلے مجھے آتی ہے بوے دوستی
خاک ہی لپٹی ہوئی کسکی تری دامن سے آج

کیا گذرتی ہی بتا تسلیم ہجر یار مین
ٹکڑے ہوتا ہی ہمارا دل تری شیون سے آج

گھر سے باہر نکلے ہین ہم عالمِ وحشت مین آج
دیکھیے ہوتی ہی شب کس وادیِ غربت مین آج

شام ہی سے آکے لینا اے اجل میری خبر
کیا کروگے جی کے مین تنہا شبِ فرقت مین آج

کیا ستم تمنے کیا آکر گھڑی بھر کے لیے
جو مزہ کل تھا نہین پاتا ہون وہ حسرت مین آج

عالمِ وحشت مین کل کچھ اور ہوگی دوڑ دھوپ
چاک دامن ہی لیون دم بھر بیٹھکر فرصت مین آج

چادرِ گل شمع بالین کس لیے تسلیم اب
کیا دھرا ہے غیر مشت استخوان تربت مین آج

نازہ اندازِ تبان پھر دل کو یاد آتے ہین آج
رخصت اے بیت الحرم خدمت سی ہم جاتے ہین آج

بڑھ گئے یہ حوصلے برہم مزاجی سے تری
مثلِ نعی دیکھکر گیسو بھی بل کھاتے ہین آج

دل فریبِ عدۂ باطل سے مالا مال ہے
آپ کیون جھوٹی قسم کھاتے ہین آج

دیکھ لے اپنا چمن اے باغبانِ بدگمان
ہم اسیرانِ بلا سوئے قفس جاتے ہین آج

زیرِ محرابِ خمِ شمشیرِ قاتل سر نہین
سجدۂ شکرِ سبکدوشی بجا لاتے ہین آج

تم نہ پھر جاؤ اگر اقرار سے یون بھی سہی
ہم امیدِ وعدۂ فردا پہ مر جاتے ہین آج

مانعِ صحرانوردی ہتھکڑی بیڑی نہین
دیکھ لے اے زورِ جنون کچھ رنگ ہم لاتے ہین آج

روزِ فردا کیا چھپا ئینگے وہ میرے خون کو
دیکھکر تردامنِ شمشیر گھبراتے ہین آج

تنگ ہین کنجِ قفس مین توڑ کر تارِ نفس
نکہتِ گل کی روش پرواز کر جاتے ہین آج

دیکھ لے اے شوقِ شہادت آبرو رہ جائے نہ ہو
ہاتھ سوئے دامنِ جلاد پھیلاتے ہین آج

کیا کہین تسلیم جوشِ انتظارِ یار مین
دیکھکر دیوار و در حسرت سے رہ جاتے ہین آج

فکرِ درمان کس لیے اے چارہ گر کیسا علاج
زخمِ دل میرا بزخمِ خمِ گل ہے لاعلاج

مین تو مر جاؤن مگر درمان سے میری اے مسیح
موت بھی پہلو تہی کرتی ہی اسکا کیا علاج

دردِ دل مین داغ سینے مین جگر مین سوزِ عشق
ایک مین تنہا کرون دن رات کس کس کا علاج

زہر کھا کر مر گئے سب درد و غم جاتا رہا
آپ اپنے ہاتھ سے ہمنے کیا اپنا علاج

دردمندانِ ازل تسلیم ہین درمان سے پاک
نرگسِ بیمار کا کوئی نہین کرتا علاج

متفرقات

کون بحرِ حسن آتا ہے لبِ جو سیر کو
دیکھتی ہے اوٹھکے بیتابانہ سو سو بار موج

موجِ غم موجِ خوشی موجِ طمع موجِ امید
اوٹھتی ہے اس چار بحرِ عنصری مین چار موج

کرتا نہین اثر کوئی اچھا بُرا علاج
آخر ترا ہے اے دلِ بیتاب کیا علاج

دل مین نہ غم رہا نہ جگر مین رہا وہ درد
اے مرگ شاد باش کیا تو نے کیا علاج

دنیا مین چارہ سازِ مریضِ ازل نہین
کرتا ہے کون نرگسِ بیمار کا علاج

اپنی سی کی بہت مری یار و بنی دوڑ دھوپ
صحت نہین نصیب مین اسکا ہو کیا علاج

ردیف جیم فارسی

کچھ تو ہو جنبشِ فغان میری مقابل جھوٹھ سچ
اے عنادل آج کھل جائے غمِ دل جھوٹھ سچ

قتل کیا مجھکو کرے گا ایسی قسمت ہے کہان
دل کی بہلانے کو کہتا ہی وہ قاتل جھوٹھ سچ

حسن تقریر اسکو کہتے ہین کہ محفل مین وہ شوخ
عاشقون مین مجھکو کر لیتا ہی شامل جھوٹھ سچ

وہ تڑپنے کا تماشا ہو چکا صیاد اب
کچھ پھڑک اوٹھتا ہی یونہین مرغِ بسمل جھوٹھ سچ

اے عدم کے جانے والو واسطے اللہ کے
کہتے جاؤ ہمسے بھی کچھ حالِ منزل جھوٹھ سچ

خوبرو جتنے ہین سب مکّار ہین عیّار ہین
سُن لیا کر جو کہین یہ تجھسے اے دل جھوٹھ سچ

آج تو مقتل کو چل تسلیم بہرِ امتحان
دیکھ کہہ جاتا ہے وہ ہر چشمِ قاتل جھوٹھ سچ

مار رکھنے کو نہ تھے کم بت بے پیر کے پیچ
طرّہ اوسپر یہ ہوئے زلفِ گرہ گیر کے پیچ

مین نہ مانونگا یہ گردش یہ برابر چلکر
لے اوڑی موج ہوا کچھ مری تقدیر کے پیچ

ابتو اقرارِ وفا سنکے بہت خوش ہی رقیب
جان دیدیگا جو سمجھا تری تقریر کے پیچ

کوششین کرتے ہین ہم کارِ عبث مین دن رات
کھولتے رہتے ہین تدبیر سے تقدیر کے پیچ

لاکھ دانا ہو نہین چارہ گر فکاری سے
کچھ سمجھ مین نہین آتے فلکِ پیر کے پیچ

جانتی خاک ہی ای رشکِ چمن موجِ نسیم
ہم سمجھتے ہین تری زلفِ گرہگیر کے پیچ

دیکھکر گیسوِ سنبل کو چمن مین تسلیم
یاد آجاتے ہین دو دلِ دلگیر کے پیچ

ردیف حائے حطی

مین اوسکی بزم مین جاتا ہون بے نشان کی طرح
کبھی خیال کی صورت کبھی گمان کی طرح

نظر پڑی نہ کہین یار مہربان کی طرح
پھرے جہان مین دن رات آسمان کی طرح

سکوتِ لب سے ہوا اور بھی سوا رسوا
خموشیون نے مری غل کیا فغان کی طرح

پسِ فنا بھی عذابِ فشار ہونا ہے
زمینِ گور بھی پیسے گی آسمان کی طرح

زمانہ ایک سا رہتا نہین کبھی ہرگز
ترے مزاج کی صورت تری زبان کی طرح

نیا ستم یہ سنو دشمنون کو قاتل نے
ہمارے سخت جگر پر ہے تیر ارمغان کی طرح

جگر مین دل مین جہان چاہے ٹھہر تیرِ ستم
مجھے عزیز ہے دن رات میہمان کی طرح

وہ نامرادِ ازل ہین کہ باغِ عالم مین
کبھی نہ پھولے پھلے سرو بوستان کی طرح

چھری نہ پھیر و گلے پر رقیب سے مل کر
جو امتحان کرو تم تو امتحان کی طرح

خیالِ غیر کہین خواب مین نہ آجائے
کھلی ہین آنکھین مری چشمِ پاسبان کی طرح

وہ چھکے بیٹھے ہین افشان جو بزم مین شب کو
زمین پُر نظر آتی ہے آسمان کی طرح

پسِ فنا بھی تصور ہے ہمنشینو نکا
نصیب گور مین ہے بزمِ دوستان کی طرح

کوئی ہی دل مین کوئی چشم مین شرہ مین کوئی
رواں ہین قطرۂ اشک اپنے کاروان کی طرح

شبِ فراق مین کس ماہرو کی یاد آئی
کہ ٹکڑے ٹکڑے جگر ہے مراکتان کی طرح

فقط یہ پاس ترا ہے کہ دور بیٹھے ہین — عدو کی سنتے ہین ہم باتین بیزبان کی طرح
خبر نہین مجھے سینے مین کیون لب سوفار — جگر کو دیکھ کے ہنستا ہی رازدان کی طرح
سمجھتے کیا ہین جوانی گنوا کے جو نادان — اکڑ کے چلتے ہین پیری مین نوجوان کی طرح
سر نیاز کسی دن نہ تیرے در سے اوٹھا — ہٹی جبین نہ کبھی سنگ آستان کی طرح
مٹا کے خانہ خرابی نے کیا بنایا ہے — مری مکان سے پیدا ہے لامکان کی طرح
مجھے خیال ہے محشر مین بیوفائی کا — وہان بھی آنکھین نہ تم پھیر لو یہان کی طرح
ہجوم شوق سے بے اعتبار ایسا ہون — کہ آئے خواب مین بھی یار بدگمان کی طرح
بنے ہین برسون مین ناسور زخم دل کے مگر — کسی مرض کے نہین چشم خونفشان کی طرح
زمین مین نہ پتا ہے نہ آسمان مین کہین — گرے نظر سے تری اشک ناتوان کی طرح
نہ یار مجھسے جدا ہے نہ یار سے مین الگ — کہ ربط مرے اوسکے ہی جسم و جان کی طرح
مزہ ہے عرض تمنا کا اوسسے جب قاصد — چلے زبان تری بھی مری زبان کی طرح
حلال کرتی ہے بلبل کو بے جھری صیاد — قفس مین یاد جب آتی ہی آشیان کی طرح
علاج کا ہیکا اب چارہ گر ہے کیا باقی — تو دیکھتا ہے مری جان ناتوان کی طرح
ادا غضب تھی ستم غمزہ تھا بلا انداز — جگر مین کھب گئی اُس شوخ نوجوان کی طرح
دل و جگر مین کھٹکتی ہے کوئی شے ہمدم — کبھی خدنگ کی صورت کبھی سنان کی طرح
یہ آنا کیا ہے کہ بیٹھے بھی اوٹھکھڑے بھی ہوے — کبھی تو گھر مرے رہجا و مہمان کی طرح
خبر کسیکو نہین تھی کہان کسکی — مٹا جہان سے مرا نام بھی نشان کی طرح

کھچا ہوا تھا جو قد مثل تیر اے تسلیم
وہی خمیدہ ہے پیری مین اب کمان کی طرح

چھو لیگا پاے بت جو برہمن کسی طرح — روئیگا رکھ کے ہاتھ کو سر پر مری طرح
حد ہو چکی جفا کی خبردار ہو شیار — اے چرخ اب نہ دیگی مری بیکسی طرح

باتین بنا نہ چارہ گرِ دردِ دل عبث
ہوتی ہے جینے والون کی ناداں یہی طرح

گذرے حیاتِ خضر سے اے مرگ رحم کر
چین آئے مرنے والون کو بلا سے اسی طرح

بیرحمیون سے نازسے رشکِ رقیب سے
اوس بیوفا نے مارا ہمیں بھی طرح

اے بُت اگر یہی اثرِ حال دل رہا
چُپ ہو رہیگا [illegible] تری طرح

سُنتا نہین کسی کی دلِ خان ومان خراب
سمجھاتے ہین ہزار [illegible] بھی طرح

ابتک نہ آیا وہ بتِ وعدہ خلاف حیف
دن بھی گذر گیا شبِ تکلیف کی طرح

اب کیا مگر جنون کے زمانے سے بیشتر
ہم بھی تھے آدمی کبھی ناصح تری طرح

جو صورتین تھین آنکھون مین اب بھی نہین
دنیا کو دیکھتے تھے مگر خواب کی طرح

شیرین کو گر ہوا غمِ فرہاد کیا عجب
پتھر کا دل نہ رکھتی تھی وہ آپ کی طرح

گذری جو کچھ گذرنی تھی بیرحم تجھکو کیا
اچھی طرح یہ عمر کٹی یا بُری طرح

آنسو اگر ہین قطرۂ شبنم عجب نہین
یا مالِ جور ہوگا فلک بھی مری طرح

مدت سے تختۂ مشقِ اطبا ہون دوستو
ابتک ہی میرے دردِ جگر کی وہی طرح

ڈالون کبھی نہ آنکھ بیری ہو کہ حور ہو
ایسی کھبی ہے دل مین ستمگر تری طرح

بے بس تھے زندگی مین تو شکوہ نہین مگر
بھیکر عدو سے گور مین آتے کسی طرح

تسلیم ہمنوائی مومن نہ تھی غرض
سمجھے تھے ہمنے دل سے نکالی نئی طرح

جستجو مین کسکی ہی اے آسمان میری طرح
روز شب پھرتا ہے کیون گردِ جہان میری طرح

آگئی ہے یاد کس گل کی خموشی باغ مین
بلبل پر غم ہے کیون گرمِ فغان میری طرح

انکشافِ رازِ مستی کی تمنا ہے اگر
کیجیے کچھ خدمتِ پیرِ مغان میری طرح

شرط ہے سودائے بازارِ محبت کے لیے
بھول جائے بیشتر سود و زیان میری طرح

اے فلک نام و نشان گر چاہتا ہے دہر مین
پہلے نیچا مٹ کے بے نام و نشان میری طرح

قہر ہے واماندگی اہلِ سفر کے واسطے
کیا پریشان ہے غبارِ کاروان میری طرح

جان دیدی اُف نہ کی مین نے تہِ شمشیر تیز
کیا عدو تسلیم دیگا امتحان میری طرح

کیجیے دو چار دن شغلِ شراب اچھی طرح
دیکھکر دل زاہدون کے ہون کباب اچھی طرح

گریہی ہے انتظار یار بعدِ مرگ بھی
آچکا زیرِ لحد آنکھون مین خواب اچھی طرح

فرج کرنے مین مرے اٹھکھیلیان نے یا نہین
کیجیے بہرِ خدا کارِ ثواب اچھی طرح

نوجوانی نویدِ مرگ دی تقدیر نے
دیکھنے پائے نہ ہم لطفِ شباب اچھی طرح

گریہ شرمِ گنہ لکھا کہین ہوگا ضرور
آپ دیکھین تو مری فردِ حساب اچھی طرح

جان کا دشمن فلک تھا جسم کی دشمن زمین
کیا بسر کرتے ترے خانہ خراب اچھی طرح

تنگیِ دل کا گلہ کیا بحرِ ہستی مین کرین
دم بھی لے سکتے نہین مثلِ حباب اچھی طرح

کیون بگڑتے ہو شمارِ بوسہ پر آنے دو حشر
آپ کا میرا وہین ہوگا حساب اچھی طرح

اضطرابِ دل سے فارغ اہلِ رفعت بھی نہین
کب رہا بالائے گردون آفتاب اچھی طرح

گر وہان تک جا بان مین نہین جاسے سخن
کیا مری باتون کا دینگے وہ جواب اچھی طرح

اور ترسالے پئے نظارہ زندہ ہون اگر
ایک دن سمجھونگا تجھسے اے نقاب اچھی طرح

لطفِ چشمِ خشمگین نے کردیا بیتاب دل
پھر ادھر اے جان نگاہِ پرعتاب اچھی طرح

مین وہی برگشتہ قسمت ہون جو کرتا ہون دعا
رحم کرنا وقت پر اے انقلاب اچھی طرح

آج تو مین چپ ہون جو چاہے کہے وہ بدزبان
حشر مین پوچھونگا مین وجہِ عتاب اچھی طرح

شامِ فرقت آئیگی پھر ہم کہان اور تم کہان
آؤ پی لین بیٹھکر باہم شراب اچھی طرح

گو بری ٹھہرے مگر دستِ تمنا سے ابھی
آج کھولونگا ترے بندِ نقاب اچھی طرح

فتنہ گر ہے حیلہ جو ہے خط بھی پڑھنے کا نہین
نامہ بر کیا دیگا تجھکو وہ جواب اچھی طرح

زندہ ہون جس روز تک نفرت ہو اونکو جام سے
ساتھ غیرونکے اوڑائینگے شراب اچھی طرح

ساقیا دے آج بھر بھر کر مجھے جام شراب
جھوم کر آیا ہے برسیگا سحاب اچھی طرح

عمر بھر تسلیم آوارہ پھرے لیکن ہی شکر
خلد مین پہونچے طفیل بوتراب اچھی طرح

یہ کہان سے لائیگی بیتا بیان میری طرح
برق تڑپیگی تو کیا اے آسمان میری طرح

پڑھ دے یٰسین اب دوا کیسی قریب آئی اجل
دیکھتا ہے چارہ ساز مہربان میری طرح

کاش دل آتا کسی نا آشنا ے رحم پر
تلملاتا تو بھی اے شوخ جوان میری طرح

ذکر بھی کرتا نہین کوئی جہان مین بعد مرگ
اوٹھ گئی دنیا سے میری داستان میری طرح

کہہ نہین سکتی لگی دل کی کسی سے بزم مین
شمع سوزان رکھتی ہے گویا زبان میری طرح

جہان بلبون پھر بھی یہ غم ہے کہ سینے مین مدام
کون رکھیگا تری نوک سنان میری طرح

دیکھتا ہون جب تب برباد آتا ہے نظر
کیا بگولا بھی ہے کوئی بیمکان میری طرح

اوٹھ نہین سکتا کسی عالم مین فرش خاک سے
تو بھی اے نقش قدم ہے ناتوان میری طرح

مٹ کے پیدا کر جہان مین سربلندی کے نشان
خاک ہوکر خاک مین بن آسمان میری طرح

لاکھ روئے اشک شبنم مین یہ رنگینی محال
گل کہان رکھتے ہین چشم خونفشان میری طرح

کام رکھتا ہون نہ گردون سے نہ مطلب خاک سے
بے تعلق ہے غبار کاروان میری طرح

خار کا شکوہ نہ شکر خندۂ گل سے غرض
دیکھ اے بلبل بہار بوستان میری طرح

کچھ اشارون مین ہوا کرتی ہین باتین دور سے
بی زبان آنکھین مین انکی رمزدان میری طرح

کسنے گستاخی سے چھیڑا ہی ہجوم شوق مین
کیون ہی برہم کاکل عنبرفشان میری طرح

کہتے ہین سن سنکے میرے نالہ موزون وہ آج
واقعی تسلیم ہے جادو بیان میری طرح

خوش نہین آتی بت پرفن بناوٹ کی طرح
مجھسے ملتا ہے تو دل کھول کر اچھی طرح

آج تک دیکھا نہ آنکھون سے نہ کانون سے سنا
بیمروت بیوفا نا آشنا تیری طرح

پھر بری کٹنے لگی افسوس اپنی زندگی — پھر فدا ہونے لگے وہ غیر پر اچھی طرح
گر نہ ہو منظور آنا عذر و حیلہ کیا ضرور — وعدۂ فردا عبث ہے آج بھی کل کی طرح
اب نہ اے ناصح تو بہر پند کر تر چھی نظر — کھب گئی دل میں مرے اس شوخ کی بانکی طرح
بعد مدت گر ملے اوس بیمروت سے تو کیا — دیکھکر یہ بھی نہ پوچھا تم رہے اچھی طرح
آج بھی کیا پاس بیٹھو گے نہ آکر تم مرے — پھر تڑپتا چھوڑ جاؤ گے مجھے کل کی طرح
دم پہ بن جائے بگڑ جائے یہ صورت چاند سی — وہ بھی عاشق ہو کسی پر اے خدا میری طرح
بعد مدت راہ میں گر وہ ستمگر مل گیا — کیا برا منھ کو بنا کر یہ کہا اچھی طرح
مجھکو ہے سوز محبت باعث آرام جان — داغ کو دیتا ہوں پہلو میں چنبیلی کی طرح
بل نہ مثل زلف برہم کھائیے ہر بات میں — بات کرنا چاہیے جان جہان سیدھی طرح
عاشق و معشوق میں کیا فرق پھر باقی رہے — بیمروت میں بھی بن جاؤں اگر اونکی طرح

اسقدر تسلیم ہے کس مہروش کی جستجو
روز و شب گردش میں ہے کیوں آسمان میری طرح

پوچھتے ہو کیا مرے دل کی طرح — مضطرب ہے مرغ بسمل کی طرح
گر نہ تھا عاشق خدنگ ناز یار — گھر کیا پہلو میں کیوں دل کی طرح
بخت عاشق ہوں نہ قسمت شمع کی — کیوں جلاتا ہے مجھے دل کی طرح
جی میں آتا ہے سنان تیر کو — رکھوں اپنے سینے میں دل کی طرح
کون صورت ہے سنبھلنے کی مرے — دیکھتا ہے چارہ گر میری طرح
فتنۂ محشر نہیں اوٹھتے ہو کیوں — بیٹھو پہلو میں مرے دل کی طرح
صدقے تیرے دیکھ اے طفل سرشک — کیوں مچلتا ہے مرے دل کی طرح
جان بھی لیلو کہیں فرصت ملے — کیوں مچلتے ہو مرے دل کی طرح
داغ عشق یار کی قسمت کو دیکھ — ہر گھڑی پہلو میں ہے دل کی طرح

صدقے مین اے برق تبلا تو سہی — کون تڑپا ہے مرے دل کی طرح
ضعف کو بھی بارِ خاطر آج ہون — کچھ گرا پڑتا ہون مین دل کی طرح
چین کیا ہو شوخیون سے وصل مین — وہ بھی قابو مین نہین دل کی طرح

کیا کہین تسلیم ہجرِ یار مین
پھر وہی ہے شام سے دل کی طرح

متفرقات

کیا یقین ہو آئینگے کل دیکھکر آثارِ صبح — یاد رہنا شام تک دشوار ہے اقرارِ صبح
بام پر اولٹی ہی کسنے رویِ روشن سے نقاب — ماہتابی بن گئی ہے مطلعِ انوارِ صبح
شرم تو بہ شام تک رندون سے نبھنے کی نہین — جائے شیشہ طاق پر رکھدینگے استغفارِ صبح
دیکھتی ہے بام پر ہر روز انکو بیحجاب — کاش دیتے مجھکو یک شب طالعِ بیدارِ صبح
زلف تک پہونچون تو صدقے ہون بلائین رخ کی لون — شام پر موقوف ہین اپنے بھی کیا کیا کارِ صبح
گریہی دردِ جگر ہے تا ظہورِ نورِ صبح — آج کا فورِ کفن ہوگا ہمین کافورِ صبح
جب نہین پیشِ نظر وہ ماہرو دونون ہین ایک — ظلمتِ شامِ مصیبت جلوہ ہائے نورِ صبح
آپ کہان باہم صفائی وہ کہان پیغامِ صلح — اور بھی سنکر بگڑتا ہے ستمگر نامِ صلح
گو بظاہر صاف ہین دل مین کدورت ہے وہی — دیکھیے تقدیر دکھلاتی ہے کیا انجامِ صلح
گرم ہی غیرون کی صحبت مشغلے ہین عیش کے — کس سے کہیے کون سنتا ہی وہان پیغامِ صلح
میرا اپنا فیصلہ اے جان نہ کل پر ٹالیے — مر ہی جائیگا سحر تک آپکا ناکامِ صلح
ہو چکے تھے مجھسے وہ راضی مگر تقدیر سے — غیر کا آنا قیامت ہو گیا ہنگامِ صلح

ردیف خائے معجمہ

قبا ہے جیسے تیری اے جوانِ سرخ — مری ہر دم ہے چشمِ خونفشان سرخ
ترے کشتون کا لکھا جب فسانہ — قلم سے نکلے حرفِ داستان سرخ

نہ تھا اتنا بھی خون اپنے جگر مین — کہ ہوتی نام کو نوکِ سِنان سُرخ
ترا کشتہ اگر مقتل مین تڑپے — لہو سے ہون زمین و آسمان سُرخ
لہو روئی یہانتک چشمِ بُلبل — کہ ابتک ہین قفس کی تیلیان سُرخ
نہین رنگین ادا معتاج تزئین — لبِ گلبرگ ہے بے رنگِ پان سُرخ
جہان رویا ہے خون دیوانۂ عشق — زمینِ دشت ہے ابتک وہان سُرخ
الٰہی خیر ہو پھر زیبِ تن ہے — لباسِ قاتلِ نامہربان سُرخ

شفق کیسی مرے شیون مین تسلیم
طمانچون سے ہے روئے آسمان سُرخ

غضب مین ہے رُخِ غنچہ دہن سُرخ — نہ ہو پر تو سے کیونکر پیرہن سُرخ
سمجھکر کُشتہ اوس گلگون قبا کا — دیا احباب نے مجھکو کفن سُرخ
سنبھل کر تو لگا تلوار خون سے — ترا دامن نہ ہو اے تیغزن سُرخ

بہارِ باغ لائی رنگ تسلیم
نظر آتا ہے کوسون تک چمن سُرخ

ردیف دال مہملہ

سامنا ہوتا ہی جب حورون کا تو آتا ہے یاد — دیکھکر سامانِ جنت لکھنؤ آتا ہے یاد
دیکھتے ہین جب کسی کے تُرکِ چشمِ مست کو — ہمکو اپنا بادہ خوارِ تند خو آتا ہے یاد
خود بخود کیونکر نہ بھڑکے ہمنشین دل کی لگی — بیٹھے بیٹھے اک حسین شعلہ رو آتا ہے یاد
چپ ہون مین پاسِ ادب سے ورنہ تیرے سامنے — کیا کہون کیا مجھکو وقتِ گفتگو آتا ہے یاد
دیکھتا ہون جب صبا کو چلتے پھرتے چار سو — مجھکو اپنا پاے شوقِ جستجو آتا ہے یاد
روتی ہین کیا کیا لپٹکر شیشۂ لبریز سے — جس گھڑی اپنا دلِ پُر آرزو آتا ہے یاد
دیکھکر لبریز شیشہ بادۂ گلرنگ سے — ہمکو اوس کم سن کا پانِ خوردہ گلو آتا ہے یاد

کیون نہ روئین چارہ گر خون التیام زخم سے
ہمکو لطف خندۂ چاک قبا آتا ہے یاد

ساقیِ مے کش کی فرقت مین ٹپکتے ہین اشک
جب مجھے وہ جلوۂ جام و سبو آتا ہے یاد

بھولنے کو سیکڑون عہد و وفا کرتا ہے تو
کوئی بھی وعدہ کبھی ای حیلہ جو آتا ہے یاد

جب شفق گون دیکھتا ہون مین گریبان فلک
تیرا دامن تیرے کشتونکا لہو آتا ہے یاد

خاک ای تسلیم ٹھہرون باغ مین سنبل کے پاس
دل کو میرے حسن زلف مشکبو آتا ہے یاد

لاش سے رو یا لپٹکر یار کفنانے کے بعد
زندگی کا لطف پایا ہمنے مر جانے کے بعد

عاشقی مین نے نہ چھوڑی چھوڑدی ناصح نے پند
آپ ہی وہ خوب سمجھا میرے سمجھانے کے بعد

کیا کرون فرقت مین تغییر مزہ کے واسطے
خون دل بھی کچھ مین پی لیتا ہون غم کھانے کے بعد

کم سنی گذری مری جان جوش پر آیا شباب
کوئی تو حسرت نکالا دل سے ترسانے کے بعد

آئے وہ گھر پہ مرے دوش پہ پہنچا گور تک
بیٹھے ہین بالین پہ تنہا لاش اوٹھ جانے کے بعد

سیر گلزار ارم یا قید زندان سقر
دیکھیے کیا دیکھتے ہین خاک ہو جانے کے بعد

باتون باتون مین بگڑتے ہین جو وہ اغیار سے
دل مرا کچھ کچھ ٹھہر جاتا ہی گھبرانے کے بعد

ہجر کا جھگڑا نہ کم ہوگا ہوا گر وصل بھی
آپ سے جاتے رہینگے ہم ترے آنے کے بعد

پہلے پابند حیا تھے پھر جو چھیڑا شوق نے
خوب کھل کھیلے شب وصلت مین شرمانے کے بعد

رشک سے جلکر ابھی مر جاؤنگا مین بدگمان
غیر کا قصہ نہ چھیڑے میرے افسانے کے بعد

رسم بربادی نہ کم ہوگی بیابان مین کبھی
خاک اڑائینگے بگولے تیرے دیوانے کے بعد

مرگ عاشق ہی پیے معشوق پیغام اجل
شمع بھی خر کو جل بجھتی ہی پروانے کے بعد

قرض سے بڑھکر سمجھتا ہون طواف مے فروش
بیشتر مسجد کو مین جاتا ہون میخانے کے بعد

کیا پیے تسکین خبر جھوٹی ترے آنے کی دون
اور بھی ہوتی ہی وحشت دلکو بہلانے کے بعد

رو چکے تسلیم کھینچو دل سے آہ آتشین
برق بھی چمکاؤ کوئی پانی برسانے کے بعد

ہمت مردانہ رکھتا ہون تہ خنجر بلند
سر کٹا کر بھی ہر رنگ شمع مین ہون سر بلند

مر کے بھی باقی وہی ہے ناتوانی کا اثر
کر نہین سکتی ہماری خاک کو صرصر بلند

کل پڑا ہوگا زمین پر مر کے زیر خاک گور
چار دن کے واسطے منعم بنالے گھر بلند

راست ہین سے کج ادا ممتاز رہتے ہین مدام
دیکھتے ہین آنکھون سے ہم ابرو دلبر بلند

فائدہ کیا گر بنایا قصر و ایوان رفیع
مرد اگر ہے شش جہت مین نام اپنا کر بلند

بے ہنر سے اہل جوہر کو فلک رکھتا ہی پست
قعر دریا مین گہر ہے کوہ کا پتھر بلند

کوئی دم سرکش کی اے تسلیم رہتی ہی نمود
دو گھڑی دیکھا نہ فوارے کو کیسا ان سر بلند

بھول جانا نہ مدعا قاصد
اونسے کہنا ذرا ذرا قاصد

دیکھکر کیون مجھے تو ہنستا ہے
سچ بتا اوسنے کیا کہا قاصد

چارہ گردے چکے جواب مجھے
اب تو تیرا ہے آسرا قاصد

یہ تو سنتے ہین مدتون سے ہم
کوئی فقرہ نیا بنا قاصد

خاک تسکین ہو کہ یاس کے حرف
باتون باتون مین کہہ گیا قاصد

کیون نہ بدظن ہون جب دیا خط شوق
رنگ بن کے اوڑ گیا قاصد

چشم تسلیم سے نظر کرنا
بار کا جب ہو سامنا قاصد

ردیف دال ہندی

قدردانی سے تری ہی نکتہ دانی پر گھمنڈ
ورنہ کیا ہین کیا مرا افسون بیانی پر گھمنڈ

مرتے ہین لاکھون کسی سے بات تک کرتے نہین
کسقدر ہے آپ کو اپنی جوانی پر گھمنڈ

خون دل پی لینگے ہم تجھسے نہ مانگینگے شراب
ساقی میکش نکر دو گھونٹ پانی پر گھمنڈ

وہ گریزان طالب دیدار خلق زود مرگ
خضر کو کیا کیا ہے عمر جاودانی پر گھمنڈ

مین تو جو کچھ ہون وہ ہون لیکن مقابل غیر کے
مہربان مجھکو ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

بحرِ ہستی مین دمادم کا ہی مثلِ حباب
کیا سمجھکر کیجیے اِس عمرِ فانی پر گھمنڈ

دلبری غمزہ ادا عشوہ فریب انداز ناز
ساری باتین آپ کی بہتر ہین جانی پر گھمنڈ

چند دم ہے واشد دل عمر بھر دلبستگی
کرتے ہین کیا گل بہارِ بوستانی پر گھمنڈ

گرمیِ تقریر گر حاصل نہین کس کام کی
شمع کیون کرتی ہی اِس آتش زبانی پر گھمنڈ

پوچھتے ہو خاک مین کیا خاک حالِ کبر و ناز
ہوگیا قربان مرگِ ناگہانی پر گھمنڈ

پرورش ہی سبزہ و گل کی زمین سے آپ سے
باغبان کرتا ہے ناحق باغبانی پر گھمنڈ

کاش آجاتی قیامت خضر و عیسیٰ کی طرح
ہم بھی کرتے اپنی عمرِ جاودانی پر گھمنڈ

سوز و گریہ سے دیا کرتے ہین دھمکی چرخ کو
کیا دل و دیدہ کو ہے اِس آگ پانی پر گھمنڈ

یاد ہوگا اے صنم تیری طرح زیرِ فلک
تھا کبھی ہمکو بھی اپنی نوجوانی پر گھمنڈ

ابتوای تسلیم ہین پامال خوار و ذلیل
کیا کرین ہم اعتبارِ خاندانی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

بھیجکر غیر کو خط کہتے ہو کیسا کاغذ
دیکھو تو ہاتھ کا کسکے ہے یہ لکھا کاغذ

ناتوان وہ ہون خطِ شوق جو لکھنے بیٹھا
قلم اوٹھا نہ مرے ہاتھ سے اُٹھا کاغذ

اپنے رونے کی حقیقت جو کسی دن لکھی
چادرِ آب روان بن گیا سارا کاغذ

خط کب آتا ہی مجھے خط نہین آتا جب تک
بھیجدیتے ہین کبھی نامہ سے سادا کاغذ

اوس حسین نے جو خطِ شوق کیا مجھکو رقم
زلف لیلیٰ بنین سطرین رخ سلمیٰ کا غذ

پیچ و تابِ دل و جان سوزِ جگر جب لکھا
سطرین بل کھانے لگین تا دمین آیا کاغذ

خط وہ جب لکھنے لگے پر تو رخ سے تسلیم
ورقِ مہرِ قیامت نظر آیا کاغذ

کام آیا نہ محبت مین کسیکا تعویذ
عمر گذری ہی مین کرتے ہوے گنڈا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

بند آنکھین ہوگئین حسن دل آرا دیکھکر — کچھ نہ دیکھا تجھکو اے خورشید سیما دیکھکر
کب تم آئے جا چکی جب ساری دنیا دیکھکر — کیا رہا اب کیا کروگے حال میرا دیکھکر
مل گیا تھا کل وہ ہرجائی اکیلا راہ مین — کیا کہون آتی تھی کیا کیا دل مین تنہا دیکھکر
ایک پیکان نے کیا دونون سے انکو بدگمان — ڈھونڈھتے ہین دل مین وہ میرا اکیلا دیکھکر
ہون وہ دیوانہ کہ دیوانہ تماشائی ہوا — خود تماشا بنگیا میرا تماشا دیکھکر
دشت صحرانوردی مر رہی تھی تو کہان — پانون اپنے سوگئے آخر کو رستا دیکھکر
ہون وہ سرگشتہ قدم لینے کو میرے دشت مین — دور سے دوڑا بگولا خاک اڑاتا دیکھکر
شام تک بزم حسینان مین خوشی سے کی بسر — صبحدم اوٹھے تجھے کسکا روے زیبا دیکھکر
بڑھ چلین میا کیان گھٹنے لگی خلوت مین شرم — وہ سرک بیٹھے مرے دل کا ارادا دیکھکر
شوق سے سنگ ستم اے چرخ مینا رنگ پھینک — ہان مگر ہم میکشون کے جام و مینا دیکھکر
سیکڑون پیکان ہین میرے سینہ مجروح مین — کھینچنا قاتل ذرا اپنا پرایا دیکھکر
گذری جو گذری دم بدم جلوہ نمائی طور پر — آگئے گھر خیر سے موسیٰ تماشا دیکھکر
حور و غلمان کی صفت کرتے ہین واعظ اس طرح — آپ آتے ہین ابھی جنت مین گویا دیکھکر
ہوش بھی کچھ ہے کیا ہے کسکو بسمل تیغ سے — لوٹے جاتے ہو یہ کسکا تم تماشا دیکھکر
اسنے ہر وقت رکھا سامنے اچھا نہین — دیکھو بن جاؤگے مجھسے روے زیبا دیکھکر
کیا کہون کیا حال ہے اتنا تو واقف ہون ضرور — روتے اوٹھے میرے حالین سے مسیحا دیکھکر
پڑگئے آنکھون مین پردے کچھ نہ سوجھا وصل مین — لاکھ وہ کہتے رہے اپنا پرایا دیکھکر
کیا گلے ملکر کیا سیراب تیغ تیز نے — آگیا دشمن کو میرے رحم بیجا سا دیکھکر
خون تو دامن سے دھو ظالم قیامت ہے قریب — کیا کہیگا داور محشر یہ دھبا دیکھکر
دیکھو بھولا پن کہ وہ کہتے ہین مجھسے بار بار — ایک دل تم اور لادو مجھکو اچھا دیکھکر

چھوڑ اے تسلیم سیرِ گلشنِ ایجاد اب
کیا نہال اب تک ہوا تو باغِ دنیا دیکھکر

دیکھ پچھتائیگا ہم رندون کے ساغر توڑکر
ہم ابھی بھر لینگے تجھسے محتسب سر توڑکر

جیتے جی کیا کیا تھے سامانِ ستم اوسکو عزیز
رکھدیا قاتل نے میرے بعد خنجر توڑکر

ہون وہ دیوانہ سرِ شوریدہ ٹکراؤن اگر
رکھدون اے آئینہ رو سد سکندر توڑکر

گر یہی سوزِ جگر کی گرمیان ہین بعدِ مرگ
شعلے نکلینگے مری تربت سے پتھر توڑکر

بہر زینت تم اگر افشان چنواے مہ جبین
آسمان سے مین ابھی لے آؤن اختر توڑکر

قہر مین پرزے اوڑائے پہلے خطِ شوق کے
رکھدیے پھر مرغ نامہ بر کے شہپر توڑکر

کیا کرون شکوہ نہ آنیکا شبِ قرار مین
ہنس رہا ہے آسرا دل کا ستمگر توڑکر

یہ نئی طرزِ جفا ہے دل دکھانے کے لیے
رکھدیے صیاد نے آگے مرے پر توڑکر

ایک اپنی دل لگی کے واسطے اے باغبان
دل دکھاتا ہے ہزارون کے گل تر توڑکر

اوڑتی ہین چنگاریان سینے مین سوزِ عشق سے
رکھدیا گویا کسی نے دل پہ اخگر توڑکر

دیتی ہی کیا کیا رگِ جان کو مرے اسکی کھٹک
رہنے دے فصاد تھوڑی نوکِ نشتر توڑکر

گر یہی زورِ جنون ہے ہتھکڑی بیڑی کو مین
پھینکدونگا ایک دن زندان سے باہر توڑکر

چلنا پھرنا اب کہان ہمدم اوٹھاتا ہی عبث
دیکھ لی ہی طاقت اپنی تارِ بستر توڑکر

اونکو بھی ضد ہوگئی ہے سخت جانی ہی مری
اور دو خنجر منگا لے ایک خنجر توڑکر

سینہ و دل کی مرے تجھکو پڑی ہے فکر کیا
تو گذر جا سبکو اے ناوک برابر توڑکر

آج عذرِ اتقا کیون اسقدر تسلیم ہے
ہمنے دیکھا تجھکو پیتے توبہ اکثر توڑکر

کہین وہ رک رہے ہین گھر سے چل کر
لبون پر جان ٹھہری ہے نکل کر

ترے پیکان نے شاید گدگدایا
کلیجا آگیا منھ کو اچھل کر

نہ لے اے بیوفا نامِ شبِ ہجر — نکل جائیگا دم میرا دہل کر
چلا مین گرتا پڑتا جب سوئے دشت — کہا بیتابیِ دل نے سنبھل کر
نہ مجھے پروا نہین اے زلفِ پُرخم — تو اپنے چاہنے والون سے بل کر
مصیبت مین وطن چھوڑے نہ انسان — پھر اسے آنسو نہ آنکھون سے نکل کر
تپِ غم نے نہ چھوڑی کوئی حسرت — ہوئین سب خاک دل کے ساتھ جل کر
دلِ سوزان مین لاکھون آبلے ہین — عجب یہ نخل ہے پھلتا ہے جل کر
خدا کو بھولے ہین یا دِ بتان مین — گرے ہین کس بلندی سے پھسل کر
نہ دامن مین نہ ہین آنکھون مین آنسو — لٹا یہ کاروان گھر سے نکل کر
رہِ اُلفت مین صدہا لغزشین ہین — قدم رکھنا تو اے زاہد سنبھل کر
ہوے وہ دیکھکر غمگین مرے اشک — سمائے دل مین آنکھون سے نکل کر
مٹے ہین کیسے کیسے خاندانی — فلان ابنِ فلان مٹی مین مل کر
نسب کیا کام آئیگا دمِ حشر — بزرگون پر نہ ہو نازان عمل کر
یہانتک ضعف تھا آنسو ہمارے — نہ پہونچے تا مژہ آنکھون سے ڈھل کر
بُتِ پیمان شکن آئیگا اب کیا — وفاے وعدہ تو ہی اے اجل کر
کھچے ہین کچھ مقرر وہ دمِ ذبح — گلے پر تیغ رُک جاتی ہے چل کر
دعاے وصل کیا مانگین کہ دل سے — پریشان حسرتین ہونگی نکل کر
بُتِ کم سن کی عیاری تو دیکھو — مرا دل مجھکو دیتا ہے بدل کر
جنون کہتا ہے گھر کو آگ دیدو — کرو آباد ویرانے کو چل کر
جو خوشرو کوئی ملجاتا ہے یہ دل — ہزارون رنگ لاتا ہے مچل کر
بُرا ہو بیخودی کا باکے بیہوش — مرا دل لیگیا کوئی بدل کر
جو دوگے دل کو پروانے سے تشبیہ — کہونگا مین بھی تمکو شمع جل کر

ق

خدایا تو ہے دانا مجھکو ساقی — پلاتا ہے زبردستی مچل کر
عیادت کو وہ کب آئے لحد مین — ہوے جب استخوان بھی خاک گل کر
زمین سے حشر کو اوٹھین تو اوٹھین — گرے ہین بام گردون سے پھسل کر
تو اپنی لے خبر اے زلف برہم — مرے حال پریشان سے نہ بل کر

سُنا جب اوسنے حال نزع تسلیم
کہا کمبخت کو دیکھ آئین چل کر

کیا دشمنی ہے لو مری تصویر کھینچکر — رکھ دیتے ہین گلے پہ وہ شمشیر کھینچکر
مین وہ شکستہ دل ہون کہ جسمین پڑھا نجاے — لکھتا ہے نامہ بھی بت بے پیر کھینچکر
پیکان کے ساتھ جان بھی نکلیگی چارہ گر — الزام مرگ لے نہ سر تیر کھینچکر
سیر جہان کے نام سے نفرت تھی کیا کرون — لائی مجھے یہان مری تقدیر کھینچکر
جوش جنون کے زور مین دیوانے ہو گیا — کیا منفعل ہون طوق گلوگیر کھینچکر
آفت زدون کی شکل بھی باعث ملال — بہتر ادر رو دیا مری تصویر کھینچکر
لذت وہ پائی تھی خلش درد مین کہ بس — پھینکا نہ دل سے ہمنے کبھی تیر کھینچکر
اسکے بھی امتحان سے دل سرد ہو چکا — چپ ہو رہا مین نالہ شبگیر کھینچکر
بیمثل آپ کو نہ سمجھنا وگرنہ مین — دکھلاؤنگا تجھے تری تصویر کھینچکر
وہ ناتوان تھا بعد فنا میری لاش کو — اک مور لیگیا پے تشہیر کھینچکر
ناوک جو پھینکتا ہے تو اے ترک جنگجو — اپنی طرف کو خوب ہی زہ گیر کھینچکر

قید جنون سے نکلو بھی تسلیم گھر چلو
توڑو یہ طوق و حلقۂ زنجیر کھینچکر

پھر ہجوم بیخودی ہے عندلیب زار پر — کوئی افسون دم کیا صیاد نے گلزار پر
زلف لہراتی نہین اوس پھول سے رخسار پر — جھومتی ہے آج یہ کالی گھٹا گلزار پر

دل یہ کہتا ہے کسی بیرحم کا احسان نہ لے
جان کہتی ہے مریضگے ابرِ وغدار پر

کیون نہ صدقے ہون مین اپنے درد سر کے عشق مین
سر گھسا کرتا ہون سنگِ آستانِ یار پر

راہ کسکی دیکھتا ہون کس سے ہی اقرارِ وصل
بخت خفتہ ہنس رہے ہین دیدۂ بیدار پر

سُرخیِ خونِ کفِ پا دیتی ہے میری خبر
رہ گیا ہون بنکے افسانہ زبانِ خار پر

خط مین ایما ہے گران جانی ہین لکھنا نہ تھا
تول کر آخر کبوتر رہ گیا سو بار پر

مین وہ بلبل ہون کہ یادِ آشیان مین مرتون
بیٹھکر رویا کیا ہون باغ کی دیوار پر

تو پشیمان حشر مین وعدہ سے اپنے ہو نہ ہو
ہمتو مر جائینگے ظالم جھوٹھے بھی قرار پر

وہ ادھر دیکھین نہ دیکھین شوق مین اپنی نگاہ
سر پٹک آتی ہے جاکر روزنِ دیوار پر

کہدیا کیا زخم خندان نے کہ خوشدل ہو گیا
دیکھ وہ آئی ہنسی قاتل لبِ سوفار پر

بزمِ رندان مین عوض دامن اُٹھانے کا یہ ہے
شیشۂ مے توڑیے زاہد تری دستار پر

آگیا اسکو بھی تیری طرح نفرت کا خیال
دیکھتے ہی چڑھ گیا سایہ مجھے دیوار پر

لے مرے اللہ انکو خواب ہی مین دیکھ لون
بخت خفتہ کا گمان ہو دیدۂ بیدار پر

گرم آنسو کس لیے روتے ہو اے تسلیم آج
پڑ گئی ہے آنکھ کسکے آتشین رخسار پر

دیکھتے ہین اوج و پستی خاک پر
ہم زمین پر ہین نہ ان افلاک پر

رکھتی ہے ہمت مری افلاک پر
گو پڑا ہون مثل سایہ خاک پر

رنگ لایا مر کے بھی داغ جگر
لالہ پھولا ہے ہمارے خاک پر

ہون وہ میکش باغ مین گر مر گیا
روح جا بیٹھے گی شاخ تاک پر

خاک اوڑانے کا خیال آئے اگر
مین زمین کو پھینک دون افلاک پر

کوئی تو سمجھا کے بہلا دو اسے
بیکسی روتی ہے کب سے خاک پر

واسے بیدردی گلِ تر باغ مین
ہنستے ہین صبحِ گریبان چاک پر

تفرقہ ڈالا ہے کیا کیا مرگ نے — تن ہے زیر خاک جان افلاک پر
میکشون کی بیقراری دیکھنا — آنکھ پڑتی ہے ابھی سے تاک پر
نقش پائے رفتگان تھے دہر مین — عمر سب ہمنے بسر کی خاک پر
واہ رے غمخواری ابر مطیر — رو رہا ہے بیکسون کی خاک پر
ضعف سے رنگ پریدہ کی طرح — مین زمین پر ہون نہ ہون افلاک پر
کیون خوشا مدمین کرون قاصد تری — بھیجدونگا نامہ اپنا ڈاک پر
کسقدر مین بھی ہون رسوائی پسند — ہنس رہا ہون سینۂ صد چاک پر

اشک اے تسلیم کیونکر رک سکین
کیا اجارہ دیدۂ نمناک پر

عاشق تھا چل کے فاتحہ پڑھیے مزار پر — اب کیا ہے خاک ڈالیے دل کے غبار پر
ابتو وہ دل کو لیکے بھی مجھ سے چھپاتے ہین — دیتے تھے پہلے جان مرے اعتبار پر
آتی ہے بوے مشک لحد مین بس فنا — کھولے ہین کسنے بال ہمارے مزار پر
لب تشنگان باغ کو سیراب کردیا — رحمت خدا کی ہمت ابر بہار پر
کتنا سمند عمر روان تھا سبک خرام — اوڑکر پڑی نہ گرد بھی اسکی سوار پر
اللہ ری بدگمانی صیاد بگڑی — اوٹھ اوٹھ کے دیکھتا ہے مرے بار بار پر
ہر وقت مانگتا ہون دعا مین اجل کی مین — کیا ہی پسا ہوا ہون لحد کے فشار پر

تسلیم چھوڑکر چمن فانی چلے کہان
جوبن ابھی ادھی ہے عروس بہار پر

گئی ہے جب مری آہ آسمان سے اوپر — تو اوڑ گیا ہے اثر لامکان سے اوپر
سیاہ کار کی سرگوشیان نہین اچھی — رہے یہ طرۂ پرپیچ کان سے اوپر
ہوائے دیر مین میری نگاہ شوق مدام — گذرتی رہتی ہے اونچے مکان سے اوپر

بلندی کی فلک پر کیا بلندی ہے
چڑھا گیا نہ کسی نوجوان سے اوپر

پس فنا بھی رہی عظمت اپنی باقی ہے
کبھی اوڑا نہ ہما استخوان سے اوپر

ہمیشہ لیلیٰ ناقہ سوار مجنوں کا
فسانہ سنتی رہی ساربان سے اوپر

کسی اسیر ہے پھر جس و جان لینگے بہم
کہ یہ زمین مین وہ آسمان سے اوپر

ہمارے نالے ہین سب آگے پیچھے ہجر کی شب
کہ جیسے تان کوئی جاے تان سے اوپر

ملا دے خاک مین یارب دشمنین کی الفت مین
گئے براق پہ جو آسمان سے اوپر

ہوا جو نخوت شیطان کو سنکے ڈر پیدا
اٹھی جبین نہ مری آستان سے اوپر

وہ جلوہ کرتے تھے لب بام ہوگئی معراج
بلا لیا جو مجھے پاسبان سے اوپر

بڑے فصیح ہو مشہور ہند مین تسلیم
غضب ہے تم کہو اپنی زبان سے اوپر

دم نکلتا ہے مرا یار کی تلوارون پر
مین فدا جانبر ہون مرتا ہون ستمگارون پر

راہ تکتے ہین اسیران قفس کی صیاد
بیٹھے مرغان چمن باغ کی دیوارون پر

دل سوزان مین جگر داغ نہین ہین سرسبز
عشق نے باغ لگایا ہے یہ انگارون پر

سوز دل کم جو ہوا درد جگر مین اٹھا
اک نئی روز ہے آفت مری غمخوارون پر

غیر کو بھی مین گلے اپنے لگا لیتا ہون
پیار آجاتا ہے پیارو کر مجھے پیارون پر

دیکھکر تجھکو وہ دیکھا ہے کہ سب حسن پرست
ہنستے ہین حضرت یوسف کے خریدارون پر

گر کبھی آئی نہ اوس کو چے مین غیرون کی نظر
رکھ لیا ہمنے کسی روز جو تلوارون پر

لیگی رحمت بھی بلائین دم محشر واعظ
ہوگا جو مین وہ خجالت سے گنہگارون پر

کسکی آمد ہے چمن مین کہ صبا صبح سے آج
دوڑتی پھرتی ہے گلزار کی دیوارون پر

تن تہ خاک ہین روحین ہین فلک پر پس مرگ
سوتے ہین شاہ و گدا سب انھین گہوارون پر

جان نثارون کی شہادت کا زمانہ ہی قریب
باڑھ کی ڈوری وہ کھچواتے ہین تلوارون پر

دشت وحشت مین غم آبلہ پائی کیسا
دوڑتے پھرتے ہین بیخوف و خطر خارون پر

دختر رز ہے کہ شیشہ مین پری ہے کوئی
ٹیکی پڑتی ہے یہ مستی بھری میخوارون پر

دم نکل جائیگا ٹل جائیگی اک روز حیات
کیا بھروسا کرین ہم ساتھ کے عیارون پر

دیکھ ثابت قدمی دشت مین میری اے قیس
آج تک خون کف پا ہے جا خارون پر

نہ ٹھکانا ہے وطن مین نہ بیابانون مین
ختم ہے گمشدگی عشق کے آوارون پر

مین ہون وہ ننگ جہان دم جو لیا سایے مین
چڑھ گیا چھوڑ کے وہ بھی مجھے دیوارون پر

نکلے جب دل سے شب غم مین فلک پر پہونچے
شرر آہ بھی عاشق ہین مگر تارون پر

ہون وہ لاغر شب مہتاب مین بیٹھا جو کہین
چاندنی چڑھ گئی لیکر مجھے دیوارون پر

شکر ہے مر مٹے صحرا سے جنون مین تسلیم
بار اوٹھانا نہ جنازے کا ہوا یارون پر

نہ سوز دل نے چھینٹین پڑنے دین قاتل کے دامن پر
برنگ شمع کشتہ جل گیا خون اپنی گردن پر

عبث ڈرتے ہو محشر سے کرو بھی وار دشمن پر
اگر پوچھے خدا یہ خون ناحق میری گردن پر

خبر گیری رفیق راہ کی ہے ختم سوزن پر
چلی جاتی ہے لیکن آنکھ ہر رشتے کی الجھن پر

جگر تفتہ کی دلسوزی جگر تفتہ ہی کرتا ہے
چراغ آکر جلا جاتی ہے بجلی میرے مدفن پر

پریشان خاطری سے اشک بھی میرے پریشان ہین
کوئی ہے نوک مژگان پر کوئی ٹھہرا ہی دامن پر

غضب کی ہوتی ہین بیر جمیان نگین اداؤن کی
گلون کو آتی ہی کیا کیا ہنسی بلبل کی شیون پر

شریرون کی شرارت اہل رفعت سے نہین چلتی
کبھی گرتے نہ دیکھی ہمنے بجلی مہ کے خرمن پر

غضب لائی بھڑک کر آتش گل باغ مین اکے
کباب سیخ بلبل بن گئی شاخ نشیمن پر

جو آئی بھی تو آئی روتے روتے نیند فرقت مین
اگر سوئے بھی برسون مین تو اک دریا کے دامن پر

جلائی آج رو رو کر حنائی ہاتھ سے کسنے
نہین معلوم کہدیتا ہے کیا پاس وفا میرا
کہ تیغ اپنی اوٹھالیتا ہے قاتل رکھکے گردن پر

جنون ہوجاتا ہی معشوق کو بھی رہ وعاشق سی
گریبان گل نے پھاڑا بلبل بیکس کے شیون پر

رفو کیسا کہا نکا بخیہ جب بے دست جنون اوٹھے
گریبان ایک ہی جھٹکے مین آیا پھٹ کو دامن پر

شب تاریک سے جب تنگ آتا ہون بیابان مین
لگا لاتا ہون غول دشت کو مین اپنے مسکن پر

فلک کی رہ دہری سے یہ حال اپنا ہی سر امین
بسر کرتے ہین دن کو دھوپ مین اور رات گلخن پر

ہزارون مرحبے بانکی ادا سے ترجمی سج دھج سی
وہ ترک شوخ جب بیٹھا ذرا نخم ہوکے توسن پر

رہی آغوش گل مین رات بھر وقت سحر شبنم
گئی گریان مین سے بے ثبات تہا سے گلشن پر

خط مشکین نہین ہی گرد گورے گورے گالونکے
چڑھائی کی ہی یہ فوج حبش نے شہر لندن پر

ہمیشہ سرنگون دیکھا ندامت سے زمانے مین
سوا راتبک ہی خون کو کہن شبشہ کی گردن پر

گریبان کی طرح اوڑتا پھرا کیا دھیان ہوکر
مرے بست جنون جسدن پڑی صحرا کے دامن پر

کوئی دانہ ہے کیا اے چرخ اسکے بھی مقدر کا
کہ رک جاتی ہی بجلی گرتے گرتے میرے خرمن پر

لکھی ہر چوٹ قسمت مین یہی کھاکا کہ جیتے ہین
ہماری زندگی موقوف ہی سنگ فلاخن پر

وہ ہم ہین دوستی پیشہ گذرتا ہے جب اپنا
ٹپک پڑتے ہین آنسو آنکھون سے دشمن کو مدفن پر

عبث ہے ہر گمان تجھسے چمن مین تری و بلبل
نہ مین شیدا صنوبر کا نہ عاشق گل کے جوبن پر

وصال یار سے اپنی غرض ہے چارہ گر آپی
کہ ریشکون چوٹ دل کی آتش رخسار روشن پر

مقابل ہو سمی آلودہ لب سے آپکے کیا منھ
لگائی ہے یہ تہمت نرگس بدبین نے سوسن پر

نہین معلوم گشتہ ہون مین کس خورشید پیکر کا
بچھائی ہے فلک نے چادر مہتاب مدفن پر

مداوا دردمندان ازل کا غیر ممکن ہے
کبھی پھایا نہ دیکھا ہمنے داغ ماہ روشن پر

نسیم دہلوی کے صدقے مین تسلیم مدت سے
مرا نسبت ہے کامل گوہر معنی کی معدن پر

جا نہین سکتے جو مجھکو دوست دشمن چھوڑکر
منھ دکھا سکتے نہ اگدن زیر مدفن چھوڑکر

بادفا ہون ان بتون سے شرم آتی ہے مجھے
جاؤن کیا سوے حرم دیر برہمن چھوڑکر

تیرہ بختی اور بھی مجھسے رہیگی بدگمان
گور پر میری نہ جاؤ شمع روشن چھوڑکر

آرزومندِ شہادت ہون جدا ہوجائیگی
کھینچنا مانی مری تصویر گردن چھوڑکر

باوفا تھی سایۂ گل مین ہوئی بیوند خاک
مرکے بھی نکلی نہ بلبل صحن گلشن چھوڑکر

حسرتِ دیدار نے کیا جانیے کیا کہدیا
گور پر آئے بھی تو منھ پر پردہ دامن چھوڑکر

گر یہی آرام ہے آسودگان خاک کو
روز محشر اوٹھ چلے پہلوے مدفن چھوڑکر

آج بھی نکلی نہ اسے تسلیم حسرت قتل کی
کیا پشیمان دل مین ہون قاتل کا دامن چھوڑکر

سوزِ فراق گل نہین دم بھر جگر سے دور
صیاد رکھ تو ہاتھ مرے بال و پر سے دور

کس کس کو ہائے نفرتِ قاتل کا پاس ہے
بیٹھا ہے اوسکا تیر بھی میرے جگر سے دور

مضمونِ گرم سے نہ کہین آگ لگ اوٹھے
رکھنا تو نامہ بر مرے خط کو کمر سے دور

ڈالا یہ تفرقہ اوسی قاتل کے تیر نے
مجھسے مرا جگر ہے جدا مین جگر سے دور

تسلیم مجھکو اہلِ وطن کی خبر کہان
مدت ہوئی کہ شہر سے ہون دور گھر سے دور

مین نہ بیٹھا کبھی اندوہ سے تنہا ہوکر
ہجر کا داغ رہا دل مین سویدا ہوکر

شرم سے کہہ نہین سکتے وہ تمنا دل کی
رہ گیا آج بھی کچھ مجھسے اشارا ہوکر

سبزہ بیگانہ ہے شمشاد کشیدہ تسلیم
مین رہون گلشنِ ایجاد مین کسکا ہوکر

وہ محبت نہ رہی سامنے آئین کیونکر
دل تو ملتا نہین پھر آنکھ ملائین کیونکر

وہ خفا ہوگئے بیوجہ منانا مشکل
ایسی بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کیونکر

جھوٹھے فقرون سے انھین راہ پہ لانا دشوار
جب بگڑ ہی گئی پھر بات بنائین کیونکر

گمان کیونکر نہ ہو خلدِ برین کا صحن مقتل پر
تصدق ہوتی ہین حورین ترے خنجر کے گھائل پر

لہو کیونکر نہ روئے زخم چشم خونفشان ہوکر
نکلتا ہے مری سینے سے پیکان از دان ہوکر

پریشانی میں وہ نازک دماغی ہے کہ کانوں تک
شکست رنگ کی آواز آتی ہے فغان ہوکر

نہ پوچھو اپنی بربادی پس مردن بھی اے ہمدم
تلاش یار میں ہر سو پھری ریگ روان ہوکر

مکدر ہے وہ قاتل جانکر آمادہ افغان پر
چھڑک دے چارہ گر سرمہ ہان زخم خندان پر

رہے جوش جنون میں درد سے خالی نہ ہم دم بھر
کبھی تھا صدمہ دامن کبھی حسرت گریبان پر

وہ ایذا دوست ہوں قاتل کہ خوف چشم بد بن سے
نقاب چادر مہتاب ڈالی زخم خندان پر

وہ وحشی تھے کہ پھیرا بیخودی نے رنگ کو بدلے
سواد دیدۂ آہو ہمارے طاق نسیان پر

کوئی صورت تو ہو تسکین دل بان کی پس مردن
مری تصویر مانی کھینچ دے دیوار زندان پر

ہلال آباد ہے سینہ خراش تیز ناخن سے
شفق پھولی ہے خون بخت دل سے اپنے دامان پر

ہلال عید کو وہ دیکھکر کہتے ہیں شوخی سے
یہ کسنے کھولی آغوش تمنا چرم گردان پر

خیال آستین آیا ہے مجھ عریان کو رونی میں
اوٹھا کر دامن سیلاب کھڑے چشم گریان پر

وہ لاغر ہوں کہ ہے بار گران تسلیم فرقت میں
روا ہے دامن نظارہ میرے جسم عریان پر

ردیف رائے ہندی

دل دکھانا عاشقوں کا جور صبح و شام چھوڑ
اب تو معشوقی کے ڈھنگ اے چرخ نیلی فام چھوڑ

چاہتا ہے گر فنا کے بعد کچھ لطف فنا
صفحۂ ہستی سے مانند نگین اوٹھ نام چھوڑ

مرنے والے ہر ادا کو دیکھکر مر جائینگے
چاہے جوڑا باندھ چاہے زلف عنبر فام چھوڑ

باز آیا میں امید انقلاب بخت سے
تو مرا پیچھا یوں ہیں اے گردش ایام چھوڑ

کیوں پھڑکتا ہے رہائی تیری قسمت میں نہیں
اضطراب بیکسی اے مرغ زیر دام چھوڑ

اس بت کافر کی الفت کا اگر دعوی ہے شیخ
دین و ایمان چھوڑ زہد و مذہب و اسلام چھوڑ

مجھکو ڈر ہے تیرہ بختی اور کچھ لائے نہ رنگ
اے دل آشفتہ عشق زلف عنبر فام چھوڑ

عاشقِ حق ہے تو مثلِ طائرِ قبلہ نما
آب و دانہ چھوڑ خوابِ عیش چھوڑ آرام چھوڑ

کیا سنینگے پختہ مغزانِ محبت تیری پند
کام کر اپنا تو ناصح یہ خیالِ خام چھوڑ

قلقلِ مینا یہ تجھسے کہتی ہی اے مستِ ناز
مُنھ لگانا ہر کس و ناکس کا مثلِ جام چھوڑ

حق پرستی حق شناسی غیبت و آزارِ خلق
دہر مین بہرِ خدا دو کام کردو کام چھوڑ

چھپ کے آنا میکدے مین شیخ جی اچھا نہین
اختلاطِ ساقی و رندانِ مے آشام چھوڑ

وہ بلائین لینے پر بگڑین تو پھر کیسی بنے
توبہ کر اے دل سرِ گیسوے عنبر فام چھوڑ

رہیگا تسلیم تو جسدن لفافہ کھل گیا
خفیہ اوس پیرہ نشین سے نامہ و پیغام چھوڑ

کام مسجد سے نہ رکھ بتخانہ بے انکار توڑ
عشق کا بندہ اگر ہے سبحہ و زنار توڑ

مل کے تدبیرِ رہائی آج کرا ے سیلِ اشک
توڑ دون مین زنجیرِ پا زندان کی تو دیوار توڑ

ٹوٹ جائینگے دل انکے صورتِ مینا ابھی
جام رندون کے نہ اے ساقی دمِ تکرار توڑ

روز و شب بالاے منبر کہکے قطعی دوزخی
آسرا میرا نہ تو اے واعظِ مکار توڑ

میرے دل کی کیا حقیقت وقت خود بینی ہدم
آئینے کے دل کو دیتی ہے نگاہِ یار توڑ

بوسۂ گل کی عوض قیدِ قفس رکھکر عمر بھر
تو نہ مرغانِ چمن کی باغبان منقار توڑ

مرنے والے مرچکے قاتل کہانتک باقیین
پھینک خنجر اب کمر سے کھولکر تلوار توڑ

مکر سے حیلے سے فن سے داؤن پر کیونکر چڑھے
سیکڑون اک پیچ کے کرتا ہے وہ عیار توڑ

باغ کیون ویران کرتا ہے یہی ضد ہے اگر
رہنے دے دو چار پھول اے باغبان دو چار توڑ

رند مفلس کا جو دل توڑا ہے کفارہ بھی دے
جا کسی زاہد کی توبہ ساقیِ میخوار توڑ

ابکی جاکر پھر نہ آؤنگا کبھی اے بیوفا
کہنے سننے سے نہ عہدِ دوستی ہر بار توڑ

رو چکے فرقت کی شب ظاہر ہوئی صبحِ وصال
آنسوون کا سلسلہ اے چشمِ دریا بار توڑ

چل چکا ہے کمر سے وہ عیسی نفس گر بہ سکے
اور دم بھر دم نہ تو اے طالبِ دیدار توڑ

گر نہین آتا یقین سینہ سپر ہو ای فلک
دیکھ لے تو بھی خدنگِ آہ کا کیا رہ توڑ

روز شیشے توڑتا ہے تو بھی رکھ تسلیم تاک
بے تردد محتسب کا سر پہ بازار تو اڑ

پہلی یہ مشقِ جفا ہے کم سنی ہین دل نہ توڑ
تیرے صدقے سخت جانی خنجرِ قاتل نہ توڑ

صبح تک تو نام جانے کا نہ لے میری حضور
شام ہی سے آس دل کی ای مہِ کامل نہ توڑ

بتا بتا ہے چمن پیرا سے کن کا یادگار
اس گلستان مین کبھی تنکا بھی بیحاصل نہ توڑ

ہانکتا ہے اسقدر کیون ناقۂ لیلیٰ کو تیز
سارباں قیسِ حزین کا دل پسِ محمل نہ توڑ

آرزو مندِ شہادت سیکڑون رہ جائینگے
تو بھی سے خنجر پیدا دلے قاتل نہ توڑ

دیکھ لینگے صورتِ آئینگا عدم بزم مین
ساغر و مینا ابھی اے ساقیِ محفل نہ توڑ

ایک ساغر کے لیے کے ساقی پھر نہ پوچھیگا کبھی
مدتون کی تو نے اے تسلیم بیحاصل نہ توڑ

مر کے بھی ای دل نہ اوس پیرہن کا پیچھا چھوڑ
جان لے ایمان لیا جان سے ایمان نہ چھوڑ

زہد و تقوی کچھ نہین ہی اچھی صورت کے حضور
خضر کے بھی پاس سے ای دل ناداں نہ چھوڑ

گر حضوری چاہتا ہی اوسکی بزمِ خاص مین
خدمتِ ہمراز جاناں سے دربان نہ چھوڑ

وقتِ رخصت دامنِ ترکِ ادب ہی رعبِ حسن
شوق کا ایما ہو تو اس شوخ کا دامان نہ چھوڑ

کون سہلائیگا تجھکو گدگدا کر بعدِ مرگ
نزع مین ای دل خیالِ جنبشِ مژگان نہ چھوڑ

کیا ان آنکھون سے اوسے دیکھون ترے ہوتے ہوئے
صبح تک زندہ مجھے شامِ شبِ ہجران نہ چھوڑ

کس لیے زندان سے ہے تسلیم نفرت اسقدر
فصلِ گل مین خانۂ زنجیر کو ویران نہ چھوڑ

بد گمان ساقی نہ ہو تو بہ کہین بیجا نہ چھیڑ
ہر گھڑی آگے مرے ذکرِ مے و مینا نہ چھیڑ

اس خرابے مین بھری بیٹھے ہین مثلِ آبلہ
ہمکو تو اے خارِ خارِ کاوشِ مژگان نہ چھیڑ

ہم نہ ہونگے گدگدائیگا اگر مثل حباب
ہنسنے کی امید پر اے موجۂ دریا نہ چھیڑ

جی بھرا آتا ہے سنکر ہمنشین ناکامیان
قصۂ قیس حزین افسانۂ لیلیٰ نہ چھیڑ

اوس بت پردہ نشین کو غم سے ہی ناساز طبع
اے مغنی تار نغمہ ساز کا پردا نہ چھیڑ

ہمکو اے تسلیم ذکر این و آن سے کیا غرض
جس سے جی بہلے شب فرقت مین وہ افسانہ چھیڑ

ردیف زاے معجمہ

مر مٹے پر بھی وہی ہے اضطراب دل ہنوز
چین کیا آئے رگ جان ہی رگ بسمل ہنوز

وصل مین بھی حسرت دیدار تل بھر کم نہین
کاسۂ چشم ہوس ہے کاسۂ سائل ہنوز

عمر گذری جادہ فرسائی مین لیکن اے بخت
پھینکتی ہی دور مجھکو دوری منزل ہنوز

مرکے بھی ہمراہی لیلیٰ کی ہی حسرت دہی
خاک مجنون دوڑتی پھرتی ہی پس محمل ہنوز

روز کن سے آشنا ہے بحر معنی ہون مگر
موج آسا سر پٹکتا ہون لب ساحل ہنوز

مر چکا ہون دیکھتا ہی مجھ مین دم ہی یا نہین
سخت جانی سے مری ہی بدگمان قاتل ہنوز

خاک میری اوڑتی پھرتی ہی تلاش یار مین
کم نہین ہے آرزوی سعی بیحاصل ہنوز

سر دیا اوس بیوفا کو جان و ایمان بھی دیا
جان نثارون مین نہین ہون اوسکی مین داخل ہنوز

دیکھا شیخ حرم کو باین ریش سفید
مستیان کرتا ہے مے پیکر سر محفل ہنوز

شب ہوئی آخر سحر ہے قافلہ راہی ہوا
خفتہ بختی سے مین اے تسلیم ہون غافل ہنوز

آیا نہ گور پر وہ بت نوجوان ہنوز
حسرت زادون کی خاک سی ہی بدگمان ہنوز

گذری بہار آئی خزان ڈالیان لیے
چنتے ہین صحن باغ مین گل باغبان ہنوز

محفل مین اوسکی جانہین سکتا ہین بدنصیب
دشمن اوسی طرح ہین وہان پاسبان ہنوز

رو دیتے ہین وہ سنکے قلق نامۂ فراق
نشتر زن جگر ہے مری داستان ہنوز

ہر چند آگیا ہے بہم دو دلون مین رنج
لیکن خبر کو آتا ہے اک راز دان ہنوز

صدمے اوٹھائے سیکڑون لاکھون ستم سہے
اسپر بھی دل ہے محوِ فریبِ بتان ہنوز

ابرو کا لے لیا تھا کبھی بوسہ خواب مین
تلوار کھینچے پھرتا ہے وہ نوجوان ہنوز

تسلیم روز و شب پھرے شمس و قمر کی طرح
لیکن کوئی ملا نہ ہمین قدر دان ہنوز

شوخی پر اپنی کیون نہ کرین وہ ہزار ناز
مجبور اگر ادا ہے تو بے اختیار ناز

جیسے سُنا ہے وعدہ و عہدِ وصالِ دوست
پہلو سے کر رہا ہے دلِ بیقرار ناز

رشکِ عدو مزاجِ صنم کاوشِ نصیب
کس کسکے ہم اوٹھائینگے پروردگار ناز

سب تجھے بلاے جان مری دم بدم ہے تک
عشوہ کرشمہ غمزہ ادا لطف پیار ناز

جز مشتِ خاک اب تجھے ہونا ہی کیا نصیب
تربت سے کیون ہی گردشِ لیل و نہار ناز

سونے دیا نہ حسرتِ بیجا مین صبح تک
ہمسے بھی اے امیدِ شبِ انتظار ناز

بے سمجھے تجھکو دون دلِ مشتاق یہ محال
ایسا ابھی نہین ہے ترا اعتبار ناز

تسلیم گور پر پسِ مردن ہے گلفشان
کرتا ہے مجھسے شعلۂ شمع مزار ناز

سارے عالم کو ترا پیکان ہی اے قاتل عزیز
سچ ہی وہ ہمدم ہی یہ کہیے جسے ہر دل عزیز

جاے سرمہ دوڑ کر دیتا ہی آنکھون مین جگہ
کسقدر مجنون کو ہے خاکِ پسِ محمل عزیز

اپنا بیگانہ ہو دشمن دوست ہون کچھ غم نہین
گر کرے مٹی ہماری گور کی منزل عزیز

ہم مسافر تھے عدم کے چل بسے سوے عدم
غم ہی یارون کو عبث رو تے ہین بیحاصل عزیز

درد جب اوٹھتا ہے دل مین دوڑ پڑتی ہین سرشک
سچ ہے ہوتا ہی شریکِ غم دمِ مشکل عزیز

ایک بوسہ بھی نہین دیتے عوض مین راہ لو
تمکو اپنا حسن پیارا ہمکو اپنا دل عزیز

ردیف سین مہملہ

جا رہا ہون دم مین آکر قاتلِ بیطن کے پاس
دوست بنکر بھیجتا ہے دل مرا دشمن کے پاس

دیکھ لینا لے مرونگا ساتھ اپنے غیر کو
ایک مدفن اور بھی ہوگا مرے مدفن کے پاس

بدگمان کیونکر نہ ہون اوس شوخ ہرجائی سے مین
گھر کرایے کا لیا ہے خانۂ دشمن کے پاس

شعلہ افروزی نہ پوچھو روی آتشناک کی
آگ لگ اوٹھی جو ٹھہری آکے وہ جلمن کے پاس

شوقِ بوسہ گر نہین رکھتی تری زلفِ سیاہ
اوڑکے پھر آتی ہے کیون ہر دم رخِ روشن کے پاس

بعدِ مردن رحم آیا خاطرِ بیرحم مین
دفن بلبل کو کیا صیاد نے گلشن کے پاس

وہ سزاوارِ ترحم تھا کہ مرجانے کے بعد
رو گیا دشمن بھی دم بھر بیٹھکر مدفن کے پاس

اُف رے سوزِ عشق خونِ گرم کی تاثیر سے
آتے آتے طوق شعلہ بنگیا گردن کے پاس

سونگھ کر میرا گریبان بدگمان کہتا ہی روز
رات بھر سوتا ہے تو کس غیرت گلشن کے پاس

لڑتی ہی کس تازہ مشتاقِ نظارہ سے نگاہ
تم کھڑے رہتے ہو کسکے واسطے روزن کے پاس

مجھکو حیرت ہی کہ بخلِ آسمان سے دہر مین
رہ گیا یہ رشتہ کیونکر دیدۂ سوزن کے پاس

اُف ری شوقِ پایمالی دیکھنا او شہسوار
اُوڑکے پہونچا ہی غبار اپنا سُمِ توسن کے پاس

وائے ناکامی کہ جھٹکا اوسنے ہو کر بدگمان
اُوڑکے پہونچی خاک جب تسلیم کی دامن کے پاس

آرزومندِ شہادت ہی جگر بھی دل کے پاس
تڑپیگا اک اور بسمل پہلوِ بسمل کے پاس

آج کی لیلیٰ نے کیا بے اعتنائی نجد مین
رو رہا ہی قیس بیٹھا پردۂ محمل کے پاس

مرتے دم تک زہدِ زاہد کا نہین کچھ اعتبار
لٹ گئی ہین سیکڑون پہونچی ہین جب منزل کے پاس

کون آیا تھا نہانے کو کہ جسکے ہجر مین
موجِ دریا سر پٹکتی ہے لبِ ساحل کے پاس

مایہ داری کا گمان اہلِ کرم سے دور رکھ
جز تہیدستی نہ دیکھا مردِ ہا ذل کے پاس

بہرہ ور اپنے سے اپنا ہو تہ گردون محال
غیر داغِ بیکسی کیا ہے مہِ کامل کے پاس

پست ہمت سے نہ رکھ تسلیم امید صلہ
لیچلا ہے تو قصیدہ لکھ کے کس عادل کے پاس

اپنے کیا غیر بھی ہین بیٹھے ہوے یار کے پاس
پاس کس کس کسکا کرین اوس بت عیار کے پاس

یاد کیا آئی جو صیاد سحر تک رویا
بیٹھے بیٹھے قفس مرغ گرفتار کے پاس

وائے تقدیر کہ ہون ہمدم خلوت اغیار
اور ہم جا نہ سکین روزن دیوار کے پاس

کسقدر شوق چمن تھا کہ قفس سے چھٹ کر
جان دی بلبل بیتاب نے گلزار کے پاس

مانع لطف حضوری نہین دوری مجھکو
ہمدم غیر ہون مین دل ہی مرا یار کے پاس

شام سے مد نظر کس لیے آرایش ہے
آج تم جاؤگے کس تازہ خریدار کے پاس

دل مجروح کو بہلائے ستمگر کیونکر
کیا ہے جز خندۂ بیجا لب فار کے پاس

صحبت آئنہ وشانہ مری جان کب تک
آؤ بیٹھو کوئی دم طالب دیدار کے پاس

لینگے کس چیز کا کام ہم دم حشر حساب
غیر امید کرم کیا ہے گنہگار کے پاس

مجھکو دنیا کی نہ خواہش ہی نہ عقبی کی ہوس
دونون عالم مین فقط ہی مجھکو اک تیری ہوس

زیر مدفن آرزو خواہش تمنا کچھ نہین
مرگ نے آکر ملادی خاک مین ساری ہوس

اے قناعت توڑ کر پای طلب گھر مین بٹھا
دربدر ناحق پھراتی ہے مجھے میری ہوس

کہدیا کیا نامہ بر سے آپنے سنکر جسے
شوق ہے برہم تمنا بدگمان شاکی ہوس

جیتے جی سب حوصلے تھے بعد مردن قبر مین
حسرتین کسکی کہان کی آرزو کیسی ہوس

تو نہ ہو حاجت روا میرا تو پھر کونین مین
آہ مین کیا کیا مری امید کیا میری ہوس

عالم دیوانگی مین دشت آتا ہے پسند
دل بیابانی ملا ہے مجھکو صحرائی ہوس

آپ سے آیا نہین مین عالم ایجاد مین
کھینچ لائی مجھکو تیری آرزو تیری ہوس

دیکھتا ہون صورت آئینہ رو صاف کو
پاک دامن یار ہے بے لوث ہی میری ہوس

سیکڑون مشکلین خیالی کھینچتی ہی صبح و شام
کرتی رہتی ہی ورق پر دل کی نقاشی ہوس

دل کو شوق حسن معنی آنکھون کو صورت پسند
چھوڑیے کسکی محبت کیجیے کسکی ہوس

وصل کی شب شرم سے اولٹی نہ جب اُسنے نقاب
منھ چھپا کر رہ گئی دل مین مرے دل کی ہوس

تجھکو کیا ناصح اگر تسلیم ہے سرمست سے
اپنا دل اپنا مزہ اپنی خوشی اپنی ہوس

آب و دانہ کچھ نہین رکھتے اسیرانِ قفس
طائرِ تصویر کی صورت ہین مہمانِ قفس

ربط باہم سے کیا دونون کو پابندِ وفا
صدقے ہے مجھپر قفس میرے ہین نگرانِ قفس

نالہ و فریاد کی آواز تک آتی نہین
آج ای صیاد کیون چپ ہین اسیرانِ قفس

لطف و بخشا اسیری نے کہی ہر دم دعا
مدتون تک چھوٹے نہ یارب مجھسے ایرانِ قفس

طائرِ رنگِ پریدہ کی طرح تصویر سے
ہم سزا وارِ گلستان ہین نہ شایانِ قفس

ردیف شین معجمہ

حضرتِ یارب طفیلِ خادمانِ میفروش
اک در توبہ کھلا رکھ اک دکانِ میفروش

سنتے سنتے عالمِ مستی مین آجاتی ہے نیند
تا قیامت ہے ہی قصہ خوانِ میفروش

سرخ مثلِ برگِ گل رکھتی ہے کیفیت مدام
رہے رنگین باغ ہی رہے باغبانِ میفروش

صاف کہدیتا ہی جو دل مین گذرتا ہی خیال
کم نہین الہام سے دہم و گمانِ میفروش

باتون باتون مین بتا دیتا ہی ہم رندون کو مست
موجِ بادہ ہی الٰہی یا زبانِ میفروش

ساقیِ نا آشنا کیون اسقدر بہکا گئی
ہم بھی ہین اس میکدے مین مہمانِ میفروش

پند و اعظ تا کجا دل چاہتا ہے اب یہی
چل کے سنیے میکدے مین کچھ بیانِ میفروش

جان آجاتی ہی تن مین سنکے حرفِ جان فزا
رشک سے ہے آبِ حیوان ہی زبانِ میفروش

سجدۂ دیر و حرم سے کام نے تسلیم کیا
بس ہے پیشانی کو میری آستانِ میفروش

مشتعل زیرِ کفن بھی ہے جگر کی آتش
مرکے بھی سینۂ سوزان سے نہ سرکی آتش

دل کو بھی جلنے دو اے اشکِ رواں مثلِ جگر
تم بجھاؤ نہ ادھر کی نہ ادھر کی آتش

شعلۂ حسن نہین باعثِ ایذا ہرگز
پھونک سکتی ہی چمن کب گلِ تر کی آتش

وہ خسِ سوختہ ارمان ہون جلا دیتی ہی
گرمیِ جلوہ گہِ بیم سقر کی آتش

چاندنی کا ہے گمان پچھلے پہر پر سبکو
جلوہ گر ہے جو مہ مہر کی آہِ سحر کی آتش

مضطرب شمع ہوئی سوزِ درون سے ایسی
پانون پر رو کے بجھانے لگی سر کی آتش

بحرِ عصیان مین وہ تھا غرق کہ مجھکو تسلیم
قعرِ دوزخ مین سرِ موئہ اختر کی آتش

ردیف صاد مہملہ

دیکھتا ہے جبسے تو ای یار شوخ و شنگ رقص
روز و شب کرتا ہی کیا کیا چرخِ مینا رنگ رقص

گرمِ جولان آج فرشِ گور پر کسکا ہے خیش
شاد ہو کر کر رہا ہے ہر شرارِ سنگ رقص

بیخبر کوئی ہے کوئی دیکھکر حیرت مین ہی
سحر ہی افسون ہی یا اعجاز یا نیرنگ رقص

چال سے یا ادا غمزے سے ای زہرہ جبین
دل کو کرتا ہی مرے بے تیغ کیا جو رنگ رقص

تو وہ شاہِ حسن ہے گلزار مین تیرے حضور
کرتی ہی جھک جھک کے ہر شاخِ گل و رنگ رقص

یہ ادا یہ ناز یہ انداز یہ عشوہ کہان
آگے تیری رقص کے پریون کا ہی یا سنگ رقص

ہوتے ہین جامے سے باہر دیکھکر ارباب حال
صوفیون کا دل سے کھو دیتا ہی نام و ننگ رقص

تم سیہ بالین نہ لائے روشنی اچھا کیا
شمع گر روتی تو کرتا شعلۂ بی رنگ رقص

کچھ نہین دو چار دن کی زندگی جبتک نہ ہو
جام ساقی شیشۂ مطرب بدۂ گل رنگ رقص

خلق ہے پامال تیرے ناچنے سے دور دور
کام اپنا کر رہا ہے سیکڑون فرسنگ رقص

آج آئیگا نہانے کون بت جسکے لیے
کر رہی ہی چار سو گرداب موج گنگ رقص

عشرتِ بیصرفہ زر کی ہوتی ہین عاشق نجیل
دیکھتے ہین گردبادِ دشت کا دلتنگ رقص

مین تو اے تسلیم کیا ہون اوس پری انداز کا
زہرہ بھی بالائے گردون دیکھکر ہی دنگ رقص

رند ہون ساقی کہون کیا کیا دل شیدا کی حرص
جام کی خواہش ہی مینا کی ہوس صہبا کی حرص

چاہتا ہی دشت مین دوڑتا پھرے ہر سو غبار
مر کے بھی رکھتا ہے دیوانہ ترا صحرا کی حرص

جستجو مین رہتے ہین پای طلب ہر دم روان
اس فراوانی پہ بھی کچھ کم نہین دریا کی حرص

مرگ سر پر عمر کم دیر آشنا وہ زود رنج
خاک مین ملجائیگی اکدن دل شیدا کی حرص

مجھکو ہمت نے مری بے لوث رکھا عمر بھر
ورنہ کیا کیا جان دل کو جوش پر لایا کی حرص

کھا کے گندم ڈالی آفت جان پر اولاد کی
لائی ہمکو اس جہان مین آدم و حوا کی حرص

دیکھتا ہون جسقدر بڑھتی ہی حسرت اور بھی
کیا کہون تم سے مین اپنے دیدۂ بینا کی حرص

حشر تک میرا اونکا سامنا ہوتا رہا
روز و شب مطلب کی گفتا مین مجھکو تبلایا کی حرص

نزع تک تو شوق نظارہ وہی ہی دیکھیے
خاک مین ملتی ہی کسدن دیدۂ بینا کی حرص

دوڑ کر چلتا ہون مین تھکتا ہون جسدم دشت مین
اور بڑھ جاتی ہی تیرے بادیہ پیما کی حرص

قدر دان ہمایہ دون ہمت فلک تمست خراب
کیا کرون اے ہمنشین ہمین دولت دنیا کی حرص

کنج عزلت کر مری سے دل کبھی بھرتا نہین
بی نیازی نے عطا کی ہے مجھے عنقا کی حرص

کوچۂ جانان کے ہوتے مثل زاہد روز و شب
کیون کرین تسلیم سیر جنۃ المادی کی حرص

ردیف ضاد معجمہ

دل بھر آیا ہی غم یار سے ساغر کے عوض
[illegible]

کچھ مین سودائی نہین ہ
لڑکے بھی سمجھے ہ
مار ڈالا فلک
گر یہی شعا
یہ تمنا ہے

صورتِ سایہ اگر ٹھہرینگے دم بھر کے لیے
چادرِ خاک ہی کافی ہمین بستر کے عوض

گر یہی عذرِ نزاکت ہی دمِ ذبح تمھین
کیون نہین لیتے چھری ہاتھ مین خنجر کے عوض

فقر کے سامنے شاہی کی حقیقت کیا ہے
بوریا بدلون نہ مین مسندِ قیصر کے عوض

ہون وہ بیکس کہ بیابانِ جنون مین پس مرگ
گور پر پھیلی ہوئی دھوپ ہی چادر کے عوض

تو نہین رہنے کا کچھ چھوڑ جا دنیا مین نشان
دیکھ آئینہ کو باقی ہے سکندر کے عوض

کیا خرابی ہے جو اے خانہ خرابی دن رات
اور گھر ڈھونڈھتی پھرتی ہو مرے گھر کے عوض

ہون مین دیوانہ کسی شوخ ادا کا فسّاد
موے مژگانِ پری چاہیے نشتر کے عوض

کس شہِ حسن کو لکھی تھی حقیقت دل کی
اڑ گیا لے کے ہمانا مہ کبوتر کے عوض

دخترِ رز نے دیا ہے وہ مزہ بوسے کا
لبِ شیرین بھی نہ چوسون لبِ ساغر کے عوض

آہ کھینچون تو مرے دود دلِ جگر سے تسلیم
اک فلک اور بنے چرخِ ستمگر کے عوض

نکہتِ گل ہون نہین زینت و سامان ہی غرض
مجھکو دامن سی نہ مطلب گریبان سے غرض

دم نکل جانے دے پھر کون کریگا پروا
کوئی دم اور ہے قاتل تری پیکان سے غرض

واسطہ جب نہ رہا کہتے ہو کیون کیسے ہو
اب تمھین کیا ہی مرے حالِ پریشان سے غرض

کیون خوشامد کرون کس لیے جھکک کرنہ ملون
مجھکو ہی آٹھ پہر آپکے دربان سے غرض

سرو سے کام نہ تیرے گل خندا[illegible]

نظم گلچید

ردیف طای مہملہ

کیون مرے سر کی قسم کھاتے ہو ہر بار غلط
وعدۂ وصل وفا تم کرو اے یار غلط

تین دن بھی نہ اوٹھائینگے ستم تیرے رقیب
دعوی عشق غلط چاہ غلط پیار غلط

رُخ جو قرآن ہے تو صورت مدہین یہ بھی
کہیے کس منھ سے کہ ہین ابرو خمدار غلط

حال دل خاک سُناؤن مین اوسے اے ہمدم
ہیچ کو بھی مرے سمجھتا ہے ستمگار غلط

غیر ممکن ہے کہ وہ ماہ لقا آئے یہان
بخت خفتہ ہون مرے طالع بیدار غلط

یون جو کہیے تو خوشامد سے کہین ہیچ ورنہ
آپ کا قول غلط آپ کا اقرار غلط

نامہ لے لینے سے تسکین ہو کیا اے قاصد
حرف مطلب کو پڑھیگا بت عیار غلط

چارہ گر کیلیے تکلیف اوٹھاتا ہے عبث
پائے صحت مرض عشق کا بیمار غلط

اسقدر جھوٹ کے پُل باندھتے ہو جان جہان
باتین دو چار جو سچی ہون تو دو چار غلط

اب نہ مانونگا نہ مانونگا کسی صورت سے
مہربان آپکے وعدے ہوے سو بار غلط

لاکھ مین نشہ مین رہتا ہون مگر اے تسلیم
نکلے میری نہ زبان سے کبھی اشعار غلط

سر سرا ہو سجدۂ بت کا تمنائی غلط
مین کرون بیحس کے آگے جبہہ فرسائی غلط

کسکو دیتا ہے سوائے دُرد جام زلال
یک قلم ہے داستان چرخ مینائی غلط

چلتے پھرتے راہ مین جب کچھ کہا اندوہ دل
منھ بنا کر مجھسے بولا یار ہرجائی غلط

زندگی بھر خبط مطلب مین بسر اوقات کی
یک قلم سمنے کتاب آرزو پائی غلط

گر سلامت ہین مری تقدیر سے منکر نکیر
گور مین پیدا کرون مین لطف تنہائی غلط

حسرت واندوہ و ناکامی مصیبت سب صحیح
دل کی قسمت مین مگر لکھی شکیبائی غلط

سامنا عیسی کا ہے تیرے مریض عشق سے
آج ہو جائیگا دعواے مسیحائی غلط

ایک ہی ہرزہ خیالی مین مٹی ناصح کی پند
عمر بھر کی ہو گئی اصلاح فرمائی غلط

بے سبب پیتا نہین ہون ہجر ساقی مین شراب
کرتی ہے اندوہ و غم کو بادہ پیمائی غلط

غیر کے دھوکے سے شاید وہ کسی دن دیکھ لین
اسلیے تصویر ہمنے اپنی کھچوائی غلط

طالب احت ہین بہ حسرت و افسوس کے
سمجھے مطلب عاشقی کا تیرے شیدائی غلط

صحبت آئینہ سے آئینہ رو اچھی نہین
دیکھیے ہو جائیگا دعوائے یکتائی غلط

حسرت دیوانگی موقوف کب تھی دشت پر
دل مین لے شلیم سمجھا قیس صحرائی غلط

کرتی ہے ساحل سے کیا کیا موج دریا اختلاط
اُف رے تیرا شوق بوسہ بل رے تیرا اختلاط

جب دباتی ہے زمین گور میری لاش کو
یاد آجاتا ہے وہ تیرا لپٹنا اختلاط

دوستون نے خاک مین مجھکو ملایا بعد مرگ
ارتباط اونکا نہ کام آیا نہ میرا اختلاط

وصل کی شب سب بلائے جان تھی کس کسکو کہون
دوستی اخلاص چاہت پیار غمزا اختلاط

ربط باہم دیکھکر کیون بیحیا کہتے ہین لوگ
اپنا پیار اخلاص اپنا شوق اپنا اختلاط

شمع و پروانہ جلا کرتے ہین کیا کیا رشک سے
وصل کی شب دیکھکر میرا تمہارا اختلاط

ہٹ کے بیٹھے ایک عرض آرزو مین مجھسے در
واہ وا بس آپ کا اے جان یکھا اختلاط

وہ تپاک شوق انجام محبت مین کہان
اب نہ پہلا ربط باقی ہے نہ اگلا اختلاط

اپنے بیگانے نظر آتے ہین مرجانے کے بعد
دوستی کیسی کہان کا پیار کیسا اختلاط

کہتے تھے آگاہ مطلق وصل مین
جانتے تھے عمر بھر یونہین رہیگا اختلاط

لے لیا بوسہ زبردستی تو وہ کہنے لگے
خوش نہین آتا ہمین تسلیم ایسا اختلاط

ردیف ظائے معجمہ

عزیزو اسنا غمخوارو اعظ
بلائے جان ہوے ہین چارو اعظ

سنون کس کسکی آشوب جنون مین
بکین باہم کرین تکرارو اعظ

خدا شاہد کس لیے ساقی کی ہر دم — نہ رندون مین نہ تو میخوار واعظ
یہ جبہ خرقہ رہن بادہ ہوگا — یہی ہین گر ترے کردار واعظ
خریداران مے پھرتا کہ مین ہون — پٹیگا پھر سر بازار واعظ
نہین ہے کفر نظارہ بتونکا — عبث ہے مانع دیدار واعظ
کتاب پند رکھتا ہی بغل مین — لیے پھرتا ہے اک طومار واعظ

نہ چھوڑونگا مین عشق زلف تسلیم
اوجھتا ہے عبث ہر بار واعظ

ردیف عین مہملہ

ہم یہ سمجھے رکھ گئے جب گور پر غمخوار شمع — گھر مین تاریکی ہی جلتی ہی پس دیوار شمع
کیا فروغ زندگی سے اپنی ہی بیزار شمع — کسلیے کٹواتی ہے سر شب کو سو سو بار شمع
کچھ نہین بے فیض اگر ہے مایہ دار سر بلند — پڑ ضیا رکھتی ہے شب بھر کیا در و دیوار شمع
لاشۂ پروانہ پر روتی ہے تنہا شام سے — عاشق دلسوز کی اپنے ہے ماتمدار شمع
مین بھی ہون دشت جنون مین ایک ہی آتش قدم — گرمی رفتار سے کوسون جلے ہین خار شمع
بے ترے اے شعلہ رو دونون مین ہمدردی ہی ایک — شمع کا دلسوز مین ہون میری ہی غمخوار شمع
اوٹھ گئے وہ بزم سے رویا کی بیٹھی یہ الگ — ساتھ ہو لیتی جو رکھتی طاقت رفتار شمع
خاک سے پیدا ہوی تھے مل گئی پھر خاک مین — مرنیوالون کی قبر پر روتی ہی کیون بیکار شمع
اپنا بیگانہ نہین کوئی مگر ہان گور پر — شام سے روتی ہے بیٹھی صورت غمخوار شمع
نور و ظلمت بے بصر دل کی لیے دونون ہین ایک — ورنہ ہر دم خانۂ تن مین ہین روشن چار شمع
کس بت بدکیش کی الفت مین کافر بنگئی — باندھکر تار آنسو ونکا پہنے ہی زنار شمع
داغ دل تابندہ ہین سینے مین مشعل کی طرح — خانۂ تاریک کو میرے نہین درکار شمع
ہون وہ سرگشتہ بیابان جنون مین رات کو — غول دکھلاتے ہین مجھکو بنکے خدمتگار شمع

بزم افروزی تو کیسی تاب حسنِ یار سے
پانی پانی ہو کے جائیگی پیش یار شمع

کیون یہی شرطِ محبت ہی کہ تیری بزم مین
ہم جلین بیٹھے ہوے روشن کرین اغیار شمع

اضطرابِ شوق پروانہ بڑھا شب اسقدر
پردۂ فانوس مین جاکر چھپی ناچار شمع

وہ تکلف اب کہان جیسے ہوے ہیونڈ خاک
پھول ہین دو چار بالاے لحد دو چار شمع

دھوئی انگشتِ حنائی یار نے دریا مین جب
خارِ ماہی بن گئے ہمرنگِ آتشبار شمع

اُف رے سوزِ عشقِ نہان جب ہوا دل ہر دمی ساز
تیرِ قاتل بن گیا پیکان سے تا سوفار شمع

جاگتے سوتے رہا کرتی ہی شب بھر آس پاس
مجھسے بڑھکر یار کی ہے محرمِ اسرار شمع

وصل کی شب بھی کٹی بے لطف پاسِ شرم سے
صبح تک اونسے بجھائی اوٹھکے سو سو بار شمع

شعلہ رویون کو کیا بیقدر حسنِ یار نے
کوڑیون کے مول بکتی ہے سرِ بازار شمع

سخت ہرجائی ہے کوئی گو رہو رونا اسے
آج میری ہے تو کل غیمن کی ماتمدار شمع

دیکھتی ہے رات بھر خلوت مین جھکاو بیحجاب
سچ تو یہ ہے رکھتی ہے کیا طالعِ بیدار شمع

بت پرستِ باخدا مجھساز مانے مین نہین
ڈھونڈھدو دیکھین شب کو لیکر کافرو دیندار شمع

گرم آنسو رو رہی ہے شام سے کیون بزم مین
کیا ہے پروانے کی اے تسلیم ماتمدار شمع

ردیف غین معجمہ

پندِ بیجا مین سنون دن بھر کہان لیساد ماغ
ناصحِ مشفق نہ کھا بک بک کہ تو میرا دماغ

مدتون ہمنے لپٹ کر سونگھے ہین گیسوے یار
مشکِ اذفر سے پریشان کیون نہ ہو اپنا دماغ

ایک دم کی زندگی پر کیون نہ اترائے حباب
سر تو رکھتا ہے مگر سر مین نہین رکھتا دماغ

کیا اوڑادی ہے صبا نے آمدِ گل کی خبر
عندلیبِ نغمہ پیرا کا نہین ملتا دماغ

ساتھ لائی تھی جوانی ساتھ اپنے لے گئے
اب کہان وہ ولولہ وہ جوش وہ اپنا دماغ

سونگھتی ہی گل کو تو مین پھول سی رخسار کو
میرا تیرا ایک ہی اے بلبلِ شیدا دماغ

رُخ اِدھر کرتی نہین تسلیم ملنا تو کہان
آج تک ہمسے وہی ہے زال دنیا کا دماغ

جلوہ گر ہین داغ دل کی صورت روشن چراغ
جل رہے ہین خانۂ مفلس مین بے روغن چراغ

کیون جلاتے ہین لحد پر عقل کے دشمن چراغ
کام کیا میت کے آتے ہین تہ دامن چراغ

ضو فشان کرتی سی جب شبکو ہوئی پستان یار
مین یہ سمجھا جلوہ گر ہین دو تہ دامن چراغ

جلوہ افروزی جو کی اوسکے رخ پر نور نے
بنگیا ہر برگ نخل وادی ایمن چراغ

وقت پامالی جو بھڑکی آتش داغ جگر
گور پر بن بن گئے نقش سم توسن چراغ

جلوہ گر قدرت سی ہین لعل بدخشان سیکڑون
کیسے کیسے جلتے ہین معدن مین بے روغن چراغ

فاتحہ پڑھنے کو آیا ہے جو وہ رشک چمن
گل فشان ہنس ہنس کے ہین کیا کیا سر مدفن چراغ

روشنی مین روز و شب کرتا ہے عمر اپنی بسر
آگئے ہین کیا فلک کے ہاتھ دور روشن چراغ

بعد مردن مین ہوا آفاق مین ہر دل عزیز
دوست و دشمن سب جلاتے ہین سر مدفن چراغ

تم اندھیری رات مین جاؤ اگر سوے چمن
لالہ و گل کے جلائے ہر طرف گلشن چراغ

وصل کی شب تجھکو بھڑکاتا ہی کیا پاس حیا
کیون بڑھا دیتا ہی اوٹھکر اوبت پرفن چراغ

کہنے لے تسلیم جہانکا شب کو سوی رہگذر
بنگیا ہے شعلۂ رخسار سے روزن چراغ

ردیف فا

سب دیکھتے ہین اوس ستم ایجاد کی طرف
میری نگاہ یاس ہے جلاد کی طرف

سنتے عدم مین جور خزان سے جو رنگ ہم
منھ بھی نہ کرتے گلشن ایجاد کی طرف

دن رات مہر و ماہ کے جلوے سے کیا غرض
تم دیکھو اپنے حسن خداداد کی طرف

پوچھین جو اے صبا وہ مرا حال باغ مین
کرنا اشارہ نکہت برباد کی طرف

آیا جو غم عدم سے فلک نے پکے قیام
رستہ بتا دیا دل ناشاد کی طرف

مین بھی وہ بلبلِ چمنِ باغِ قدس ہون — ہر گل کے کان مین مری فریاد کی طرف
منھ پھیر تا رہا ہنس ہنس کے حلق پر — اپنی نظر رہی خنجرِ جلاد کی طرف
کہتے ہین جب اپنے قتل ہی خوش ہین کہ بے طلب — ہم آپ دوڑے جاتے ہین جلاد کی طرف
تیوری چڑھا کے کہتا ہے اُٹھ جا یہان سے تو — جب دیکھتا ہون یارِ پریزاد کی طرف
اللہ رے پاسِ شرط و وفا قتلگاہ مین — سر بھی گرا ہو کٹ کے تو جلاد کی طرف
بلبل پھڑک کے دام سے شاید نکل گئی — گل ہنس رہے ہین دیکھ کے صیاد کی طرف
کھل جائین آنکھین دیکھ لے اے شیخ تو اگر — چل لیچلون مین یارِ پریزاد کی طرف
دم دے کے زندگی ہمین مرنے کو واسطے — لائی عدم سے عالمِ ایجاد کی طرف
کوئی تو بات ہے متبسم نہین عبث — تصویر دیکھ دیکھ کے بہزاد کی طرف

قلیم روزِ رنگِ ستم کیون نیا نہ ہو
مائل طبیعت اونکی ہے ایجاد کی طرف

مجھکو لیجائے جو قسمت کوے جانان کی طرف — آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھون باغِ رضوان کی طرف
یہ تو پھر ہو جائیگا توبہ سلامت ہے اگر — دیکھون اُس بت کی طرف یا اپنے ایمان کی طرف
تھا وہ عاشق پہلوِ مدفن مین قبلے کے عوض — پھر گیا بیساختہ منھ کوے جانان کی طرف
پھر بلا کوئی لگا لائیگا اپنی جان پہ — پھر چلا ہے دل مرا زلفِ پریشان کی طرف
کیا کوئی پیوند ہے دامن کا اوسکے اے جنون — ہاتھ رہجاتے ہین کیون اوٹھکر گریبان کی طرف
بعدِ مردن بھی وہی باقی ہے تاثیرِ جنون — اوڑکے جاتا ہے غبار اپنا بیابان کی طرف
ہائے اونکو یاد کیون آئی وفا عشاق کی — رو رہے ہین دیکھکر گورِ غریبان کی طرف
اُف ری نفرت چھو گئی جو خاک میری بعد مرگ — دیکھتا ہے تہر سے پھر پھر کے دامن کی طرف
وہ ہوا خواہِ چمن تھے جب ہوئے آزاد ہم — اُڑ چلے ٹوٹے ہوے پر بھی گلستان کی طرف
کیا بچانے سے بچیگا میرے یہ آفت نصیب — خود کھچا جاتا ہے دل قاتل کے پیکان کی طرف

بیوفاؤن کی محبت کا نتیجہ یاس ہے
دیکھتے ہم رہ گئے عمر گریزان کی طرف

کون کہتا مرمٹون کے کیون مٹاتی ہو نشان
کسکی تھی چشم کرم گور غریبان کی طرف

دولت گریہ بھی کیا دولت ہے دامن مبدم
دیکھتے رہتے ہین چشم گوہر افشان کی طرف

آجلا ہے راہ پر افسون بیابانی سے مری
روز جاتا ہون بنا بانی با تین دربان کی طرف

مر گیا شاید ترا دیوانہ اے رشک پری
شور ماتم آج کچھ برپا ہی زندان کی طرف

مدعون کی خوش بیانی بزم منظم دنثر مین
چلیے اے تسلیم اب شہر خموشان کی طرف

روز و شب ایک سی ہی درد جگر کی تکلیف
جان ہی لیگی مری آٹھ پہر کی تکلیف

دل کی ہیچینی کہان مین کہ جگر کی تکلیف
کم نہ آفت ہی ادھر کی نہ ادھر کی تکلیف

تھا وہ لاغر کہ مجھے لے کے چلا دوش پہ جب
نہ ہوئی مور کو بھی درد کمر کی تکلیف

درد مندان ازل کا نہین کوئی غمخوار
پوچھتا کون ہے زخم گل تر کی تکلیف

پھیر قسمت کا بتاتے ہین مداوا کے عوض
اونسے کہتا ہون مین جیب دشت سر کی تکلیف

گریہ ہی گریہ ہے ہم ہے شب فرقت مین
سونے دے گی نہ مجھے دیدۂ تر کی تکلیف

سیکڑون آتے ہین جگر مجھے بیٹھے بیٹھے
اوٹھنے دیتی نہین سر کو مرے سر کی تکلیف

اپنے بندون کی خدا خوب خبر لیتا ہے
کون کھوتا ہی سوا اوسکے بشر کی تکلیف

صبح ہوتی ہے ادھر یار ادھر جاتا ہے
مجھکو دیتی ہی صدا مرغ سحر کی تکلیف

نہ ہوا وصل دلارام میسر جب تک
ایک دم بھی مرے پہلو سے نہ سر کی تکلیف

کیون مرے نالۂ شبگیر کی دیکھی تاثیر
تم تو کہتے تھے نہ آؤنگا مگر کی تکلیف

رحم دل جنکو بنایا ہے خدا نے اے بت
اونسے دیکھی نہین جاتی ہے بشر کی تکلیف

وصل کی شب بھی مین ناکام تمنا ہی رہا
نہ گوارا ہوئی اوس رشک قمر کی تکلیف

روتے روتے اوسے ہم دیکھ کے کچھ ہنسنے لگے
لو ابھی بھول گئے دیدۂ تر کی تکلیف

وصل مین شام سے دھڑکا ہی سحر کا دلمین
کانون کو دیتی ہے آواز گجر کی تکلیف

اوس مسیحا کی زیارت سے کوئی غم نہ رہا
ساری ہم بھول گئے دردِ جگر کی تکلیف

رات ہنس ہنس کے جو گذری تھی تو دن رو کر
راحتِ شام کہون مین کہ سحر کی تکلیف

طلب یار مین نکلا ہون مین گھر سے تسلیم
عین آرام سمجھتا ہون سفر کی تکلیف

ردیف قاف

چھوڑ کر جاتا نہین ہمدم کہین دم بھر قلق
جانتا ہی کیا مرے دل کو یہ اپنا گھر قلق

شام سے جب تم چلے جاتے ہو اے آرام جان
مارتا ہے برچھیان دل پر مرے شب بھر قلق

اے فلک انصاف کر اک جان پر اتنے ستم
درد دل درد جگر اندوہ غم اوسپر قلق

عمر بھر کین ہمنے تدبیرین مگر بیکار سب
چارہ گر جائیگا اپنی جان سے کیونکر قلق

ہر گھڑی ہر دم نئے صدمے ہین میری جان پر
بنگیا ہجر تبان مین چھاتی کا پتھر قلق

صبحدم آتے ہین وقتِ شام گھر جاتے ہین وہ
چین دن بھر دل کو رہتا ہی مرے شب بھر قلق

تو جو اے ساقی نہین بزم مے گلرنگ مین
دیکھکر ہوتا ہے کیا کیا شیشہ و ساغر قلق

مر گیا مین بے ٹھکانے ہو گئے رنج والم
ڈھونڈھتا پھرتا ہی میری جان کو گھر گھر قلق

کی وہ خدمت ہجر مین بے کہ اب جاتا نہین
ہو گیا عاشق مری جان دجگر دل پر قلق

اب یہ کیا جائیگا اتنا کون دیگا اسکو چین
ناز برداری کا دل کی ہو گیا خوگر قلق

آمد و شد گر یہی ہی روز و شب اوس شوخ کی
خرمی دن بھر رہیگی رات بھر دل پر قلق

انقلاب دہر سے دونون کا کچھ بگڑا نہین
درد اپنی شکل پر ہے اپنی صورت پر قلق

باوفا ہے بعد مردن روز تسلیم حزین
بارہا یاد آئیگا ہو گا تمھین اکثر قلق

دمبدم جان بخش ہے عشاق کو آزارِ عشق
کم مسیحا سے نہین ہے یار کا بیمارِ عشق

یہ جگر ہے عاشقونکا تو نہ ہو اسکا حریص
چاہیے پتھر کا دل ای شیخ بہر بار عشق

سربلندی گر عطا کرنا ہے تجھکو اے خدا
روز دی اک جان مجھکو روز دے اک دار عشق

خاک بھی اوسکی گلی کی آج تک دیکھی نہین
ہاے کس منھ سے کرون یارو نمین مین قرار عشق

روز و شب کہتے ہین خاموشی سے اپنے دل کا حال
بیزبان ہوتا ہے گویا محرم اسرار عشق

حسن یوسف کو نہ کوئی کھوتا دامون پوچھتا
گر نہ ہوتا گرم شہر مصر مین بازار عشق

کوہکن کم حوصلہ تھا مر گیا سر پھوڑ کر
کس خوشی سے کاٹتے ہین ورنہ ہم کہسار عشق

رفتہ رفتہ خوگر تکلیف ہوجاتا ہے دل
صبر کر دیتا ہے آسان مشکل دشوار عشق

زرد چہرے نے کیا تسلیم رسوا دہر مین
ورنہ مین احباب سے کرتا رہا انکار عشق

ردیف کاف

نہ پہونچے تھے ہواے دید گل مین صحن گلشن تک
کہ قید دام قسمت نے کیا پاؤن سے گردن تک

وہ بیکس ہون زمین کو رہتی ہے سر کی جاتی ہے
چرا تا ہے تمھاری طرح پہلو مجھسے مدفن تک

اسیری کو مرے مین ایسے کچھ بھولا ہین گلشن کو
کہ یاد آتی نہین ہمکو کبھی شاخ نشیمن تک

وہ طفل اشک حسرت ہون جو رخصت ناتوانی دے
سفر ہے دور کا آنا مجھے مژگان سے دامن تک

قیامت ہی لگا سکتے نہین ہم ہاتھ پانون کو
چھوا کرتے تھے تیرے دست رنگین کو برہمن تک

چمن و بلبل بیکس کا شاید سوگ رکھا ہے
کہ پہنے ہین لباس ماتمی گلہاے سوسن تک

فقط تو حال پر میرے ہی خندان ورنہ اے قاتل
لہو روتی ہے چشم جوہر شمشیر آہن تک

عداوت قید بھی ہو کر گئی دل سے نہ ظالم کے
جلادی کاٹ کر صیاد نے شاخ نشیمن تک

ذرا آنے تو دو دست جنون کو اپنے زور و بر پر
گریبان ایک ہی جھٹکے مین آجائیگا دامن تک

شب فرقت مین آہ اتشین سے خوف آتا ہے
پہونچ جائے شرر کوئی مبادا اسکے خرمن تک

سما یا جب سے تو نظرون مین عالم ہو گیا دشمن
دکھاتا ہی تری کوچے مین آنکھین مجھکو رزان تک

مٹایا ہے تو کر دے خاک بھی اے آسمان مجھکو
کہ پہونچونگا کبھی تو اوڑتی اوسکے دامن تک

دمِ نظارہ اوسکی پارسائی قہر کرتی ہے
کہ پھر آتی ہے جا جا کر نگاہِ شوق چلمن تک

کمی بیشی نہین جاتی ہی مے ہو کر بھی قسمت کی
کبھی ہون جام کو لب تک کبھی شیشے کی گردن تک

مٹایا آسمان نے گردبادِ دشت کی صورت
کفن کیا دل مین ہم رکھتے نہین امیدِ فن تک

میسر تھین دمِ طفلی عجب آرام کی نیندین
یہ نصرت ہے کہ بعدِ مرگ اوس ترکِ ستمگر کا
بچا کر خاک کو میری قدم رکھتا ہے دشمن تک

زوالِ حسن مین کوئی کبھی جھوٹون نہ پوجھیگا
یہ سارا مجمع اے تسلیم ہی دو دن کا ہے جوبن تک

کرینگے جستجو ہوگی جہان تک
کبھی تو پہونچینگے اوس پاک دامان تک

وہ خود گم ہون نہین میرا نشان تک
خرابی ڈھونڈھ آئی لامکان تک

گڑی تھی اسقدر منزل عدم کی
کہ پہونچے خاک مین ملکر یہان تک

حباب آسا مٹے ہم آپ بنکر
امیدِ مرگ مین جیتے کہان تک

پہونچ جائینگے ہم بھی گرتے پڑتے
کسی دن میفروشون کی دکان تک

وہ بیکس ہون کہ مثلِ شمع کشتہ
نہین بالین پہ میری نوحہ خوان تک

قفس سے جاکے پھر آئے قفس مین
پہونچنے بھی نہ پائے آشیان تک

فرشتون مین ہے ذکرِ بیزبانی
خموشی کا گیا غل آسمان تک

بسر کیونکر کرین ایسے چمن مین
جہان دشمن ہوا اپنا باغبان تک

محبت کا برا ہوا اوس گلی مین
مرا دشمن ہے اونکا پاسبان تک

یہی ہے قتل کا وعدہ تو ظالم
ہزارون مرمٹینگے امتحان تک

پئے فریاد کیا کیا حوصلے تھے
نہ کام آئی دمِ محشر زبان تک

بہارِ دامنِ عاشق کہان اب
یہ گلکاری تھی چشمِ خونفشان تک

جلاتی ہے خموشی صورتِ شمع
کبھی دل کی نہین آتی زبان تک
جلے ہم صورتِ لعلِ بدخشان
کبھی اوٹھا نہ پہلو سے دھوان تک
سحر ہے اب وہ کیا آئینگے تسلیم
امید ین سب تھین ہنگامِ اذان تک

پھولتا ہے نام کی دولت پہ کیا گلشن مین خاک
زر نہین اے گل بھری ہے تیرے دامن مین خاک
گرد بھی ہوکر دورنگی کا اثر جاتا نہین
سرمۂ چشمِ دوست مین ہون دیدۂ دشمن مین خاک
ابتدا و انتہا دونون ہماری ایک ہے
خاک سے پیدا ہوے ہو جائینگے مدفن مین خاک
دیدِ حسنِ طور گھر بیٹھے میسر ہے ہمین
مثلِ موسیٰ کون چھانے وادیِ ایمن مین خاک
سو چکر انجامِ ہستی جانتا ہون جسم کو
ساتھ اپنے مین لیے پھرتا ہون پیراہن مین خاک
میری بربادی کی مرکر بھی رعایت چاہیے
کچھ اوڑا دو بزمِ شور و ماتم دشمنون مین خاک
سنکے افسانہ لبِ گلرنگ کا یاقوت و لعل
آتشِ غیرت سے جل کر ہوگئے معدن مین خاک
کم نہین ہین شیشۂ ساعت سے ابنایِ جہان
صاف ہین ظاہر مین اوڑتی ہے دلِ باطن مین خاک
بہرِ آدم زاد بربادی کی ہے غفلت دلیل
بیشتر سر پر اوڑاتا ہے بشر بچپن مین خاک
کون مشتاقِ نظارہ اس گلی مین دفن ہے
اوڑکے آیا کرتی ہے کسکی تری چلمن مین خاک
آس ہی باقی دلِ پرسوز نے رکھی نہ پاس
دونون جل کر ہوگئین تسلیم اس گلخن مین خاک

غنچے کا دامن گریبانِ سحر دونون ہین ایک
ٹکڑے ہونے کے لیے پچھلے پہر دونون ہین ایک
شادی و غم سے تغیر مجھ مین آسکتا نہین
خندہ و گریہ مجھے اے بیخبر دونون ہین ایک
غیر ناکامی اگر اوس سے بھی کچھ حاصل نہین
پھر تو یہ داغِ جگر داغِ قمر دونون ہین ایک
یار سنتا ہی نہ سنتے ہین چمن مین گوشِ گل
نالۂ دل نالۂ مرغِ سحر دونون ہین ایک
ربط باہم سے ہمارے اونکے مثلِ بوے گل
دو ہین گو ظاہر مین باطن مین مگر دونون ہین ایک

اوس سی جی لوٹھتو ہین مرد اوس سی مرجاتی ہی خلق — حشر ور رفتار تبان فتنہ گر دونون ہین ایک
اس سی جاری موج خون اوس سی روان سیلاب اشک — رونے مین ناسور ہویا چشم تر دونون ہین ایک
زلف و عارض سی مری دل کو برابر عشق ہے — میرے آگے جلوۂ شام و سحر دونون ہین ایک
یہ مرا نور نظر ہے وہ جگر بند صدف — پارۂ دل ہو نی مین اشک گہر دونون ہین ایک
وہ تصور سے نہان ہی یہ ہی نہان آنکھ سے — واقعی تار نظر موے کمر دونون ہین ایک
تجھکو برہم دیکھکر کوئی نظر آتا نہین — رنگ عارض ہوش دل وقت سفر دونون ہین ایک
تو جو محفل مین نہین ای مطرب محفل نواز — نغمۂ مطرب فغان نوحہ گر دونون ہین ایک

مرتبے کا فرق ہے شاگرد مین استاد مین
ورنہ اے تسلیم شعر خشک و تر دونون ہین ایک

ربط ہا ہم نے بنایا ہے مجھے تصویر خاک — خاک دامنگیر میری ہین گریبانگیر خاک
گور کس کس پیار سی آغوش مین لیتی ہی لاش — بعد مردن خاک کیا کیا کرتی ہی توقیر خاک
بیخبر جسم گلی کے رنگ و روغن پر نہ پھول — خاک ہین ملجائیگی اک روز یہ تعمیر خاک
اوسکی پیشانی کے بوسے لیتی ہے وقت نماز — اُف ری اوج بخت مسجد واہ ری تقدیر خاک
دوست دشمن سب سے مل چلنے کی عادت ہی مجھے — خاک کا پتلا ہون نہان مجھ مین ہی تاثیر خاک
حشر تک زندانی مدفن کی آزادی محال — قبر بہر خاکی آدم زاد ہے تسخیر خاک
گر غبار دشت باقی ہے تو کیا فکر کفن — بعد مردن خاک ہی کر لیگی کچھ تدبیر خاک
کسلیے مر کر گنہگار و نکی مٹی ہے خراب — باد صرصر جانتی ہی فرض کیون تشہیر خاک
موج ریگ دشت ہی جوش جنون مین مکتفی — خاک کا پتلا ہون مجھکو چاہیی زنجیر خاک
کیا پہونچا اوسکے در تک مٹکے مین خانہ خراب — کچھ کمی قسمت کی تھی ہمراہ کچھ تقصیر خاک
دیکھتے ہین شکل سن سنکر سوال گور ہم — خاک بھی ہو کر سمجھ سکتے نہین تقریر خاک

اصل کی جوہر نہین تسلیم ہوتے نقل مین — تیغ آہن کی برش رکھتی نہین شمشیر خاک

ردیف کاف فارسی

کسقدر تھی سوز الفت کی بھری بسمل مین آگ
لگ اوٹھی گرمی خون سے خنجر قاتل مین آگ

کیون پس ناقہ ہے آہ گرم مجنون ہم سفر
کیا لگا دیگی تپ غم پردہ محمل مین آگ

بے سبب بھی روز و شب جلتا ہون مین اے چارہ گر
سنگ کے مانند بھر دی ہے خدا نے دل مین آگ

اُف ری گرمی شعلہ رخسار آتش رنگ کی
جس طرف دیکھو لگی ہے یار کی محفل مین آگ

جل رہی ہین اُس طرف وہ پھونکے ہا ہون مین ادھر
مشتعل ہے ایک سوز عشق کی دودل مین آگ

گر مجوشی کے عوض ہے سرد مہری روز و شب
اِن ہتون کر کیا نہین ہوتی ہے آب و گل مین آگ

سالک راہ محبت جل کے ہو جاتا ہے خاک
آسمان سفلہ پرور ساتا ہے اِس منزل مین آگ

پارہ اخگر سے موسیٰ کو ید بیضا ملا
نور کا جلوہ دکھاتی ہے کف کامل مین آگ

دھوتے ہین تسلیم وہ دریا مین رنگین اوڑھنیان
کیا عجب موجین لگا دین دامن ساحل مین آگ

اشک ریزی سے بھڑکتی ہے دل مضطر مین آگ
کثرت بارش لگا دیتی ہے میرے گھر مین آگ

جل بجھا گو دل مگر سوزش کا ہے عالم وہی
عشق نے اب تک دبا رکھی ہے خاکستر مین آگ

قطرہ افشان چشم تر سوزان تپ فرقت سے دل
ہوتی ہے بیرون بارش لگی ہے گھر مین آگ

بے ترے رویا کبھی شبکو کبھی کی آہ گرم
سوز غم دم بھر مین پانی بنگیا دم بھر مین آگ

شمع کا سودا جنون دونون مصیبت خیز ہین
پانون مین زنجیر گریہ ہے لگی ہے سر مین آگ

گر یہی ہین اشک و آہ گرم روز حشر بھی
مین بجھا دونگا لگا کر دامن محشر مین آگ

گرم رفتار جنون وہ ہون جو ٹھہرون کوہ پر
فیض تاثیر قدم سے لگ اوٹھی پتھر مین آگ

کیا پیون فرقت مین جی جلتا ہے مانند کباب
بادہ گلگون ہے اے ساقی تری ساغر مین آگ

تو وہ آتش رنگ ہے دیکھے دم تزئین اگر
پرتو عارض لگا دے آینے کے گھر مین آگ

ہر جگہ بدلی نرالی شکل سوز عشق نے
گرم آنسو میری آنکھون مین بنا پتھر مین آگ

دوست کو تیرے جہنم بھی جلا سکتا نہین — ہو گئی گل عہدِ نمرود جفا پرور مین آگ
وہ جگر تفتہ ہون گر جاؤن بجھانے روزِ حشر — عشق کا شعلہ لگا دے چشمۂ کوثر مین آگ
شوخیِ رنگِ حنا مین یہ جگر سوزی کہان — جلوہ گر ہو گی کفِ دستِ پری پیکر مین آگ

عمر بھر کرتا رہا تسلیم آہِ پر شرر
کیا بھری تھی عشق نے اسکے دلِ مضطر مین آگ

یاد رکھے کی کہا تک بلبلِ ناکام رنگ — گل بدلتے ہین ہزارون صبح سے تا شام رنگ
باغ مین صیاد و گلچین کر لین دون دھوم دھام — ایک کا جمنے نہ دیگی گردشِ ایام رنگ
دل پسا جاتا ہے حسنِ گندمی کو دیکھکر — موت کا پیغام ہے میرے لیے یہ عام رنگ
قتل ہو کر ہاتھ آئے کچھ تو جانبازی کا لطف — خون سے میرے سرِ انگشتِ حنا کا خود کام رنگ
منع کرتا ہون قبا سے تنگ سے اسواسطے — پھوٹ نکلیگا ترا اے سروِ گل اندام رنگ
عرض ہے اے شیخ کعبہ جو ہر دل صاف رکھ — چاہے جبہ رنگ چاہے جامۂ احرام رنگ
کچھ تو تسکین دیگی اے صیاد بو ہمجنس کی — بہر بلبل بلبلِ ہمکیس کے خون سے دام رنگ
سامنا کرنا اگر ہے باغ مین صد برگ سے — زعفرانی کپڑے تو بھی اے سمن اندام رنگ
روز و شب گردش مین رہنا سکا ذی باعث نہین — کچھ نہ کچھ لائیگا اکدن چرخِ نیلی فام رنگ
بھیجکر اوس گل کو خط پوشیدہ کہتے دل مین ہین — دیکھیے لاتا ہے کیا یہ نامہ و پیغام رنگ
وصل کی شب جھوٹھ بھی دھڑکا سحر کا قہر ہے — اوڑ گیا سنکر صدائے مرغِ بے ہنگام رنگ
خون سے تر کرتے ہین نوروز مین میرا لباس — کھیلتی ہے قاتلِ بیرحم کی صمصام رنگ
بے سبب ہر بات پر میری خفا ہوتا ہے آج — دیکھیے لاتا ہے کیا وہ شوخ گل اندام رنگ

وہ شہیدِ ناز ہون تسلیم میرے خون سے
عاریت شوخیِ حنا نے مانگ لی ہے وام رنگ

ردیف لام

ہمین تھی اے خدا عشق بت بے پیر کے قابل
یہی دل رہ گیا تھا آہ بے تاثیر کے قابل

خیالی میری ہستی ہے کرون کیا جا کے مقتل مین
نہ سر شمشیر کے لائق نہ سینہ تیر کے قابل

ذلیل و خوار ہین ابتو وگرنہ غیر کی صورت
کبھی ہم بھی تھے تیری بزم مین توقیر کے قابل

رہے دل مین جو روے صاف کا نقشہ تو بہتر ہے
یہی اک آینہ کچھ ہے تری تصویر کے قابل

اوٹھایا تھا اپنے درمان سے کہانتک کو بیجا
نہین اے چارہ گر اب خم دل تدبیر کے قابل

کہون کس سے بتائے کون دیکھا کیا جوانی مین
عجب خواب پریشان تھی نہین تعبیر کے قابل

بنایا ہے لب شمشیر مجھکو میری قسمت نے
تبسم کے نہ مین لائق نہ مین تقریر کے قابل

زمانہ بیوفا ناآشنا دنیا کو کہتا ہے
نہین یہ زال مکارہ جوان و پیر کے قابل

مرے سینے سے قاتل کھینچ لیتا کیون خفا ہوکر
دہان زخم اگر ہوتے زبان تیر کے قابل

جو خط مانگے تو ای قاصد زبانی تو یہ کہدینا
نہین اب عاشق شیدا ترا تحریر کے قابل

روان کس کا رہا سکہ حلومت رہ گئی کسکی
یہ ہفت اقلیم شش رو یہ نہین تسخیر کے قابل

جو اک بوسہ لیا مین نے لیے دو اوسنے منہ منہ کر
سزا دی یار نے مجھکو مری تقصیر کے قابل

تری ہی ذات ہر صورت سے لائق فضل و احسان کے
مری ہستی ہی یارب زشتی و تقصیر کے قابل

مین سچ کہتا ہون خواب مین لیتا ہون لطف یار کے شب بھر
نہین تقصیر میری بال بھر تعزیر کے قابل

دل آوارہ کو اپنے خم ابرو مین رہنے دو
یہ دیوانہ تمھارا ہے اسی زنجیر کے قابل

مسافر ہو اوٹھاؤ بستر اپنا اہل دنیا طلد
سرائے عالم فانی نہین تاخیر کے قابل

مسلمان تھا خدا کا نام لیکر دم بھرتا تھا
مگر سمجھا نہ وہ کافر مجھی تکبیر کے قابل

خدا دیتا ہی ذلت تیرہ دل کو شعلہ رویون کو
وگرنہ شمع کب تھی بوسہ گلگیر کے قابل

بیان ہو کس طرح تعریف خط و صحبت و رخ کی
نہ یہ پڑھنے کے لائق ہی نہ وہ تفسیر کے قابل

وہ لاغر ہون پس مردن لیے پھرتا ہی گلیون مین
مجھے سمجھا ہے مور ناتوان تشہیر کے قابل

گلہ کیا جو دیا تسلیم یہ بھی فضل و احسان ہے
مشیت مین ہم اوسکی تھے اسی تقدیر کے قابل

نہ تھا غیر کوئی وہان اول اول
ہمین اونکے تھے رازدان اول اول

وہ آئے گئے ہم محبت مین اکثر
یہان آخر آخر وہان اول اول

حیا سے یہ باتون مین شوخی کہان تھی
نہ تھی مُنھ مین گویا زبان اول اول

نہ اونکو یقین تھا محبت کا میری
ہزارون ہوے امتحان اول اول

سکھائی ہین آکر جوانی نے چالین
کہان تھین یہ اٹکھیلیان اول اول

چھپاتے نہ تھے راز کی بات کوئی
نہ تھے مجھسے وہ بدگمان اول اول

وہ تھا رعدِ میکش کہ ہاتھون سے اپنے
پلاتا تھا پیر مغان اول اول

گرے جاتے ہین اب تو اپنی نظر سے
نہ تھے ایسے ہم ناتوان اول اول

ہوئی عمر آخر اجل آئی لینے
وہین پھر چلے تھے جہان اول اول

بھڑک اوٹھی دل کی لگی آگ آخر
نکلتا تھا کچھ کچھ دھوان اول اول

بُرا ہو ضعیفی کا ورنہ تری طرح
کبھی ہم بھی تھے نوجوان اول اول

بڑے قدردان فن کے خلد آشیان تھے
بہت چکے تھے نکتہ دان اول اول

ہین کہتا تھا تسلیم بے انتہا شعر
نہ رُکتی تھی طبعِ رواں اول اول

کسکی زلفِ پرشکن نے کی عنایت آج کل
بڑھ گئی برہم مزاجی کی شکایت آج کل

میرے ہی دم تک عروجِ عشق تھا اب دیکھ لو
مارے پھرتے ہین غم و دردِ محبت آج کل

جذبۂ دل کا اثر تقدیر سے اولٹا ہوا
مجھسے نفرت ہی اُنھین غیرون سے اُلفت آج کل

جھوٹے وعدون نے کیا اونکی پشیمان ہجر مین
حسرتون سے مجھکو ہی کیا کیا ندامت آج کل

لو تصور مین کیا کرتا ہون باتین یار سے
دیتی ہی خلوت بھی مجھکو لطف صحبت آج کل

فصلِ گل جوشِ جوانی آرزوون کا ہجوم
کارگر یا صبح ہو کیا تیری نصیحت آج کل

اب وہان کیا خاک جائین انقلاب دہر سے
ہی نصیب دشمنان وہ لطفِ صحبت آج کل

گھر مین دیتا ہے جگہ اغیار کو وہ رشکِ حور
کافرون کو بھی یہان ملتی ہی جنت آج کل

وصل مین کیا کیجیے تسلیم شکوہ ہجر کا
خود بخود انکو ہے کچھ ہمسے ندامت آج کل

حسینون کی صحبت مین جانے سے حاصل
کسی کے مجھے ناز اوٹھانے سے حاصل

یہ جادو نخدان دکھانے سے حاصل
ہمین اس کنوئین مین گرانے سے حاصل

بتاتے ہو سوسن گلِ تر کو ناحق
مری جان مستی لگانے سے حاصل

نہ دیکھون بس مرگ صورت فلک کی
سوا اسکے کیا شامیانے سے حاصل

یہان آکے قاتل وڑا میرے ٹکڑے
بھلا خط کے پرزے اوڑانے سے حاصل

شبِ ہجر لے چرخ تارے چھپالے
غریبون کو آنکھین دکھانے سے حاصل

نہ کر زخمِ خندان کو ناسور قاتل
جو ہنستا ہے اوسکو رولانے سے حاصل

یہی ہے کہ نوبت بجے مقبرے پر
سوا اسکے کیا غل مچانے سے حاصل

ملیگا نہ تکیے مین جز فرشِ خاکی
سرِ ہزم مسند بچھانے سے حاصل

وہان بھی یہی نا امیدی اگر ہی
تو پھر اوسکے کوچے مین جانے سے حاصل

نہ گلشن مین رہتے نہ آتے قفس مین
اسیری ہوئی آشیانے سے حاصل

کہان ہے دہن لے کوئی جسکے بوسے
شبِ وصل پھر منھ چھپانے سے حاصل

لپٹ کر لحد سے عبث رو رہے ہو
پسِ مرگ الفت جتانے سے حاصل

لگا اور اک ہاتھ بیرحم قاتل
سسکتا مجھے چھوڑ جانے سے حاصل

گل افشان ہی کیون شمع تربت پہ میری
جلے دل کو ناحق جلانے سے حاصل

بنا کر پھر اے چہرہ پرداز عالم
مرا نقشِ ہستی مٹانے سے حاصل

دیے زخم و ناسور کیون آسمان نے
ہنسانے سے حاصل رولانے سے حاصل

مجھے بیخودی عشق کی بس ہے ساقی
مئے ناب ہر دم پلانے سے حاصل

عبث لیتے ہو غیر کے چٹکیان تم
مجھے چٹکیون مین اوڑانے سے حاصل
اوٹھیگا جنازہ بڑی حسرتون سے
سواری کی دھومین مچانے سے حاصل
سلائینگے تابوت مین تجھکو تسلیم
چھپر کھٹ مین آرام پانے سے حاصل

ردیف میم

روتے ہین ہجر یار مین بیٹھے سحر سے ہم
نخل امید سینچتے ہین چشم تر سے ہم
کشتہ ہوے ہین تیغ بت سیمبر سے ہم
ہی لطف پائین غسل بھی گر آب زر سے ہم
مانند شمع روتے ہین سوز جگر سے ہم
دل کی لگی بجھاتے ہین کچھ چشم تر سے ہم
اظہار شوق مین یہ ہوا بیخودی کا جوش
کچھ کہتے کہتے بھول گئے نامہ بر سے ہم
اب کیا اوٹھینگے حشر کو شاید کبھی اوٹھین
ایسے نہین گرے ہین کسی کی نظر سے ہم
سیلاب اشک ڈھائے نہ بنیاد زندگی
روتے نہین ہین خانہ خرابی کے ڈر سے ہم
کب تک ستم اوٹھائے کوئی چرخ پیر کے
اور آسمان بنائینگے درد جگر سے ہم
دی سلطنت جنون کی شہنشاہ عشق نے
صحرا مین تاجدار بنے داغ سر سے ہم
پہنچینگے جاکے سنگ در یار پر اسے
تنگ آگئے ہین کشمکش درد سر سے ہم
دندان لی یاد کرتی ہے سوز درون کو مرے
دل کی لگی بجھاتے ہین آب گہر سے ہم
صیاد مہربان نے رہا بھی کیا تو کیا
کنج قفس مین بیٹھے ہین بے بال و پر سے ہم
کہتے ہو بار بار ہمین گھورتا ہے کیون
کیا دیکھین بھی ندیدہ حسرت نگر سے ہم
جیسے وہ گل ہی باغ مین یہ دل ہے بدگمان
پہلے چمن کو جاتے ہین باد سحر سے ہم
دربان خاک نقش قدم کو مٹائینگے
آئینگے کوے یار مین پای نظر سے ہم
برباد آپ پھرتے ہین مانند گرد باد
کیونکر نکالین خانہ خرابی کو گھر سے ہم
وعدے ہزارون کرتے ہو ایفا کوئی نہین
درگذرے ایسے روز کے شام و سحر سے ہم

صیاد کی غرض ہے اسیری سے گرمی
باہر نہین ہین جان سے دو چار پر سے ہم

کس کسکی لین خبر کہ ہی دونون مین درد ہجر
رکھتے ہین دل پہ ہاتھ اوٹھا کر جگر سے ہم

نقش دہن کو دیکھین تو کچھ گفتگو کرین
پائین اگر نشان تو لپٹین کمر سے ہم

غش ہی نہ بیخودی ہے خموشی ہے اسلیے
کچھ دل کا حال پوچھ رہے ہین جگر سے ہم

کیا کیا گلے ملے جو ملا راستے مین یار
کچھ وہ بڑھا اودھر سی بڑھی کچھ ادھر سے ہم

گنج لحد مین رنگ دورنگی نہین رہا
مر کر چھٹے کشاکش شام و سحر سے ہم

آئینگے قتلگاہ مین مردانہ روز قتل
لے لینگے بانکپن تری ترچھی نظر سے ہم

باعث یہی ہین درد کے ورنہ کسی طرح
ناخوش نہ دل سی ہین نہ خفا ہین جگر سے ہم

کسواسطے ڈرین نگہ پر غضب ہے کیا
کچھ مر نہ جائین گر تری ترچھی نظر سے ہم

قاصد کو سنتے سنتے سمجھنے لگے ہین یار
کیا بیخبر ہوے ہین کسی کی خبر سے ہم

صیاد دیکھتا ہے قفس کیون گھڑی گھڑی
اب کیا اوڑینگے ٹوٹے ہوے بال و پر سے ہم

جلنا ہو یا ہو کثرت وحشت مین بھاگنا
سیکھے ہین عشق یار مین برق و شرر سے ہم

یا بوس کی امید مین مانند نقش پا
لپٹے ہوے ہین یار تری رہگذر سے ہم

تسلیم بعد مرگ یہ ثابت ہوا ہمین
چل پھر کے آج آگئے گھر مین سفر سے ہم

وائے قسمت رکھتے ہین کیا طالع معکوس ہم
آئے لیکر آرزوئین لے چلے افسوس ہم

اسقدر ہے بدگمان محبوب کا ہر دم خیال
جانتے ہین سایہ ہمزاد کو جاسوس ہم

گور مین روشن کیے ہین سوز غم نے استخوان
جل رہے ہین صورت شمع تہ فانوس ہم

لکھینگے حال دل پر داغ جسدن نامہ بر
یکقلم خط کو بنا دینگے پر طاؤس ہم

دام مین بے آب و دانہ زندگانی کی بسر
طائر قبلہ نما کی طرح تھے محبوس ہم

عشق کے آزار مین وہ تجربے برسون کیے
رفتہ رفتہ بنگئے بقراط و جالینوس ہم

چپکے چپکے گرم نالہ ہین بتون کے عشق مین
پھوٹ نکلے ہین کبھ دل مین مگر ناقوس ہم

رندی و پرہیزگاری شرم اے تسلیم کر
مے سے تر پاتے ہین تیرا خرقہ سالوس ہم

ہر شب ہین خستہ جان ستم آسمان سے ہم
رکھتے ہین سر پہ تیغ دو دم کہکشان سے ہم

پامال کیون ہون پست و بلند جہان ہی ہم
باز آئے اس زمین سے اس آسمان سے ہم

خالی ہے مثل پنجۂ مریم ہر ایک ہاتھ
کچھ لے چلے عدم کو نہ باغ جہان سے ہم

پیری مین توبہ کرتے ہین واعظ کے ہاتھ پر
صد شکر چونکے اب بھی جو خواب گران سے ہم

دنیا کا رنگ ڈھنگ جو دیکھا خراب ہی
روئے زمین پر آکے بہت آسمان سے ہم

مدفن بنیگا بعد فنا بھی قریب دیر
مر کر بھی منھ نہ پھیرینگے عشق بتان سے ہم

غیرت کی یہ جگہ ہے کہ اے پیر میفروش
جاتے ہین بے پیے ہوئے تیری دکان سے ہم

برباد دیکھتے ہین چمن اپنی آنکھ سے
کیون مر گئے نہ پہلے ہی فصل خزان سے ہم

باغ جہان مین طائر رنگ پریدہ ہین
رکھتے نہین غرض قفس و آشیان سے ہم

جز مشت خاک خاک نہ ہاتھ آئی بعد مرگ
مانند گرد باد اوٹھے اس جہان سے ہم

چلتے ہین پردہ داری سوز درد ن کے ساتھ
مانند شمع کچھ نہین کہتے زبان سے ہم

ہم بھی غزل پہ یار کی مصرع لگائینگے
یونہین زبان ملائینگے اوسکی زبان سے ہم

پرواز اولین مین اسیری ہوئی نصیب
گویا قفس مین تھے جو اوڑے آشیان سے ہم

کنج مزار بعد فنا کیون نہ ہو عزیز
نعم البدل یہ رکھتے ہین عمر روان سے ہم

وحشت زدہ ہین مثل شرر کچھ خبر نہین
جاتے کہان ہین کون ہین آئے کہان سے ہم

اس منزل فنا مین صدائے جرس کی طرح
ہین کارواں مین اور جدا کاروان سے ہم

تسلیم کیا خفا تھے جو کہتے تھے دیر مین
آگے خدا کے سمجھین گے پیر مغان سے ہم

کی تھی دمِ کفن یار سے آغوش ذرا گرم
اب تک مرے سینے سے نکلتی ہے ہوا گرم

آخر نہ بجھی دل کی لگی خاکِ لحد مین
مین سرد بھی ہو کر تپشِ دل سے رہا گرم

تر دامنِ عصیان تھا یہانتک کہ دمِ حشر
دوزخ مین بھی میرا سرِ رشتہ نہ ہوا گرم

کب برقِ تبسم تجھے کہتا ہون مین گریان
ناحق بھی تو ہوتا ہے بتِ گرم ادا گرم

پھکتا ہون تپِ عشق سے اوسپر یہ قیامت
لگتے ہین اطبا مرے نسخے مین دوا گرم

اِک روز تو آکر مری آغوش مین بیٹھو
ٹھنڈا دلِ پُرسوز ہو پہلو ہو ذرا گرم

پیری مین بھی ہے شعلہ فشان آہِ جگر سوز
تقدیر سے جلتی ہے دمِ صبح ہوا گرم

آتش قدمی کیا کہون صحرائے جنون مین
خورشید کے مانند ہے نقشِ کفِ پا گرم

جیتا نہین پھرتا کوئی مشتاقِ شہادت
اوس کوچہ مین ہر وقت ہی بازارِ قضا گرم

پانی کو بنا دیتی ہے اُلفت کی ہوا آگ
آنسو مری آنکھون سے نکلتے ہین بلا گرم

جل جاتی ہے اوگتے ہی گیاہِ سرِ تربت
کیا کیا ہے مری خاکِ لحد بعدِ فنا گرم

چھالے نظر آتے ہین تری تیغ مین قاتل
کیا تھا دمِ تکبیر بھی خونِ شہدا گرم

باہم ہے عیان حسرت و شوخی کی دورنگی
ہر آہ مری سرد ہے ہر قہقہہ ترا گرم

پیغام اجل ہے بتِ بیرحم کا غصہ
مین سرد ہوا خوف سے جسدم وہ ہوا گرم

کیونکر کفِ نازک کو بنا دیتی ہے شعلہ
مشہور ہے رکھتی نہین تاثیر حنا گرم

کیا شعلہ فروزی مین کہون سوزِ جگر کی
سینہ ہے مرا سینۂ گلخن سے سوا گرم

آئینہ بنا پرتوِ رخسار سے شعلہ
کم مہرِ قیامت سے نہین عکس ترا گرم

تسلیم جگر سوختہ عشق ہون دسکا
جس ماہ کا بستر شبِ اسری مین رہا گرم

متفرقات

مانا نہ کہنے کو مرے آغازِ عشق مین
اب تو بلا مین ہے دلِ وحشت اثر کہ ہم

کہتے ہین وہ اوٹھا کے نقاب آسمان سے
افزون چمک مین ہین ترے شمس و قمر کہ ہم

بیخود ہین دونون جوشِ تمنا مین دیکھیے
آتا ہے پہلے آپ مین وہ بیخبر کہ ہم

پوچھا جو اوسنے کون ہے مشتاقِ زخمِ تیر
سینے مین اپنے بول اوٹھا یہ جگر کہ ہم

کہتے ہو بات بات مین مفسد حیا نہین
مشہور ہو جہان مین تم فتنہ گر کہ ہم

وہ ہی تو جلنے والے ہین فرقت مین شام سے
بالین پہ اپنی شعلۂ شمعِ سحر کہ ہم

سنوے رقیب دیکھ کے جھوٹھی قسم نہ کھا
پہچانتے ہین خوب محبت کی آنکھ ہم

آے مرگ تو کہان ہے کہ مرنے کے واسطے
بیٹھے ہوے ہین کب سے تری رہگذر مین ہم

وعدہ کیا ہے کسنے کہ آغازِ شام سے
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھتے ہین امیدِ سحر مین ہم

بحرِ حیات مین ہین رواں بے چلے پھرے
کرتے ہین مثلِ عمرِ سفر اپنے گھر مین ہم

مطلب خلش سے ہے سرِ مژگان نہین سہی
رکھتے ہین خارِ تمنا جگر مین ہم

جلتے ہین دیکھ دیکھ کے دن رات مدعی
ہر چند کچھ نہین ہین تمھاری نظر مین ہم

بیچین شوقِ دید بھی ہے یار کی طرح
کیونکر چھپائین دیدۂ حسرت نگر مین ہم

آئے گئے ہزار فلک پر زمین سے ہم
راضی پھرے نہ دل کی بدولت کہین سے ہم

اللہ رے شوقِ وصل دلارام بعدِ مرگ
لپٹی ہوئی ہے ہمسے زمین اور زمین سے ہم

مانگین جو وصلِ بت کی دعائین خدا سے ہم
مر کیون نہ جائین پہلے ہی ایسی دعا سے ہم

شکوے کرین نہ دل مین بھی تیری جفا سے ہم
ظالم یہی وفا ہے تو گذرے وفا سے ہم

جاتی ہے اوسکے کوچے مین چھپ چھپ کے ہر سحر
کیونکر نہ بدگمان ہون بادِ صبا سے ہم

آؤ کہ آرزو کہین دل سے نکل چکے
کب تک بنائین نزع مین باتین قضا سے ہم

کچھ ایسے چارہ جوئے قلق ہین اجل سے ہم
مرجانے کو حیات سمجھتے ہین کل سے ہم

رسوائی جنون کا نہین پاس مثلِ صبح
پھرتے ہین یونہین چاک گریبان ازل سے ہم

لو دے رہی ہے سینے مین دل کی لگی ہوئی
جلتے ہین تیری بزم مین بیٹھے کنول سے ہم

کیا کیا جنون سے ہین دم محشر بھی تنگ ہم
سر پھوڑنے کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین سنگ ہم

ایسے اوڑے کہ پھر کے نہ دیکھا جہان کو
گویا تھے اپنے عہد جوانی کے رنگ ہم

لاتے کبھی عدم سے نہ پہلو مین اپنے ساتھ
پہلے سے جانتے اگر اس دل کے ڈھنگ ہم

یون ہون سیماب کشتہ مجھکو ہمدم
کفن سے کیا غرض مدفن سے کیا کام

اگر ہون خاک تو خاک پریدہ
کسی کے گوشۂ دامن سے کیا کام

کٹا کر سر ہوے کیسے سبکدوش
نکالا خنجر آہن سے کیا کام

رنگ بوے گل رہ سکتے نہین جسم
گریبان آستین دامن سے کیا کام

کیونکر نبھے گی سوچ رہی ہین مآل ہم
نازک مزاج یار ہے نازک خیال ہم

آئینہ دیکھنے سے ہوے سب گمان غلط
سمجھے تھے اپنے دل مین تمھین ہمخیال ہم

اونکو غرور حسن ہے احباب بے غرض
سنتا ہے کون کس سے کرین عرض حال ہم

کہتے ہین اوسکے سامنے دن رات ہوا ہو
صاحب جمال ہم ہین نہ اہل کمال ہم

ردیف نون

کیا ہوا ثمر بہار کا نخل رضی نہال مین
دیکھا نہ پھول پھل کبھی شاخ غزال مین

خورشید ہون مین اوج سپہر کمال مین
گردش ہزار ہو نہین آثار زوال مین

اوسکا مرا رہے ساحل و دریا کا واسطہ
ہر وقت ہے نصیب جدائی وصال مین

کردیگی ہمکو پاک ندامت گناہ کی
غوطے لگائینگے عرق انفعال مین

پرہیز کر طلب سے کہ بیمایہ ہین یہ آپ
نقطے سوال مین کبھی دیکھے نہ مال مین

منھ چومتا ہون چھوڑ کے جو رخ بتاؤن کیا
کوئی تو بات ہے لب شیرین مقال مین

اونکو غرض ہے مے سے ہمین خون دل سے کام
وہ مست اپنے حال مین ہم اپنے حال مین

عنقا کہین دہن کو کمر کو عدم کہین
آتی نہین یہ بات ہمارے خیال مین

بوسہ لبونکا دے کے نہ دو گالیان مجھے
کیون زہر گھولتے ہو مری جان لال مین

واعظ خدا شناس نہ ہوگا تمام عمر — ابتک پڑا ہوا ہے حرام و حلال مین
آتی ہے روز اور ابھی تک کہین نہین — اوس بت سے کم نہین ہے قیامت بھی چال مین
مشہور دو حسین ہین بیمثل و بنظیر — تم ہو ادا مین ناز مین یوسف جمال مین

تسلیم اہل اوج کدورت سے دور ہین
دیکھا نہ مور مہ کبھی تیغ ہلال مین

جہان مین کس لیے برباد ای صبا ہون مین — نہ دود دل ہون نہ فریاد نارسا ہون مین
کوئی بھی کان لگا کر کبھی نہین سنتا — شکست شیشۂ دل کی مگر صدا ہون مین
چمن ہو یا بت گل پیرہن کی گلیان ہون — جہان چلیگی تری ساتھ ای صبا ہون مین
کیا ہے عشق نے بے اعتبار کیون مجھکو — نہ عہد ہون نہ ترا وعدۂ وفا ہون مین
سنوارتا ہے جو بیٹھا ہوا وہ زلفون کو — بنا ؤ پر اوسی کافر کے مرمٹا ہون مین
نظر کبھی سوے سینہ ہے گاہ جوبن پر — جو دیکھتے ہو پس پردہ دیکھتا ہون مین
شراب کیون نہ پیون فصل گل مین ای ساقی — نہ متقی ہون نہ زاہد نہ پارسا ہون مین
جہان مین کیون ہون پریشان و پایمال مدام — نہ مین غبار پریدہ نہ آبلا ہون مین
عبث فراق مین ہلتے نہین لب خاموش — کسی کی یاد مین کچھ دلسے کہہ رہا ہون مین
نہ بوے مہر و محبت نہ پاس عہد وفا — تمھین کہو کہ تمھین کس غرض سے چاہون مین
برنگ نقش قدم کیا کہون تہ افلاک — جو بیٹھے بیٹھے مصیبت اٹھا رہا ہون مین
ہر رنگ نکہت و گل مین ہون باغ عالم مین — نہ غیر گل ہون نہ اوس گل سے آشنا ہون مین
نہ رنگ ہون نہ حنا ہون نہ ہون دل پر خون — پھر اونکے دست نگارین کیون لبسیا ہون مین

امید و یاس سے چارہ نہین مگر تسلیم
کسی کے ٹوٹے ہوے دل کا آسرا ہون مین

تھک گئے تم حسرت ذوق شہادت کم نہین — مجھسے دم لیلو اگر تیغ ستم مین دم نہین

دردمندانِ ازل رکھتے نہین درمان کا غم
سینۂ صد چاک گل منت کشِ مرہم نہین

روز مرتے ہین ہزارون دیکھکر نیرنگِ حسن
گر یہی عالم تمھارا ہے تو یہ عالم نہین

مٹکے بھی خونریز ہین اپنے مٹا دینے کو بس
ٹوٹ جانے پر بھی تیغ اونکی چھری سے کم نہین

شادی وغم کا نہین رکھتے بکھیڑا صاف دل
خانۂ آئینہ مین نغمہ نہین ماتم نہین

مر مٹے ہم عشق کے شہرے وہی ہین چار سو
شورِ رسوائی پسِ مردن بھی اپنا کم نہین

نالۂ آتش فشان یونہین اگر ہین اوج پر
تو نہین اے آسمانِ فتنہ گر یا ہم نہین

بعدِ مردن خاک جی بہلیگا گنجِ گور مین
اپنا بیگانہ نہین ہمدم نہین محرم نہین

سیکھ آئے ہو کہان سے آج یہ بیگانگی
تم نہین ہو یار جانی یا وہ عاشق ہم نہین

خط کے آتے ہی وہ ساری برہمی جاتی رہی
ابروون مین بل نہین اب گیسو و نمین خم نہین

بے ثباتی پر بہارِ باغ کی روتا ہے چرخ
روے گل پر قطرہاے اشک مین شبنم نہین

وائے غفلت اب بھی امیدِ شفا یارون کو ہے
دم دعائین کر رہے ہین اور مجھ مین دم نہین

بیخودی کا ہو برا کیسے پشیمان آج ہین
آپ آئے آپ مین بدقسمتی سے ہم نہین

خط نکل آنے سے حسن و عشق رخصت ہو گئے
اب لگاوٹ کس لیے وہ تم نہین وہ ہم نہین

پستی ہے بعد مردن نام ہے جنکا فشار
یہ زمین بھی آسیائے آسمان سے کم نہین

پاکدامانی کسیکی مرکے بھی آتی ہے یاد
بے سبب اوگتا لحد پر پنجۂ مریم نہین

خوش ہین میر مرنے سے تسلیم خویش و اقربا
خانۂ شادی ہے گویا خانۂ ماتم نہین

سرسبز باغِ دہر مین اہلِ رقم نہین
دیکھی ہری بھری کبھی شاخِ قلم نہین

کیونکر کہون کہ لطف بھی اُنکا ستم نہین
کب آئے دیکھنے کو کہ جب مجھ مین دم نہین

پیشِ نگاہ جب سے وہ روے صنم نہین
مانندِ آئینہ مرے سینے مین دم نہین

واقف حیات و مرگ کی جھگڑے سے ہم نہین
جینے کی کچھ خوشی نہین مرنے کا غم نہین

مانندِ خامہ قابلِ رفتار ہم نہین
جب تک نہ دستگیر ہو اوٹھتے قدم نہین

اسکی سحر نہ اوسکی زمانے مین شام ہے
فرقت کی شب بھی روزِ قیامت سے کم نہین

نامے کے ساتھ مٹ گئی وہ یادگار بھی
جامِ جہان نما نہین دنیا مین جم نہین

خط آگیا مزہ گلے شکوے کا کیا رہا
وہ تم نہین رہے وہ تمھارا ستم نہین

ملتے ہین جھک کے خاک نشینون سے سربلند
کب شیشہ آگے جامِ سفالین کے خم نہین

حرف آشنا کو قوتِ فہمِ سخن کہان
معنی شناس خامۂ مشکین رقم نہین

بیرحمیِ بتان کا جو شکوہ کبھی کیا
کہنے لگے کہ سچ ہے مگر ایسے ہم نہین

ساری وہ برہمی مرے مرنے ہی پر گئی
ابرو مین بل نہین سرِ گیسو مین خم نہین

مانگا جو ایک بوسہ ہزارون مین گالیان
اوسسے سوا جہان مین اہلِ کرم نہین

پامال کیون ہون کوچۂ جانان مین بیسبب
سایہ نہین ہین غیر کا نقشِ قدم نہین

مستی ہین یون تو کیا نہین کہتا ہُوا بھلا
ہان پیرِ میفروش کی کھاتا قسم نہین

لکھی ہے حالِ دل کی تڑپ خطِ شوق مین
ہر ریشۂ قلم رگِ بسمل سے کم نہین

کیونکر نہ مہر و ماہ کے جلوے پہ ناز ہو
دیکھے فلک نے یار کے نقشِ قدم نہین

تربت کو میری دیکھکے آخر وہ رو دیے
کیونکر کہون کہ خاک مین ملتا ستم نہین

دل چاہتا تھا ہجر مین شادی وصال کی
اب وصل مین یہ غم ہے کہ تیرا وہ غم نہین

کہتے ہین سنکے وہ گلۂ درد و یاسِ ہجر
تسلیم صبر کر تری قسمت مین ہم نہین

ایکرنگ نجلِ چرخ سے فرشِ زمین نہین
دیکھا تو چاندنی بھی کہین ہے کہین نہین

کسدرجہ مختصر ہے لباسِ برہنگی
دامن نہین ہے جیب نہین آستین نہین

جس دل مین نقشِ یار نہ ہو دل نہین وہ نگین
گویا برائے نام نگین ہے نگین نہین

شاید خیالِ زلف بھی دل سے ہوا ہُوا
موجِ نسیم بہ مری عنبرین نہین

اوسکی کمر کو کہتے ہین تارِ نگاہ سب — مین جانتا ہون یہ بھی گمان ہی یقین نہین
آنسو نکل پڑے دمِ خندہ بھی آنکھ سے — مجھسا بھی دہر مین کوئی اندوہگین نہین
کیسے ہون جان بلب نہی ابتک ہی جانکنی — سینے مین کیا مرے نفسِ واپسین نہین
آئیگا آتے آتے ٹھہر اے ہجومِ شوق — قاصد ہے آدمی کوئی روح الامین نہین
دستِ جنون کو روز دنیا ڈھنگ ہی نیا — دامن کبھی نہین ہے کبھی آستین نہین
آخر ہجومِ شوق نے کھینچا کنار مین — کہتا ہی رہ گیا وہ ستمگر نہین نہین
شادی اگر نصیب نہین آج کل سہی — اتنا تو دلنشین ہے کہ غم دلنشین نہین
ضبطِ فغانِ آہ کہان تک بس اب سنبھل — اے چرخ آج تو ہی نہین یا ہمین نہین

تسلیم بدرگھٹ کے بنا کس لیے ہلال
ابرو کا حسن کیا جو میسر جبین نہین

عوض جو کہکر چھپا لی مین زبانِ تیغ قاتل مین — قیامت کی بھری تھی آگ خونِ گرمِ بسمل مین
مزہ شربت کا پیدا ہے دہانِ زخم بسمل مین — مگر گھولا ہوا تھا قند آبِ تیغ قاتل مین
طلسمِ تازہ ہی باہم جدائی روح و قالب کی — یہ لیلی گم ہوئی ہی بیٹھے بٹھے اپنے محمل مین
عجب ہے از سرِ مدفن کیون دل بیتاب لالان ہی — جرس خاموش ہو جاتا ہی آکر اپنی منزل مین
اوٹھائیگا قدم دیکھونگا کہ چھپکر سب کی نظرون سے — بہ رنگِ شمع محفل مین بھی ہونگا تیری محفل مین
ہمارا نقشِ ہستی ہی عبث اس دہر عالم پر — بشکلِ مدعا اپنا نہ خارج مین نہ داخل مین
دمِ طفلی سے ہی دل کی تڑپ پہ رحم آئیگا — دیا تھا شیر دایہ نے ملا کر خونِ بسمل مین
یہان آتے ہوئے اے جان کس سے منھ چھپاتی ہو — تمھین ہر دم ہو نظر و نہین تمھین دن رات ہو دل مین
اسیری نے کیا لاغر ہمین ایسا کہ گردن سے — اوتر کر آگیا ہے طوق آغوشِ سلاسل مین
بُرا ہو نوجوانی کا ابھی سے خوش جمالون کی — تمنا ہی تمنا دیکھتا ہون روز و شب دل مین
نہ پوچھو ماجرا آسودگانِ کنجِ مرقد کا — مسافر دور کے تھک کر پڑے ہین پہلی منزل مین

فریبِ حُسن نے نیچا نہین کس کسکو دکھلایا
گرفتارِ بلا ابتک ملک ہین چاہِ بابل مین

نہین ہیو جہ ای دہقان گری بجلی یہ خرمن پر
مری قسمت کا ہوگا کوئی دانہ تیرے حاصل مین

مجھے ڈر ہے نکل جائے نہ کوئی ظلم کا شکوہ
زبانِ تیغ قاتل ہے دہانِ زخمِ بسمل مین

گذرنا بحرِ طوفان خیز اُلفت سے کہان ممکن
ابھی تک غوطے کھاتا ہون حبابِ آسا ساحل مین

نہ ہوگا کوئی مجھسا رہروِ آتش قدم پیدا
کہ ذرہ ذرہ بڑھکر ہے شرر سی میری منزل مین

کشایش کار بستہ کی کہان ممکن ہے اپنون سے
نہین تدبیر ناخن کارگر عقدِ انامل مین

دمِ تشبیہ ہم کہتے قمر بھی اوسکے عارض کو
نہ ہوتا روسیاہی کا جو دھبّہ ماہِ کامل مین

تلاشِ اہلِ باطن مین نہ دیکھا احوالِ ظاہر کو
یہ پردہ ہے میانِ مرد ناقص اور کامل مین

دلِ پُر داغ کا کچھ حال لکھا ہے جو اُس گل کو
پہ نامہ بری تکرار ہے کیا کیا عنادل مین

فسانہ رہ گیا کہنے کو دونون مر مٹے آخر
نہ مجنون ہے بیابان مین نہ لیلیٰ اپنے محمل مین

اونھین رحم آگیا آخر ہجومِ یاس و حرمان پر
مری حسرت ہی میرے کام آئی وقتِ مشکل مین

نہ پوچھو انتہا تسلیم تم جوشِ محبت کی
سما سکتا نہین یہ بحرِ طوفان خیز ساحل مین

بوئی گل خندان ہون مین رنگِ حنا ہون
برباد پھر اِس باغ مین کیون مثلِ صبا ہون

اِک شور ہے ہنگامۂ طفلان ہے پس و پیش
مین صورتِ فتنہ تری کوچے سے اوٹھا ہون

کیونکر نہ ہلے عرش صدائین مری سُنکر
مظلوم کی فریاد ہون بیکس کی دعا ہون

مرجاؤن تو اس درد و محبت سے بچے جان
مین آپ ہی اپنے مرضِ غم کی دوا ہون

اوٹھ جانے دو محفل سے بٹھاتے ہو مجھے کیون
تم اچھے ہو غیر اچھے ہین مین سب سے بُرا ہون

دم بھر بھی نہین ہے مری ہستی کا بھروسا
گویا مین زمانے مین ترا عہد و فا ہون

بیزار ہے صورت سے مری کیون وہ ستمگر
بوسے کی تمنّا ہون نہ دشمن کا گلا ہون

ہر ایک جگہ پاس ہون اونکے مین نئی طرح
دل مین ہون وفا غیر کی آنکھون مین حیا ہون

مین کیا کہون تسلیم اونھین کیون ہی تنفر
یہ کم ہے مرا عیب کہ مین اہلِ وفا ہون

گردشِ دیوانگی سیرِ جہان سے کم نہین
پاؤن کے چھالے ہمارے آسمان سے کم نہین

دل جلون کی طرزِ خاموشی بیان سے کم نہین
شمعِ بزمِ افروز کا شعلہ زبان سے کم نہین

منّتِ جلاد و خنجر کیون اوٹھاؤن بہرِ مرگ
آمدِ رفتِ نفس مجھکو سنان سے کم نہین

مار رکھا ہے ہزارون کو فریبِ حُسن سے
زالِ دنیا بھی عروسِ نوجوان سے کم نہین

وقتِ فرصت پھر سُنین گے ابتوای واعظ معاف
حشر کا قصہ کچھ اپنی داستان سے کم نہین

غنچۂ دل کو شگفتہ رکھتی ہے شام و سحر
آہِ ناکامی نسیمِ بوستان سے کم نہین

توڑتا ہے روز کلیان گلشنِ ایجاد کی
ہاے گلچینِ قضا بھی باغبان سے کم نہین

آتشِ گُل پھونکے دیتی ہی اسیری مین مجھے
آج کل کنجِ قفس بھی آشیان سے کم نہین

بے قدم گرمِ سفر دونون ہین راہِ شوق مین
دیکھنا اشکِ روانِ عمرِ روان سے کم نہین

آنکھ کیا ڈالون کہ ہر دم گھورتا ہی خود مجھے
روزنِ دیوار چشمِ پاسبان سے کم نہین

مرکے بھی بیچھا اگر چھوٹے غنیمت جانیے
اِن بتون کا عشق عمرِ جاودان سے کم نہین

آئی پیری ولولے راہی ہوے سُوے عدم
موسفیدی یہ غبارِ کاروان سے کم نہین

مرکے بھی وہ مجمعِ احباب ہے پیشِ نظر
مجھکو میری قبر بزمِ دوستان سے کم نہین

ہوشِ دنیا کا نہ کچھ انجامِ عقبیٰ کا خیال
غفلتِ پیری مجھی خوابِ گران سے کم نہین

کیون نہ پہونچے آسمان پر بے نشانی سی دماغ
کچھ مری خانہ خرابی لامکان سے کم نہین

اتبو ہے پیری مریدی کسبِ زر کے واسطے
خانقاہین دین فروشی کی دکان سے کم نہین

صدمۂ پیہم سے اے تسلیم مجھکو دہر مین
زندگی دم بھر کی عمرِ جاودان سی کم نہین

چھیڑا اپنک قبر کی دل سے جگر سے کم نہین
یہ زمین بھی آسمانِ فتنہ گر سے کم نہین

اپنے مرنے کا شبِ فرقت مین ہو کیونکر یقین
مرگ بھی ترسانے کو اوس بیخبر سے کم نہین

دوست ہو کر دشمنِ انصاف اے ظالم نہ ہو
تو بھی کہتا ہے کہ دریا چشمِ تر سے کم نہین

لے اوڑا افسانۂ حالِ پریشان دہر مین
واقعی رنگِ پریدہ بال و پر سے کم نہین

باغ مین مانندِ شبنم بے ترے روتا ہون مین
خندۂ گل خندۂ زخمِ جگر سے کم نہین

دردِ دل کا حال اگر پوچھین تو کہنا نامہ بر
شام سے افزون نہین وقتِ سحر سے کم نہین

گشتِ کوے یار مین پیدا نہین نقشِ قدم
دیکھنا پاے طلب پاے نظر سے کم نہین

مفلسی مین آبرو رے گریہ مجھسے پوچھیے
اشکِ تر کا سلسلہ سلکِ گہر سے کم نہین

بیخودی مین ضعف سے دل کا یہ عالم ہو گیا
آپ مین آتا ہین اپنا سفر سے کم نہین

رحم کیا کرتا ہے قاتل کوئی نادک اور بھی
زخم کی حسرت دلِ سینہ سپر سے کم نہین

اور بھی روتا ہون جب ملتی ہین آنسو خاک مین
اشک میری آنکھ مین نورِ نظر سے کم نہین

ہون اگر فرزندِ آدم فکرِ عقبیٰ کیا کرون
جانتا ہون فطرتِ میرا پدر سے کم نہین

ٹکڑے ٹکڑے اکرا دامین دلِ جگر دوز ہو
ابرِ نوروزی ترا شمشیر و خنجر سے کم نہین

چار باغِ دہر مین دیکھا نہ دل کو بار ور
یہ صنوبر بھی ریاضی کے شجر سے کم نہین

لطف وہ کرتا ہے دل ملتا ہے جس سے ہمنشین
دوست میرا دشمنِ بیداد گر سے کم نہین

بڑھ گئی کچھ اور بھی نامہربانی دوست کی
دشمنی قسمت کی آہِ بے اثر سے کم نہین

پھل گئے ہین آتشِ گلہاے تر سے یک قلم
دستِ بلبل مین آج شاخِ بارور سے کم نہین

فرد ماغون سے لے تسلیم جھک کر کس لیے
لکھنؤ مین شاعران نامور سے کم نہین

نیرنگِ روز و شب ہین بہاری نگاہ مین
پتلی کی طرح ہم ہین سفید و سیاہ مین

جھانے مین کبھی کبھی کعبے کی راہ مین
پھرتے ہین سادگی سے خرابِ اشتباہ مین

پکڑا نہ جاؤنگا دمِ محشر گناہ مین
اوسدن ہونگا آلِ عبا کی پناہ مین

بیخود کلیم جس سے ہوے جلوہ گاہ مین
ہر دم وہ برق طور ہے اپنی نگاہ مین

زلفون مین جلوہ گر رخ روشن بنا نیے
بجلی چمک رہی ہے یہ ابر سیاہ مین

خاصان حق کو ایک ہی پست و بلند دہر
کچھ کم نہ آبرو ہوئی یوسف کی چاہ مین

تارے نہین ہین نالۂ دل ہین شرر فشان
گردون چھپا ہوا ہے مرے دود آہ مین

کھنچتے ہین آنکھ ملتے ہی دلہاے خلق کیون
جادو اگر نہین ہے تمہاری نگاہ مین

دامن پکڑ لے روز جزا بڑھ کے یار کا
یہ حوصلہ کہان ہے دل اشک راہ مین

دونون سے ہجر یار مین مجھکو نہین امید
فرہاد مین اثر ہے نہ تاثیر آہ مین

روتے پھرے ہین کوچۂ جانان سے گھر کو ہم
کیا کیا متاع اشک گنوائی ہے راہ مین

آئے یہان عدم سے عجب بیخودی کے ساتھ
صبح وشب کہ رہ گئے پھٹ پھٹ کے راہ مین

مژگان کی یاد مین بس مرون کسی ہی چین
کانٹے بچھے ہوے ہین مری خوابگاہ مین

اک مین ہون جسکو گھر سے نکالا ہی یار نے
اک وہ ہین جو سما نہ سکے ہین نگاہ مین

آتش قدم وہ تھا کہ پھرا مین جہان جہان
ابتک زمین سے شعلے نکلتے ہین راہ مین

بنتے بگڑتے روز نہ دنیا کے اہل جاہ
ہوتی اگر وفا فلک رو سیاہ مین

کیونکر گذر ہو قاتل سفاک تک مرا
صدہا قدم قدم پہ پڑے سر ہین راہ مین

وہ تنگ ہمر ہی تھا کہ نقش قدم کی طرح
یاران رفتہ چھوڑ گئے مجھکو راہ مین

نیچا فلک دکھاتا ہے ہر خوش جمال کو
یوسف بھی تین دن رہے پستی چاہ مین

گھیرے ہوے ہین لاکھون بلائین فراق کی
اے مرگ مجھکو چھین لے اپنی پناہ مین

قید فلک سے اہل فلک بھی ہین داغ داغ
طوق گلو بے ہالہ نہین ہے یہ ماہ مین

پھر دیکھنا زبان سے جسدم نکل گئی
اے شیخ میری توبہ چھپی ہے گناہ مین

سیدھی کبھی رہی کبھی بیوجہ پھر گئی
تقدیر کا چلن ہے تمہاری نگاہ مین

بجلی ہو صاعقہ ہو کہ ہو مہر یا قمر
یہ سب ہین شکل ذرہ تری جلوہ گاہ مین

وقتِ خرام دیکھ نہ پس جائے شوقِ دید
آنکھین بچھائے بیٹھے ہین ہم تیری راہ مین

جسکا نہین ہے کوئی سہارا سوائے فضل
وہ مین ہون ای کریم تری بارگاہ مین

شوخی نہ تھا اشارہ نہ تھا تو تیا نہ تھا
پھر کیون ٹھہرتا کچھ ہین تمھاری نگاہ مین

کانٹا بنے ہین سوکھ کے جوشِ جنون مین ہم
ہر دم کھٹکتے آپ ہین اپنی نگاہ مین

ظلمت اگر ادا لی شبِ گور نے تو پھر
کیا ہوگئی کمی مرے روزِ سیاہ مین

سختون سے آبلے بھی برابر تنے رہے
لی لوک کی جو خارِ بیابان نے راہ مین

مانگون دعائے مرگ شبِ ہجر کس طرح
وہ بھی ہو مبتلا مری حالِ تباہ مین

قلیم کسکو دادِ سخن دین کسے نہ دین
سنتے نہین ہم اور بھی اس واہ واہ مین

جب آگیا وہ شوخ ادا حشر گاہ مین
سب رہ گئے ارادے دلِ دادخواہ مین

آہون کے ساتھ نالے ہوے اس طرح بلند
جیسے علم ہون شان سے شاہی سپاہ مین

اے شیخ چل کے قلقلِ مینا تو سن ذرا
ہو حق نہ ایسی ہو گی کسی خانقاہ مین

کھاتے ہین منھ کی صورتِ فوارہ سر بلند
گرتے ہین سر کے بھل ہوس اوجِ جاہ مین

دنیا مین جامہ زیب ہزارون سہی مگر
یہ بانکپن کہان ہے کسی کج کلاہ مین

تشبیہ کس سے عارضِ روشن کو دیجیے
سوزش ہے آفتاب مین کاہش ہے ماہ مین

روزِ ازل سے حرف ہین اسکے جدا جدا
تاثیر ہو وصال کی کیا درد و آہ مین

ہوتی ہے صبح شام جدائی فغان کے ساتھ
کرتا ہون روزِ ہجر کو شب آہ آہ مین

منھ بھی نہ آبلون نے لگایا بھری رہے
گستاخیون سے خار نے چھیڑا جو راہ مین

اپنی تجھے خبر ہے نہ اے دل مرا خیال
ڈوبا ہوا ہے کسکی محبت کی چاہ مین

گویا خیال و خواب پریشان تھے دیکھ کر
دل مین نہ ہم رہے نہ سمائی نگاہ مین

ذاتی نہین ہی یہ تنِ خاکی کی کر و فر
روپوش کوئی شاہ ہے گردِ سیاہ مین

وہ گرم رو تھے منزلِ دشتِ جنون مین ہم
رہ رہ گئی ہے برق بھی تھک تھک کے راہ مین

تکلیف ہی دلیل خوشی کی تہِ فلک
یوسف عزیز مصر ہوے گر کے چاہ مین

دل کا خیال کچھ ہے جگر کا خیال کچھ
یہ پھوٹ رنگ لائیگی دو بادشاہ مین

گھر کو نہ ہم پھرین نہ قدم آگے اوٹھ سکین
گویا ہین سنگ میل بنے تیری راہ مین

کون اوٹھ گیا بگڑ کے کہ روتی ہین حسرتین
مجھکو گلے لگا کے مری خوابگاہ مین

کیونکر کہین کہ ٹکٹکی بیوجہ ہی بندھی
کوئی تو پھر رہا ہے ہماری نگاہ مین

منھ دیکھے کی فقط ہے زمانے مین عاشقی
یوسفؑ کی لی خبر نہ زلیخا نے چاہ مین

یاران دشت مجھکو وطن تک رہے عزیز
پھینکا نکال کر کوئی کانٹا نہ راہ مین

آیا بخار شیخ کو پی لی جو تُند مے
پانی بھی آگ بنگیا سوکھی گیا ہ مین

دُکھتا ہے دل اذیت دشمن بھی دیکھکر
کانٹونکے بدلے آنکھین بچھاتی ہین راہ مین

بیہوش ہوکے مین نے تجھے کیا پڑی ہی شیخ
کچھ تو ٹھہرا نہ جائیگا میرے گناہ مین

میرے جو دوست ہین وہی کرتے ہین دشمنی
بوتے ہین کانٹے مہر و محبت کی راہ مین

رحمت جو ڈھونڈھتی ہی دم حشر کیا کہون
کوئی تو ایسی بات ہی میرے گناہ مین

ہفت آسمان کو توڑ کے آگے نکل گیا
پلّہ ہے کس غضب کا مرے تیر آہ مین

کیونکر نہ مہر و ماہ کی عینک لگی رہے
فرق آگیا ہے پیر فلک کی نگاہ مین

اللہ رے مشق جور جدھر دیکھتے ہین ہم
بہتا کمر ہے لوقتا گاہ مین

شاید وہ ساتھ غیر کے آئین ادھر کبھی
آنکھین بچھائے بیٹھے ہین دشمن کی راہ مین

تسلیم لکھنوی بھی اگر ہین تو فخر کیا
اوڑتی ہے خاک اونچی ہوئی تخت گاہ مین

بیکسی کا ہو بُرا سرو و سمن کی یاد مین
گر پڑے آنسو ہمارے دامن صیاد مین

قامتِ موزون سی اوس گل کی کرے گر ہمسری
شاخ کوئی مین لگا ہی دون قدِ شمشاد مین

اپنے اپنے کام کی دن رات ہی دونون کو فکر
مین ہون دل کی یاد مین دل ہی تمھاری یاد مین

بہر کسب فیض صحبت قابلیت شرط ہے
کسنے دیکھا آدمیت کا اثر بہزاد مین

شادمانی کا مزہ کیا غم نہ ہو جبتک شریک
شور ماتم چاہیے شور مبارکباد مین

ہون دل خستہ دل مری تصویر کھینچی جب کبھی
رنگ کے بدلے لہو تھا خامۂ بہزاد مین

چارہ گر سودا ہے بوے زلف برہم کا تجھے
قید کر زنجیر موج نکہت برباد مین

دل سی باتین کرتے کرتے بنگیا مین بیزبان
رفتہ رفتہ آپ کو بھولا تمھاری یاد مین

پانون پھیلا شوق سودای داغ لیکن بہر درد
رہنے دے تھوڑی جگہہ میرے دل ناشاد مین

منھ نہ کھلوا ورنہ بگڑوگے سن سنکے تم
شکوۂ بیداد ہین پنہان مری فریاد مین

زخم کھاتی ہین مرے لے کے کیون بسمل ترے
قند کیا گھولا ہے آب خنجر فولاد مین

کیا خبر مجھکو خزان کیا چیز ہے کیسی بہار
آنکھین کھولین مین نی اگر خانۂ صیاد مین

میرے دل سے پوچھو آرام اسیری کی مزے
نیند کے آتے ہین جھونکے دامن صیاد مین

گو غزل لکھی نسیم دہلوی کے رنگ پر
پر کہان تسلیم وہ باتین جو ہین اُستاد مین

مرتا ہون دیکھکر تری تصویر خواب مین
کشتی عمر ڈوب رہی ہی سراب مین

مژگان تک آئی تھی نہ لہو گرم بھی نہین
کمھلا گئے وہ پھول سی عارض نقاب مین

افسوس پڑ گئے ہین کف پا مین آبلے
آیا ہے بیوفا کبھی مجھتک جو خواب مین

آغاز سے زیادہ ہے انجام کا خیال
پیری کی آرزو ہے زمان شباب مین

اونکا بھی حال ہے یہی شاید فراق مین
بھیجا ہے خط مرا مری خط کے جواب مین

صحرا کی یاد ہے کبھی کہسار کا خیال
کیا کیا سمائی ہے دل خانہ خراب مین

تسلیم مست ہین رخ روشن کی یاد سے
پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب مین

وہ برق ہین شوخی وہ لگاوٹ تھی ہوا مین
دی رخصت و خود مجھے توبہ نے گھٹا مین

مرتے ہین کہ ہو نام مرا اہل وفا مین
آئے ہین بنائے ہوے منھ بزم عزا مین

اتنا نہ کرو پردہ مبادا مری امید
چھپتی پھری شرما کے ان آنکھونکی حیا مین

پسنا ستم چرخ سے اُف منھ سے نہ کرنا
یہ بات مرے دل ہین ہی یا برگ حنا مین

اللہ رے داغ دل سوزان کی حرارت
آتا ہی پسینا مجھے جاڑے کی ہوا مین

مستان مے عشق کی ٹھوکر ہے قیامت
برہم ہے دو عالم مری اک لغزش پا مین

صحت سی غرض موت سے ہو یا ہو دوا سے
کچھ زہر ملا دو جو ملے خاک شفا مین

پھونکا تپش عشق جگر سوز نے ایسا
چھوڑا نہ اثر تک دل پیر غم کی دعا مین

ماتم مین یہ کسکے کف افسوس ملی ہے
شوخی وہ نہین آج تری رنگ حنا مین

خالی نہین ہوتا ہے مرے سے جو کوئی ظلم
کیا چرخ بھی شاگرد تمھارا ہے جفا مین

مجھکو غم دل ہے دل شیدا کو سر زلف
مین اپنی مصیبت مین ہون وہ اپنی بلا مین

رونے مین کمی کی مری آنکھون نے تو آنسو
خود پھوٹ بہے آبلہ بنکر کف پا مین

ڈر ہے کوئی رنگ اور نہ لائے یہ گل حسن
تم دل مین ہو دل ہے مرا قابو خدا مین

وہ تفتہ جگر ہون نگہ گرم سے اپنی
بھر دونگا شرارت تری آنکھونکی حیا مین

جیتا ہی رہا کیون پس وعدہ کہ ابد تک
امید تو رہتی دل مشتاق وفا مین

دو چار قدم ناز سے یونہین جو چلوگے
آئیگی ہزارون کی قضا ایک ادا مین

کیا موت کی لذت کرین جینے کی لیے ترک
پی لیتے ہین سم گھول کے ہم آب بقا مین

بے صرفہ نہ غیرون سے لڑایا کرو آنکھین
سمہ ہے مرا بھی نگہ ہوش ربا مین

کوچے مین ترے ہوش بھی ہے بیخبری بھی
یہ لطف کہان پائینگے جنت کی فضا مین

رہرو کے لیے خوب تھا یہ مشغلہ لیکن
کچھ درد بھی ہوتا جو ملا شور درا مین

کیون بلبلین لپٹی ہوئی ہین چار طرف سے
پنہان کوئی گل تو نہین دامان صبا مین

کفنا نے مجھے آئے بھی تو غیر کے ہمراہ | کیا پاسِ جفا ہے اونھین اظہارِ وفا مین

اللہ سے کہتا کہ حسینون کو وفا دے
تسلیم جو پاتا مین اثر اپنی دعا مین

جل بجھا بالین پہ لیکن چشمِ تر کوئی نہین | شمع کشتہ ہون کہ میرا نوحہ گر کوئی نہین
کہنے کو برق و شرر سب ہین مگر اے شعلہ رو | لوٹتا میری طرح انگارون پر کوئی نہین
کنجِ تنہائی مین ہر دم منھ چھپانا کس لیے | بدگمان کیون ہی یہان اے بیخبر کوئی نہین
زندے کو مرنیکا دھڑکا مردے کو محشر کا ڈر | یہ وہ عالم ہے کہ جسمین بیخطر کوئی نہین
کم نہین سروِ چراغان سے دلِ پرداغِ عشق | اس شجر مین گل ہزارون ہین ثمر کوئی نہین
وصل کی شب رحم کرنا بیکسون کی جان پر | آرزو نکلی ابھی مرغِ سحر کوئی نہین
دیکھنے کے ہین یہ سب سینہ سپر میری طرح | کھانے والا آپ کا تیرِ نظر کوئی نہین
کہتے ہو ہر بات مین تو کون اچھا یون سہی | پھر یہ مشقِ ظلم کیون مجھپر اگر کوئی نہین
جی بجھا جاتا ہے راہِ عشق مین مثلِ شرر | گرم رو ہین اور اپنا ہمسفر کوئی نہین
گریہ و فریاد و آہ و نالہ سب ہین ہجر مین | خوبیِ قسمت سے لیکن بااثر کوئی نہین
ابر گریان رعد نالان برقِ پرسوز و تپان | تجھسے خوش اے آسمانِ فتنہ گر کوئی نہین

قدر تی ہے آبرو تسلیم کی مثلِ گہر
ورنہ ایسا بحقیقت بے ہنر کوئی نہین

کوئی کسیکا بعدِ فنا آشنا نہین | اے بیکسی ترا بھی مجھے آسرا نہین
حسرت نہین قلق نہین شوقِ جفا نہین | اللہ کے کرم سے مرے دل مین کیا نہین
قبر مین فاختہ مین غبار دل مین روز و شب | میری خموشیون کا کہان غلغلا نہین
آنکھین دکھا رہا ہے مجھے باغبان کیون | مین نے تو برگِ گل بھی چمن مین چھوا نہین
وہ ناتوان ہین بعدِ فنا اپنی گور کا | آندھی سے بھی غبار کسیدن اٹھا نہین

آتی ہے بو کباب کی کیون آج باغ مین
بلبل کا دل جو آتش گل سے جلا نہین

دیر و حرم مین سجدے کیے عمر بھر مگر
لکھا مرے نصیب کا اب تک مٹا نہین

رکھتا ہے پایمال مجھے آسمان کیون
جادہ نہین ہین سبزہ و ہین کچھ حنا نہین

میرا جگر بھی کم نہین قسمت مین ماہ سے
دونون کے داغ کی کہین پیدا دوا نہین

آتے بھی ہین عدم سے ہزارون روان بھی ہین
ہر چند دیکھتے ہین کہین راستا نہین

میرا ترا ہے رابطہ دریا کا موج کا
جبتک تجھے بقا ہے مجھے بھی فنا نہین

مین ہون نہ اوسکی یاد مین دل مین نہ آپ مین
رنگ پریدہ ہون کہین میرا پتا نہین

اونکو خبر ہو خاک مرے درد عشق کی
فریاد مین اثر نہین نالا رسا نہین

کہتا ہے دیکھکر دل افسردہ کو وہ شوخ
اچھا ہے با وفا ہے مگر چلبلا نہین

اسمین ہے تیری یاد بھی اے یار شعلہ خو
مجھکو ملا دے خاک مین دل کو جلا نہین

اے شیخ شکر کر کہ ابھی تک ہے پارسا
کوئی حسین دشمن ایمان ملا نہین

کوئی ستم ہون صورت تصویر مین خموش
اپنی زبان تک کبھی آتا گلا نہین

اب دیکھیے کدھر ہمین وحشت ہو رہنما
آئے یہان عدم سے یہان جی لگا نہین

منھ دیکھے کی تمھاری محبت ہے مہربان
آنکھین ملائے کیون ہو اگر دل ملا نہین

اپنا سمجھ کے خاک مین مجھکو ملا دیا
یہ بھی کرم ہے یار کا مجھپر جفا نہین

عقبیٰ کی فکر ہے تجھے تسلیم کس لیے
کیا تو غلام شافع روز جزا نہین

بیٹھے وہ باغ مین سیر گل تر دیکھتے ہین
ہم بہار حسن داغ جگر دیکھتے ہین

خون آنکھین کبھی روتی ہین کبھی اشک سفید
دمبدم پیش نظر لعل و گہر دیکھتے ہین

پاس بٹھلا کے لب بام سحر تک شب وصل
ہم کبھی اونکو کبھی شکل قمر دیکھتے ہین

شکر کر شکر کہ مینا نے مین اے پیر مغان
ایک عالم کو ترا دست نگر دیکھتے ہین

کون آنکھون مین سمایا ہے کہ ہمکو ہر دم — وہی جلوہ نظر آتا ہے جدھر دیکھتے ہین
اس جدائی کے مین قربان کہ اندوہ مین آج — وہ بھی حسرت سے مجھے وقتِ سحر دیکھتے ہین
صفتِ مردمکِ دیدہ ہین گو خانہ نشین — گھر مین بیٹھے ہوے عالم کو مگر دیکھتے ہین
مجھکو حیرت ہے تجھے دیکھکے پھر کیا دنرات — اندھے آنکھون کے سو شمس و قمر دیکھتے ہین
خیر سمجھینگے شبِ وصل مین سب گرمِ فغان — ہم تجھے شام سے اے مرغِ سحر دیکھتے ہین
یہ خلش کیون ہے جو اسمین نہین پیکان کوئی — آج ہم چیر کے پہلو کو جگر دیکھتے ہین
دن کو چھپتا ہے تو کیا رات کو بیخوف و خطر — ہم تجھے خواب مین اے رشکِ قمر دیکھتے ہین
قبر پر اپنی وہ روتے ہین گہر کی صورت — نام کو اشک نہین آنکھون کو تر دیکھتے ہین
شام تک روتے گذرتی ہی غمِ فرقت مین — شکل اُس نخس کی ہم وقتِ سحر دیکھتے ہین
کسکی دزدیدہ نگاہون نے اوڑا مارا آج — دل نہ پہلو مین نہ سینے مین جگر دیکھتے ہین
وہ ہوا خواہ اسیری ہین کہ ہم نوچتے ہین — جب قفس سے کوئی نکلا ہوا پر دیکھتے ہین
یاد آجاتا ہے اپنا بھی فروغِ ہستی — جب چمکتا ہوا ہم کوئی شرر دیکھتے ہین

کیا گذرتی ہے دل و جانِ حزین پر تسلیم
روز ہم حال ترا نوع دگر دیکھتے ہین

ابتو یہان ہی خندۂ دلدار رات دن — رویا کرین نصیب کو اغیار رات دن
اللہ رے شوق دیکھتے ہین سوی رہگذر — روزن کی طرح دیدۂ بیدار رات دن
ظالم نہ دیکھے دہر مین ہمنے کبھی ملول — ہنستے ہی رہتے ہین لبِ سوفار رات دن
یکسان نہین سیاہ و سفیدِ جہان بھی آہ — کیا کیا ہین بیش و کم مین گرفتار رات دن
وہ دن گئے کہ رہتی تھی تسبیح ہاتھ مین — رکھتے ہین اب تو دوش پہ زنار رات دن
کوچے مین اوسکے عادتِ رفتار بھی گئی — گویا ہین نقشِ پا تہ دیوار رات دن
تیرے ستم سہین کہ عدو کی مصیبتین — کس کس کو روئین اوبتِ عیار رات دن

بیتابیون سے جل بجھے ہمتو شرر کی طرح
اب غیر دیکھین گرمی بازار رات دن

فرقت مین ناز مرگ سے فرصت ملی تو کیا
بک بک کے جان کھاتے ہین غمخوار رات دن

کیا دیا ہے سبب جسے قسمت کرے نہال
بے آب تر ہے سبزۂ رخسار رات دن

اقرار وصل کے یہی اے جان ہین مزے
دو چار شام صبح ہو دو چار رات دن

برہم مزاج شوق نے اوسکو بنا دیا
کرتا ہے بات بات پہ تکرار رات دن

تسلیم یہ زمین نہین تیرے رنگ کی
کیا بک رہا ہے خبط مین بیکار رات دن

نہ پوچھو کیون سو صحرا وحشت ناک آئے ہین
بگولے کی طرح سر پر اوڑانے خاک آئے ہین

نہ دینگے کچھ تجھے تکلیف اپنے دفن ہونے کی
کفن پہنے ہوے ہم اے بت سفاک آئے ہین

نہین ہے بے سبب پیر مغان کی ناز برداری
تمھارے مست کوئی دختر رز تاک آئے ہین

وہان بھی تھی یہی وحشت یہی جامہ دری اپنی
برنگ گل عدم سے ہم گریبان چاک آئے ہین

دم پرواز بیتابی ستم ایجاد کہتا ہے
مری کوچے مین کیون بسمل اوڑانی خاک آئے ہین

ستم ایجاد سنتے تھے برائے امتحان اوٹھکر
عدم سے خاک مین ملنے ہم اے افلاک آئے ہین

امید پائمالی نے بگاڑا کیا جو مدفن پہ
ترارے تجھکو یاد اے توسن چالاک آئے ہین

عوض غم کے اونھین **تسلیم** کیا کیا آج شادی ہے
سر مدفن پہنکر لالہ گون پوشاک آئے ہین

ہم خبر اپنی تجھے اے مہ لقا کیونکر نہ دین
جو گذرتی ہے دل و جان پر سنا کیونکر نہ دین

ہاتھ سوے آسمان آخر اوٹھا کیونکر نہ دین
بادشاہ حسن ہو تمکو دعا کیونکر نہ دین

نام رہجاتا ہے دنیا مین محبت کے سبب
بیوفا پر جان اپنی باوفا کیونکر نہ دین

مصحف رخسار کا اے یار جو بیمار ہو
دمبدم قرآن کی اوسکو ہوا کیونکر نہ دین

غیر حسرت لطف وصل یار قسمت مین نہین
وہ جواب صاف قاصد کو بھلا کیونکر نہ دین

بھول کر بھی جب نہ لو تم اپنے عاشق کی خبر
عرش کی زنجیر کو نالے ہلا کیونکر نہ دین

معرکے مین زخم کھانے کے لیے منھ چاہیے
بوالہوس کو سامنے سے وہ ہٹا کیونکر نہ دین

کہہ گیا ہے صبحدم آنے کو وہ خورشید رو
لوگ شب بھر جینے کی مجھکو دعا کیونکر نہ دین

ساتھ بارش کے ہوا کرتی ہے بجلی بھی ضرور
دیکھکر گریان وہ مجھکو مسکرا کیونکر نہ دین

ہائے دیکھین بھلا یون اوسکی کف رنگین کے ساتھ
رشک سے ہم جان اے درد حنا کیونکر نہ دین

سر بلندی کی یہ دیکھکر ہم دانہائے کشت کی
آپ کو خاک مذلت مین ملا کیونکر نہ دین

دل تو ہے آتشکدہ نازک مزاج یار کا
روز آہ سرد کی اسکو ہوا کیونکر نہ دین

ہم حریص بوسہ وہ لذت فروش کام دل
بیشتر کیونکر نہ مانگین بار ہا کیونکر نہ دین

کھینچ لیتا ہے سیاہی دل کی اسود کی طرح
تیرے سنگ در کو بوسہ پارسا کیونکر نہ دین

لکھدیا تھا آکے دل کے جوش مین سوز جگر
آگ مین وہ پڑھ کی نامہ کو جلا کیونکر نہ دین

کھینچنا اوس شوخ کی صورت ترا ہی کام تھا
داد صنعت تجھکو اے دست قضا کیونکر نہ دین

مرگ پر موقوف ہو صحت مریض عشق کی
زہر مجھکو چارہ گر جاے دوا کیونکر نہ دین

نوجوانی جوش پر ہے وصل کی شب ٹوٹ کر
رخصت بے پردگی بند قبا کیونکر نہ دین

وہ اگر آئے بھی ہم محروم مطلب رہ گئے
جان کو تیری دعائین اے حیا کیونکر نہ دین

سنتے ہین رسوائی عاشق سے خوش ہوتی ہین وہ
شہرت دیوانگی ہم جا بجا کیونکر نہ دین

جب رضینا بالقضا کہہ بیٹھے عشق یار مین
درد ناکامی کا ڈر دل سے اٹھا کیونکر نہ دین

یاد مین اوسکے لب شیرین کی پی جاؤن اگر
قطرہاے اشک محرومی مزا کیونکر نہ دین

جانتے برسون سے ہین تسلیم کو اپنا غلام
جام کوثر حشر مین خیر الورا کیونکر نہ دین

ہم تصور زلف کا شام و سحر رکھتے نہین
سر تو رکھتے ہین مگر یہ دردسر رکھتے نہین

دم لبون پر آگیا اونکا تغافل ہی وہی
نالہاے درد الفت کچھ اثر رکھتے نہین

ناوکِ مژگان سے اے قاتل ڈراتا ہی کسے
صورتِ تصویرِ بیجان ہم جگر رکھتے نہین

ہاے کیا دیکھا تھا جسکی یاد مین بیہوش ہین
بیخبر ایسے ہین اپنی بھی خبر رکھتے نہین

کسقدر غفلت فزا اونکا ہے آغازِ شباب
عاشقِ جانباز کی اپنے خبر رکھتے نہین

عشق کا دم بھرتے ہین اغیار اونکے سامنے
ہم یہ کہتے ہین ہمارا سا جگر رکھتے نہین

وا ے ناکامی کہ جنکے واسطے رسوا ہوے
وہ ہمارے حال پر مطلق نظر رکھتے نہین

بیسر و سامان جسے دیکھا قلق سے رو دیے
ہم تمھاری طرح پتھر کا جگر رکھتے نہین

دونون ہاتھون سے وہ پھرتی ہین جگر تھامے ہوے
کون کہتا ہے مرے نالے اثر رکھتے نہین

سوزِ فرقت جب مین لکھتا ہون بھڑک اٹھتی ہی آگ
خطِ مراد ڈرسے کمر مین نامہ بر رکھتے نہین

تیغ تو اپنی کمر سے کھینچیے حاضر ہین ہم
جو بہادر ہوتے ہین منھ پر سپر رکھتے نہین

جاننا اونکو نہ ہرگز اپنا عاشق اے صنم
خشک لب رکھتے نہین جو چشم تر رکھتے نہین

سہتے سہتے ایسے خوگر ہو گئے فرقت مین ہم
اب تو صدمے بھی فلک کے کچھ اثر رکھتے نہین

دیکھیے تسلیم ہوتا ہے مدینہ کب نصیب
قصد رکھتے ہین مگر زادِ سفر رکھتے نہین

کیا بتائین کیون کسی کی جستجو باقی نہین
ہم نہین وہ یا وہ دل مین آرزو باقی نہین

اوسکو میری مجھکو اوسکی آرزو باقی نہین
دونون بیغم ہو گئے کچھ گفتگو باقی نہین

چاہنے کا حوصلہ اے تندخو باقی نہین
تنگدل ہون دل مین جائے آرزو باقی نہین

مجھسے میکش کو جو ترساتا ہے ساقی اسقدر
کیا کوئی قطرہ شراب مشکبو باقی نہین

ملگیا دل خاک مین لیکن وہی ہے کیفِ عشق
موجزن ہے جوش بادہ کو سبو باقی نہین

وصل کی شب مجھسے کہتا ہے وہ یارِ ماہرو
ابتو تیرے دل مین کوئی آرزو باقی نہین

خاک مین مجھکو ملا دو شست و شوئے نعش کیون
اب تیمم چاہیے حکمِ وضو باقی نہین

باتین سنواتی ہے دن بھر میری خاموشی مجھے
گفتگو کیا کیا ہے جیسے گفتگو باقی نہین

دے کے عزت بخت نے محتاج مجھکو کر دیا
پاس مانند گہر جز آبرو باقی نہیں

ہون گلِ تصویر اے گلچین مرا عالم نہ پوچھ
پہلے بربادی سے مجھ مین میری بو باقی نہیں

ہالۂ مہتاب دورِ مہر سے روشن ہوا
چرخ پر بھی قید سے کوئی گلو باقی نہیں

گھورتا ہے اوس بتِ توبہ شکن کو شوق سے
پھر وضو اے شیخ کر تیرا وضو باقی نہیں

سارے عالم کو بنایا دوست ہمنے خلق سے
اب کوئی دل کے سوا اپنا عدو باقی نہیں

حسرتِ دل گرمیِ احباب ہر دم کیں لیے
کیا جگر مین آتشِ داغِ عدو باقی نہیں

اب بھی اے تسلیم ایسے ہین نہین جنکا جواب
کہنے کو گو شاعرانِ لکھنؤ باقی نہیں

ہون وفا جو اور یہ اوس بت کی خلقت مین نہین
وہ تمنا دل مین رکھتا ہون جو قسمت مین نہین

کہنے سننے سے کسی کے تو اگر آیا تو کیا
یہ مروت بیوفا داخل مروت مین نہین

کاش بدلے رحم کے وہ ہنس دین گریان دیکھکر
اتنی بھی تاثیر میرے اشکِ حسرت مین نہین

دوزخی کہتا ہے مجھکو زاہدِ مکار کیون
کیا مرا حصہ خدایا تیری رحمت مین نہین

کون اپنا مانعِ گشتِ جنون اے قیس ہو
خار دامنگیر تک صحرائے غربت مین نہین

خلوت و جلوت دلِ آگاہ کو دونون ہین ایک
کون سی ہے بات وحدت مین جو کثرت مین نہین

آبلہ پائی کی کیا نکلیگی حسرت روزِ حشر
کچھ نہین گر خار صحرائے قیامت مین نہین

اوڑتے اوڑتے لامکان سے بڑھ گیا اپنا غبار
کیا بلندی ہے کہ چرخِ پست ہمت مین نہین

حضرتِ یوسف کا کیا کہنا پیمبر تھے مگر
وہ پری بھی کم کسی صورت سی صورت مین نہین

جیتے جی بھرتے تھے سب دم دوستی کا بعد مرگ
جز ہجوم بیکسی کوئی رفاقت مین نہین

بجھ گئی ہے بادِ صرصر سے جلا دے شمع کو
اتنی بھی گرمی شرارِ سنگ تربت مین نہین

بادشہ اوٹھتا ہے تعظیم گدا کو تخت سے
جو گلیم فقر مین عزت ہے خلعت مین نہین

انقلابِ آسمان سے خاک ہو عبرت مجھے
مین کوئی اہلِ دول اربابِ حشمت مین نہین

غیر کی خاطر جلاتا ہے مجھے مانندِ شمع
طور کے شعلے سے تو کچھ کم شرارت مین نہین

خاک جی بہلے کہ برگشتہ نصیبی سی کہین
اک بگولا بھی ہمارے دشت غربت مین نہین

جسم نازک پر قبائے تنگ سی پڑتا ہے نیل
اس قیامت کی نزاکت حورِ جنت مین نہین

وصل کا وعدہ جو ہو سکتا نہین ظالم وفا
پھر زبانی کیون تو کہتا ہی جو نیت مین نہین

التیام و فرق سے زخمون کی یہ ثابت ہوا
جو مزا ہے وصل مین وہ نہار ہجرت مین نہین

سُنتے ہین اچھون کو اے تسلیم کہتا ہے بُرا
کیا مریجان آجکل تو اہلِ سنت مین نہین

بلا کشِ ستمِ روزگار ہم بھی ہین
ستمزدہ ہون مین مثالِ غبار ہم بھی ہین

شہیدِ نازِ عروسِ بہار ہم بھی ہین
برنگِ غنچۂ گل دلفگار ہم بھی ہین

کہا جو سوزِ محبت تو جل کے کہنے لگے
اسی عذاب مین لیل و نہار ہم بھی ہین

ڈبو نہ آبرو اے ابر تر تہ افلاک
ذرا خیال رہے اشکبار ہم بھی ہین

یہ کہتی ہین مری پلکین سرشک گلگون سے
جہان مین رگِ ابرِ بہار ہم بھی ہین

وہ سنتے ہی گلۂ اقربا یہ کہنے لگے
اسی طرح کے بھی بے اختیار ہم بھی ہین

نہ اختصار تجھے ہی نہ موت ہمکو ہے
عجب بلا مین شبِ انتظار ہم بھی ہین

ذرا سمجھکے جگہہ شورِ حشر کو دینا
تری کنار مین کنجِ مزار ہم بھی ہین

نہ صاعقہ ہین نہ شعلہ نہ برق ہین نہ شرر
دمِ ازل سے مگر بیقرار ہم بھی ہین

اِدھر بھی وار کوئی ہو کہ دیر سے قاتل
امیدوارِ اجل جان نثار ہم بھی ہین

کیا ہے وعدۂ لاتقنطوا جو رحمت نے
اُسی امید پہ اے کردگار ہم بھی ہین

کبھی چمکتے تہِ چرخ ہین کبھی معدوم
برنگِ صاعقہ بے اعتبار ہم بھی ہین

سمایا ہی جو دلون مین نہان ہی نظرون سی
اوسی کے عشق مین تسلیم خوار ہم بھی ہین

چاہ کیسی ہمنشین رسمی محبت بھی نہین
چلتے پھرتے راہ مین صاحب سلامت بھی نہین

تنگیِ دل کا برا ہو رفتہ رفتہ ہجر مین
آرزو کیسی کہ جاے داغ حسرت بھی نہین

وائے قسمت بعد مردن گور اہل قصر پر
گنبد مدفن تو کیسا سنگ تربت بھی نہین

حسن خوبان تو بھلا کیا روشنی مین تاب مین
انکے رخ سے بڑھکے خورشید قیامت بھی نہین

خواب کا عالم بھی کیا عالم ہے جسمین راتدن
ہوشیاری گر نہین تسلیم غفلت بھی نہین

کیا کروگے لے کے تم شمشیر و خنجر سیکڑون
صدقے ہو جائینگے اس بانکی ادا پر سیکڑون

وہ گرفتار وفا ہین پر ہمارے بعد ذبح
تا قفس جائینگے اے صیاد اوڑ کر سیکڑون

سخت جان وہ ہون کہ وقت ذبح اے سفاک خلق
چلتے چلتے حلق پر ٹوٹینگے خنجر سیکڑون

ماجراے درد دل کی نامہ پر کچھ حد نہین
کم سے کم لکھون اگر ہو جائین دفتر سیکڑون

صاف دل شغل شمار دم سے کیا ہوتا ہے خاک
ہمنے دیکھے شیشہ ساعت مکدر سیکڑون

ہم وہ رند بادہ کش ہین میکدے کو جب گئے
کر دیے خالی ہزارون شیشے ساغر سیکڑون

امتحان نامہ و پیغام کچھ باقی نہین
لکھ چکے ہین خط اونھین اکثر مکرر سیکڑون

وہ خفا ہو کر اگر شب کو چلے جانے بھی دو
دل سلامت ہو تو ایسے ماہ پیکر سیکڑون

اضطراب دل کا میرے ہو برا شام و سحر
ہوتی ہین چل پھر کے اوس کوچے مین چکر سیکڑون

درد و غم افسوس و حسرت یاس و داغ بیکسی
روز صدمے رہتے ہین اس ایک دل پر سیکڑون

نیمدم بھی ہمکو جینا چین سے دشوار ہے
شاد و خرم رہتے ہین دنیا مین کونکر سیکڑون

تیرے سودائی کا یہ عالم ہے جاتا ہے جدھر
تا سر شوریدہ روز آئے ہین پتھر سیکڑون

یہ پتا ہے کوے قاتل کا مرے اے نامہ بر
خاک و خون مین ہر طرف ہونگے پڑے سر سیکڑون

جذبہ شوق شہادت دیکھ اے قاتل کہ ہم
آرزومند گلو رکھتے ہین خنجر سیکڑون

واے قسمت ایک بھی وادی جنون نہ تیاگنین
آتے ہین کہنے کو ستر تک میرے پیچھے سیکڑون

رہ نوردِ منزلِ مقصد وہ ہین تسلیم ہم
خضر کیا اپنے قدم لیتے ہین آکر سیکڑون

لحاظِ وفا پاسِ اُلفت نہین — بتون مین ذرا آدمیت نہین
کرون آہ بیتابیِ درد سے — مرے دل مین اتنی بھی طاقت نہین
جب اوسنے کہا سُن لو دل کی لگی — کہا پھر کبھی آج فرصت نہین
بجا ہے جو نسنہ کا دعویٰ کرے — ابھی اوسنے واقف قیامت نہین
یہان آئے اے شیخ جی آپ کیون — یہ اوس بت کا کوچہ ہی جنت نہین
لحد بھی عجب جاے آرام ہے — مشقت نہین کوئی محنت نہین
ملا اور بھی اِس لیے خاک مین — کہ مین لائقِ گور و تربت نہین
یہی تنگیِ دل ہے تو ایک دن — یہ دل ہی نہین یا یہ حسرت نہین
کسی کی عیادت کرین خاک ہم — ہمین اپنے مرنے کی فرصت نہین
مرے طوق کو طوقِ قمری سمجھ — رہائیِ اسیری کی مدت نہین
سُنے کون ناصح تری پند کو — کہ کہنے مین اپنی طبیعت نہین
ہوا بے کفن دفن تو کیا ہوا — بلا سے اگر شمع تربت نہین
مین سُنتا بیابانِ محشر کی دھوم — مگر کیا کرون اب وہ وحشت نہین
بسر کرتے ہین شکلِ تصویر ہم — کسی سے محبت عداوت نہین
بتون کو مین اے شیخ سمجھون بُرا — تمھاری سی یہ بھی طبیعت نہین
جدائی مین کس طرح پی جایئے — مئے ناب ہی اشکِ حسرت نہین
مری تو وہی ہے طبیعت جو تھی — مگر آپ کی وہ عنایت نہین
خفا ہو نہ سُنکر مرا حالِ دل — یہ ذکرِ وفا ہے شکایت نہین
سحر ہو ہی جائیگی ایدل کبھی — شبِ ہجر روزِ قیامت نہین

یہ شاعر کمر کو جو چاہین کہین | حقیقت مین کوئی حقیقت نہین

غم غیر کھاتے ہو تسلیم کیون
تمھین اپنے غم پر قناعت نہین

کیا کہون مین کون ہون کس کی یہ کارونمین ہون | نام ہی جسکا غفور اوسکے گنہگارونمین ہون
باغ عالم مین نہین میری سیہ پوشی عبث | مثل سوسن آپ بھی اپنے عزادارونمین ہون
آئینہ لیکر ذرا صورت تو اپنی دیکھیے | ایسے بھولے پن پہ دعوی کہ عیارونمین ہون
لاش پر اوسنے کہا جاتے ہو تنہا چھوڑ کر | تم تو کہتے تھے کہ مین تیری وفادارونمین ہون
مجھکو سمجھاتا ہی وہ دیتا ہون تسکین مین اوسی | دل مرا غمخوار ہے مین دل کی غمخوارونمین ہون
دیکھکر اربع عناصر کو یہی کہتی ہے روح | ایک ہی تصویر مین ان چار دیوارونمین ہون
سونے دے اے شور محشر کیون جگاتا ہی مجھے | مین بھی شبہای شب فرقت کے بیدارونمین ہون
بوسہ وہ دیتے ہین نقد جان مین دیتا ہون انھین | وہ مرے طالب ہین اونکی مین خریدارونمین ہون
دشت مین صحرا مین دیر آنے مین کوئے یار مین | چلتا پھرتا مثل سایہ مین انھین چارونمین ہون
پی تو ہی مینے شراب عشق لیکن کیا کہون | کنے دی تھی کیسی تھی مین کسکی سرشارونمین ہون
اے اسیران قفس بانع پھڑکنے کے نہ ہو | مین ابھی بی قید ہون تازہ گرفتارونمین ہون
جیتے جی غمخوار سب ہین ورنہ مرجانے کے بعد | کون میرا آشنا ہے کسکے مین یارونمین ہون

اور ہین جنکو ہی اے تسلیم شاگردی پہ ناز
مین نسیم دہلوی کے کفش بردارونمین ہون

تفتہ جان ہین چاہیے کیا چادر و بستر ہمین | مثل اخگر زیر و بالا بس ہی خاکستر ہمین
پر نہین اب تک مرا دامن متاع اشک سے | اور بھی دو چار دی اے چشم تر گوہر ہمین
وائے برگشتہ نصیبی برسون مثل گرد باد | گردش تقدیر نے کیا کیا دیے چکر ہمین
خفتہ بختی سے لحد مین آئی ہی مر مر کے نیند | کوئی دم سونے دے اے ہنگامۂ محشر ہمین

میکدے مین آج ساقی خیر توبہ کی نہین
کچھ ابھی سے ہنس رہے ہین دیکھکر ساغر ہمین

کیا بھروسا نزع مین آئے نہ آئے سانس بیچ
پھر مری جان منھ دکھاتے جائیو پھر کر ہمین

انتہاے غم سے کیا تسلیم حال دل کہین
زندگی کو ہم ہین دو بھر زندگی دو بھر ہمین

اشک کی بے پردگی مدِ نظر ہوتی نہین
روتے ہین مانندِ گوہر چشم تر ہوتی نہین

کیا کہون بے مائگی دل کی کہ میری خون سے
زخم کھاتا ہون زبانِ تیر تر ہوتی نہین

مین نہین واقف نئی فرقت ہی پہلا عشق ہے
کیسی شب ہی یا الٰہی کیون سحر ہوتی نہین

کیون چلے آتے ہو پھر بیتاب ہو کر آپ سے
عاشقون کی آہ مین تاثیر اگر ہوتی نہین

سیر ہو کر دیکھیے کیا جلوہ گاہِ یار کو
تابِ نظارہ ہمین مثلِ شرر ہوتی نہین

کچھ تو امیدِ تسلی ہو ہجوم شوق مین
تو ہی چل اے دل اور نہین فرصت اگر ہوتی نہین

اس چمن مین پھولتے پھلتے نہین وحشی مزاج
نام کو بھی شاخِ آہو بار ور ہوتی نہین

کس کی جھل بل نے سکھائے طرز بیتابی تجھے
یہ تڑپ تو برق مین بھی اے جگر ہوتی نہین

چلتے پھرتے رہتے ہین باغ جہانمین روز و شب
اک جگہ مانند بوے گل بسر ہوتی نہین

خستہ جان روز ازل کی پاک ہین احسان سے
زخمِ گل کو احتیاج بخیہ گر ہوتی نہین

موج دریا کی طرح آرام کی حاجت ہی کیا
رات دن چلتا ہون تکلیفِ سفر ہوتی نہین

دیکھیے کب تک ہین پہلوے دل مین آبلے
سوزنِ مژگانِ کرمفرما ادھر ہوتی نہین

اپنے کی عزت بڑھا سکتی نہین اپنے کی قدر
آبرو بخشِ صدف آبِ گہر ہوتی نہین

کیا ہوا تسلیم تیرے جذبۂ دل کا اثر
یون تڑپتا ہی اسے مطلق خبر ہوتی نہین

کس گھڑی خوفِ جفاے این و آن ہوتا نہین
کب زمین ہوتی نہین کب آسمان ہوتا نہین

سرد مہری نے بتون کی اسقدر ٹھنڈا کیا
سنگِ تربت بھی کبھی آتش فشان ہوتا نہین

بعدِ مردن دل جلون کا کون کرتا ہے الم
لاشِ پروانہ پہ کوئی نوحہ خوان ہوتا نہین

دشتِ غربت مین کہان برگشتہ قسمت سے مفر
کب بگولا ساتھ اپنے روان ہوتا نہین

سختیِ باطن سے اہلِ سود الفت پاک ہین
جسمِ شمعِ سوختہ مین استخوان ہوتا نہین

پیرِ مغبچہ اہل دیکھا پست فطرت کا عروج
آسمان اوڑکر غبارِ کاروان ہوتا نہین

دیکھئے کسوقت جاتی ہے گلون کی عندلیب
جس گھڑی صحنِ چمن مین باغبان ہوتا نہین

نکہتِ گل کی طرح پھرتا ہون آوارہ مدام
وہ مکین مین ہون کہ پابندِ مکان ہوتا نہین

جسپہ تیرا ضد سے ویران کردیا صیاد نے
تجھکو اے بلبل مبارک آشیان ہوتا نہین

صورتِ برگِ حنا تسلیم پسنا چاہیے
رنگِ باطن بے مٹے ہرگز عیان ہوتا نہین

نکلا ایسا جو اوسنے سنا ہی نہین
کوئی نالہ اپنا رسا ہی نہین

خفا ہوکے بیٹھے ہین ایسے الگ
مرے اونکے کچھ جیسے تھا ہی نہین

دہن کا بندھے بسمے مضمون کیا
یہ عقدہ کسی سے کھلا ہی نہین

بُرا کیلے سنتا ہے واعظ بُرا
خطا میری اسمین الٰہی نہین

کیا جو مقدر نے میرے کیا
مجھے تم سے کوئی گلا ہی نہین

بھلائی کی آنکھون سے جب دیکھیے
سوا اپنے کوئی بُرا ہی نہین

خدائی سنے چاہا مگر آج تک
وہ کافر کسی کا ہوا ہی نہین

نجھے چشمِ تر دیکھکر ہنس دیے
ترحم سی دل آشنا ہی نہین

عبث چارہ گر فکرِ درمان ہے روز
مقدر مین میرے شفا ہی نہین

ہوا کچھ تو اے چرخ تجھسے گناہ
عبث یہ تری روسیا ہی نہین

اونھین کیا مٹاؤگے جو مٹ چکے
کہ ممکن فنا کو فنا ہی نہین

سزاوارِ بخشش خطاوارہین
قبولِ خدا بیگنا ہی نہین

پسِ مرگ بھی لو لگی ہے تری — چراغِ تمنا بجھا ہی نہین
وبالِ بے نیازی یہان ضعف سے — کبھی اوٹھتے دستِ دعا ہی نہین
دمِ مرگ کیون آنکھین ہوتی ہین بند — یہ پردہ کسی پر کھلا ہی نہین
ترحم کی امید کیا خاک ہو — وہ سنتے مری عذر خواہی نہین
چراتی ہے کیون آنکھین تابِ نظر — ابھی رخ سے پردہ اٹھا ہی نہین
بہت ہین وفادار لیکن کہین — کوئی تمکو اب تک ملا ہی نہین

مدینے کی تسلیم شام و سحر
گدائی کم از بادشاہی نہین

عاشقی مین زردیِ رخسار زر سے کم نہین — قطرہاے اشکِ ناکامی گہر سے کم نہین
لے چلو ہین دشت سے کیون اقربا سوی وطن — ابتو مجھکو وادیِ غربت بھی گھر سے کم نہین
تیرہ بختی نے نہ دکھلائی برومندی کبھی — داغ میرے دل کی گلہاے سپر سے کم نہین
دل سے مین کہتا ہون دل کہتا ہی اپنا مجھسے حال — آمد و رفتِ نفس تا بر خبر سے کم نہین
چار دن مین کچھ نہ رکھا بلبل و گل کا نشان — کاوشِ صیاد گلچین کی نظر سے کم نہین
ساتھ ہر بوسے کے تو دیتا ہی مجھکو گالیان — خیر بھی کرنا ترا اے یار شر سے کم نہین
بخیے سے نفرت اوسی تارِ رفو سے اسکو عار — چاک دل چاک گریبانِ سحر سے کم نہین
مین ہون وہ آتش قدم گذرا جنون مین جس طرف — ذرۂ ریگِ سرِ جادہ شرر سے کم نہین
قطع کے قابل ہی باغ دہر مین دستِ بخیل — واقعی شاخِ نہالِ بے ثمر سے کم نہین
کیون جلاتے ہو لحد پر بعد مردن بتیان — بوے جانِ سوختہ بھی کچھ اگر سے کم نہین
داغ سودا ہی جنون ہی تاجِ شاہی عشق مین — موے سر مجھکو ہما کے بال و پر سے کم نہین
محو گر تکلیف کو تکلیف سے آتی ہے نیند — خشت بالین مجھکو بالشہاے پر سے کم نہین
داغ دیتی ہے جدائی مرکبی اے رشکِ حور — قصرِ جنت بے ترے ویران گھر سے کم نہین

ساتھ رونے کے خیال گل قفس مین قہر ہی
اشک بلبل قطرۂ خون جگر سے کم نہین

منزل راہ جنون مین غیر ہو لیتی ہین ساتھ
ذرۂ ریگ بریدہ ہمسفر سے کم نہین

خضر کو راہ جنون مین کس لیے تکلیف دون
گرد باد دشت مجھکو راہبر سے کم نہین

ہوش بلبل بنکے اے تسلیم نکلو سوے دشت
نکہت برباد تمکو راہبر سے کم نہین

ہجر مین ہر دیدۂ تر ابر تر سے کم نہین
بیقراری دل کی برق جلوہ گر سے کم نہین

کیون نہ لچکا دے نسیم آہ بلبل باغ مین
شاخ گل بھی یار کی نازک کمر سے کم نہین

تو گیا گھر غیر کے دل کی تڑپ نے کہدیا
ہر رگ جان ہجر مین تار خبر سے کم نہین

چاہیے رہنا برابر تجھکو دونو کا خیال
درد دل سے چارہ گر درد جگر سے کم نہین

روتی روتے آنکھ دولت پر اوٹھے کسواسطے
اشک حسرت مجھکو الماس و گہر سے کم نہین

رات بھر جلتا ہون مین سوز فراق یار مین
کچھ مرے دل کی جلن شمع سحر سے کم نہین

ایک بھی دیتا نہین فریاد بلبل کا جواب
گوش گل صحن چمن مین گوش کر سے کم نہین

گدگداتا ہے جگر کو چھیڑتا ہے دل کو ہاے
آپ کا پیکان حسین فتنہ گر سے کم نہین

بیکسی کو دیکھکر اپنی اڑے بلبل کے ہوش
بے پر و بالی کا غم بھی بال و پر سے کم نہین

اے اجل تنہا نہین جاتا مین دنیا چھوڑکر
مجھکو میری آرزوئین ہمسفر سے کم نہین

علم سے پایا بشر نے آفرینش پر شرف
ورنہ اے تسلیم انسان جانور سے کم نہین

راہ کس کسنے شب فرقت مین دکھلائی نہین
وہ تو کیا آتے سحر تک موت بھی آئی نہین

دیکھتا ہے دیدۂ حسرت سے پھر کیون بار بار
غیر پہ ظالم طبیعت گر تری آئی نہین

گھیرے رہتا ہے خیال یار ہر دم ہجر مین
لاکھ تنہا ہون مگر اسپر بھی تنہائی نہین

کس طرح ڈھونڈھون مکان لامکانی یار کو
سب کہین ہے پھر کہین وہ شوخ ہرجائی نہین

اوسکے روی و چشم کو پھولون سے کیا تشبیہ دون
گل مین یہ رنگت نہین نرگس مین بینائی نہین

ضعف کا صدقہ ہی فرقت مین جو اب تک ساتھ ہی
ہوش نے اوڑنی کی طاقت آپ مین پائی نہین

عہد و پیمان غیر سے سب کچھ سہی اے بیوفا
خواب مین ملنے کی تو تو نے قسم کھائی نہین

کوئے جانان چھوڑ کر کیا خاک چھانون دشت کی
مین تو عاشق ہون بسان قیس سودائی نہین

نہ ہر کھانا یا گلا تسلیم اپنا کاٹنا
بات کیا کیا ہجر کی شب دل نے سمجھائی نہین

ہجر کی شب ساغر و مینا سی حاصل کچھ نہین
تو جو محفل مین نہین اے شمع محفل کچھ نہین

نزع کے عالم مین مرنا ہوگا جینے سے عزیز
جو کہ سب کچھ ہی وہی اک وزای دل کچھ نہین

چپکے چپکے کچھ کہے جا قصۂ جوش جنون
اتنی خاموشی بھی اے شور سلاسل کچھ نہین

عالم اسباب کی زینت ہے مانند حباب
دیکھتے ہی دیکھتے سامان محفل کچھ نہین

سیر و رفتار ہی یہی گرنا قۂ لیلیٰ کی ہے
قیس کی تقدیر مین جز گرد محمل کچھ نہین

ذبح ہو کر بھی مرا حلق بریدہ خشک ہی
واقعی آب دم شمشیر قاتل کچھ نہین

سبکو مے دیتا ہے خالی شیشہ دکھلا کر مجھے
دور سے کہتا ہے وہ ساقی محفل کچھ نہین

بوسہ لے لینا زبردستی ترے رخسار کا
لاکھ مشکل ہے مگر اے یار مشکل کچھ نہین

شور بختی کھو نہین سکتے کسی کی اہل نفس
پاس رکھتا مایہ دریا سے ساحل کچھ نہین

ذبح ہو کر کس لیے تسلیم ہے اتنی تڑپ
خاک اوڑانا اوس گلی مین شکل بسمل کچھ نہین

کیا کہون کیا گذری دل پر سینۂ پامال مین
خون کے دھبے ہین بدا شک کے رومال مین

ناتوان وہ تھے کہ آخر انتہائے ضعف سے
رفتہ رفتہ پس گئے عمر رواں کی چال مین

جیتے جی سب فرصت و عزت تھی وہ جانے کے بعد
لاش لٹتی ہے نہ کفلی مین نہ پنہان شال مین

عمر بھر بگڑے رہے گی یار کی زلف دراز
اسمین رہے آئینۂ و شانہ اسی جنجال مین

عید کیسی ہمتو خوش ہین اس تمنا پر فقط
روزے کھائینگے پئین گے مہ شوال مین

بال عارض پر جو بکھراتا ہی اے صیاد خلق
کیا پھنسائیگا دل آزاد کو پھر جال مین

کس سے پوچھین کفر و دین کی قاعدے ہم آجکل
مست ہین شیخ و برہمن اپنے اپنے حال مین

عاشقون کی دل لیین کس طرح ہنگام خرام
لطف ہی کبک دری کا یار تیری چال مین

کوئی بوسہ دیجیے اے سیمتن خیرات حسن
کچھ کمی ہوگی نہ صدقی کی بدولت مال مین

کیا کہین تسلیم شعر استاد ہین وہ لوگ اب
فرق کر سکتے نہین جو حال و استقبال مین

بات کیا ہے جو منا کر اونھین لاہی نہ سکون
بگڑی تقدیر نہین ہین کہ بناہی نہ سکون

لے ہی لونگا رخ جانان کی بلائین اکدن
ہاتھ کچھ عیب نہین ہی کہ لگاہی نہ سکون

نیند اوڑا دینگے مرے نالی وہ سوتی ہین تو کیا
بخت خفتہ تو نہین ہین کہ جگاہی نہ سکون

اسلیے چھوڑ گیا یاد کو دل مین وہ صنم
کہ اسے مین کسی کا زہد لگاہی نہ سکون

ضعف سے ہاتھ بھی بنجائین کہین نقش قدم
کہ ترے کوچے مین مین خاک اوڑاہی نہ سکون

صدمۂ روز قیامت سے ڈرون کیا واعظ
ناز معشوق نہین ہی کہ اوٹھاہی نہ سکون

یہ کوئی غش ہے کہ اوٹھ جائین وہ پہلو سے مرے
اور دیکھا کرون مین آپ مین آہی نہ سکون

داغ الفت کو جگہہ دونگا جگر مین دل مین
یہ ترا حسن نہین ہے کہ چھپاہی نہ سکون

جان جائیگی مگر بات نہ جانے دونگا
وہ نہین ہون جو کہا منھ سے نباہی نہ سکون

اس لیے کہہ گئے ہین پھر کے ابھی آتا ہون
کہ یہان سے مین کہین شوق مین جاہی نہ سکون

داغ سینے کے تو ظاہر ہین تم آؤ تو سہی
یہ بھی کیا زخم جگر ہین کہ دکھاہی نہ سکون

لاکھ از خویش رمیدہ ہون پر ایسا کیا ہی
تم مجھے یاد کرو اور مین آہی نہ سکون

اس لیے غیر کا تعویذ پہنکر آئے
کہ اونہین شوق مین سینے سے لگاہی نہ سکون

جی مین ہی صورت تصویر بنون مین خود گم
کہ ترے فقرون مین ظالم کبھی آہی نہ سکون

کچھ تو ہو حوصلۂ صبر پشیمان اے چرخ
ایک ایسا بھی ستم کر جو اوٹھا ہی نہ سکون

یہ کوئی جلوہ گری ہے کہ تمھین دیکھون مین
اور تسلیم جو پوچھے تو بتا ہی نہ سکون

جینے کو عبث ہر دم ہشیار سمجھتے ہین
اِس عمر دو روزہ کو بیکار سمجھتے ہین

غفلت کو زمانے کی ہشیار سمجھتے ہین
اِس خواب خیالی کو بیدار سمجھتے ہین

کیا شومیِ قسمت ہی وہ قتل نہین کرتے
آسان بھی مشکل کو دشوار سمجھتے ہین

کھلتا نہین نرگس سے کیون آنکھین وہ لڑتی ہین
بیمار کی کچھ باتین بیمار سمجھتے ہین

دیکھا ہی جو وہ جلوہ دادیدۂ حیران ہین
افسوس تماشائی بیدار سمجھتے ہین

آنکھون ہین نہ مین کھٹکا دامن سے نہ مین الجھا
اِس باغ کے گل مجھکو کیون خار سمجھتے ہین

تنہائی مدفن ہے صرصر نہ بجھا ضد سے
شمع سر تربت کو غمخوار سمجھتے ہین

مرجانے سے کیا ہوگا جیتے ہین تو ہم کیا ہین
یہ مرگ و حیات اپنی بیکار سمجھتے ہین

فرہاد ہو یا خسرو شیرین کو نہ سمجھیگا
جیسا تجھے ہم دل مین اے یار سمجھتے ہین

مین نشۂ الفت مین سرشار جو رہتا ہون
احباب مرے مجھکو میخوار سمجھتے ہین

ہم عاشق عارض ہین دنیا سے غرض کیا ہم
وحشت مین بیابان کو گلزار سمجھتے ہین

اولٹی یہ سمجھ دیکھو ہم جوش محبت مین
اوس کافر بدین کو دیندار سمجھتے ہین

ناحق تو چھپاتا ہے کچھ غیر سے وعدہ ہے
ہم خوب تری باتین اے یار سمجھتے ہین

جب سے کہ ہوے عاشق اوس طفل برہمن پر
تسبیح کو ہم اپنی زنار سمجھتے ہین

اقرار محبت سے تسکین ہو کیا دل کو
ہم قول و قسم تیری بیکار سمجھتے ہین

غصے مین جو کہتے ہین سمجھین گی ہمین ٹرکیا
ایسا تو وہ دن بھر مین سو بار سمجھتے ہین

تسلیم ترا کہنا ایسا ہے کہ اہل فن
دو چار اوسے الجھتے ہین دو چار سمجھتے ہین

ہجوم مستی ہی بیخودی ہی خمار جوش شباب مین ہون
یہ دیکھنے کو کھلی ہین آنکھین وگرنہ بیہوش خواب مین ہون
تماشے بحر جہان کے دیکھون فنا سے اتنی کہان ہے فرصت
ہوا کے مانند کوئی دم کو اسیر قید حباب مین ہون
نگاہ عاشق نواز کوئی ادھر بھی جان جہان کبھی ہو
کہ مثل نقش قدم ازل سے پڑا مین راہ جناب مین ہون
ہجوم جوش ہوس مین مین نے کہی تھی مطلب کی بات کوئی
غضب یہ دیکھو کہ مر مٹا مین ابھی تک اونکے عتاب مین ہون
نہ ہون جہان مین شرار جستہ نہ موج صرصر نہ برق تابان
عجب ہے پھر کیون مین غم رسیدہ ہر ایک دم اضطراب مین ہون
ہوا کے گھوڑے پہ جا رہے ہین دماغ ہے ساتوین فلک پر
کہون تو کس سے کہون کہ مین بھی غبار آسا رکاب مین ہون
بتاؤن کیا مین قیام اپنا خبر نہین کون ہون کہان ہون
اگر ہون بادہ تو جام مین ہون جو نشہ ہون تو شراب مین ہون
اگرچہ مین ہون خراب و رسوا سیاہکارون مین حشر ہوگا
مجھے تو یہ بھی ہے شکر کی جا کہ درج فرد حساب مین ہون
نہ بزم عشرت کے ہون مین قابل نہ منہ لگاتا ہے کوئی تسلیم
برنگ جام شکستہ کیا کیا خراب دیر خراب مین ہون

نور کا عالم نظر آئے گا مر کر خاک مین — مل گئے ہین سیکڑون خورشید پیکر خاک مین
سخت جان ہون ہاتھ اٹھا قاتل تو میری قتل سے — ڈر ہی مجھکو مل نہ جائے آب خنجر خاک مین
شہرت روز قیامت سنکے ہوتا ہے یقین — چین سے سونے نہ دیگا شور محشر خاک مین

بعد مردن اسقدر شرم گنہگاری بڑھی
منھ چھپائے ہم پڑے ہین زیر چادر خاک مین

جیتے جی ہی دہر مین شاہ و گدا کا امتیاز
مرتے ہی ہو جاتے ہین دونون برابر خاک مین

جمع کرتے ہین عبث منعم زر و سیم و گہر
لے گیا کیا مال دنیا سے سکندر خاک مین

خاکساری ہے مقرر سربلندی کی دلیل
تخم نخل بار ور ہوتا ہے ملکر خاک مین

بعد مردن رکھتے ہین امید راحت کیون بشر
کیا بدل جائے گا مرنے سے مقدر خاک مین

مرکے بھی ٹپکے کبھی آنسو کبھی خون جگر
کیسا کیسا رنگ لائے دیدۂ تر خاک مین

سربلندی ہوگی اے تسلیم کیا تجھکو نصیب
مل گیا ہے ٹوٹ کر طالع کا اختر خاک مین

گور مین صحبت یاران مے آشام کہان
ہم کہان جام کہان ساقی گلفام کہان

روز فرقت مین امید شب آرام کہان
گر یہی صبح قیامت ہی تو پھر شام کہان

دیکھتا ہون مین دم نزع تجھے بالین پر
آج بیوقت یہان ای بت خود کام کہان

چھوڑین کسواسطے تسلیم زمانے مین نشان
جب ہمین عالم ہستی مین نہین نام کہان

بتون کو جو صبح و مسا دیکھتے ہین
خدا جانے ہم ان مین کیا دیکھتے ہین

شکایت تری کیا کہ فرقت مین ظالم
اجل کو بھی اپنی خفا دیکھتے ہین

قیامت کے فتنے کو اوس قد کے آگے
دعا گوے ناز و ادا دیکھتے ہین

ان آنکھون سے اوس بت کی فرقت مین دن رات
دکھاتا ہے جو کچھ خدا دیکھتے ہین

جو عاشق ہین تسلیم روز ازل کے
فنا ہو کے حسن بقا دیکھتے ہین

نہ غیر سے نہ کسی آشنا سے کہتے ہین
جو کچھ گذرتی ہے اپنے خدا سے کہتے ہین

سمجھ تو دیکھیے اولٹی کہ جسکے زخمی ہین
جگر کا درد اوسی بیوفا سے کہتے ہین

ہماری مان لو اک بات ضد بہت نہ کرو
کہ پاؤن پڑتے ہین کس التجا سے کہتے ہین

جو پوچھتا ہون کہ آؤ گے آج تم شب کو
تو مُنھ وہ پھیر کے ہان کس ادا سے کہتے ہین

یہ پاس ہے کہ مرا راز دل کہین افشا
پیام شوق جو اپنا صبا سے کہتے ہین

بگڑتے کیون ہین وہ سُن سُنکے شکوۂ تقدیر
ہم اپنے بخت کی اپنے خدا سے کہتے ہین

یہی ہے روز لڑائی تو مین نہین ملتا
یہ لوگ کیون بت نا آشنا سے کہتے ہین

یہ شوق عرض بیان ہے کہ بار ہا تسلیم
جو کہہ چکے ہین وہی پھر خدا سے کہتے ہین

ہو دم بدم خفا وہ ستمگر تو کیا کرون
بیوجہ صد مے دے جو مقدر تو کیا کرون

کیا جاؤن بزم وعظ مین واعظ سمجھکے رند
کہ بیٹھے کچھ مجھے سر منبر تو کیا کرون

یہ حال تو بنا یا ہے امید رحم پر
میری طرف نہ دیکھے ستمگر تو کیا کرون

تلخی مرگ سے یہی ڈر ہے کہ وقت ذبح
منھ پھیر لے جو یار کا خنجر تو کیا کرون

اے یار بے ترے نہ ہنسی ہے نہ دل لگی
رویا کرون نہ بیٹھکے دن بھر تو کیا کرون

پیکان کو اوسکے زور سے کھینچون مین کس طرح
باہر نکل پڑے دل مضطر تو کیا کرون

سر پھوڑنے کو گھر سے مین آیا ہون سو کوہ
قسمت ہی ہے یہان بھی نہ پتھر تو کیا کرون

ڈر ہے کہ روز حشر بھی سُنکر تبون کے ظلم
چپ ہو رہے جو داد رِ محشر تو کیا کرون

دم توڑنے سے پہلے اگر اے امید مرگ
رہ جاے آپ ٹوٹ کے خنجر تو کیا کرون

تسلیم چھوڑون کوچۂ جانان کو کس طرح
کہنے مین جب نہ ہو دل خود سر تو کیا کرون

متفرقات

پوچھتے کیا ہو شب ہجر مین کیسی گذری
آؤ بیٹھو تمھین چھاتی پہ لگا لون تو کہون

کیا بتاؤن دم گریہ نکل آنے کو ہے
پارہ ہاے دل صد چاک اٹھا لون تو کہون

آج برہم ہین سنین گے نہ کبھی مطلب کی
پائون پڑ پڑ کے ذرا اونکو منالون تو کہون

کوچۂ یار کا کیا حال سناؤن ہمدم
ابھی آتا ہون ذرا آپ مین جالون تو کہون

ایک دم مین عمر فانی کچھ نہین
واقعی یہ زندگانی کچھ نہین

بے سبب ہر دم بگڑنا کس لیے
واسطہ جب مجھسے جانی کچھ نہین

سادگی پر حرف خط سے آگیا
اب غرور نوجوانی کچھ نہین

مجھسے تمکو کچھ توہم ہو تو ہو
مجھکو تمسے بدگمانی کچھ نہین

دل پابند کہین زلف سیہ فام کہین
یہ اسیری ہے نئی مرغ کہین دام کہین

منھ لگاتا ہے وہ عیسیٰ مجھے ڈر ہے ساقی
بول اوٹھے سر محفل نہ اب جام کہین

بیٹھ جائیگا دل زار اگر تو اوٹھا
دیکھ پہلو سے نہ جا اوبت خودکام کہین

مے کشی سے نرہا طوف حرم کی قابل
رہن جبہ ہے کہین جامۂ احرام کہین

ہجر مین کس کسکی حسرت مجھکو ترساتی نہین
نیند کا آنا تو کیسا موت بھی آتی نہین

اتنی مدت گذری غربت مین کہ دل تک بھول کر
اب تو یاران وطن کی یاد بھی آتی نہین

وقت آتا ہی تو پھر ٹالے سے ٹلتا ہی نہین
ملک الموت سے فقرا کوئی چلتا ہی نہین

اُلفت یاس کچھ ایسی ہے کہ دل سے میرے
کوئی ارمان کسی وقت نکلتا ہی نہین

تصور مین خیال و خواب مین آئینۂ دل مین
بہر صورت تمھاری صورتہی ہمدم دیکھ لیتے ہین

تفس مین ہمصفیران چمن جب یاد آتے ہین
نگاہ یاس سے سوئے گلستان دیکھ لیتے ہین

یہان کیونکر نہ اوٹھے درد ہائے غمگسار پہلو مین
کہ بیٹھے ہین یہان دونون طرف اغیار پہلو مین

کہون کیا کس قدر کس کس جگہ تیر نگہ بیتے ہین
کبھی دو چار جینے مین کبھی دو چار پہلو مین

تشکل تصویر جان ہر رنگ مین ہمدم
کبھی رونا مجھے آتا ہی نہین

مین تو سب کچھ کہون لیکن دم عیسیٰ
آپ سے کہنا بات آتا ہی نہین

کیا خوش آتا ہے تصور کر
کبھی جاتا ہی نہین

ایک ہی ہوتے ہین دلدادۂ و دلبر دونون
وزن مین لیلی و مجنون ہین برابر دونون

خضر ہین گرخطِ نوسبز تو عیسیٰ لب ہین
میرے نزدیک مقرر ہین پیمبر دونون

وہی رہی ہین بو مے گل اگلی برس کی تیلیان
کیا رنگی تھین خون بلبل سے قفس کی تیلیان

بدگمانی فرج کرتی ہے مجھے صیاد کی
دیکھتا ہے رات کو ظالم قفس کی تیلیان

ایک عالم ہے مرا صحبت و تنہائی مین
جی بہلتا ہے خموشی مین نہ گویائی مین

صحبتِ آینہ یونہین جو رہیگی ہر دم
فرق آجائیگا اکدن تری یکتائی مین

اے شیخ نہ کر زہد و کرامات کی باتین
آیا ہے تو سن پیر خرابات کی باتین

بیوجہ خوشامد نہین جانے کے لیے آج
مین خوب سمجھتا ہون تری گھات کی باتین

کیون شرمزدہ آنکھین ملاتے ہو دم صبح
کچھ یاد کرو بھولی ہوئی رات کی باتین

اپنے دل کی سنون یا ہمدم و مونس کی سنون
آہ کس کس کی خبر رکھون مین کس کس کی سنون

برنگِ نکہتِ گل وحشتِ دل بڑھتی جاتی ہے
رہے جسکا لگے دل اس چمن سے ہتو چلتے ہین

سر جھکائے بیٹھے ہین اب قتل کرکے بیگناہ
کیا اوٹھائین نعش وہ آنکھین اوٹھا سکتے نہین

درد و آرام سے فرصت نہ گھڑی بھر پائی
زخم اچھے ہوئے آنکھین مری دکھنے آئین

یون تو کیا کچھ نہین کہتا مین بتو لیکن
عرق آجاتا ہے غیرت سے خدا کہنے مین

کیون سناے کوئی مجھکو سرِ محفل باتین
ہو جو میرا دل پامال جفا کہنے مین

کس سے لین جور زمانہ کی زبردستی داد
اپنے قابو مین نہ یہ بت نہ خدا کہنے مین

وہ خوشامدی جو خوش ہین تو ملا ہان مین ہان
تیرا تسلیم حرج کیا ہے بجا کہنے مین

گر تاک مین دل کی نہین تو ادبتِ عیار
پڑتی ہے ادھر پھر تری دزدیدہ نظر کیون

مانا کہ ضرور آئینگے ہنگام اذان وہ
ہو گی مری قسمت سی شب ہجر سحر کیون

دل کو تو نہین سوزِ غمِ عشق سے چارہ
حیران ہون جلتا ہی شب و روز جگر کیون

کس توقع پر بتانِ بے وفا کے ہو رہین
ہم خدا کے بندے ہین اپنے خدا کے ہو رہین

کیون کسی پر جان دے کر درد دل پیدا کرین
عمر بھر صدمے سہین فکرِ دوا کے ہو رہین

صدمہ سہنے کا مزا اوسکی قبا سے پوچھو
ٹھوکرین کھاتا ہے دن رات اُلجھکر دامن

مین وہ پامال نہین ہون جو تمنا ہو کوئی
خاک پر کیون مری چلتا ہے اوٹھا کر دامن

شرم معشوق کی رہنے نہین دیتی عاشق
سینۂ گل سے ہٹا دیتی ہے صرصر دامن

قافلے اشک ندامت کے ہین آگے آگے
دیکھ کس دھوم سی آتے ہین تری تر دامن

دہنِ زخم بنا دین نہ کہین زخم مرے
دیکھ بھر جاے لہو سے نہ ستمگر دامن

بے نیازانہ جو مقتل سے چلا وہ قاتل
لے لیا لاشۂ بے سر نے تڑپ کر دامن

پردۂ برہنگی روح کو ہوتا پس مرگ
حیف ایسا نہ ہوا ہمکو میسر دامن

بے نیازانہ بسر کرتہ گردون تسلیم
دے خدا تجھکو نہ بہر طلب زر دامن

سبب شرم التجا ہون مین
لبِ خاموشِ مدعا ہون مین

گر بجھا ابتداے ہستی سے
صورتِ نالۂ درا ہون مین

تیری ہی آرزو تھا کیا یہ بھی
دم نکلنے سے خوش ہوا ہون مین

بے ثباتی ثباتِ ہستی ہے
بوے گل کی طرح ہوا ہون مین

صورتِ زخم ہون شگفتہ مزاج
حال پر اپنے ہنس رہا ہون مین

اوٹھ رہون گا اجل جب آئیگی
ابتو در پر ترے پڑا ہون مین

رحمتِ حق اُدھر بلاتی ہے
دامنِ تر کو دیکھتا ہون مین

غیر ممکن ہے یہ تو اے تسلیم
اونکو نفرت ہو اور چاہون مین

حشر کی بھیڑ ہے بیٹھے ہین لبِ بام جو وہ
سیکڑون طالبِ دیدار چلے جاتی ہین

ناتوان وہ ہین بگڑتا ہے جو دربان ہمسی
گرتے پڑتے پس دیوار چلے جاتے ہین
کیون بگڑتا ہے نہ دیکھین گے کبھی دور سے بھی
لے ترے پاس سے اے یار چلے جاتے ہین

خاک عزت نہین نوکر ہین کرین کیا تسلیم
آٹھوین سا تو ین دربار چلے جاتے ہین

ردیف واو

کسقدر مرغوب دل ہی پیرہن کی آرزو
مرتے دم بھی رہتی ہی دو گز کفن کی آرزو

شوق آزادی اگر ہے چھوڑ باغ دہر کو
دام مین بلبل کو لاتی ہی چمن کی آرزو

کیا ابھی مانگون دعا ی مرگ مین آفت نصیب
خاک مین ملجائیگی چرخ کہن کی آرزو

ایک مور ناتوان ہون بعد مردن ہر مین
گور کی حسرت نہ مجھکو گور کن کی آرزو

دشت غربت کی تمنا مین مین دوڑا اسقدر
رہ گئی سر پیٹتی تیرے وطن کی آرزو

آب و تاب نوجوانی چاہیے ساقی مجھے
وقت پیری ہے مئی توبہ شکن کی آرزو

بیستون پر آئی شیرین سوگ عاشق کی لیے
جان لیکر دل سے نکلی کوہکن کی آرزو

کیا بت غنچہ دہن کو چھیڑیے بہر کلام
کیا لب تصویر سے رکھین سخن کی آرزو

جل بجھی لیکن نہ جانا اہل محفل نے سبب
میری خاموشی ہوئی شمع لگن کی آرزو

تو وہ یوسف ہی کہ ہی دونون طرف ہر دل عزیز
اہل خلوت کی مراد ین انجمن کی آرزو

ابتو خوش ہی دام بچھنے دیجیے گلزار مین
رو یگی قسمت کو مرغان چمن کی آرزو

باغ عالم مین برنگ بو ہون شب بھر میہمان
کیا مری امید کیا مجھ خستہ تن کی آرزو

ہو چکین بس گل لیان کچھ لطف کی باتین کرو
اب لب شیرین سی ہی شیرین سخن کی آرزو

کیا سمجھکر خاک اڑاتی ہی گلی مین یار کی
اے صبا تو اور اوس شک چمن کی آرزو

عشق لب مین اشک خون آلود سی ثابت ہوا
کرتی ہے پانی لہو لعل یمن کی آرزو

عہد شاہی تک رہی تسلیم مشق شاعری
کس توقع پر کرین اب کسب فن کی آرزو

یار کو آمادہ اپنے قتل پر ہونے تو دو
دیکھ لینگے نیچہ زیب کمر ہونے تو دو

زرد ہو جائیگا چہرہ شرم سے خورشید کا
آفتاب حسن کی تم دوپہر ہونے تو دو

دیکھتے ہین رحم اوسکو کس طرح آتا نہین
دوستو اوسکی نگاہ ناز ادھر ہونے تو دو

تنکے چنتے ہونگے اکدن غیر دیوانونکی طرح
بے گھر و نکا اوس پری کی دلمین گھر ہونے تو دو

آپ دوڑے آئینگے بہر عیادت سُنکے وہ
درد دل ہونے تو دو درد جگر ہونے تو دو

عمر بھر کو داغ دیجاؤن قفس کو تو سہی
قابل پرواز میرے بال و پر ہونے تو دو

پانی پانی شرم سے کر دینگے دندان یار کے
قطرہائے آب نیسان کو گہر ہونے تو دو

خود بُلائینگے مجھے صندل لگانے کے لیے
سنتے سنتے حال دشمن درد سر ہونے تو دو

دو قدم چلنے مین سو سو ناز سے کھائینگے بل
عکس گیسو کو ذرا ہار کمر ہونے تو دو

اونگلیان اوٹھینگی نکلو گے جدھر دشمن کی سامھ
دوستون مین حال اپنا مشتہر ہونے تو دو

پھر نہ ہوگا حوصلہ آگے خدنگ ناز کے
غیر کو میری طرح سینہ سپر ہونے تو دو

کیسے کیسے لوگ ابھی طوفان اوٹھائینگے اونمین
سنکے حال مرگ دشمن چشم تر ہونے تو دو

پاکے طالب وصل کار کھتے ہین وہ سینے پہ ہاتھ
یعنے اس نخل طرب کو بار ور ہونے تو دو

آپ کھل کھیلین گے وقت جوش مستی وصل مین
شرم کیسی اونکو اندک بیخبر ہونے تو دو

کون پھر لیتا ہے دربان سے اجازت حشر تک
اوسکی محفل مین مرا دو دن گذر ہونے تو دو

پہلی ہی منزل مین ہمت ہار کر رہ جائینگے
خضر کو راہ طلب مین راہبر ہونے تو دو

بھول جائینگی عدو سے گرمیان کرنی اُنھین
میری آہ سرد مین پیدا اثر ہونے تو دو

کیا ابھی تم پوچھتے ہو وصل باہم کے مزے
یار سے دو دن مجھے شیر و شکر ہونے تو دو

ہو رہیگا خود بخود تسلیم کچھ سامان راہ
سوے شہر ہند سے اپنا سفر ہونے تو دو

نام غیر و نکالنا میرے سامنے ایجان لو
جان پر بن جائیگی اک روز اتنا جان لو

قسمتون سے وصل کی شب بے نہین اچھی نہین
بات رہجائیگی اتنی بات میری مان لو

حسن رکھتے ہو تمھین خوف خدا سے کیا غرض
ایک دو کی جان لو دو چار کا ایمان لو

گر نہین تمکو مرے اقرار الفت کا یقین
شرط لو قول و قسم لو عہد لو پیمان لو

وہی اگر ساقی نے تلچھٹ شکوہ ای رندو عبث
ریش قاضی طاق پر رکھی ہوئی ہے چھان لو

سبز بختی نے کیا غیرون مین کیا کیا سرخرو
ہای جب اوسنے کہا محفل مین مجھسے ہان لو

بے وضو پیر مغان کا نام لینا کفر ہے
توبہ اے رندو کرو نادم ہو دل مین ٹھان لو

ایک تم کیا اور بھی لاکھون کے پیکان دلمین ہین
آؤ دیکھو جو تمھارا تیر ہو پہچان لو

آپ مرجاؤ گلے کو کاٹ کر تسلیم آج
بات کیا ہے کیون کسیکی تیغ کا احسان لو

کاہش تن سے رگ تار نظر ہونے دو
مجھکو اے چارہ گرو انکی کمر ہونے دو

دشت غربت بھی مزہ دیگا وطن کی صورت
لے گھر ونکا کسی پیڑ کی مین گھر ہونے دو

او نسی کہہ لونگا اشارون مین حقیقت دل کی
آج وہ چشم سخن ساز ادھر ہونے دو

سچ ہی مین کون ہون کیا کام نزاکت سے مجھے
شوق سے زلف رسا بار کمر ہونے دو

امتحان آج ہے مرجائینگے لاکھون دم مین
جان نثاران محبت کو خبر ہونے دو

ملگئے خاک مین جب کسیلی دن رات کی فکر
ہون اگر جلوہ فزا شمس و قمر ہونے دو

یہی چرچے ہین تو خود بول اٹھیگا وہ بت
ہمنشین شور خموشی کا اثر ہونے دو

مین ہون بیچین کہ تم صدمہ مجھی ہو کہ تمھین
ٹکڑے دل ہونے دو صد چاک جگر ہونے دو

اب تمھین کام مری حال زبون سے کیا ہے
جس طرح ہوتی ہین دن رات بسر ہونے دو

دیکھکر کچھ تو دل عاشق مفلس خوش ہو
آنسوؤن کو مرے ہمشکل گہر ہونے دو

شام ہی سے تمھین کیا رٹ ہے کہ ہم جاتے ہین
جاؤ جاؤ مگر اے جان سحر ہونے دو

سبب خندہ ہے تکلیف مجھے صورت زخم
چین چاہو تو یونہین درد جگر ہونے دو

دیتی ہے حسرتِ پرواز کی خبر ہر دمِ نزع — اے اسیرانِ قفس جنبشِ پر ہونے دو
آئے دنیا مین چلے پھر عدم آباد کو ہم — اتنی ہی عمر پہ ورنہ تھی سفر ہونے دو
اتنی جلدی دمِ ناوک فگنی خوب نہین
ٹھہرو تسلیم کو بھی سینہ سپر ہونے دو

دولتِ وصل کا سائل ہون مچل جانے دو — ہاتھ تو پھیل چکے پانون بھی پھیلانے دو
مغبچون تم مجھے پیمانے پہ پیمانے دو — اپنی فرماتے ہین واعظ انھین فرمانے دو
بے سبب رنجشِ بیجا نہین اچھی ہوتی — آؤ غصہ نہ کرو بہر خدا جانے دو
بدگمان ہو نہ مرا شوقِ شہادت یارو — زخم دو چار ابھی اور مجھے کھانے دو
وحشیون ہم بھی چلینگے سوئے صحرائے جنون — ٹھہرو کچھ روز ذرا فصلِ بہار آنے دو
یہ وہ خورشید نہین ہے جو گھٹا سے چھپ جائے — زلف کو عارضِ پرنور پہ لہرانے دو
دیکھین کیونکر یہ جیا رہتی ہے پھر آنکھون مین — وصل کی رات تو اے رشکِ قمر آنے دو
مین نے اونسے جو کہا آپ پہ مرتا ہی کوئی — ہنس کے وہ بولے بلا سے مری مر جانے دو
چاہیے قدر تمھین اپنے ہوا خواہون کی — خارِ عاشق کو نہ تم اے گلِ تر کھانے دو
بیٹھے بیٹھے تو الجھتی ہے طبیعت میری — اپنے گیسوئے مسلسل مجھے سلجھانے دو
آکے وہ ہاتھ نہین جوڑتے دیکھون کیونکر — اونکے کوچے مین ذرا پانون تو پھیلانے دو
وضع کے پاس نے یہ حال بنایا ہمدم — اب نہ سمجھاؤ مجھے یار سے مل جانے دو
دیکھین تسلیم وہ آتے نہین ہم تک کیونکر
اور کچھ روز ذرا دیکھین اپنی غزل گانے دو

روز رہتے ہین نقابِ رخِ دلبر گیسو — پردۂ کعبۂ عاشق ہین معنبر گیسو
وصل مین بگڑے بنے یار کے اکثر گیسو — اولجھے سلجھے مری تقدیر سی شب بھر گیسو
کون رویا ہے گلے تمکو لگا کر شبِ وصل — آج بیوجہ مرے جان ہین کیون تر گیسو

روح بو مشک کی دیتی ہوئی تن سے نکلی
مجھکو یاد آئے تھے کسکے تہ خنجر گیسو

عنبر افشان ہے اگر موج صبا حیرت کیا
چھو گئی ہوگی تمھارے کبھی آکر گیسو

ہین نہ مانونگا یہ ظلمت سی کسدن تھی نصیب
ہو گئے ہونگے شریک شب محشر گیسو

کہنے سننے سے اگر وصل ہوا بھی تو کیا
ضد سے بیٹھے وہ بنایا کیے شب بھر گیسو

جتنے معشوق ہین سب سر پہ چکھہ دیتے ہین
واہ کیا رکھتے ہین دنیا مین مقدر گیسو

مو بمو حال پریشان ہی مرا انسے عیان
ما جرائے دل برہم کے ہین دفتر گیسو

حلقے حلقے مین ہین عشاق کے دل گرم فغان
کوچۂ حشر ہے ہر چین معنبر گیسو

چاہتے ہین کہ پریشان ہی مرین بھی رہون
کھول دیتے ہین مری گور پہ آکر گیسو

بے سبب مجھسے جو برہم ہین تو کیا غم ایدل
نہ مرے بخت سیہ ہین نہ مقدر گیسو

بگڑے ہین موج صبا سے دم آرایش وہ
ہل گئے ہین جو کبھی بال برابر گیسو

کیسے مشتاق شب قدر ہون دنیا مین مجھے
اپنے دکھلا دو تم اے سبط پیمبر گیسو

ایک دن یہ ہین کہ ہین خاک اوڑاتے سر پر
ایک وہ دن تھے کہ ہم دھوتے تھے دن بھر گیسو

تیرہ روزون کو میسر نہین اسباب فراغ
خانہ بردوش ہی رہتے ہین معنبر گیسو

روز و شب کرتے ہین تصویر سی رخ کو سجدہ
ایک ہی کافر بیدین ہین ستمگر گیسو

اوڑ چلا اور بھی وہ رشک پریزاد انسے
منگئے حسن کے پرواز کو شہپر گیسو

آرزو ہے کہ شب قدر ہو یا شام امید
کچھ دکھائے نہ خدا تیرے دکھا کر گیسو

خوبصورت کا بگڑنا بھی ہی دنیا مین بناؤ
کٹ کے بنجاتی ہے وہ زلف معنبر گیسو

یہ بھی تقدیر کے ہین پیچ و گرہ تسلیم
مجھسا آزاد ہو یا بند معنبر گیسو

ہو زہر مجھے ہجر مین گر فکر دوا ہو
مر جاؤن جو بالین پہ مری ذکر شفا ہو

افسوس وہ بے گور و کفن بعد فنا ہو
تربت بھی نہ اوسکی بے جو تمپہ مٹا ہو

طفلی سے جو بُت فتنہ ہو آفت کا بنا ہو
وہ شوخ جوانی مین قیامت نہ ہو کیا ہو

اے خضر ہمین کیا جو لیے آبِ بقا ہو
چھیڑا یہ اوسے دو جسے جینے کا مزا ہو

انداز ہو شوخی ہو کرشمہ ہو ادا ہو
سب ہون مگر اے جان نہ شبِ وصل حیا ہو

جب مجھکو یقین آئے کہ تم اہلِ وفا ہو
جو سامنے کہتے ہو مرے بعد بنا ہو

مستی کہ عوض موت کی غفلت مجھے کیون ہے
دھڑکا ہے کہین زہر نہ ساقی نے دیا ہو

آتا ہے بہ سیرِ گلِ پردہ نشین آج
اے بادِ صبا چل چمنستان سے ہوا ہو

آؤ گلے ملجاؤ کہ آخر ہے شبِ وصل
ہوتی ہے سحر وقت سحر دیکھیے کیا ہو

پھیرو قدم اے جان اوسی نازہ پہ چلیے
کہنے کو ادا آپ کی ہو میری قضا ہو

کیون آئی نہین داد کہ پیمانہ مین اب تک
قسمت سے اجل بھی نہ کہین آملیا ہو

دن رات ہم آغوش رہے شوق مین تجھسے
اے کاش دلِ تنگ ترے تنگ قبا ہو

وہ مرنے کا غم بھی نہین ویرانے مین مجھکو
آباد رہے خانہ خرابی کا بھلا ہو

کسواسطے ہو تو سرِ قدح ہمسرِ ابرو
کیون شکلِ مہِ نو کوئی انگشت نما ہو

کعبے کا ارادہ کیے نکلے تو مین گھر سے
آجائے وہ بُت سامنے اسلام تو مرا ہو

اے عمر یہان چلنے مین کسکو ہے پس و پیش
مین بھی ترے پیچھے ہون تو آگے تو ذرا ہو

یون چاک کرے دستِ جنون پیرہنِ تن
یہ جامۂ ہستی کسی مفلس کی ردا ہو

ہم بھی کسی محبوب سے کرلین گے بغل گرم
تم پیار کرو جان دو اغیار کو جا ہو

کیا لطفِ خموشی ہے جو تم صورتِ پیکان
توڑو بھی مرے دل کو تو پیدا نہ صدا ہو

وہ خستہ دلِ جور زمانہ ہون کہ بالفرض
مین شکر بھی گر منھ سے نکالون تو گلا ہو

لو اور سنو کہتے ہین ایسا ہمین دل دو
اُدھڑنے مین جو ہو رنگ تو پہنے مین حنا ہو

صورت سے ہوا کرتی ہے معنی کو ترقی
گھوڑا دن جو بتوان کو تو مجھے یاد خدا ہو

کیون وصل کی حسرت اوسی لکھی کہ ہوئی فکر
کیا شرم نے بھٹکایا ہو کیا دل مین خفا ہو

یہ بھی مری تقدیر کا لکھا کہ شب غم — مرجاؤن گلا کاٹ کے مین نام جفا ہو
ایسے چمنستان مین بسر ہو مری کیونکر — بیگانہ جہان سبزہ ہو شمشاد کھچا ہو
لیجاے وہ کیا ساتھ مجھے سیر چمن کو — جو دیکھ کے سایہ بھی قریب اپنے خفا ہو

سُنتا ہون وہ بُت آپ سے آئیگا مرے گھر
کیا بات ہے تسلیم اگر فضل خدا ہو

حسرت ہی دل کو شکوۂ قاتل بیان نہ ہو — زاغم بگڑ گئی طرح دہن ہو زبان نہ ہو
صبح شب وصال الٰہی عیان نہ ہو — ہو بھی اگر بلند صدای اذان نہ ہو
اللہ ری بیکسی مری سیماب کی طرح — گر مر بھی جاؤن مین تو کوئی نوحہ خوان نہ ہو
پاسِ ادب ہے شرط یہان سر کے بل چلو — اے شیخ یہ گلی ہے تہون کی جنان نہ ہو
پست و بلند دہر کے کب تک اٹھائین ناز — چلیے جہان زمین نہ ہو آسمان نہ ہو
صیاد مہربان ہو تو للکارے باغبان — چھوٹون اگر قفس سے نصیب آشیان نہ ہو
اے سوز دل جلا شجر طور کی طرح — جل کر ہون خاک نام کو پیدا نشان نہ ہو
جانا کہین نہ خانہ خرابی تو چھوڑ کر — جب تک کہ یہ مکان مرا لامکان نہ ہو
ہستی سے اپنی دون کمر یار کو مثال — لیکن یہ خوف ہے وہ کہین بدگمان نہ ہو
دو پھول کے لیے بھی ترسنا پڑے ہمین — شمع سر مزار اگر گلفشان نہ ہو
انصاف تیرے ہاتھ ہے یارب کہ باغ مین — گلچین کا جھونپڑا ہو مرا آشیان نہ ہو
لیلیٰ سے ذکر عشق جو کرتا ہے راہ مین — مجنون بدل کے بھیس بنا ساربان نہ ہو
کہتے ہین جسکو داغ دل لالۂ چمن — اے باغبان وہ آتش گل کا دھوان نہ ہو
لیلون مین اونسے حشر مین ملنے کی بھی قسم — شاید یہان جو پاس وفا ہی وہان نہ ہو
سُنتے ہی ذکر حور پری کیا بگڑ گئے — تمسا بھی بدمزاج کوئی بدگمان نہ ہو
کرتے ہین سجدے اسلیے دیر و حرم مین ہم — کیا جانیے وہ شوخ کہان ہو کہان نہ ہو

رکھین کسی سے خاک توقع وفا کی ہم
اپنی جب اس جہان مین عمر روان نہو

کاہیدہ وہ ہون راہ طلب مین اگر چلون
عمر روان کی طرح قدم کا نشان نہو

یارب جبھی مٹینگے گلے شکوے ظلم کے
یا مین نہون جہان مین یا آسمان نہو

بیچین وہ بھی ہین جو مری طرح کیا عجب
ممکن نہین کہ درد یہان ہو وہان نہو

واماندگی یہ کیسی صدا آرہی ہے آج
تجھکو پکارتا جرس کارروان نہو

اللہ رے ضعف بادیہ پیمائے عشق کا
پھولے جو آبلہ بھی تو پانی روان نہو

اٹھ جائے گر حجاب خودی بھی تو خوب ہو
حسرت ہو میرے اوسکے کوئی درمیان نہو

تسلیم ایسی بزم مین کیا خاک جی لگے
ذکر شراب و ساغر و مینا جہان نہو

کیا دل رہے جسمین داغ نہ ہو آبلہ نہو
کچھ بھی نہین وہ باغ جو پھولا پھلا نہ ہو

امید و یاس دونون سے دل آشنا نہ ہو
میرا جو مدعا ہو کوئی مدعا نہ ہو

حسرت ہے آئینے سے ترا سا سنا نہ ہو
مین چاہتا ہون تجھسا کوئی دوسرا نہ ہو

کل پر نہ ٹالیے مجھے اے جان پئے وصال
کیا جانیے کہ وقت سحر کیا ہو کیا نہ ہو

کہتے ہین مجھسے حرف محبت کہ یار سے
ایسے ملو کہ پھر کبھی دم بھر جدا نہ ہو

یارب اسیر عشق سہی قید ہون مگر کبھی
قمری کی طرح طوق گلے سے جدا نہ ہو

آہو مین آگئی یہ کہان سے رسیدگی
وحشت زدون کی قبر کا سبزہ چرا نہ ہو

وہ درد دوست ہون کہ ہمدم دوا نہ ہو
یارب مری دوا نہ ہو مجھکو شفا نہ ہو

دل دینے مین نہین مجھے انکار کچھ مگر
وہ ناز کیجیے جو کسی سے ادا نہ ہو

جا جا کے دیکھتا ہے خدا کی جو شان شیخ
کعبے کے پردے مین بت کافر چھپا نہ ہو

کہتے ہین ایک دل کی ہمین بھی تلاش ہے
لیکن جو گرم مثل شرر ہو بجھا نہ ہو

آئے بھی کہنے سے یار دن کہو تو کیا
یکسان ہے وصل و ہجر اگر دل ملا نہ ہو

وہ ناتوان ہون موت جو مانگون فراق مین — سوے فلک بلند بھی دست دعا نہ ہو
سوزش وہی ہر سینے مین لیکن خلش نہین — پیکان بھی دل کے ساتھ گیا جل گیا نہ ہو
یارب کسی کا دل نہ دکھے میری دل کی طرح — فریاد مین اثر نہ ہو نالہ رسا نہ ہو
مہندی وہ ملتے ہین مرا ہوتا ہے خون خشک — ڈر ہے کہ بار ہاتھون کو رنگ حنا نہ ہو
خرقے کو پھاڑ جبہ جلا دے عبا کو پھینک — اے شیخ اگر ہوس ہے کہ اہل ریا نہ ہو
اوروں سے سمجھ ہے یار کی کیا حال دل کہون — ڈرتا ہون شکر سے مرے پیدا گلا نہ ہو
تصویر کھینچنے مین یہ مانی رہے خیال — میرے گلے سے خنجر قاتل جدا نہ ہو
مین چارہ جو نہین ہون کسی اہل درد سے — ناخن ہلال چرخ کا عقدہ کشا نہ ہو
وہ بت اگر خفا ہے تو گھر اپنے خوش رہے — یہ رنج و غم تو وہ کرے جسکے خدا نہ ہو
پر داغ دل سے نکلے نہ کس طرح آہ سرد — لالہ ہو لالہ زار ہو یا دشت و صحرا نہ ہو
یاران رفتہ کی نہین دیتا کوئی خبر — غم ہے یہ قافلہ بھی کہین لٹ گیا نہ ہو

مٹتا نہین جو صفحۂ ہستی پہ کچھ پتا
تسلیم مثل حرف غلط مٹ گیا نہ ہو

وعدہ کبھی وہ کرین تو وفا سے بھرا نہ ہو — پھولے بھی نخل عشق تو پیدا ثمر نہ ہو
یارب مرے علاج سے اے چارہ گر نہ ہو — یہ درد دل یہ درد جگر درد سر نہ ہو
مین کیا کرونگا شکوہ بیداد تمہارا وہان — ڈرتا ہون روز حشر خدا بھی ادھر نہ ہو
فریاد سنکے غیر نے پوچھا تو یہ کہا — ہوگا بلا نصیب کوئی تم خبر نہ ہو
آہستہ دوستو کہو پیغام وصل دوست — سنتا یہ گفتگو کہین مرغ سحر نہ ہو
ملک عدم کی سیر کا کیا لطف اے اجل — جبتک کوئی رفیق نہ ہو ہمسفر نہ ہو
حسرت ہی مثل شیشہ سبکدوش مین رہون — گردن برائے نام اگر ہو تو سر نہ ہو
صورت تو بھی بھولی بھولی ہی باتین بھی خوب ہین — پھر بھی یہ ڈر ہے دل کو کہ بیداد گر نہ ہو

سیماب کی حیات مری بھی حیات ہی — گر مر بھی جاؤن مین تو کوئی نوحہ گر نہ ہو
کب تک آئے یار جوانی کے جوش مین — صبح شباب دن ہوئی کیا دوپہر نہ ہو
صحرا سے قیس آکے وطن مین بہل گیا — وہ کیا کرے کہ جسکے مقدر مین گھر نہ ہو
دونون کے صدمے روز کہان تک اوٹھایئے — پہلو مین دل اگر ہو تو یارب جگر نہ ہو
کیونکر نہ ہو عجب مرے مرنے کی شہر مین — سبکو خبر ہوا یک اونھین کو خبر نہ ہو
اوس کوچے مین گئے تھے کہ رحم آئے دیکھکر — ہم کیا کرین جو چشم فسونگر ادھر نہ ہو
گر ہون وہ گوش جو نہ سُنین ماجرائے درد — وہ چشم کور ہو جو حقیقت نگر نہ ہو
دیتے ہین دل گمان وفا پر مگر ہے غم — پھر کیا ہوا اوس مین بوی محبت اگر نہ ہو
زاہد تری نماز خدا کو ہو کیا قبول — جبتک کہ نقش پاے بتان زیر سر نہ ہو
امید تو مجھے ہے کہ آئیگا کل وہ ماہ — شام شب فراق الٰہی سحر نہ ہو

تسلیم فکر شعر وہان کیا کرین جہان
قدر کمال و عزت اہل ہنر نہ ہو

اودھر سے آئیگا قاصد شتاب آنے دو — مرو نہین ابھی خط کا جواب آنے دو
بلا سے جور بتان کا نہین کوئی پرسان — خدا تو پوچھیگا روز حساب آنے دو
ابھی سے نیند کا حیلہ شب وصال عبث — پہر تو بجنے دو ہنگام خواب آنے دو
کتاب پند کا کیا کام بادہ خوارون مین — بنیگا واعظ خانہ خراب آنے دو
غرور حسن مین حورون کی بھی خبر لینگے — ذرا عروج پر اونکا شباب آنے دو
جگاتے کیون ہو نکیرین زیر کنج مزار — ذرا تو بھر خدا لطف خواب آنے دو
شرارتین مین سناؤنگا انکی بچپن کی — مجھے تم آپ مین ای شیخ و شاب آنے دو
نہ ہوگا ماہ فلک پر نہ شمع محفل مین — تم اوسکو گھر سے ذرا بے نقاب آنے دو
فروغ حسن سے جائیگا زرد رو ہو کر — تمھارے سامنے کیا آفتاب آنے دو

ابھی سے ذکر حرام و حلال کیون واعظ
زبان تک تو شراب و کباب آنے دو

جنون کی جوش مین پرزے اوڑائین گے دم حشر
ہمارے ہاتھ مین فرد حساب آنے دو

بٹھا کے یار کو دیکھینگے جلوے دونون کے
عروج ماہ شب ماہتاب آنے دو

عدو سے کرتے ہین وعدہ وہ میری تربت پر
انھین زمین مین ذرا گاڑو اب آنے دو

وہ کہتے ہین ابھی دست ہوس بڑھاؤ نہین
مراد پر بر نخل شباب آنے دو

ملیگی خاک مین روز سیاہ کی ظلمت
خیال کاکل پر پیچ و تاب آنے دو

سنے کہ بگڑے کہون گا ضرور در جگر
اونھین تم آج دم اضطراب آنے دو

یہان بھی پیش نظر موجزن ہی جام شراب
جو آرہا ہے برستا سحاب آنے دو

کہین گی حورین در خلد پر مجھے تسلیم
یہ ہے غلام رسالت مآب آنے دو

مسکرائی ہو کیون اشک بہاتی کیون ہو
جھوٹے موتی مجھے بیکار دکھاتے کیون ہو

بحر ہستی مین ہی ہستی مری مانند حباب
ہاتھ آنیکا نہین ہاتھ لگاتے کیون ہو

دل بسمل ہو ن نہ کوئی جگر تمری ہون
گلرخو سرو قدو مجھکو جلاتے کیون ہو

خاطر بیم سے جو بربادی عاشق تھی مراد
پھر مری خاک پہ تم خاک اڑاتے کیون ہو

دیکھنے آئے ہو کیا نزع مین دشمن ہوکر
دل جو ملتا نہین پھر آنکھ ملاتے کیون ہو

غفلت مرگ سے تا حشر نہ ہونگا ہشیار
دم تلقین مرے شانے کو ہلاتے کیون ہو

سمجھتے ہو نہ مجھے نقش کف پاے رقیب
ضد سے پھر خاک مین یکجان ملاتے کیون ہو

آنے کی خبر جھوٹھ عزیزو نہ کہو
فائدہ کیا دل مایوس دکھاتے کیون ہو

غمزدہ ہون مجھے عشرت بھی نہین رنج سے کم
تم ہنسا کر صفت زخم رولاتے کیون ہو

مازہ بردار جو پھسا نہین پایا کوئی
اسقدر آپ سے باہر ہوے جاتے کیون ہو

فقر و نعیم وہ نہین آنیکا کبھی اے تسلیم
بگڑی تقدیر کی باتون سے بناتے کیون ہو

تمنا ہے کہ دل آشوب گاہِ درد پنہان ہو
نیا اک زخم ہو ہر دم نرالا روز پیکان ہو

لکھون گر ماجرائے دیدۂ خونبار کا شب بھر
ہر اک نقطہ بنے یاقوت خامہ شاخ مرجان ہو

شکایت کیا لکھون اے نامۂ تکلیف فرقت کی
مبادا وہ ستم ایجاد خط پڑھکر پشیمان ہو

ازل کی سوختہ قسمت کو کیا غمخوار تسکین دے
کہ زائل ابر باراں سے نہ سوز برق تابان ہو

وہ مجنون ہون کہ گر قصد صحرا فرط شادی سے
دکھائی غول مشعل گرد باد دشت رقصان ہو

پئے گلگشت وہ رنگین ادا آئے جو گلشن مین
قدم لے سوج سبزہ نکہت گل سرمہ قربان ہو

سراپا مدعا ہر دم دہان زخم ہین اپنے
کبھی شاید زبان خنجر سفاک پر سان ہو

یہی ہے آرزو اے دست وحشت جوش سودا مین
نہ منت کش ہون دامن کا نہ احسان گریبان ہو

کوئی تو شعر پڑھیے جس سے اے تسلیم جی نکلے
خدا کے فضل سے ہمثل شاعر ہو سخندان ہو

مٹکر بھی سرد مہری گلرو عیان نہ ہو
جل جاؤن مین جو صورت سبزہ دھوان نہ ہو

وہ کیا زبان جو خوگر ذکر بتان نہ ہو
کس کام کے وہ لب جنھین لطف بیان نہ ہو

افتادگی کی شرط یہی ہے کہ زیر چرخ
دل پر کسی کے صورت سایہ گران نہ ہو

لطف جفا کشی ہے ستمگر کے دم تلک
مین بھی نہ ہون جہان مین گر آسمان نہ ہو

روتے ہین خون کہ نہین سکتے جگر کا حال
مثل دہان زخم کوئی بیزبان نہ ہو

ڈر ہے کمال ضعف بنادے نہ بے نشان
مجھپر بھی تیرے موے کمر کا گمان نہ ہو

بلبل نہ چھوڑ دامن صیاد و باغبان
جب تک قبای گل کی طرح دھجیان نہ ہو

ہر چند بوسے یار کی لیتا ہون خواب مین
اسپر بھی یہ گمان ہے وہ بدگمان نہ ہو

مٹنے کے بعد پھر مجھے ہوگا کہان نصیب
اے تہ داغ دل گل باغ جنان نہ ہو

احباب کیون ہون بعد فنا دیکھکر ملول
مثل حباب تربت بیچارگان نہ ہو

میرا ترا ہے رابطہ مانند جسم و جان
ممکن نہین کہ ساتھ یہان ہو وہان نہ ہو

تسلیم بدگمانی بلبل کا ہے خیال
کہدو کہ رو کے شمع لحد گلفشان نہ ہو

ہمیشہ اولٹی سوجھی رہی جنون فتنہ سامان کو
اگر اوبچھا ہو دامن سے تو پھاڑا ہو گریبان کو

خیال یار سے کیں سوز دل کی صبح تک باتین
جگایا رات بھر افسانہ کہکر ہمنے مہمان کو

اگر ہے شوق آزادی حذر کر نغمہ سنجی سے
قفس مین ہمنے دیکھا عمر بھر مرغ خوش الحان کو

چلے آتے ہین لاکھون ہمنے ڈالے آج مقتل مین
اوٹھاؤ تیغ ابرو کو سنبھالو تیر مژگان کو

کوئی خوش ہوا کرتا ہمین سمین محبت کی
مبارکباد شادی دی رہی ہین زخم خندان کو

ہوا کرتے ہین اکثر بیجا ظالم زمانے کے
ہزارون مین چمک کر چلتے دیکھا تیغ عریان کو

اوڑاتی پھرتی ہین کیون خاک میرے دشت غربت کی
بگولا کیا اوٹھالیجائین گے سر پر بیابان کو

رہے ناآشنا ہم بھی ہمیشہ ہمروت سے
کبھی پھر کر نہ دیکھا صورت عمر گریزان کو

گلے شکوے کی باتین اپنے دل سے بھی نہین کرتا
سمجھتا ہون مین غماز اوس فادمن کو گریبان کو

یہ مانا مین نے جادو قہر فتنہ کچھ نہین لیکن
زمانہ کہہ رہا ہے کیا تمھاری چشم فتان کو

دم صبح ازل پھاڑا جو مین نے پیرہن اپنا
لیا خورشید نے دامن مہ نو نے گریبان کو

بلا سے وہ نہین آتی خیال اونکا تو آتا ہے
غنیمت جانتا ہون مین شب تاریک ہجران کو

ملین صبح وطن کی آرزوئین خاک مین مرکر
مبارکباد دے اے بیکسی شام غریبان کو

امانت جانکر اے دار محشر کلیجے سے
لگا رکھا ہی مین نے آج تک قاتل کی پیکان کو

اسیری کا مزہ گھر بیٹھنے دی غیر ممکن ہے
کیا آباد زندان چھوڑکر یوسف ذی کنعان کو

نہ دیوانہ کوئی مجھسا نہ ایسا دشت عالم مین
بیابان مغتنم مجھکو غنیمت ہین بیابان کو

وہ لذت آشنائے مرگ ہی تسلیم دنیا مین
کہ پیتا ہے ملاکر زہر ظالم آب حیوان کو

پس مردن بھی رکھا عشق ذی پیرہن مجھکو
دیا ہے دامن صحرا کا غربت مین کفن مجھکو

نہین معلوم سمجھے کسکی چشم شوخ کا وحشی
دکھا کر رہ گئے آنکھین غزالان ختن مجھکو

لہو بھی تھوکنی ہین ہای شادی سے مین خندان ہون
دیا ہی زخم کی تقدیر نے گویا دہن مجھکو

نہین ہی وجہ احسان کثرت احباب مدفن پر
ملا نے خاک مین آکے ہین یاران وطن مجھکو

نہ رہتی ہے خبر اپنی نہ حیرانی مین اورون کی
بنا دیتی ہے آئینہ تمھاری انجمن مجھکو

ملا یا خاک مین بار لباس کنج مرقد نے
تمھین دینا تھا بوسے چادر گل کا کفن مجھکو

انھین سے کچھ دل سوزان بہلجاتا ہی فرقت مین
رفیق بیکسی اے یار رہن داغ کہن مجھکو

بہار آئی نہین جام مے گلرنگ بھرتا ہی
ابھی سے چھیڑتا ہے ساقی توبہ شکن مجھکو

کسے ویرانۂ دنیا کی اے تسلیم حسرت تھی
عدم سے کھینچ لایا شوق مین دیوانہ پن مجھکو

متفرقات

غور سے دیکھا تو وضع سفلہ پایا آپ کو
اور بگڑے جسقدر رہنے بنایا آپ کو

اپنی ہستی عود کی ہستی تھی بزم دہر مین
خوش ہوے یاران محفل جب جلایا آپ کو

اپنی خود بینی نے ہمکو کھو دیا مثل حباب
کھول کر جب آنکھ دیکھا کچھ نپایا آپ کو

حضرت دل دین و دنیا دونون سے کھویا مجھے
وای بر من کیون عدم سے ساتھ لایا آپ کو

مین خود آمادہ تھا اس عالم فانی سے جانے کو
اجل کیون دوڑی آئی خاک مین ٹھوکر ملانے کو

تہ خاک لحد بھی تختہ مشق ناربیجا ہون
ستم شستے تیری صورت بن کر آئی مین ستانے کو

وہ لذت بخشی ہی غم نے کہ مین کہتا ہون گردون سے
کوئی دل اور بھی صدقہ ستم کا داغ کھانے کو

کیا ہی بیزبان فرقت مین زور ناتوانی نے
ترستی ہے مری فریاد دل سے لب تک آنے کو

خاک مین دل کی تمنائین ملین کچھ غم نہ ہو
خانۂ آئینہ مین کوئی مرے ماتم نہ ہو

چاہتا ہون جینے مرنے کا جہان مین غم نہ ہو
صورت تصویر بیجان تن نقطہ ہو دم نہ ہو

ایک اس دل کی بدولت ہین ہزارون آفتین
یہ نہ ہو جسمین مرے پہلو مین کوئی غم نہ ہو

مثل شبنم اگفتِ مہر مین ہمت شرط ہی — نارسائی لاکھ افزون ہو ارادہ کم نہ ہو
کیا تماشا ہو پلٹ جائین جو تقدیر مین دو — مین خطا مین کرون تم غیر کو تعزیر مین دو
خوش کبھی ہوتے ہین وہ سُنکے مجھے گاتے ہین کبھی — دین خدا نے مری فریاد مین تاثیر مین دو
دل وحشی ہی مرا کاکل و گیسو مین اسیر — ایک دیوانے کو پہنائی ہین زنجیر مین دو
کیا دم ذبح مزہ دیتی ہین مُنھ دیکھ تیرے — او ستمگار سُنا اور بھی تکبیر مین دو
وہ سوئین رات بھر میری بغل مین — مجھے دیکھو مری تقدیر دیکھو
نہ مکر و لکھ کے خط مین وعدۂ وصل — تم اپنے ہاتھ کی تحریر دیکھو
لڑی ہین دیدۂ قاتل سے آنکھین — مرے تیور تو شمشیر دیکھو
گرا کرتے ہین اوٹھا اوٹھا کے بجلے — مرے ویرانے کی تعمیر دیکھو

تسلی کچھ تو ہو گی دل کو تسلیم
گھڑی بھر یار کی تصویر دیکھو

مجھ کو کیون ہون جو درد ہجر کی پیدا ہو — آہ مین لطف نسیم سحری پیدا ہو
کیون سنون بدر و جنت کی فسانے واعظ — وہ خبر دے کہ مجھے بیخبری پیدا ہو
دل ہی صد چاک ہوا درد جگر مین اوٹھے — کچھ تو یارب سبب نوحہ گری پیدا ہو
مرتے ہین شوق وصل مین بیشک کیکو آج — ہم بھی گلے لگائینگے خنجر ہی کیون نہ ہو
یارب خرام ناز سے عالم تباہ ہی — اس سے تو پھر جہان مین محشر ہی کیون نہ ہو
تم کچھ کہو تمھین نہین دینے کا مین لبھی — ہر چند دل مرا مجھے دو بھر ہی کیون نہ ہو
ہتو کس لیے روز ہے قتل عام — یہی چاہتے ہو خدائی نہ ہو
یہ ممکن نہین صلح ہو غیر سے — ہمارے تمھارے لڑائی نہ ہو
غنیمت ہے گر مرکے پیچھا چھٹے — مری عاشقی آشنائی نہ ہو
ہنون رنگ مین تم گل تر ہو — ملو اس طرح پھر جدائی نہ ہو

انتہاے ضبط سے رازِ نہان افشانہ ہو
اُڑ رہی کوئی بات تا موشی میں بھی پیدا نہ ہو

وصل کی شب خوب ہے لیکن بہ بنگ شامِ گور
عیر کا گھنٹا کا اذانِ صبح کا دھڑکا نہ ہو

مر گیا ہوں ہجرِ گل میں خاک اڑانے کے لیے
میرے ماتم میں بُلا لو نکہتِ برباد کو

مبارکباد

یہ جشن کہ خدائی آپ کو ہر دم مبارک ہو
عروسِ کامرانی سے شہِ عالم مبارک ہو

یہی مجمع ہے دن رات رقاصہ کا محفل میں
صدائے چنگ و رود و عود و وزیر و بم مبارک ہو

نوید اس خرمی کی قاف میں پریاں جو سنتی ہیں
وہی کہتی ہیں خوش ہو ہو کہ وہ ہم مبارک ہو

قِران مشتری و زہرہ سے وہ دن خدا لائے
کہ میں آکر کہوں اے خسروِ عالم مبارک ہو

مسیحا و سلیماں کی دعا ہے آپ کو پیہم
یہ بلقیسِ زمانہ تا نے مریم مبارک ہو

یہی نغمہ سرا رقاص ہیں ہمت محفل میں
نئی چاہت کا الفت کا مزا باہم کبارک ہو

ہمیشہ آپ کو بزمِ جہاں میں تا دمِ محشر
یہ روزِ عیش فرخ ہو یہ جشنِ جم مبارک ہو

یہی کہتی ہے دنیا اے مری خالق زمانے میں
دو عالی خاندان کی نسبتِ باہم مبارک ہو

الٰہی گلشنِ عالم میں جب تک دامنِ گل کو
پئے زینت گہر افشانیِ شبنم مبارک ہو

الٰہی دہر میں جبتک ہرے جلوہ افروزی
زمین و آسمان تو یہ اعظم مبارک ہو

مرے سلطان کو سلطان کی ذی رتبہ بیگم کو
عروجِ نجمِ اخلاص و وفا ہر دم مبارک ہو

دو پیکر کی طرح دونوں کو زیرِ آسمانِ ماریب
برابر اتصال و الفتِ باہم مبارک ہو

ہوا خواہانِ دولت کو عطا کر نادمِ بخشش
مکلّف خلعتِ عیش و سرور و رزم مبارک ہو

تہ چرخِ بریں دن رات تسلیم و دعا گو ہو
ہمیشہ فخر پا بوسِ شہِ عالم مبارک ہو

ایضاً

آج زیبِ مکان مبارک ہو
پرتو طیلسان مبارک ہو

تا قیامت ہو جشن سال گرہ | یہ خوشی جاودان مبارک ہو
دیکھکر سہرہ زیب سر مین کہون | اے شہ کامران مبارک ہو
ساتھ میرے کہین فرشتے بھی | ہان مبارک ہو ہان مبارک ہو
روز و شب بزم گاہ عشرت مین | نغمہ خوان مبارک ہو
محفل عیش و قصر دولت مین | مجمع دوستان مبارک ہو
سر پہ ظل شہ حسین میان | تا قیام جہان مبارک ہو
نوبتین روز و شب خوشی کی بجین | زیر و بم کا سمان مبارک ہو
ہر طرف رقص ہو حسینون کا | جلوہ ہائے مہ رخان مبارک ہو
دشمنون کو ترے تہ افلاک | گردش جانستان مبارک ہو
سایہ زر نگار زیر قدم | تا سر آسمان مبارک ہو

بابا صاحب کو جشن سال گرہ
اے خدا جاودان مبارک ہو

ردیف ہائے ہوز

دنیائے بد نہاد کا سودا ہے سر کے ساتھ | انجام ہو بخیر کہ شر ہے بشر کے ساتھ
اللہ رے اشتیاق زبانی پیام کا | دوڑا گیا مین چند قدم نامہ بر کے ساتھ
آہین جو کھینچتا ہون تو ہوتا ہے یہ گمان | شاید نکلتی جان ہے درد جگر کے ساتھ
اس رجعہ آجکل ہون بسبک فرط ضعف سے | اوڑ جاتا ہون چمن کو نسیم سحر کے ساتھ
طوفان نوح کا مین دکھادونگا ہجر مین | اے ابر کیا تو روئیگا اس چشم تر کے ساتھ
تصویر کسکی کھینچیگا دونون ہین بے نشان | مانی و بہزاد چھوڑ دے اوسکی کمر کے ساتھ
گردش سے آسمان کی چکرا رہے ہین ہم | کشتی عمر گھوم رہی ہے بھنور کے ساتھ
ہنستے ہوے کو دیکھ کے آجاتی ہے ہنسی | قاتل بھی ہنس پڑا مرے زخم جگر کے ساتھ

بیجا نہین ہی رابطہ ابرو کا خال سے
موزون ہی تیغ تیز کا ہونا سپر کے ساتھ

صبح شب وصال مین کیون نعرہ زن ہون
پڑتی ہے چوٹ قہر کی دل کو گجر کے ساتھ

چہرے کے پاس کان مین دُر ہین تو کیا عجب
تارے ضرور ہوتے ہین اکثر قمر کے ساتھ

چھاتی مین پیٹتا ہون قلق سے فراق مین
سونا جو یاد آتا ہے اوس سیمبر کے ساتھ

سودا ہے یا جنون ہی جو کچھ ہی وہ خوب ہے
تسلیم عشق زلف ہی اب اپنے سر کے ساتھ

اتو لیتے ہین بڑھا کر ہم طرف اسکی کمر کے ہاتھ
آبرو روز جزا ہے ساقی کوثر کے ہاتھ

مجھکو خنجر دو گلا خود کاٹ کر مر جاؤن مین
کاہے کو رسوا ہو تم میرے لہو مین بھر کے ہاتھ

بار انھین رنگ حنا اوسکو گران موج نسیم
شاخ گل ہے کہ نہین نازک مری دلبر کے ہاتھ

کاٹتا ہے بیستون تھکتا نہین ای کوہکن
بن گئی کیا عشق شیرین ہی تری پتھر کے ہاتھ

کوستا ہے وہ مجھے دامن اوٹھا کر ڈر یہ ہی
چوم لین حوریں نہ بڑھکر اوسکی پیکر کے ہاتھ

سخت جان مین وہ نزاکت سے سر اپا شاخ گل
آبرو اب ہی مری آب دم خنجر کے ہاتھ

وصل مین اوسکو گلا بڑھ بڑھ کے لپٹایا کیے
سو گئے وقت سحر جاگی ہوئی شب بھر کے ہاتھ

ایک مین ہون پانو تک چھونے نہین دیتا کبھی
اک برہمن دیکھتا ہے روز اُس کافر کے ہاتھ

گر یقین آتا نہین کہنے سے میری بدگمان
دیکھ لے سوز درون تو آپ دل بر کے ہاتھ

چوم لیتا تھا قبول حق ہزارون شوق سے
جب دعا کو واسطے اوٹھتے تھے پیغمبر کے ہاتھ

بدگمان کیا جانیے وہ کیا مری قاصد سے ہین
خط مجھے بھیجا چھپا کر اپنے نامہ بر کے ہاتھ

عید ہوتی ہے مجھے جب دیکھتا ہون خط یار
چوم لیتا ہون خوشی مین اوٹھکے نامہ بر کے ہاتھ

بدگمان دامن اوٹھائے کس لیے ہی بعد قتل
کیا بڑھینگے شوق مین اب لاشۂ بے سر کے ہاتھ

اسقدر کیون تابع فرمان ہے اے تسلیم تو
بے درم کیا بک گیا ہے اوس بت کافر کے ہاتھ

شوق مین پیکان سی لیٹی حسرت ارمان کے ساتھ
حوصلے کیا کیا نکالے روح نے مہمان کے ساتھ

بحر ہستی مین حباب آسا تھے لبریز فنا
مٹ گئے ہم آپ اپنی جنبش دامان کے ساتھ

عالم طفلی سے ہوا ہے دوستا مے تیغ عشق
پرورش پایا ہوا ہی دل مرا پیکان کے ساتھ

اسکو کہتے ہین وفا ثابت قدمی گذرین مگر
آج تک ہین خار صحرای جنون دامان کے ساتھ

ہمرہ تابوت عاشق کیا کروگے چلکے آج
ایک عالم ہے تمہارے کشتہ حرمان کے ساتھ

باز آیا ایسے جینے سے خدا کے واسطے
زہر تھوڑا مجھکو دیدے چارہ گر درمان کے ساتھ

دوش پر تابوت ہر سو اہل ماتم کا ہجوم
میسر و سامان تری جاتے ہین کس سامان کے ساتھ

سنکھکر میرا گریبان جسسے کہتا ہی وہ شوخ
سچ بتا سویا تھا شبکو کس گل خندان کے ساتھ

خاک اوٹھکر پہلو مدفن سے جاون سوی خلد
ہوگئی ہے مجھکو الفت خانہ ویران کے ساتھ

دن کو اندوہ جدائی شبکو امید وصال
کٹ گئی عمر دو روزہ حسرت و حرمان کے ساتھ

کیا کہین کیا دیکھتے ہین گلشن ایجاد مین
ہم بھی حیران بنگئے ہین نرگس حیران کے ساتھ

پیر تر تکلیف پیکان دمبدم ہے کس لیے
کیون تجھے ضد ہوگئی ہمدم غم مہمان کے ساتھ

آگ کی مت مین لگی ہے کیا کہین تسلیم حال
جل رہی ہے جان بھی داغ دل سوزان کے ساتھ

کہا جو اوس شوخ سے یہ مین نے کہ تم سے میرا سوال ہے کچھ
بدل کے تیور کہا کہ تجھکو یہ جان اپنی وبال ہے کچھ

چلے تو آئے وہ میرے گھر مین نگاہین ہر دم ادھر ادھر ہین
مین اونکے شیوے کو جانتا ہون مقرر اسمین بھی چال ہے کچھ

کہان تم انسان کہان وہ حیوان خطا ہے تشبیہ اوس سے دینا
تمہاری اس چشم پرفسون سے مثال چشم غزال ہے کچھ

متاع حسن اونسے مول لینا مین نقد دل دے کے چاہتا تھا
بدل کے تیور وہ بولے مجھسے کہ آپ کا دل بھی مال ہے کچھ

ترے ستانے کو مین جو زاہد نماز مسجد مین پڑھنے آیا
وظیفہ لب پر تو کچھ کا کچھ ہے اور اپنے دل مین خیال ہے کچھ

جو ہمکو جانا نے بعد مدت لکھا ہے خطِ غبار مین خط
تو اپنے دل کو ہے صاف ثابت کہ اونکو بیشک ملال ہے کچھ

ہزار کوئی مرے جیگا کسیکو پیرِ مغان نہ دیگا
سنا ہے مین نے یہ میکدے مین کہ دخت رز خرد سال ہے کچھ

خدا کو رندون مین واعظون مین ہمیشہ ڈھونڈھا مگر نہ پایا
کہین ہے شور ہجوم مستی کسی جگہ قیل و قال ہے کچھ

عجب ہے فصلِ بہار مین کیون جگر ہی صد چاک سینہ پر خون
بیاضِ گل پر لکھا ہوا کیا دلِ شکستہ کا حال ہے کچھ

ہزار پیسی گئی یہ لیکن کبھی نہ قدمون سے چھوٹی دم بھر
حنا بھی رفتار کی تمھاری مری طرح پایمال ہے کچھ

مے محبت سے مین ہون بیخود وہ اپنے عالم مین بیخبر ہین
مین کہتا کچھ ہون وہ سنتے کچھ ہین جواب کچھ ہے سوال ہے کچھ

یہ کیا سناتی ہے سخت جانی کہ قیدِ ہستی سے چھوٹ جانا تو
اگر سلامت ہے تیغ قاتل تو مجھکو مرنا محال ہے کچھ

ہزار مین چھیڑتا ہون لیکن نہ بولتی ہے نہ مسکراتی
تمھاری تصویر بھی کھنچی ہے مری طرف سے ملال ہے کچھ

جو کچھ نہین ہے تو ان لبون پر لگی ہے مہرِ سکوت پھر کیون
نمانو نگا حیلہ جو کبھی ہیں کسی کا بیشک خیال ہے کچھ

کسی کے آنے کی ہے جو شہرت مریضِ غم کا عجب ہی عالم
لبون سے کچھ کچھ ہنسی ہے پیدا خوشی سے چہرہ بحال ہے کچھ

چمن مین بحث فغان کرون کیا ہر ایک گل پر یہ ہے ہویدا
زبان و گفتار میری ہے کچھ ہزار کا بول چال ہے کچھ

مری بھی ہستی ہے مثل سایہ بلند و پست جہان ہی یکسان
نہ اسکو پروائے اوج کچھ ہے نہ پامالی و بال ہے کچھ

تمھارا نقصان اسمین کیا ہے نظر اوٹھا دو سوے فلک بھی
کہ دیدا بر و کی دل مین حسرت ازل سے رکھتا ہلال ہی کچھ

جہان مین تسلیم واعظون کو کبھی نہ یکرنگ ہمنے پایا
جو دل مین کچھ ہے تو لب پہ کچھ ہے جو قال کچھ ہی تو حال ہی کچھ

قطع سر ہو یا قلم ہون عاشق بیدل کے ہاتھ
جوڑنے والا نہین یہ سامنے قاتل کے ہاتھ

سبکو دیتا ہے مے گلرنگ کے ساغر مگر
ٹوٹے ہین میری طرف سے ساقی محفل کے ہاتھ

قتل ہو کر بے سبب جنبش پھڑکنے مین نہین
اب بھی لیتے ہین بلا کین آپکی بسمل کے ہاتھ

لے ہی لیتا حسن کی تیرے بلائین دور سے
صانع قدرت بناتا گر مہ کامل کے ہاتھ

کسقدر مشتاق ہین رندان میکش جام کے
دیکھتے رہتے ہین بیٹھے ساقی محفل کے ہاتھ

رحم آجائے مبادا تیغ اوٹھائے حلق سے
رکھدیے اس ڈر سے ہمنے ہاتھ پر قاتل کے ہاتھ

چاہتا ہے پار بیڑا ہو کرم کر اختیار
موجۂ دریاے رحمت جان لے سائل کے ہاتھ

کہتے ہین ہنگام رخصت آئینگے شب کو مگر
یہ وفاے وعدہ مشکل ہے یا دل کے ہاتھ

کیون تڑپتا ہی بہت اے دل اوٹھہر جا زیر تیغ
پھر نہ جائین خون ناحق سے مرے قاتل کے ہاتھ

اپنا بھی ہوتا نہین ہے ڈوبتے کا دستگیر
رہ گئی ہر موج پھیلا کر طرف ساحل کے ہاتھ

سن چکا ہے شکوۂ جور بتان اللہ سب
اب مرا انصاف ہے اس خسرو عادل کے ہاتھ

شوق پا بوس بتان مین عمر کی تو نے بسر
چوم اے تسلیم چل کر اب کسی کامل کے ہاتھ

ردیف الیا

ضعف سے تھی متحمل نہ طبیعت میری
شکر ہے اوڑ گئی چہرے سے جو رنگت میری

بیکسی چھوڑتی دم بھر نہیں تربت میری
کیا نباہی ہے بس مرگ رفاقت میری

روز و شب یہ بھی پریشان رہا کرتی ہے
پائی ہے زلف سیہ فام نے قسمت میری

غیر تو غیر ہے اپنوں کو یہ نفرت مجھسے
کہ نہیں دیکھتی آنکھیں مری صورت میری

بے ثباتی کے میں قربان کہ تصویر سی بھی
کھینچتے کھینچتے اوڑ جاتی ہی رنگت میری

سیکڑوں یار سہی اوس بت ہرجائی کے
آخر آئیگی کسی روز تو نوبت میری

کیا بدل جائیگی خلوت میں اکیلا پاکر
کچھ طبیعت تو تمہاری نہیں نیت میری

جان بلب ہوں مگر آتا ہی یہی دل کو خیال
کسکی اب ہو کے رہیگی شب فرقت میری

بے تردد نہیں دم بھر کبھی آرام نصیب
سانس چلنے سے ٹھہرتی ہی طبیعت میری

رہنے دے صورت دل پہلو مدفن صد چاک
پردہ پوشی نہ کر اے سبزۂ تربت میری

جیتے جی مرگ کی لذت مجھے بخشے گا ملال
زندہ در گور بنائے گی کدورت میری

اوسکے آنے کا کروں ذکر کہ شاید دم نزع
یہ نہیں کچھ دیر ٹھہر جائے طبیعت میری

میں سمجھتا ہوں کہ دشوار ہی صحت لیکن
چارہ گر اپنی سی کر آگے ہے قسمت میری

اسقدر اہل زمانہ سے تنفر ہے مجھے
کہ نہیں ملتی کسی سے کبھی صورت میری

کیوں نہ دوں جان میں گھٹ گھٹ کے خم ابرو پر
تیغ بے آب سے لکھی ہی شہادت میری

یاد آنا ہی غنیمت ہے کسی طور سہی
قابل شکر ہے غیروں سے شکایت میری

ہو جگا کر نہ مجھے اے سحر حشر سیاہ
دفن ہے ساتھ مرے شام مصیبت میری

خاک میں مجھکو ملانے پس مردن آئے
جاتی جاتے بھی وہ ٹھکرا گئے تربت میری

آبلے پھوٹ بہے اول منزل میں تمام
آبرو خاک کرے وادی غربت میری

جام کوثر کی توقع ہے کسے محشر میں
کہ مرے ساتھ ہے پھوٹی ہوئی قسمت میری

تھا وہ بکس کہ جہان مین صفتِ طفلِ سرشک
نہ گڑا مین نہ بنائی گئی تربت میری

آؤ گر تم جو عیادت کو دمِ آخر بھی
جان کے ساتھ نکل جائیگی حسرت میری

وہ اوٹھے پاس سے دل بیٹھ گیا پہلو مین
جان راہی ہوئی تن سے دمِ رخصت میری

تا کجا طول سحر سے نہ ہوا دل مایوس
کچھ شبِ گور نہین ہی شبِ فرقت میری

صورتِ سایہ ہون دن رات مین چلتا پھرتا
اک جگہ بیٹھنے دیتی نہین وحشت میری

تم رقیبون سے ملے مین نے کیا اور حسین
نہ گلہ کوئی تمھارا نہ شکایت میری

دلِ بیتاب کو جز مرگ کہان چین نصیب
راحتِ پارۂ سیماب ہے راحت میری

کس طرح آپ سے خالی نہ رہون شکلِ حباب
کہ روادار مری بھی نہین خلوت میری

دے کے دل بوسہ لیا کیون کہ بگڑ کر مجھکو
کہتی ہر روز ہی کم حوصلہ ہمت میری

گلِ صد برگ محبت نے بنایا تسلیم
ٹکڑے ٹکڑے ہی جگر زرد ہے رنگت میری

پریشان زلف ہی مسی اڑی ہی چہرہ اترا ہی
نکالا آج تمنے رات بھر ارمان کسکا ہی

جو پوچھا ہاتھ مین یہ نامۂ اغیار رہے کیا ہی
تو جھنجھلا کر وہ بولے کہنے والے کا کلیجا ہی

دلِ بیتاب حسن پر ایسے گلِ رعنا کے شیدا ہی
نہ مثلِ بو وہ پنہان ہی نہ شکلِ رنگ پیدا ہی

مرے ہر اشک سے عالم مین اک طوفان برپا ہی
طلسمِ تازہ ہے آغوش مین قطرے کے دریا ہی

نہ پوچھو ماجرا داغِ جگر کا ہمنشین مجھسے
چراغِ طور ہے بیروغن و آتش کے جلتا ہی

خیالِ قدِ جانان مین نظر کیا سرو پر ڈالین
عدو بنکر حباب آبجو آنکھین دکھاتا ہی

دھوان منھ سے نکلتا ہی اگر مین سانس لیتا ہون
جگر ہو دل ہو سینے مین مقرر کچھ تو جلتا ہی

[illegible] سوکھا ہوا ہی چشم تر سے اشک جاری ہین
تماشا ہی زمین خشک سے دریا ابلتا ہی

[illegible] تو ہو اللہ اسے آرام سے رکھنا
یہ وہ دل ہی جسے سونا سے پہلو مین پالا ہی

[illegible] ہی ہر دم ہی اپنا مرگ سے پہلے
یہ وہ رہرو ہی کو سون اہر سے آگے چلتا ہی

وہی دل مین جگر مین جلوہ گر ہی کہنے سننے کو
زبانی لن ترانی کا ہمارے اوسکے پردا ہی

جو کچھ کہتا ہی ناصح کہنے دو جوش جوانی مین
کسی ہی پاس رسوائی نصیحت کون سنتا ہی

نہین ہی منزل راہ عدم بھی بیخطر ہمدم
اگر رہزن نہین دزد کفن تو ساتھ لپٹا ہی

کیا ہی بے نشان عشق دہن نے اسقدر مجھکو
کہ میرا طائر ہستی بھی ہم پرواز عنقا ہی

نہ کر بیر حسینون سے سخت باتین ٹوٹ جائیگا
ترے عہد وفا سے بھی سوا نازک دل اپنا ہی

مین نکلون خانہ زندان سے کیونکر جوش وحشت مین
کہ حلقہ حلقہ زنجیر جنون کا پانون پڑتا ہی

عروس روح نکلیگی نہ تن سے زخم بھی کھاکر
سمجھتی ہے کہ چشم جوہر شمشیر بینا ہی

لگایا ہاتھ کیا اوچھا کہ تسلیم جگر خستہ
نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے پڑا اب تک سسکتا ہے

عجب محبوب کا دل مین تصور جلوہ فرما ہی
نہ وہ نظرون سے پنہان ہی نہ کہہ سکتا ہون پیدا ہی

عدم سے منزلون آگے ترے مجنون کا صحرا ہی
مکان لامکان پیچھے ہزارون کوس رہتا ہی

وہی برق تجلی ہے وہی جادہ ہی شعلے کا
فقط کچھ اعتباری فرق کا ظاہر مین پردا ہی

بہم ہی ترک الفت مدتون سے اب ہان کوئی
نہ جاتا ہے نہ آتا ہے نہ آتا ہی نہ جاتا ہی

جوانی ہوگئی رخصت سفیدی بالون پر چھائی
غبار کاروان رفتہ میرے سر سے پیدا ہی

نہ کھول آنکھین اگر خواہان ہی حفظ دین و ایمان کا
انھین راہون سے آکر دل مین وہ کافر سماتا ہی

مریض عشق کا صحت تو پانا غیر ممکن ہے
مگر پہلے سے کچھ حال دل بیمار اچھا ہی

بتون کے عشق مین کیسی توقع زندگانی کی
دل انکو دیچکا ہون جان کا مجھسے تقاضا ہی

مقابل ہے ہزارون درد و غم سے ہجر جانان مین
الٰہی خیر کرنا یہ دل مایوس تنہا ہی

نہ پوچھو کسمپرسی مرتا ہون یہ منھ پھیرے جو بیٹھے ہین
انھین پر جان جاتی ہے انھین پر دم نکلتا ہی

جلاتے ہو تم اوس دل کو کہ جسمین ایک مدت سے
تمھاری یاد ہی داغ محبت ہے تمنا ہی

ادا بھی خوب ہی نام خدا صورت بھی اچھی ہی
کرو جو ناز اپنے عاشقون پر تمکو زیبا ہی

خدا معلوم کیا آفت دلِ ناکام پر گذری
کہ رہ رہ کر مرے سینے مین کچھ ماتم سا ہوتا ہے

وہ مجنون ہون کہ لطفِ وصل حاصل ہی جدائی مین
ہر اک تارِ نفس سے آتی بوی زلفِ لیلیٰ ہے

مری ہستی ہی اک تصویرِ بازیگاہِ دنیا مین
نہ مٹنے کا مجھے غم ہی نہ بننے کی تمنا ہے

جدا کس سے رہون کس سے ملون مین باغِ دنیا مین
کہ مثلِ رنگ و بو وہ گل نہ بیگانہ نہ اپنا ہے

نہ اترا اسقدر اے غیر تو اوسکی لگاوٹ پر
بتِ زود آشنا اکدن نہ تیرا ہی نہ میرا ہے

نہین دونون کہ برجا ہوش حسنِ حیرت افزا ہی
وہ صورت دیکھکر خود گم ہین آئینہ کو سکتا ہے

نہ کھینچ اے چارہ گر بہرِ خدا سینے سے پیکان کو
کہ تنہائی مین اسکی کاوشون سے جی بہلتا ہے

خموشی مین بھی رازِ سینۂ پُر غم نہین چھپتا
تماشا ہے لبِ خاموش سے فریاد پیدا ہے

احباب دیکھکر خاموش اے تسلیم کہتے ہین
نصیب دشمنان کسکا قلق ہی حال کیسا ہے

پسِ مردن بھی جذبِ دل کی یہی سامان ہونگے
خاک اڑاتے ہوے سر پر مرے ارمان ہونگے

دفن تنہا نہ ترے بیسر و سامان ہونگے
کہ مرے ساتھ مرے سیکڑون ارمان ہونگے

روز اک داغ نیا عشق دیا کرتا ہے
رہ گئی اس دل مین بہت خوش تری ارمان ہونگے

ضعف مین جامہ دری اور کریگی رسوا
دستِ وحشت مری پیوند گریبان ہونگے

شکلِ تصویرِ خیالی ہے سراپا اپنا
خاک ہم بعد فنا خاک مین پنہان ہونگے

صفتِ نالۂ زنجیر نکل جائینگے
ہم نہ پابندِ گرفتاریِ زندان ہونگے

عرصۂ حشر کی اتنی ہے حقیقت واعظ
خاک اڑاتے ہوئے کچھ بیسر و سامان ہونگے

چارہ گر کوئی تو مونس دمِ تنہائی ہو
کچھ تو جی بہلیگا سینے مین جو پیکان ہونگے

گر یہی خاک اوڑانا ہی تو اک دن اے دوست
زندہ در گور ترے بیسر و سامان ہونگے

کہتے ہین مر نہین جاتا مین ابھی مر جاؤن
غم تو یہ ہی کہ وہ تنہا بھی پریشان ہونگے

آج بنتے ہین سنورتے ہین غضب ہی اک دن
مرگِ دشمن مین یہی بال پریشان ہونگے

پہلے حسرت تھی کہ ہو عہد وفا پار سے کچھ
اب یہ دھڑکا ہی کہ وہ دل مین پشیمان ہونگے

دھوپ سے چھاؤن سے کیا دشت نوردی مین غرض
ہم کہین ہونگے کہین نخل مغیلان ہونگے

اتو آئینے کو سکتا ہے مقابل اونکے
آینہ دیکھکے وہ آپ بھی حیران ہونگے

اے فلک بہر کفن دامن صحرا بس ہے
مرکے ہم کیا ترے شرمندۂ احسان ہونگے

گر یہی مشق ستم قاتل خونریز کی ہے
روز آباد نئے گنج شہیدان ہونگے

ساتھ لیجاؤن نہ کیونکر لحد تیرہ مین
کہ یہی داغ جگر شمع شبستان ہونگے

عمر کر لینگے بسر مثل حباب دریا
نہ گلو ہوگا نہ محتاج گریبان ہونگے

دل کے بہلانے کو دنیا مین چلے آئے تھے
کیا خبر تھی کہ یہان اور پریشان ہونگے

درد مین مانع گریہ مری غیرت ہی مجھے
کہ لب زخم جگر دیکھکے خندان ہونگے

دینگے دل اوس بت کافر کو مقرر تسلیم
آپ ہم اپنے لیے دشمن ایمان ہونگے

نادان بنگیا ہے مرا یار اور بھی
کہتا ہے لا دو دل مجھے دو چار اور بھی

جنت مقام رشک ہے کیا خاک دل ہو شاد
ہون گے ہزارون طالب دیدار اور بھی

دل مانگتی ہی چشم جگر ناوک نگاہ
پیچھے پڑی ہی زلف سیہ کار اور بھی

رکھیے ابھی نہ خنجر پر خون نیام مین
امیدوار مرگ ہین دو چار اور بھی

درد فراق یار سے بر جا نہین حواس
بک بک کے جان کھاتے ہین غمخوار اور بھی

بیٹھے ہین سر جھکائے ہوے سیکڑون ہنوز
مقتل مین چلنے دیجیے تلوار اور بھی

خالی نہ ہوگا پینے سے ساقی خم شراب
سرجوش بھر کے جام دے دو چار اور بھی

دیر و حرم ہین ایک تو خود کفر و دین کے گھر
او سبحہ ستم ہین کافر و دیندار اور بھی

بوسے پہ ٹالتے ہو کرو دل مین یاد کچھ
میرے تمہارے تھا کوئی اقرار اور بھی

روز جزا کہون گا کہ اے شافع امم
باقی ابھی ہین مجھسے گنہگار اور بھی

زاہد کو کیا ہوا کہ برہمن سے دیر مین
کہتا ہے تیرے پاس ہے زنّار اور بھی

کوچہ مین اوسکے جتنے ہین عیار ہین تمام
چلتا ہوا ہے سایۂ دیوار اور بھی

کیون اسقدر تڑپتی ہے بلبل قفس مین تو
آخر تری طرح ہین گرفتار اور بھی

انداز و ناز و غمزہ مجھی پیستے ہین سب
پامال کرتی ہی تری رفتار اور بھی

لعنت بھی کیجیے صنم بد مزاج پر
تسلیم سیکڑون ہین طرحدار اور بھی

ایسی ہے کچھ حنا کو ستمگر لگی ہوئی
پسکر بھی ہے قدم سے برابر لگی ہوئی

آخر کبھی تو دیکھین گے پٹھولین گے حال دل
عرضی مری ہے یار کے در پر لگی ہوئی

واعظ ہر بادہ خوار ذرا جھک کے دیکھ لو
بوتل بھی ایک ہے تہ منبر لگی ہوئی

ناصح مجھے پوچھ کہان تھا تو دیکھ لے
خاک در صنم ہی جبین پر لگی ہوئی

دم کا بھروسا کیا کرین سارے کی طرح موت
پھرتی ہے ساتھ ساتھ برابر لگی ہوئی

بوسے کی شرط پر ہون حسینون سے کھیلتا
میری بغل مین رہتی ہی چوسر لگی ہوئی

دیتی ہی بوسے کیون جو نہین واسطہ کوئی
گلگیر سے ہے شمع معطر لگی ہوئی

ناصح نہ آڑے ہاتھون مجھے لاکرون جو آہ
ترچھی نظر کی برچھی ہے دل پر لگی ہوئی

ساقی ادھر بھی ہاتھ بڑھا دی کہ دیر سے
میری نظر ہے جانب ساغر لگی ہوئی

آیا تھا کون خواب مین رنگین ادا یہان
مہندی ہے جا بجا سر بستر لگی ہوئی

ابرو کی پاس تھی مژگان کی نوک جھونک
گویا چھری بھی ہے تہ خنجر لگی ہوئی

سنتا ہون جھڑکیان مگر آتا ہون کیا کرون
ہوتی بری ہے دل کی ستمگر لگی ہوئی

لائیگی ایک دن خبر زندگی ضرور
پیچھے گئی ہے عمر برابر لگی ہوئی

رونے سے کم ہو سوزش سودائی زلف کیا
مانند شمع آگ ہے سر پر لگی ہوئی

ساقی سے مانگتا ہون مین ساغر گھڑی گھڑی
رہتی ہے مجھکو رٹ یہی دن بھر لگی ہوئی

تسلیم کیون وہ روتے ہین منہ رکھ کے نعش پر
اب کیا بجھا رہے ہین لپٹ کر لگی ہوئی

سرخ خنجر ہے خون پر تو فگن آہن مین ہی — کیا پھلا پھولا شہیدون کا چمن آہن مین ہی
وہ ہلاتے ہین پٹا عشاق ہوتی ہین شہید — آج گویا گردش چرخ کہن آہن مین ہی
حرف ہین جوہر نہین شیرین ذرا تیشے کو دیکھ — خوب لکھی سرگذشت کوہکن آہن مین ہی
سوختہ جانون کا پردہ رکھ لیا گلگیر نے — منھ چھپائے شعلۂ شمع لگن آہن مین ہی
سخت جان ہون سختی ایام مین کٹتی ہی عمر — جوہر شمشیر کی صورت وطن آہن مین ہی
جاے نالہ وصف گل کرتی ہی زنجیر جنون — قید کوئی بلبل رنگین سخن آہن مین ہی
پر تو افگن دیکھکر خنجر مین حلقہ زلف کا — مین یہ سمجھا نافۂ مشک ختن آہن مین ہی
سرخ بے باعث نہین قاتل جگر شمشیر کا — خون عاشق منگ لایا جان من آہن مین ہی
ہوش مین آتے نہین مست شہادت کس لیے — آب خنجر پاے تو بہ شکن آہن مین ہی
پھول سی تن پر زرہ پہنے ہے قاتل کس لیے — کیا ادا سے کجروی کیا بانکپن آہن مین ہی
سرخ رہتی ہی رکاب اوس شہسوار حسن کی — آتش پاے حنائی شعلہ زن آہن مین ہی
زندۂ جاوید ہو کیونکر نہ کشتہ تیغ کا — بحر آب زندگانی موجزن آہن مین ہی
دیکھتے ہین تیغ وہ لاکر لب رنگین کے پاس — آج کیا کیا جلوۂ لعل یمن آہن مین ہی
تازہ مشتاق اجل ہین تیغ مدت سی عدو — زخم نو دل مین مری داغ کہن آہن مین ہی
عکس ابرو دیکھکر خنجر مین کیون عاشق ہین شاد — کیا ہلال عید مشتاق کفن آہن مین ہی

کیا زبان تیغ نے کہکر ہنسایا زخم کو
کو نسا تسلیم اعجاز سخن آہن مین ہی

اے شیخ حرم مین چوئین ڈر تو نہین ہی — وہ شرط ادب کعبے کے باہر تو نہین ہی
کبتک نہین ٹوٹے گا کڑی بات سی ظالم — آخر دل نازک کوئی پتھر تو نہین ہی

رُک رُک کے گلے پر مرے چلتا ہے دمِ ذبح
کچھ مجھ سے کھچا آپ کا خنجر تو نہیں ہے

کرتا ہے بیان حرمتِ مے کعبے کے اندر
کچھ شیخ حرم آپ سے باہر تو نہیں ہے

جلتا ہے شب و روز برابر عوضِ دل
پہلو میں کوئی پارۂ اخگر تو نہیں ہے

بیدرد ہو فتنہ ہو چلو راہ لو اپنی
دیدوں میں تمھیں دل مجھی دو بھر تو نہیں ہے

آرام سے کیوں سوتے ہیں سب مر کے تہِ خاک
دامانِ کفن دامنِ مادر تو نہیں ہے

ہر سانس سے کیوں دھار نکلتی ہے لہو کی
سینے میں مرے دم دمِ خنجر تو نہیں ہے

نالوں سے اگر ہل گئے افلاک نہیں کیا
کوئی اثر اوس ماہ کے دل پر تو نہیں ہے

یوسفؑ سے کسی بات میں وہ بت نہیں کمتر
اتنا تو بجا ہے کہ پیمبر تو نہیں ہے

مے پینے سے مجبور ہوں تسلیمؔ وگرنہ
میں خوب سمجھتا ہوں کہ بہتر تو نہیں ہے

سرد سوزِ جگر نہ ہو جائے
آہِ بادِ سحر نہ ہو جائے

آئنہ دیکھتا ہے ڈر ہے مجھے
مجھکو تیری نظر نہ ہو جائے

آپ سے بیخبر ہے دل کیا غم
آپ ہی بیخبر نہ ہو جائے

دیکھکر اوسکی آب دندان کو
پانی پانی گہر نہ ہو جائے

ڈر ہے محشر خرام کہنے سے
اور بھی فتنہ گر نہ ہو جائے

تیرِ مژگان کو دیکھکر قاتل
کوئی سینہ سپر نہ ہو جائے

چلتا پھرتا ہے کوئی آنکھوں میں
جادۂ تارِ نظر نہ ہو جائے

نوکِ مژگان کی چھوڑتا دل یاد
کہیں چھلنی جگر نہ ہو جائے

سر کو ٹکرا جنوں نہ زندان میں
دیکھ دیوار در نہ ہو جائے

وصل میں کہہ رہا ہے دل مجھسے
باتوں باتوں سحر نہ ہو جائے

ڈر ہے بتخانے سے حرم کی طرف
بیخودی راہبر نہ ہو جائے

ناتوان ہون نہ دیکھیے مجھکو
بار تارِ نظر نہ ہو جائے

تیر کیا کھائین خون سے جبتک
لبِ سوفار تر نہ ہو جائے

نازکی سے کہین تمھاری کمر
رگِ تارِ نظر نہ ہو جائے

چال اوس شوخ کی اوڑاتا ہے
کبک بھی فتنہ گر نہ ہو جائے

ایک عالم طواف کرتا ہے
کعبہ وہ سنگ در نہ ہو جائے

رُو تو اے دل قلق مین مثلِ گہر
چشم پُر آب تر نہ ہو جائے

خندۂ زخم دل سے ڈرتا ہون
بخیہ گر کی نظر نہ ہو جائے

گندنی رنگ وجہ گریہ ہے
آبِ اشک آبِ زر نہ ہو جائے

خارِ شوکت طلب ہی صحرا مین
آبلہ تاج سر نہ ہو جائے

حشر سب کچھ ہی اور کچھ بھی نہین
تو اگر فتنہ گر نہ ہو جائے

صبر کرتے ہوے بھی ڈرتا ہون
کہین پتھر جگر نہ ہو جائے

اوسکے کوچے مین جاتے ہو تسلیم
اوبا پاؤن سر نہ ہو جائے

دیکھکر خواب مین صورت تری قربان گئے
تو وہ یوسف ہی کہ یوسف بھی تجھے مان گئے

کچھ تو لائے ہو نیا رنگ کہ ہم دیکھتے ہین
کل کہین پھول گئی آج کہین بان گئے

کیا خدا پوچھیگا پوچھا نہ کسی بت نے کبھی
بارہا لے کے سوئے کعبہ ایمان گئے

اشک اُمڈی چلی آتے ہین ہجوم غم ہے
جب سے تم چھوڑ کے تنہا مجھے ایجان گئے

شوق نے میرے کیا رازِ محبت افشا
حسرت آلودہ نگاہون سے وہ پہچان گئے

کسکے ہو کر پس مردن دل و جان مین رہتے
خاک اوڑاتے ہوے سر پہ مرے ایمان گئے

شوقِ دیدار مین جب سامنے آئے تیرے
ہمہ تن ہم صفتِ آئنہ حیران گئے

دل نے دی بوسے وفا گر پڑی آنسو انکے
شکر ہے لاکھون مین تربت مری پہچان گئے

مرے مصحفِ رخسارِ صنم پر تسلیم
شکر صد شکر کہ دنیا سے مسلمان گئے

جی بھر کے بوسے وصل مین دلدار کے لیے
لب کو دہن کے خال کو رخسار کے لیے

غصہ نہین غضب نہین دشنام ہی سہی
کوئی ستم تو رہنے دو اغیار کے لیے

تو بھی اوٹھا دے ہاتھ کہ مشکل کا وقت ہے
سب کرتے ہین دعا تری بیمار کے لیے

دل دی چکا ہون غم کو جگر نوکِ تیر کو
رہنے دیا ہے سر تری تلوار کے لیے

اوسکا بھی حال غیر مری طرح ہوگیا
غمخوار چاہیے مرے غمخوار کے لیے

ساری دوائین ہوچکین عیسیٰ اوٹھا کے ہاتھ
اب کرتے ہین دعا تری بیمار کے لیے

آنکھین وہ کورہون جنھین حسرت ہو حور کی
مشتاق خلد ہین تری دیدار کے لیے

اقرار کرکے چپ ہین مگر سوچتے ہین وہ
پہلو نکالیے کوئی انکار کے لیے

ہر دم گلے سے لپٹی رہے سوتے جاگتے
حاصل یہ بات ہی تری زنار کے لیے

جنت مین کوئی پھول نہ ایسا نظر پڑا
چُن لیتے جسکو آپ کی ہم ہار کے لیے

دی جان کس خوشی سے دمِ قتل یار کو
ہنس ہنس کے بوسے زخم نی تلوار کے لیے

سو ناز ہوتے ہین خفگی مین بھی یار کی
دانستہ چھیڑتا ہون مین تکرار کے لیے

زاہد امید وار ہے کیون اوسکی فضل کا
رحمت ہے خاص ہمسے گنہگار کے لیے

ہم بیٹھتے ہین دھوپ مین اے رشکِ آفتاب
اتنا نہ بگڑ و سایۂ دیوار کے لیے

عاشق ہین ہمکو کوچۂ جانان بہشت ہی
مارے پھرین کہان گل و گلزار کے لیے

دو باتین ہم سے آپ پہین کرلیا کرین
موسیٰ کو رکھیے طور پہ گفتار کے لیے

تو قتل کر ہمین صفتِ شمع سیکڑون
پیدا کرینگے سر تری تلوار کے لیے

عاشق ہون مجھکو مذہب و ملت سے کام کیا
دیر و حرم ہین کافر و دیندار کے لیے

اک وہ ہین روز یار سے رہتے ہین ہمکنار
اِک ہم ہین جو ترستے ہین دیدار کے لیے

تسلیم رو سیاہ کو یارب تو بخشدے
بہر حسینؑ و احمد مختار کے لیے

عیش تکلیف سے دیوانون کی تقدیر مین ہی — سو گئے پانون ملا چین جو زنجیر مین ہے
کشتۂ چشم سیہ جان کے بہزاد نے بھی — سرمئی رنگ بھرا پیکر تصویر مین ہے
کہتے ہین زندۂ جاوید ترے کشتے کو — دم عیسیٰؑ کا اثر کیا دم شمشیر مین ہے
بید لون کو نہین اسباب زمانہ سے غرض — کیا خموشی کے سوا خانۂ تصویر مین ہے
آہی جائیگا کبھی رحم لگالین گے گلے — بیکسی میری ہمیشہ اسی تدبیر مین ہے
کچھ کہون مین نہین دیتی کبھی نخوت سے جواب — اثر شور خموشی مری تقریر مین ہے
سر جھکا کر یہ ترے قیدی زندان روئے — صورت نقش دو تا دانۂ زنجیر مین ہے
کیون نہ خندان ہو لب زخم جگر اے قاتل — گدگدا دینے کی لذت خلش تیر مین ہے
نوجوانی کی وہی چھیڑ چلی جاتی ہی — شوخی آفت کی مزاج فلک پیر مین ہے
ہون لڑکپن سے مین دیوانہ اسیر زندان — پرورش میری ہوئی خانۂ زنجیر مین ہے
جب کہا دیگا تو کیا دار و محشر کو جواب — ق — خون کا دعویٰ ابھی تک تری شمشیر مین ہے
بولی ہنسکر کہ بدل لونگا زبان وقت سوال — اور کہدونگا کہ او بجھن مری تقدیر مین ہے
رہنی دو سینے مین پیکان کہ بھلا ایک سے دو — آرزو آپ کی تنہا دل دلگیر مین ہے
توڑ دیتا ہے جگر زخم نہین نام کو بھی — پر عنقا مگر اے یار ترے تیر مین ہے
نا امیدی ہوئی اقرار وفا سے دونی — کوئی انکار کا پہلو تری تقریر مین ہے
ہون وہ دل تفتہ کہ آتش قدمی سے میری — آگ دنرات لگی خانۂ زنجیر مین ہے
نالہ کش نام کے ہمدرد اسیری دیکھے — ایک آنسو بھی نہین دیدۂ زنجیر مین ہے
شادی و غم مجھے حاصل ہین مگر صورت زخم — کبھی ہنسنا کبھی رونا مری تقدیر مین ہے
دیکھتا ہے جو مجھے غم سے تڑپ جاتا ہی — رنگ بسمل کے لہو کا مری تصویر مین ہے

رات دن وصل کی تدبیر ہی ناحق تسلیم
جستجو اوسکی ہے کیون جو نہین تقدیر مین ہے

جو مرتا ہے جیتا ہے وہ دل یہی ہے — مٹانے بنانے کے قابل یہی ہے
تڑپتے جو دیکھا مجھے اوسنے پوچھا — مری تیغِ ابرو کا بسمل یہی ہے
رہِ عشق سے کون گذرا سلامت — لٹے جسمین صدہا وہ منزل یہی ہے
گمان جسم سے روح جائے نکل کر — یہ لیلیٰ ہے وہ جسکا محمل یہی ہے
کیگا خدا دیکھکر اوسکی صورت — مرے بیگنا ہون کا قاتل یہی ہے
جفا سے بھی رہتا ہے راضی مرا دل — تمھاری محبت کے قابل یہی ہے
اِسی دل مین ہے جلوۂ روی روشن — سُنی ہو جو خورشید منزل یہی ہے
قدم جان نثارون کے اوٹھتے نہین کیون — مگر اے اجل کوے قاتل یہی ہے
بن آئے خودی کا جو مٹ جائے جھگڑا — مرے یار کے حدِ فاصل یہی ہے
وہ نازک ہین مین نیم جان قتل میرا — یہی سب سے آسان ہو مشکل یہی ہے
چھٹین سیلِ غم سے کہین جان دیکر — کہ بحرِ محبت کا ساحل یہی ہے
خدا یاد آتا ہے عشقِ بتان مین — کرے حق کو ثابت جو باطل یہی ہے

گلہ کیا جو بے دین و ملت ہی تسلیم
بتون کی محبت کا حاصل یہی ہے

راہِ ثواب مین بھی سوجھائی عذاب کی — دیکھو تو کجروی دلِ خانہ خراب کی
اتنی ہے کائنات جہانِ خراب کی — کچھ صورتین نگاہون مین پھرتی ہین خواب کی
بہکی ہوئی زبان ہے واعظ نے پی نہ ہو — معلوم مجھکو خوب ہی عادت شراب کی
نکلے نہ سیکڑے سے مرے عمر بھر قدم — زنجیرین بن گئین مجھے موجین حباب کی
چمکا ہوا ہے داغ محبت کا بعدِ مرگ — تارِ کفن بنا ہے کرن آفتاب کی

مجھ ناتوان کی گور پہ کیون گل فشان ہین دوست
کوہ گران سے کم نہین تیری گلاب کی

کشتہ ہون جلوۂ رخِ پُر نور یار کا
چادر کفن کے واسطے ہو ماہتاب کی

کس روز برق کو یہ تڑپنا نصیب تھا
کچھ لے اوڑی ہی طرز مری اضطراب کی

میرا کمال مجھکو جہان مین نہین عزیز
سوتی کو قدر ہوتی نہین اپنی آب کی

جلتا ہے مر کے دل بتِ میکش کے داغ مین
بو آ رہی ہے سنگ لحد سے کباب کی

اب بھی یہ بات ہی کہ عدو چپکے خوف سے
تصویر دیکھکر ترے حاضر جواب کی

رندون مین کیون گیا ہی کہ مفلس ہین آجکل
اوتریگی پگڑی شیخ فضیلت مآب کی

حرف آشنا کو فہم معانی کہان نصیب
سمجھا کبھی قلم نہ عبارت کتاب کی

بے گنتی بوسے دو مجھے تم بھی لو بے شمار
باہم نہ ٹھہرے آج مرے جان حساب کی

مگرو ہزار دیکھنے والون سے مہربان
چھپتی نہین نگاہ غضب کی عتاب کی

نوزادگانِ غم کو جوانی کہان نصیب
کیا جانے طفلِ اشک انگبین شباب کی

ہست و عدم کی واعظِ غافل کو کیا خبر
سوتے ہوے سے پوچھو نہ تعبیر خواب کی

تصویر کے ملے ہین ہین بھی دل و زبان
حسرت سوال کی نہ تمنا جواب کی

توبہ تو کی ہی مے سے مگر اعتبار کیا
ساقی لگی رہے کوئی بوتل شراب کی

واعظ کو بھی ہوا ہے جنان ہی خدا کی شان
حورون کا وصل اور یہ صورت جناب کی

اے دل اگر ہے چشم بصیرت کی آرزو
مژگان سے جھاڑ خاک در بوتراب کی

تسلیم اور بھی یہ ملا دیگا خاک مین
سنتا نہ تم کبھی دلِ خانہ خراب کی

میرا ابھی زخمِ سینہ سپر کا ہلال ہے
بیم زوال ہے نہ امید کمال ہے

تفتہ جگر ہون پیاس سے جینا محال ہے
مجھکو تو آب تیغ بھی قاتل زلال ہے

کس منھ سے مین کہون تہ ابرو یہ خال ہی
پیڑھا نماز کعبے کے اندر بلال ہے

اوسکے مرے ہے ساحل دریا کا واسطہ
دم بھر نہ ہجر ہے نہ گھڑی بھر وصال ہی

اوسکی سمجھ سے یار کی محرم وصل ہون
اونکا جواب کچھ ہے مرا کچھ سوال ہی

قربان بیخودی کہ نہین اب کسیکا غم
اپنا نہ ہوش ہے نہ تمھارا خیال ہی

عاشق ہون سیکڑون ہین مری دلمین حسرتین
مین عرض کیا کرون ہی صورت سوال ہی

دریاے رحمت ابتوا الہی ہو موجزن
سر سے گذر گیا عرق انفعال ہی

آئینہ کہہ رہا ہے مقابل مین یار سے
تو آپ اپنے حسن مین اپنا مثال ہی

مستی مین سوجھتی ہی بہت دور کی مجھے
جام جہان نما مرا جام سفال ہی

ہمکو ملا کے خاک مین آئیگا گو ریہ
اوس فتنہ گر کی چال قیامت کی چال ہی

آیا ہے جبسے میری عیادت کو وہ مسیح
اچھا ہون سب طرح سی طبیعت بحال ہی

آسودگان خاک کا عالم نہ پوچھیے
دن ہے نہ رات ہی نہ مہینہ نہ سال ہی

جو دیکھتا ہے بیٹھ کے ہوتا ہی اوٹھ کھڑا
میرا بھی حال عشق مین صوفی کا حال ہی

مین سخت جان ہون موت بھی نا مہربان ملی
ایسی شب فراق مین مرنا محال ہی

وہ چاہتے ہین چھین لین اک بوسہ بھی نہ دین
دل کو مرے سمجھتے ہین بیکس کا مال ہی

میرے خدنگ آہ سی ڈرتا ہے آسمان
دن رات مہر و ماہ کی سینے پہ ڈھال ہی

آئینہ دیکھکر نہین حیران چشم شوخ
آگے تمھارے جو کڑی بھولا غزال ہی

کرتے ہو کس سے پردہ چلے آتے کیون نہین
مین ہون شب الم ہے تمھارا خیال ہی

تسلیم مین کہونگا فرشتے سے روز حشر
یہ چیل جہان جناب محمدؐ کی آل ہے

جبسے آباد آکے تو اے خانہ ویرانی ہوئی
بڑھکے دربان سی مرے گھر کی نگہبانی ہوئی

کر دیا سیراب جو بر قاتل بیرحم نے
آب تیغ تیز میرے حلق مین پانی ہوئی

حسن باطن کو نہین پروا ی زیب ظاہری
نکہت گل کو نہ اکدن فکر عریانی ہوئی

تنگیِ دل سے یہی رہ رہ کے آتا ہی خیال
جمع اِسمین اسقدر کیونکر پریشانی ہوئی

اوسکے بحرِ جود و احسان کی وہی ہی اوج موج
وجہ ناکامی ہماری تنگ دامانی ہوئی

نزع کی حالت مین بھی ذوقِ سخندانی رہا
جاے یٰسین میری بالین پر غزلخوانی ہوئی

مین تو دیوانہ تھا اسنے کیا بگاڑا اے فلک
ساتھ میرے آرزو بھی میری دیوانی ہوئی

اوس کمر کی نازکی کرتے ہو کیا مجھسے بیان
میری ہی سمجھی ہوئی دیکھی ہوئی جانی ہوئی

جینے کے ہاتھون ہمین مرنا پڑا انجام کار
دوست بنکر زندگانی دشمنِ جانی ہوئی

تیغ بھی سکتے مین ہے سیر اڑتا دیکھکر
چشم جوہر دیدۂ حیران قربانی ہوئی

مُنھ لگایا پھر نہ زخمون کو زبانِ تیغ نے
باعثِ خفت مجھے میری گرانجانی ہوئی

دل شگفتہ رکھتے ہین ہر حال مین رنگین مزاج
مانع خندہ نہ گل کو چاک دامانی ہوئی

کیا کدورت مجھسے تھی اے ساقیِ نامہربان
تونے جُگو بھر پلائی بھی تو بے چھانی ہوئی

دل چُرا کر لے چلے ہو دیکھو یہ اچھا نہین
مُنھ چھپاؤ لاکھ تم صورت ہی پہچانی ہوئی

بیخودی نے لاکے بٹھلایا در دلدار پر
راہ دانائی کی رہبر میری نادانی ہوئی

شعر مین تسلیم کس کس بات کا رکھون خیال
مہر خاموشی مجھے میری سخندانی ہوئی

خونین دلون کو لطفِ خوشی درد و غم سی ہی
ہنسنا دہانِ زخم کا تیغِ ستم سے ہی

حاصل خدا کا قرب و صالِ صنم سے ہی
مجھکو تو بتکدہ بھی نہین کم حرم سے ہی

کوئی غرض تو یار کی تیغِ دو دم سے ہی
دم دے کے زندگی مجھے لائی عدم سے ہی

ظاہر ہلال ابرو گیسو کے خم سے ہی
تصویر بھی کھچی ہوئی اوس بت کی ہم سے ہی

آئے نہ آئے دل کی تڑپ تو نہین رہی
تسکین کچھ تو یار کی جھوٹی قسم سے ہی

پڑ پڑ کے پانون رنگ جماتی ہے رات دن
جب دیکھیے لگی ہوئی مہندی قدم سے ہی

غنچے خوشی مین ہنستے ہین شمشاد ہی نہال
ہر پھول باغ باغ تمہارے قدم سے ہی

مقتل مین سر بکف مجھے پھر لیچلا ہے شوق
پھر سامنا اوپی ہوئی تیغ دو دم سے ہی

کوئی تو بات ہے سبب برہمی دل
تم سے خفا نہین ہی تو آزردہ ہم سے ہی

چھینٹا دے کوئی آتش دل پر بھی ای خدا
حسرت یہی مجھے تری ابر کرم سے ہی

کس کس ادا سے ملتی ہی عشاق کے گلے
مرنے کا لطف یار کی تیغ ستم سے ہی

قاصد سچ کہہ چھپاتی ہو خط لکھتے کیون نہین
کیا پردہ راز دل کا زبان قلم سے ہی

زخم جگر نہین نہ سہی داغ دل سہی
میری غرض تو لذت درد والم سے ہی

کرتا ہون حال ضعف جو اوس شوخ کو رقم
گر پڑتی میری طرح سیاہی قلم سے ہی

کرتی ہے زندگی بھی مجھے قتل ہجر مین
بڑھکر ہر ایک دم دم تیغ دو دم سے ہی

ہستی مری ہی صورت تصویر بیغرض
کوئی خوشی خوشی سی نہ غم مجھکو غم سے ہی

دیوانگی نے دونون سے بے فکر کر دیا
مطلب نہ دیر سے نہ غرض کچھ حرم سے ہی

جسکا گنہگار ہے تسلیم روسیاہ
امید مغفرت بھی اوسی کے کرم سے ہی

شان اللہ کی تسلیم بھی بتخانے سے
آج کعبے کو چلے شیخ کے بہکانے سے

جی گیا ہجر مین اے مرگ ترے آنے سے
زندگانی نظر آئی مجھے مرجانے سے

خاکساری کا مزہ پوچھ کوئی دانے سے
کہ برومند ہوا خاک مین ملجانے سے

رکھے آباد خدا خانہ خرابی کو مری
کم نہین گھر بھی کسی بات مین ویرانے سے

ٹھہرو کہتا ہون بیابان جنون کا احوال
خاک اوڑاتا ابھی آتا ہون مین ویرانے سے

ہمہ تن آبلہ دل تھا جو ذرا چھیڑ دیا
اور بھی پھوٹ بہا یارون کے سمجھانے سے

ہون وہ مشتاق جو بیخانے ہو جانا میرا
دل کو شیشے سے ملون آنکھون کو پیمانے سے

بزم شادی صف ماتم نظر آئی مجھکو
دل مرا بیٹھ گیا یار کے اوٹھ جانے سے

لگا گیا دل نگہ چشم سیہ مست کی چوٹ
لڑ گیا شیشہ مرا یار کے پیمانے سے

دفن یارون نے کیا ہمکو تہِ خم پس مرگ
مر کے بھی نکلے قدم اپنے نہ میخانے سے

صبر کر صبر شب ہجر مصیبت ہی سہی
آ نہ جائیگا وہ اے دل ترے گھبرانے سے

بگڑی بن بن کے وہ شب بزمِ طرب مین کیا کیا
چھیڑنے سے مرے اغیار کے شرمانے سے

دل کو ہوتا ہے توان آہ و فغان کی کیونکر
طاقت آتی ہی کہین ہجر مین غم کھانے سے

کیا کہین رہتے ہین تسلیم کہان وحشت مین
خاک اڑاتے ہوے وہ آتے ہین ویرانے سے

نگاہِ مست ساقی جو پڑی ہے
وہی مے ہے مگر کتنی کڑی ہے

ہماری آنکھ کس گل سے لڑی ہے
کہ تہِ آہ پھولون کی چھڑی ہے

اِدھر مین سخت جان خنجر اودھر گند
غضب مین جان دونون کی پڑی ہے

وہ مجھسے کیا چھپین گے پردہ کر کے
کہ صورت سامنے ہر دم کھڑی ہے

یہان تک ضعف ہی آئے ہین جب وہ
نظر بھی اوٹھتے اوٹھتے گر پڑی ہے

نہین ہیچ جہ پُر خون چشمِ گریان
کسی بیرحم قاتل سے لڑی ہے

یہان ہی نزع کی اوجھن اورا ونکو
ابھی تک کنگھی چوٹی کی پڑی ہے

نہ آئے تم مری امید مجھ سے
سحر تک طعنے دے دے کر لڑی ہے

ابھی اے دل امیدِ صبح کیسی
کہ شامِ ہجر کی پہلی گھڑی ہے

بچیگی جان کیونکر صورتِ زلف
بلا ہو کر اجل پیچھے پڑی ہے

تری فرقت مین دن محشر کا دن ہی
گھڑی جو ہے قیامت کی گھڑی ہے

صفائی کا کوئی کیون واسطہ ہو
کسیکو کیا غرض ہے کیا پڑی ہے

ترے وعدے سے ہے آفت مین سینہ
کہ دم کے ساتھ حسرت بھی لڑی ہے

کیا چور رنگ اک رشکِ چمن نے
جو زخمِ دل ہے گل کی پنکھڑی ہے

زمانہ عشق کا دم بھر رہا ہے
اسی کا شکر و شکوہ ہر گھڑی ہے

ق

بجا ہے گر محبت کو کہین ہم — خدا سے کم رسولون سے بڑی ہے
دعا پھر کر نہین آئی فلک سے — در ایجاب پر ابتک اڑی ہے
وہ کیون بدظن در و دیوار سے ہین — مری کیا آنکھ روزن سی لڑی ہے

وہ عالم ہے شب فرقت مین تسلیم
کہ موت آکر تحیر مین کھڑی ہے

سوتے ہین مدفن مین ہم کس چین سی آرام سے — صبح کا دھڑکا نہ دن کا غم نہ مطلب شام سے
کم نہین ہے آب و دانہ گردش ایام سے — آشیان سے دام مین آئی قفس مین دام سے
غیر جنسون سی نہ مل گر چاہتا ہو دل کا چین — جز خراش سینہ کیا پایا نگین نے نام سے
تکدے سی جائین کیا ہم کعبے کو بہر طواف — بوے کفر آتی ہے اپنے جامۂ احرام سے
صبح تک آئیگا وہ خورشید پیکر گھر مرے — وا ے بیتابی کہ مین گنتا ہون گھڑیان شام سے
مر مٹے ہم نوجوانی مین اسیر دام زلف — بڑھ گیا اپنا چراغ زندگانی شام سے
کیا تعجب بول اوٹھے آج وہ عیسی النفس — منھ ملاتا ہے لب جام مے گلفام سے
اہل گھڑی ای ناصح مشفق مجھے رکھیے معاف — باتین کچھ کرنا ہون مین اپنے خیال خام سے
کسکی خوش چشمی رولاتی ہے شب فرقت مین آہ — کم نہین اشک چکیدۂ شیرہ بادام سے
کیا کہون حال اسیری ہمصفیران چمن — مین ابھی بھاگا ہوا آتا ہون چھٹ کر دام سے
ہجر مین ہمنے بجھائی اس طرح دل کی لگی — صبح تک کرتے رہے باتین چراغ شام سے
دیکھیے بزم عیش مین میکش کے میکش راز دار — شیشے کی سرگوشیان ہوتی ہین کیا کیا جام سے
وقت پیری ڈھونڈھتا ہے نوجوانی کی امنگ — پختہ مغزی کم نہین اپنی خیال خام سے
صورت تصویر ہون ہر رنگ حسرت سی بری — کیون غرض سی ہو غرض کیا کام مجھکو کام سے
تیرہ بختی دیکھنا آئے بھی وہ گر وصل مین — ہجر کے جاگے ہوے تھے سو گئے ہم شام سے
نیند کے جھونکے تو کیسے عمر بھر جھپکی نہین — اپنی آنکھین کم نہین ہین دیدۂ بادام سے

اسقدر خوگر ہے دل غم کا کہ ہجر یار مین
عید ہوتی ہے مری گھر کثرت آلام سے

سُن لیا مرغ سحر نے کس سے آنا یار کا
چیخ کر کیا کیا دکھاتا ہے مرا دل شام سے

رشتۂ زنار ڈالا شیخ نے تسبیح مین
سلسلہ گویا ملایا کفر کا اسلام سے

ہون وہ میکش دور سے دیکھا اگر سبز مے
ڈوب کر نکلی نگاہ چشم حسرت جام سے

کیون نہ پیری کی دعائین مانگین ہم وقت شباب
خوب ہین آگاہ اس آغاز کے انجام سے

مدتین گذرین کہ باہم خط کتابت کچھ نہین
مین بھی ہون بیفکر قاصد بھی مرا آرام سے

عرش سے دل مین اوترتے ہین مضامین بلند
کم نہین تسلیم اپنی شاعری الہام سے

مین شرم خاک کردن خسرو گریائی کی
کہ چھینٹ بھی نہین زاہد مین پارسائی کی

بڑھی ہے خط سے وہی شان خود نمائی کی
اس آئینے کو ضرورت نہین صفائی کی

ہزار بار پلائی ہے اور ہمین سے شیخ
حرم مین بیٹھ کے لیتا ہے پارسائی کی

نہ رکھ امید قریبون سے دیکھ ناخن کو
کہ اونگلیون کی نہ اک دن گرہ کشائی کی

ادھر ہی شور جرس کاروان سے مل جلدی
ادھر جبین ہے قدم پر شکستہ پائی کی

وہ زندگی کہ ہمیشہ مرے رہے جسپر
ملا کے خاک مین او سنے بھی بیوفائی کی

نہ پھر نصیب ہوا عمر بھر قفس کا مزہ
اوڑے جہان سے یارب گھڑی رہائی کی

جنون کے جوش مین از خویش رفتہ تھا ایسا
کہ گرد باد نے چل پھر کے رہنمائی کی

مٹا نصیب کا لکھا نہ آج تک یک حرف
تمام عمر دریت چہرہ سائی کی

دہان زخم دیا ہے مجھے مقدر نے
کوئی ستم ہوا جازت نہین دہائی کی

بہ رنگ طائر تصویر ہون اسیر قفس
نہ فکر تیدنہ حسرت مجھے رہائی کی

ہجوم دیر مین ایسا تھا بت پرستونکا
کہین جگہہ نہ ملی مجھکو جبہہ سائی کی

شکست شیشہ ہے گویا شکستگی دل کی
نہ چارہ گر کی ضرورت نہ مومیائی کی

ہوائے قتل مین ہم سر بکف وہین پہونچے
ستمگرون نے جہان تیغ آزمائی کی

ہر ایک خار نے سر پر لیا بیابان مین
خدا کی شان یہ عزت برہنہ پائی کی

جنون کے جوش مین جب ہم گئے بیابان کو
ہر اک بگولے نے چل پھر کے پیشوائی کی

نہ پہونچے منزل مقصد کو عمر بھر ہر چند
اوڑائی خاک بہت ہمنے نارسائی کی

نہ آیا ہاتھ کہین نقش پائے یار مجھے
قدم قدم پہ زمانے مین جبہہ سائی کی

کبھی دلون مین سمائے کبھی نظر مین سہے
بتون نے دیر و حرم دونون مین خدائی کی

وہ ننگ مرگ تھا منھ تیغ نے بھی پھیر لیا
نہ آئی شرم مری قسمت آزمائی کی

نیا ستم یہ سنو جھوٹھ بیچ اسیرون مین
خبر اوڑائی ہے صیاد نے رہائی کی

رہین نہ آپ مین موسیٰ تو کیا کرے جلوہ
وگرنہ یار نے بڑھ بڑھ کے خودنمائی کی

گھڑی گھڑی ہین قیامت کی آفتین تسلیم
بیان کیا ہون بلائین شب جدائی کی

شمیم یار نہ جب تک چمن مین چھو آئے
نہ رنگ آئے کسی پھول مین نہ بو آئے

بتون کی یاد سے کعبہ و دل مین تو آئے
خدا کا گھر ہے نہا دھو کے باوضو آئے

نہ سمجھے تھے کہ یہ دنیا ہے خانۂ حرمان
ہزارون لیکے عبث دل مین آرزو آئے

سنون مین خاک بس پردہ دلبرانی یون
جسے یہ حسن کا دعویٰ ہو روبرو آئے

مزہ تو جب ہی شہادت کا مین ادھر سے بڑھون
ادھر سے تیغ جفا کھچکے تا گلو آئے

دماغ دی جو خدا گلشن محبت مین
ہر ایک گل سی ترے پیرہن کی بو آئے

جیے وہ خستہ جگر کیا کہ جسکی آنکھون سے
گھڑی گھڑی عوض اشک تر لہو آئے

خدا کرے کسی نا آشنا ستمگر پر
ترا بھی دل کہین اے یار تند خو آئے

پس فنا مین نظارے وہی حسینون کے
فرشتے گور مین بن بن کے خوبرو آئے

عدم سے صورت اشک چکیدہ زیر فلک
ڈبونے بحر محبت مین آبرو آئے

خدا کا شکر ہے قاتل کے رعب و تیغ سے ہم
سپید رو گئے مقتل سے سرخرو آئے

زبان دراز سنان زخم ہین دریدہ دہن
کہین نہ دونون مین رنجش کی گفتگو آئے

دکھائین حسن بیان شاعری مین کیا تسلیم
زبان آئے نہ انداز گفتگو آئے

جینے ندیا عشق مسیحا مین دوا نے
مارا مجھے ناکامی امید شفا نے

کیا عیب سوجھایا مرے یارون کو قضا نے
کیون خاک مین اس طرح چھپایا رفقا نے

مرنے ندیا مجھکو مرے پاس وفا نے
منھ پھیر لیا شرم سے شمشیر ادا نے

تقدیر سے جھوٹھون بھی خبر لی نہ خدا نے
سر پیٹ کے فریاد بہت کی تھی دعا نے

جلتا ہے جگر بند زبان کیجیے ناصح
اور آگ مین آگ آپ بھی آئی ہین لگانے

اوٹھنے کو ادھر بھی نگہ ناز تھی لیکن
کیا جانیے کیا کہدیا آنکھون سے حیا نے

جینے کے لیے مرتے ہین اے شیخ بتو نیر
تم باتین بنا کر نہ مجھے آئے ہو منانے

آغوش مین رکھا بت خونخوار کے دن رات
لوٹے ہین جوانی کے مزے تنگ قبا نے

پھر ڈھونڈھتی ہین کوچۂ جانان کو نگاہین
دیوانہ بنایا مجھے جنت کی فضا نے

جب چلتے ہین آگے مرے نوخیز اکڑ کر
یاد آتے ہین پیری مین جوانی کے زمانے

خاصان خدا کو نہین پروائے نمایش
کب نشو و نما پاتے ہین تسبیح کے دانے

اپنے سے جدا کرتی ہے اپنے کو مصیبت
آنکھون سے رواں اشک ہین رونے کے بہانے

کیا چھوٹینگے مرغان قفس باغ مین لیکن
بے پر کی اوڑائی ہے خبر باد صبا نے

میخانے مین یا ہوتے ہین یا پیر مغان مین
ہم رندون کے اے شیخ یہی دو ہین ٹھکانے

وہ خوگر مستی تھا پس مرگ لحد مین
اک شیشۂ مے رکھدیا ساقی نے سرہانے

بس کھل چلین اب اجل سے مری آنکھین
احباب ہلاتے ہین عبث گور مین شانے

جب چھوٹ گیا قافلہ والون سے مین تھک کر
کیا کیا نہ پکارا مجھے چلا کے درا نے

کیا خاک چھٹے کشمکش دہر سے مرکر
محشر کے ابھی سیکڑون صدمے ہین اُٹھانے

ہم روٹھ کے آئے ہین عدم سے سوءِ ہستی
جائینگے اجل آئیگی جس روز منانے

لیتی ہین قدم دوڑ کے موجین لبِ دریا
جب وہ یمِ خوبی کبھی جاتا ہے نہانے

دلسوز کہان برق تڑپکر سرِ تربت
آجاتی ہے راتون کو کبھی شمع جلانے

کیا خاک سنون ناصح مشفق تری باتین
قابو مین نہ دل ہی نہ مرے ہوش ٹھکانے

کیا جانیے کیا گذری فلک پر کہ حیا سے
مُنھ پھیر کے دکھایا نہ مجھے میری دعا نے

تھا کثرتِ عصیان سے سزاوار جہنم
لیکن کبھی آنچ آنے نہ دی فضلِ خدا نے

سب کچھ تو کیا کیا کرین بیمار کو تیرے
تاثیر دعا نے نہ کبھی کی نہ دوا نے

جب آئی خزان خاک اوڑانے لگی سر پر
دو روز بھی باندھی نہ ہوا باد صبا نے

جنکو ہے نزاکت سے گران رنگ حنا تک
کیا آئینگے پھولون مین مری پھول اُٹھانے

جوہر کے سنا سا نہ ہی دہر مین تسلیم
کسکے لیے کھولین دُرِ مضمون کے خزانے

دل وہ ہے جو غم مین نہ گلا مُنھ سے نکالے
آئے جو بلا بھی تو گلے اوٹھ کے لگالے

یارب نہ پڑے دل بتِ بدکیش کے پالے
یہ دوست نہ ہو دشمن کافر کے حوالے

جب فصلِ بہار آئی پڑے جان کے لالے
سچا ہے اگر دعوی دل مین بتِ کافر

رکھدیتی ہین مسجد مین قسم کھاکے اوٹھالے
تکلیف کو بھی سمجھے بشر عشق مین آرام

گر داغ بھی ہو جاہیے چھاتی سے لگالے
قالب مرا ہے قالبِ تصویرِ خیالی

دل ہی نہین ارمان کوئی خاک نکالے
یہ گور ہے ظالم ترے پامال جفا کی

دو پھول تو رکھدی کوئی آنسو تو بہالے
افتاد ہے میری صفتِ نقشِ کفِ پا

للجاؤن ابھی خاک مین کوئی جو سنبھالے
عزت یہ ملی برہنہ پائی سے جنون مین

سر پر لیے پھرتے ہین مری پانوں کے چھالے

کر قتل نہ مجھکو تب غم سے ہے لہو گرم
پڑ جائینگے قاتل لب شمشیر مین چھالے

یہ حسن کی دولت جو تجھے دی ہی خدا نے
اک بوسہ دے خیرات فقیرونکی دعا لے

رہ جاے اگر باغ مین وہ سرو سہی قد
ہر ایک حباب لب جو خیمہ نکالے

بے گور و کفن لاش غریبونکی پڑی ہے
اے دامن صحراے جنون تو ہی چھپالے

اوٹھکر مری بالین سے وہ جاتی ہین دم نزع
باتون مین گھڑی بھر کوئی لگدا لگا لے

بے قید پھرون مین صفت نکہت برباد
اللہ جو مجھکو چمنستان سے نکالے

احباب تو باتون مین بنائین نہ سر بزم
تو ہی لب خاموش جو کہنا ہو سنالے

داغ بت کافر سے دل شیخ ہے لبریز
کعبے مین بنائے ہین سمگر نے شوالے

کیا رشک ہے کہتا نہین اونسے دم رخصت
اللہ نگہبان ہو خالق کے حوالے

ساقی نے نہ بھر بھر کے دیے جام کسی روز
چھلکے مے گلگون ہی نہ رندون کی پیالے

ہے خار مجھے ہجر مین پہلوے گل تر
شبنم کی طرح باغ سے اللہ اوٹھالے

تسلیم کہین دشت نوردی کے شرف کیا
ہین تاج سر خار جنون پاؤن کے چھالے

چھپی ہی حجاب مین کیون ساقی کہان کی پردے والی ہے
یہ دختر رز مری سو مرتبہ کی دیکھی بھالی ہے

کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہے کبھی کچھ بھی نہین ہمدم
مری ہستی بھی گویا نقش تصویر خیالی ہے

پس مدت جو آئے بھی وہی ہین رنج کی باتین
وہی پھر ذکر چھیڑا ہی وہی صحبت نکالی ہی

مہ نو جسکو کہتے ہین بتا اے آسمان مجھکو
یہ طوق بے گلو ہے یا کوئی آغوش خالی ہی

مضامین کمر کو مثل عنقا ایک مدت سے
عدم مین ڈھونڈھتی پھرتی مری نازک خیالی ہی

رولاتا ہی ہمین غیرون سے تو ہنس ہنس کے محفل مین
تری طرز جفا بھی سارے عالم سے نرالی ہی

پسا ہی دل مرا اک گندمی صورت کی جوبن پر
عجب رنگت ہی ظالم کی یہ گوری ہی نہ کالی ہی

رگ جان کہتے ہین اوسکی کمر کو مان لون کیونکر
یہ وہمی شاعرون کی باتین ہین نازک خیالی ہی

بنایا ہی غنی دنیا مین میرے فقر نے مجھکو
نہ مُلکی سر مین سودا ہی نہ دل کو فکر مالی ہی

رہائی دی اسیرِ غم کیا مجھکو گلستان مین
بھر آئے اشک آنکھون مین قفس دیکھا جو خالی ہی

عنایت اونکی دونو پر ہے لیکن فرق ہی اتنا
عدو کا حصہ بوسہ ہی مری قسمت مین گالی ہی

جہان چاہی کر مفر ما ہو دردِ عشق سے کہدو
دل و جان دونون مین تیری جگہ تو نے بنالی ہی

کہو تو کہنے چوسی رات بھر جوشِ تمنا مین
نہ وہ مسی ہی ہونٹھون پر نہ وہ پانون کی لالی ہی

جبین سائی میسر کس طرح ہو اوسکی قدمون پر
کہ جسکا سنگِ در میرے تصور ہی مین عالی ہی

نہ دل سی بدگمان تم ہو مشک دیکھکر سینہ
یہ کھڑکی آپکے پیکان نے سینے مین نکالی ہی

عوض قلقل کے دیتی ہی صدا ہو حق کی اے صوفی
صراحی بھی مری تیری طرح اللہ والی ہی

جہان مین اہلِ نخوت ہمنے دیکھے محض ہیچی
حباب اتنا اچھلتا ہے کہ جسمین پانی خالی ہی

نہین معلوم آیا کون شاہِ حسن گلشن مین
ادھر ہی سرو جھکا لے پتا پتا ڈالی ڈالی ہی

کہین کیا دین و مذہب کیا ہی تسلیم و رضا کیا ہی
وہ اک زندِ خرابات ہے مرد لاابالی ہے

کیا جلد اپنی عمرِ دو روزہ گذر گئی
مثلِ نگاہِ شوخِ خرامان ادھر آئی اودھر گئی

کیا پوچھتے ہو حالِ شبِ ہجر روزِ وصل
جو کچھ گذرنی تھی مرے دل پر گذر گئی

کسکو ہوس تھی جینے کی اے مرگِ ناگہان
دنیا مین زندگی مجھے بدنام کر گئی

آباد پھر وطن مین کیا کیون نصیب نے
سب پوچھتے ہین خانہ خرابی کدھر گئی

حیرت ہے آج خوش دلِ محزون ہو کس لیے
اونکے مرے وصال کی شاید ٹھہر گئی

کیا گرم تھا لہو تنِ مجروح کا مرے
دم بھر مین آبِ تیغ ستمگر اتر گئی

اللہ ری ظلمتِ شبِ فرقت کہ موت بھی
بالین پہ میرے آکے رُکی سہمی ٹھہر گئی

تیری طرح کسی نے وفا کی نہ روزِ ہجر
آنے کا وعدہ کرکے اجل بھی مکر گئی

کہنے خوشی سے زیرِ فلک عمر کی بسر
خنداں ہوا ئی چاک گریبان سحر گئی

مرنے کا بھی مزہ مری تقدیر مین نہ تھا
کیا جلد آب تیغ گلے سے اوتر گئی

اللہ رے اضطراب دم دید حسن یار
رخ تک تڑپ تڑپ کے ہماری نظر گئی

چیتا رہا مین ایسی جدائی مین وائے بخت
شام شب فراق بھی دل سے اوتر گئی

پیری کی نازا اوٹھاتی ہین کس بیکسی سے ہم
آنکھین چرا کے ہائے جوانی کدھر گئی

اوس گل کے ہجر مین مرے خود اوڑ رہے تھے ہوش
آکر نسیم اور بھی برباد کر گئی

فرقت مین کوئی بھی سر بالین نہین رہا
دیکھو تو بیکسی مری اوٹھ کر کدھر گئی

بیوقت گھر چلے تو ہوا بدگمان دل
سائے کی طرح ساتھ ہماری نظر گئی

اصلی کا اعتبار مقلد کو ہو محال
کسکی نگاہ سوے ہلال سپر گئی

کشتی تھی یا کہ تیغ دم فوج میری روح
بحر فنا سے صاف سلامت اوتر گئی

ابرو کے بل نکالے تلوّن نے یار کے
دم بھر مین یہ کمان چڑھی اور اوتر گئی

اعلیٰ کے ارتباط سے ادنیٰ کا ہے فروغ
کیا چاندنی زمین کو پرنور کر گئی

بولے لپٹ کے سینے سے میرے شب وصال
کہیے وہ اب شکایت قسمت کدھر گئی

روتے ہوے وہ آتے ہین تسلیم کس لیے
مرنے سے پیشتر تری شاید خبر گئی

کیا کیا نہین جلوے اس تن خاکی مین یار کے
پوشیدہ آفتاب ہے اندر غبار کے

چلتے ہین زندگی مستعار کے
ہم ہین سوار مانگے ہوے راہوار کے

باغ جہان مین غنچہ پیکان تیر ہین
لائق نہ ہم خزان کے نہ قابل بہار کے

مہندی نہ لیجیے شانہ نہ زلفون مین کیجیے
دن سن ابھی نہین ہین تمھارے نکھار کے

اب کیا فشار گور کے صدمے اوٹھائین گے
پیسے ہوے ہین گردش لیل و نہار کے

کیا پوچھتے ہو کشمکش درد و غم کا حال
قابو کا اپنے دل ہے نہ ہم اختیار کے

بند قباے تنگ جو ٹوٹے حیا عبث
کیون چلتے ہو شباب مین سینہ اوبھار کے

جھونکے یہی جو آہ کے زیر لحد رہے
اڑتے پھرینگے تختے ہمارے مزار کے

گر شوق جستجو ہے تو نقش قدم کی طرح
راہ طلب مین بیٹھیے ہمت نہ ہار کے

ملنا عروس گور سے شادی ہے دوسری
دولھا کی طرح لاتے ہین ہمدم سنوار کے

حوران خلد کی کہین بے پردگی نہ ہو
چڑھتا ہے نالہ بام فلک پر پکار کے

بے فصل گل یہ نغمہ سرا بلبلین نہین
افسانے کہہ رہی ہین خزان مین بہار کے

میت نہین روان ہے پس مرگ دوش پر
یہ گرد دوڑی جاتی ہے پیچھے سوار کے

باغ جہان مین مثل زر گل ہین ہم عبث
اپنے نہ کام کے نہ کسی دوستدار کے

تسلیم ہم وہ شعلہ قدم تھے کہ جل گیا
بیٹھے جو پاس بھی شجر سایہ دار کے

پاس اپنے وہ اشارون سے بلاتے ہین مجھے
دیکھکر غیر کو آنکھین بھی دکھاتے ہین مجھے

زور کمزور محبت مین دکھاتے ہین مجھے
کوچہ یار کے ذرے بھی دباتے ہین مجھے

غیر کیا نقش کف پا بھی مرے دشمن ہین
بیٹھے بیٹھے صفت فتنہ اٹھاتے ہین مجھے

صدمے چین سے ہی نیند جو آتی ہی کبھی
خواب سے خواب مین وہ آکے جگاتے ہین مجھے

آپ مین جب نہین آتا تو اجی کیا کیا
خبر آمد دلدار سناتے ہین مجھے

بے بلائے ہوے اوس بزم مین جانا کیا تھا
بیحیا کہہ کے رقیبون کو سناتے ہین مجھے

جب مین کہتا ہون شب وصل سحر ہوتی ہی
ہان نہین کہہ کے وہ باتون مین لگاتے ہین مجھے

غیر سے بگڑی مقرر کہ جلانے کے لیے
آج وہ اپنے گلے آپ لگاتے ہین مجھے

خاکساری کا مری پاس دم غش بھی رہا
عطر مٹی کا مرے یار سنگھاتے ہین مجھے

یہ نئی بات ہی خود ہو کے خفا وصل کی شب
منتین کرتے ہین روتے ہین مناتے ہین مجھے

بگڑی قسمت اسے کہتے ہین بھری محفل مین
خالی بیٹھے ہوے سب ہنس کے بناتے ہین مجھے

کل یہ در تک بھی عداوت سے نہ آنے دینگے
آج اوٹھا اوٹھا کے جو محفل مین بٹھاتے ہین مجھے

ہون وہ لاغر کہ دم نزع اجل ہے احباب
دامن سایۂ مژگان مین چھپاتے ہین مجھے

کیا خبر تھی دم کن کار کنان تقدیر
کہ مٹانے کے لیے آج بناتے ہین مجھے

وہ محبت کی سخی آج کہ ہر دل ہون عزیز
سینے کے داغ بھی چھاتی سے لگاتے ہین مجھے

غیر تو غیر ہے کیا اوسکے ستم کا شکوہ
زخم دل بھی مرے ہنس ہنس کے رولاتے ہین مجھے

نہ اگر ہون نہ ہون مین عود نہ شمع محفل
غیر پھر کس لیے بیکار جلاتے ہین مجھے

بی نشانی مری کیا کھا گئی کیونکر احباب
گھر مین پاتے ہین نہ باہر کہین پاتے ہین مجھے

وقت پیری وہ کہان فکر جوانی تسلیم
لوگ بیکار بھی اس رنگ پہ لاتے ہین مجھے

لطف ہوتا ہے نہ کچھ صدمہ ہوا کرتا ہے
اب تو یہ چرخ نئے ظلم کیا کرتا ہے

مر کے بھی سوزش دل کرتی ہی رسوا کیا کیا
اک دھوان تربت عاشق سی اٹھا کرتا ہے

کچھ ادھر بھی کرم اے لطف خراش ناخن
چارہ گر زخم جگر روز سیا کرتا ہے

دل مین ہے حال دل زار سناؤن اوسکو
لیلی و قیس کا افسانہ سنا کرتا ہے

کل شب ہجر تو مر مر کے کٹی تھی یارو
آج یہ روز بلا دیکھیے کیا کرتا ہے

مین نے کب شکوۂ بیداد کیا غیرون سے
مجھکو کم حوصلہ کیون یار کہا کرتا ہے

مر کے بھی حسرت دیدار وہی ہے باقی
نخل نرگس مری تربت سے اوگا کرتا ہے

وعدہ تم ہمسے کرو پاس رہو غیرون کے
کیون جی ایسا بھی زمانے مین ہوا کرتا ہے

نالۂ نیم شبی کے نہ ہون کیونکر صدقے
شکے اتنا تو وہ بیرحم کہا کرتا ہے

مرہی جائے کہین دنرات کا جھگڑا تو مٹے
شب کو سوتے مین یہ بیچین کیا کرتا ہے

اب تو یہ حال ہے اعدا کی طرح اے تسلیم
میرے مرنیکی مسیحا بھی دعا کرتا ہے

مثال شمع کہنے کو زبان ہے
سکوت سوز دل اپنا بیان ہے

دمِ پیری نہین ہوے سفید آہ — غبارِ توسنِ عمرِ رواں ہے
بھلا مین اور ترکِ جام و مینا — خیالِ حضرتِ واعظ کہان ہے
نکالے خاک کوئی دل کے ارمان — دگر گون روز و روزِ آسمان ہے
نہین معلوم کیا ہے بدگمان مرگ — کہ وہ بھی سیری نظرون سے نہان ہے
کمی کرنا نہ اے شوقِ شہادت — کہ قاتل کو خیالِ امتحان ہے
ہجومِ گریۂ بلبل سے اے گل — کفِ سیلابِ دریا آشیان ہے
نہین ہے تفرقہ انداز غافل — کوئی دم اتفاقِ جسم و جان ہے
اگر چھیڑا نہین زلفون کو اوسکی — نسیمِ صبح کیون عنبر فشان ہے
اوٹھا لین اور کچھ دم صدمۂ رشک — کہان پھر ہم کہان جورِ بتان ہے

ہوا بدلی گلستانِ جہان کی
چلو تسلیم آغازِ خزان ہے

جگر ہو دل ہو سینہ ہو مقرر کوئی جلتا ہے — کہ جب مین سانس لیتا ہون دھوان منھ سے نکلتا ہے
جو نکلا بھی کوئی آنسو ٹپکا چشمِ پرنم سے — ہمارا نورِ دیدہ دامنِ مژگان مین پلتا ہے
نہ کھینچو تیر پہلو سے کہ اکثر وقتِ تنہائی — یہی اک مونسِ جان ہے اسی سے دل بہلتا ہے
تہِ مدفن بھی کر دیتا ہے داغِ سوزِ ناکامی — خدا کی شان ہے بیروغن چراغ اس گھر مین جلتا ہے
اثر دکھلا رہا ہے ہجر مین سوزِ غمِ الفت — شرر بنکر مری آنکھون سے ہر آنسو نکلتا ہے
شبِ فرقت کا دھڑکا وصل مین پوچھو مرے دل سے — نکل جاتا ہے دم جسوقت وہ کروٹ بدلتا ہے
اب آؤ یا نہ آؤ موت وعدہ مانتی کب ہے — کہین اے جان وقت آیا ہوا نقرون سے ٹلتا ہے
مداوا ہی تپِ سوزِ درونی کس لیے ہمدم — سمندر ہے مرا دل آگ مین راحت سے پلتا ہے
پشیمان ہے ستمگر آج وقتِ نزع بالین پر — کہ مین دم توڑتا ہون وہ کفِ افسوس ملتا ہے
قدم رنجہ کریگا کون بحرِ حسن ساحل پر — تلاطم ہے خوشی سے ہاتھون ہر موجہ اچھلتا ہے

تپ غم سے دم بسیری ہین لاکھون آبلے دل پر
خزان مین سبز ہوکر یہ نہال خشک پھلتا ہی

روان آہ طلب مین طفل اشک تر کو پاتا ہون
تماشا ہے مرا نور نظر بے پاؤن چلتا ہے

جوانی لیگئی ساتھ اپنے جنس حسن کی دولت
زوال مہر ہے دن گرم بازاری کا ڈھلتا ہی

نصیحت بیخود الفت کو کیونکر کارگر ہوگی
کہین باتون سے ای ناصح زخود رفتہ سنبھلتا ہی

گوارا خاک مین ملنا بزنگ نقش پا کب ہے
کرین کیا ناتوانی سے کچھ اپنا زور چلتا ہے

وفای وعدہ کی امید اب بھی ہے کہ سینے سے
نکلتا ہی مگر رک رک کے میرا دم نکلتا ہے

چمن مین کسکی آمد ہی خوشی ہے کسکے قدم کی
کہ سبزہ لوٹتا ہے آب فوارہ اوچھلتا ہی

پس مردن خم پیری نکل جاتا ہے قامت سی
تہ خاک لحد آکر بشر سانچے مین ڈھلتا ہی

روان مین اشک آنکھون سے جگر سی شعلے اٹھتے ہین
غضب ہی عین بارش مین مرا کاشانہ جلتا ہی

ہمارا داغ دل گویا ثمر ہے باغ جنت کا
کہ زیر خاک مدفن بھی نہ سڑتا ہی نہ گلتا ہی

وہی ہی بانکپن غمزہ ادا انداز رک جانا
ہمارے حلق پر خنجر بھی تیری چال چلتا ہی

بڑا ہو سخت جانی کا کچھ ایسا ڈر سمایا ہے
کہ میرے نام سے تیغ جفا کا دم نکلتا ہی

ہزارون آبلے دل مین پڑے ہین داغ ہونگے لو
یہ نخل نامرادی پھولنے سے پہلے پھلتا ہی

کیا بیہوش ایدل مثل موسیٰ کسکے جلوے نے
کہ ہر برگ نہال طور پنکھا مجھکو جھلتا ہے

ہجوم غمگسارا ن محبت کی ضرورت کیا
کہ تنہائی مین بھی اپنا دل وحشی بہلتا ہے

خیال یار کی شوخی وہی ہی روز فرقت بھی
جگر مین چٹکیان لیتا ہی کوئی دل کو ملتا ہی

دم آخر عبث ہی اسقدر تدبیر صحت کی
کہین ای چارہ گر وقت اجل درمان سے ٹلتا ہی

برنگ نقش پا افتادگی کو ناز اوٹھاتی ہی
ہماری ناتوانی کا جہان تکیے ورچلتا ہی

طبیعت سے مین ہون مجبور رو یہ ضعف کی عادت
کسی کا ناز اوٹھانا بھی مجھے تسلیم کملتا ہے

طریق عشق مین ہمراز نامحرم نکلتا ہے
سمجھتے ہین جسے نا آشنا ہمدم نکلتا ہے

لبون تک آ کے پھر جاتی ہی جان منتظر اپنی
نہ وہ بیرحم آتا ہے نہ ظالم دم نکلتا ہی

جرا ہو سوزش دل کا کہ تنگ آیا جو سینے مین
دھوان بنکر خیال کاکل برہم نکلتا ہی

کرے ہنگامۂ روز قیامت ہمسری کیونکر
وہ فتنہ قد محشر سے قد آدم نکلتا ہی

نہین معلوم کسکی آمد آمد وقت آخر ہے
کہ رک رک کر مرے سینے سے میرا دم نکلتا ہی

عبث رو رو کر فرقت مین کیا کرتا ہی تر دامن
مرا کیا کام اس سے دیدۂ پرنم نکلتا ہی

کسی نے بھی نہ پوچھا کسکے کشتے کی یہ تربت ہی
ہمیشہ پاس سے ہر چند اک عالم نکلتا ہی

مین کسکی پاکدامانی کا کشتہ ہون کہ مدفن ہی
بجاے سوسن سبزہ پنجۂ مریم نکلتا ہے

وہی ہے خار خار ہجر روز وصل بھی باقی
الجھتا سانس کے ہمراہ دل سے غم نکلتا ہے

یہ رتبہ ہے ترے ناوک کا جب آتا ہے او قاتل
پے تعظیم درد اوٹھتا ہی تن سے دم نکلتا ہے

تمنا کیا کرون مین دل کی ہوتے سیر جنت کی
یہ وہ عالم ہی جس مین ذرا کا عالم نکلتا ہے

بدل جاتی ہی دو ساغر مین کیفیت طبیعت کی
فقیر آتا ہے منگانے سے بنکر جم نکلتا ہے

یہانتک ناتوانی ہی کہ روز وصل سینے سے
جو حسرت بھی نکلتی ہے تو میرا دم نکلتا ہی

عزیز اہل نعمت خاکساران جہان دیکھے
سحر کو مہر تابان ڈھونڈھتا شبنم نکلتا ہی

وہ ہون دل سوختہ مثل لالہ بزم شادی مین
دم خندہ بھی منھ سے نالۂ ماتم نکلتا ہے

دورنگی دیدۂ گریان کی دیکھین کیا دکھاتی ہے
بہت بہتا ہی خون آنکھون سے آنسو کم نکلتا ہے

مرا داغ جوانی وقت پیری پھر چمک اوٹھا
ستارہ صبح عشرت کا شب ماتم نکلتا ہے

رولاتے ہین مسی مالیدہ دندان کسکی فرقتمین
کہ آنکھون سے ہر آنسو صورت نیلم نکلتا ہے

الٰہی نزع مین یاد آئے کسکے عارض گلگون
کہ موج بوے گل بنکر ہمارا دم نکلتا ہی

ردانداز دون کی صدسے کوچۂ جانان کو جب چھوڑا
ہوا غل قدسیون مین خلد سے آدم نکلتا ہی

مدرسے صنعت گر

نگاہ حسرت آلودہ نے میری کر دیا بدظن
وہ کچھ شرما گیا تسلیم ادھر سے کم نکلتا ہی

ایک سی سطرِ شکن لوحِ جبین پر کیا ہی
میری تقدیر مین لکھا یہ مکرر کیا ہی

گر نہین تمکو یقین درد دلِ عاشق کا
آسمان بنکے نمایان یہ زمین پر کیا ہی

لطف دیتا ہی ستم بھی اثرِ شوخی سے
گدگداتا ہے گلو کو مرے خنجر کیا ہی

شمع محفل کی زبان ہون مین نقشِ دیوار
شور پھر میری خموشی کا یہ گھر گھر کیا ہی

ہاے کیا تلخ ہی عاشق کی لگاوٹ بھی انھین
بدمزہ ہو کے وہ لاتے ہین زبان پر کیا ہی

خود ہون لبریز فنا مثلِ حباب دریا
تو مٹاتا مجھے اے چرخ ستمگر کیا ہی

تیرے محفل عشرت مین ہی خون سی لبریز
دیدۂ عاشق محزون نہین ساغر کیا ہی

سخت جانی کا بُرا ہو کہ ندامت بخشی
لوگ کہتے ہین کہ بے آب خنجر کیا ہی

خالی آتا ہون مین لبریز جدھر جاتا ہون
میری قسمت مین لکھی گردشِ ساغر کیا ہی

گر نہ ہو یار تو ہو ذکر نہ ہو ذکر تو خیر
میری بالین پہ یہ ہنگامۂ محشر کیا ہی

ناامیدی سے کوئی غم نہ رہا اے تسلیم
پوچھتے کیا ہو کہ حالِ دلِ مضطر کیا ہے

کیا منھ جو کوئی بات بنائے مرے آگے
دعوی ہو سخن کا جسے آئے مرے آگے

باور نہ کبھی ہو دمِ وعدہ وہ ستمگر
قرآن بھی گر آکے اُٹھائے مرے آگے

زاہد ہو کہ ہو رند نہین تاب کسی کی
آنکھین بُت کافر سے لڑائے مرے آگے

کیونکر نہ جگر خون ہو جب غیر سرِ بزم
مل مل کے حنا رنگ جمائے مرے آگے

مجبور ہون مین آبلہ پائی سے وگرنہ
دشمن کو نہین یون ہاتھ لگائے مرے آگے

کیونکر نہ بھے جب دشت مین ہر ایک بگولا
چل پھر کے عبث خاک اڑائے مرے آگے

کہتے ہین وہ سُنکر گلۂ جور و جفا آہ
اب اسکا کوئی ذکر نہ آئے مرے آگے

جو تمنے کیا مجھسے وہ اللہ سے پاؤ
جو مین نے کیا تم سے وہ آئے مرے آگے

اتنا بھی نہین یار کوئی ہجر مین تسلیم
سمجھا کے مناکر اوسے لائے مرے آگے

آغاز جوانی کی ادا اور ہی کچھ ہے
اب تو وہ صنم نام خدا اور ہی کچھ ہے

بیجا نہین مہنسا دہنِ زخم جگر کا
تلوار کے کھانے مین مزہ اور ہی کچھ ہے

گردون بھی ستم پیشہ ہے لیکن ترے قربان
یہ مشق جفا لطف نما اور ہی کچھ ہے

کہتے ہین ارادے مرے سنکر مجھسے کہ بڑھا ہاتھ
سمجھاتی او نخلین شرط حیا اور ہی کچھ ہے

مین کیا کہون کیون کوستے ہین ناز سے مجھکو
جسکی یہ سزا ہے وہ خطا اور ہی کچھ ہے

ہر ایک سمجھتا ہے مظاہر کو ہمہ اوست
کس کس سے کہون مین کہ خدا اور ہی کچھ ہے

کیونکر متوجہ طرف دل نہ رہین ہم
اس آینے مین جلوہ نما اور ہی کچھ ہے

مانا کہ اٹھا لیتے ہین سب عشق کی افتاد
ہان حوصلہ اہل وفا اور ہی کچھ ہے

غیرون سے ملو یا نہ ملو غم نہین مجھکو
میرا تو مرے جان گلا اور ہی کچھ ہے

دوری کی شکایت نہ حضوری کی تمنا
اللہ سے بھی اپنی دعا اور ہی کچھ ہے

فردوس سے کیونکر نہ ملک آئین پے سیر
کوچے کی ترے یار فضا اور ہی کچھ ہے

دیتے ہین ستمگار جگہ گردن و سر پر
توقیر مین خون شہدا اور ہی کچھ ہے

شمشیر سے مرتے ہین نہ خنجر نہ سنان سے
عشاق کو پیغام قضا اور ہی کچھ ہے

رسوا نہ ہو اس نالہ و فریاد سے ایدل
کہتے ہین جسے آہ رسا اور ہی کچھ ہے

اے چارہ گر درد نہ ہو مفت مین بدنام
بیمار محبت کی دوا اور ہی کچھ ہے

تم کہتے ہو تسلیم کو زندہ ہین ابھی تک
ہمنے گلی کوچے مین سنا اور ہی کچھ ہے

مرقد پر آکے میرے بیداد کیا کرینگے
اک مشت خاک ہون مین برباد کیا کرینگے

محشر مین تیری ظالم فریاد کیا کرینگے
بھولی ہوئی جفائین ہم یاد کیا کرینگے

شداد ستمگر ہم سے نہ بدگمان ہو
بیکس ہین بیزبان ہین فریاد کیا کرینگے

عاشق پر اسقدر کیون ہو ہم وہ مہربان ہین
دل بھی تو اب نہین ہے برباد کیا کرینگے

شکوہ ہی بخت بد کا ہر دم زبان پر اپنی — تیری برائیون کو ہم یاد کیا کرینگے
تو ہچکیون پر ایدل کیون استقار ہی نازان — سودا ہوا ہے تجھکو وہ یاد کیا کرینگے
محروم مخلصی ہون کیا مین زبان کھولون — تاثیر میرے نالے صیاد کیا کرینگے
مانند آہ بیکس بے قید ہونگا جسدم — زنجیر کیا کریگی حداد کیا کرینگے
بھولے سے بھی اونھون نے جب جیتے جی نہ پوچھا — مرنے کے بعد اے دل اب یاد کیا کرینگے
وحشت مین بھی یہی ہے گر زور نا توانی — مجنون کی قبر جاکر آباد کیا کرینگے
اکدن بھی وائے قسمت پہلو مین وہ نہ بیٹھے — دنیا سے جب اٹھینگے ہم یاد کیا کرینگے
نام وصال سنکر آتی نہین اجل بھی — روز ازل کے غمگین دل شاد کیا کرینگے
افسوس تو یہی ہے چھوٹے بھی گر قفس سے — اوجڑے ہوے چمن مین صیاد کیا کرینگے
غم دوستی سے تن مین جز استخوان نہین کچھ — ہم خانۂ لحد کو آباد کیا کرینگے
مین بھولے پن کے صدقے اب بھی وہی گمان ہی — پیارے گلو بریدہ فریاد کیا کرینگے
آئے بھی گور پر گر تو ساتھ دشمنون کے — اب اور بعد مرون بیداد کیا کرینگے
امید مخلصی پر اوڑ کر قفس سے اپنے — نام شکستہ بالی برباد کیا کرینگے
گل ہین نہ ہوش بلبل ہم سے خلاف ہوکر — گلچین نے کیا بنایا صیاد کیا کرینگے
خاموشیون سے اپنی تنگ آئینگے جب اہل دل — کاٹینگے ہم زبان کو فریاد کیا کرینگے
بے بال و پر قفس مین بیٹھے ہین سر جھکائے — گلشن کی آرزو ہم صیاد کیا کرینگے
قمری کی طرح ہمدم کافی ہی طوق گردن — پہنا کے مجھکو بیڑی حداد کیا کرینگے
تیرا ہی حوصلہ تھا دی جان آرزو مین — ہم دیکھکر ارم کو بیداد کیا کرینگے

کاوش یہ بخت بد ہے تسلیم ورنہ مجھسے
کہنے سے وہ رہے ہین بیداد کیا کرینگے

مری تسکین کو یارون نے مشکل نام سے بدلی — عبارت بدلی خط بدلا زبان بدلی خبر بدلی

لہو کی ندیان بہنے بہا دین رو د آنکھون سے
مگر اب تک نہ تیری رنگت ای خون جگر بدلی

وہ بیکس ہون کہ بعد از مرگ دل دکھتا ہی غیرون کا
ہمیشہ آکے رو جاتی ہی میری خاک پر بدلی

وہ بخشی بی نیازی نقر کی دولت دو عالم مین
کہ مین نے بالش جم سے نہ خشت زیر سر بدلی

وہ ذکر غیر تو سنتے رہے ہنس ہنس کے محفل مین
ہمارا نام جب آیا چڑھی تیوری نظر بدلی

یہ بحث گریہ دیکھین آبرو کسکی ڈبوتی ہی
ادھر مائل ہین رونی پر مری آنکھین ادھر بدلی

مری خواب اجل کے بیخودی دیتی رہی دلکو
نہ کھولی آنکھ محشر تک نہ کروٹ عمر بھر بدلی

دل و دیدہ سبھی اپنے خاک ای تسلیم بست دون
نہ برق اتنا کبھی تڑپی نہ روئی اسقدر بدلی

آج نالے بھی مرے ہین شرر افشان تھوڑے
نظر آتے ہین شریک شب ہجران تھوڑے

چارہ گر ہاتھ اوٹھا چارہ گری سے میری
رہنے دی سینۂ مجروح مین پیکان تھوڑے

دم محبت کا بہت بھرتے ہین لیکن بس مرگ
آنے والے ہین سو گور غریبان تھوڑے

کر دیا باغ کو ویران ستم گلچین نے
رہ گئے صحن چمن مین گل خندان تھوڑے

کام آئینگے دم حشر خدا کے آگے
چن لون ای مرگ مین لخت دل سوزان تھوڑے

ناز رختار کہان ہر قد موزون کو نصیب
سرو بستان ہین بہت سرو خرامان تھوڑے

خاک جی بھر کے مرے لوٹین دل افگاری کی
زخم خنجر کے ہزارون ہین نمکدان تھوڑے

پیش رشک سی کیون غیر نے پھونکا تسلیم
دل جلانے کو نہ تھے داغ عزیزان تھوڑے

چلے نام آوری لیکر زمین سے
اوٹھے ہم نقش کی صورت نگین سے

مری ناکامیون پر رحم کھاکر
اوترائی دعا عرش برین سے

نکالے آج تمنے کسکے ارمان
قبا مسکی ہوئی ہے ہر کہین سے

وہ ہنس دیتے ہین گریان دیکھکر کیون
کوئی ضد ہے دل ندہگین سے

تمھین کیا غم دل گم گشتہ اپنا
مین جاکر ڈھونڈھ لاؤنگا کہین سے

مرے اوسکے ہے باہم رازداری
چھپائے دل کی جو روح الامین سے

نکلتی ہے ہوائے وصل مرکر
زمین لپٹی ہے ہمسے ہم زمین سے

رگِ موئے کمر سے مجھکو ڈر ہے
کہین اوجھے نہ زلفِ عنبرین سے

کہون کیا خاک مین کسنے ملایا
یہ پوچھو اپنی چشمِ سرمگین سے

ہوا انکارِ جانان سے فزون شوق
بڑھین دل مین تمنائین نہین سے

مین روتا بیٹھکر کیون گر سمجھتا
اوٹھیگا نوح کا طوفان یہین سے

غلط ہے مرگِ دشمن کی یہ شہرت
تم آنسو پوچھو چشمِ سرمگین سے

نہ کھینچ اے بیوفا کچھ دم طبیعت
بہل جائیگی تیرِ دلنشین سے

سکھائے دلبری کے ڈھنگ ہمنے
فریبِ دوستی ظالم ہمین سے

برنگِ نقشِ پا بیٹھے کچھ ایسے
کہ سٹ کر ہم اوٹھے فرشِ زمین سے

ادب آموز ہے راہِ محبت
روان ہون صورتِ دریا جبین سے

نہ رہ جائے ہوس دستِ جنون کی
اوٹھایا ہاتھ ہمنے آستین سے

بڑھی شرمِ سیہ کاری بس مرگ
چھپایا منھ کو دامانِ زمین سے

ہمیشہ سجدے کے حیلے سے تسلیم
مٹاتا ہون خطِ قسمت جبین سے

ہوے مجروح جب تیرِ نظر سے
صدائے آفرین نکلی جگر سے

یہی ہے عرض اپنی نامہ بر سے
اونھین تو دیکھنا میری نظر سے

نگاہِ گرم ڈالی آہ کس نے
کہ شعلے اوٹھتے ہین داغِ جگر سے

مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین
رفو کرتے ہین وہ تارِ نظر سے

امیدِ وصل مین آخر کہان تک
دلِ ناکام اوبیرحم ترسے

اسیری گر یہی ہے عمر بھر کی — ہمین کیا فائدہ اس بال و پر سے
چُرا کر لے گئے وہ میرے دل کو — حیا آلودہ و دزدیدہ نظر سے
جو نکلی بھی تو لیکر ساتھ نکلی — مجھے خانہ خرابی میرے گھر سے
تمھین بے تیغ ہو ورنہ ہم اے تُرک — کفن باندھے ہوے پھرتے ہین سر سے
ہوا دشوار اوٹھنا صورتِ اشک — الٰہی ہم گرے کسکی نظر سے
یہان ہم خاک مین خود مل چکے ہین — ڈرین کیا جورِ چرخِ فتنہ گر سے
ادب ہے اسقدر راہِ طلب مین — کہ موج آسا روان ہین پائے سر سے
یہ خط دے کر بڑھا ہے شوقِ دیدار — کہ پہونچون آپ پہلے نامہ بر سے
پئے تعظیم اوٹھا پہلو مین کیون درد — گذر کسکا ہوا اے دل اِدھر سے
رگِ سودائے الفت کے لہو کا — مزا پوچھو زبانِ نیشتر سے
شبِ فرقت ہے وعدہ وصل دل کو — لگا ہے شام کا دھڑکا سحر سے
بہت اہلِ کرم ہین دیکھنے کے — نہ پایا پھل رباعی کے شجر سے
شبِ فرقت مین ہین دونون پشیمان — اثر فریاد سے فریاد اثر سے
شبِ تنہائی مین دُکھ درد اپنا — جگر کہتا ہے دل سے دل جگر سے
اجی بھی نہین بالین پر ابتو — تسلی کون دے جھوٹی خبر سے
وہی یہ دل ہے پہلو مین کہ جسکو — اوٹھا لایا ہون اوسکی رہگذر سے
ہجومِ یاس مین روتی ہے دنرات — لپٹ کر آرزو میری جگر سے
حسینون کی ادائین ہم سے پوچھو — ہزارون گذرے ہین اپنی نظر سے

یہ شوقِ منزلِ مقصد ہی تسلیم
کہ آگے سو قدم ہون راہبر سے

کیا کہین ہم مرمٹے کِنکے لیے — دیکھ لو یہ بیٹھے ہین اِنکے لیے

فصلِ گل آئی برلبِ آشیان — پھر رہی ہین بلبلین تنکے لیے
فاتحے کو بھی نہ آئے گور پر — مِل گئے ہم خاک مین جنکے لیے
عشوہ غمزہ ناز وشوخی وحیا — سب ہین زیبا تم سے کم سن کے لیے
مفلسی مین رات کو تھوڑی ہی بس — کچھ اوٹھا رکھ ساقیا دن کے لیے
گالیان دین آپ نے کیون بوسے جب — ہنسنے لیے گن کے لیے
کس مقدر پر کرین تدبیر دل — جان دین کیون غیر ممکن کے لیے
جینا مرنا ہمکو لایا دہر مین — چار سو پھرتے ہین دو دن کے لیے

اب کہان تسلیم اگلی شاعری
مر مٹے وہ لوگ تھی جنکے لیے

چھوڑا اے دیدۂ تر خشک زمین تھوڑی سی — خاک اوڑا لینے دے مجھکو بھی کہین تھوڑی سی
مدتین گذرین کہ لب تک نہین ساغر آیا — کہتے ہین جسکو ازل پی تھی وہین تھوڑی سی
دھوپ بھی وادیِ غربت مین نہین ہی یکسان — کہین کوسون نظر آتی ہی کہین تھوڑی سی
کسکے سجدے مین بنا بدر سے اسماہ ہلال — گھستے گھستے تری باقی ہی جبین تھوڑی سی
پی کے جسکو چلے آتے ہین ہزارون حسرت — چھوڑ آئے تھے عدم مین وہ ہمین تھوڑی سی
ساقیا کیون لیے جاتا ہی مجھے رندون مین — گر پلانا ہے پلا دے تو یہین تھوڑی سی
نام ہوتا نہین بے ضبطِ ستم دنیا مین — عشرطِ ہو کا وہ دل مثلِ نگین تھوڑی سی
اوٹھکے جاؤن سوئے جنت نہ دمِ محشر بھی — اوسکے کوچے مین فلک ہو جو زمین تھوڑی سی
تنگیِ دل سے رہے کیون نہ غمِ یار بھی تنگ — اس مکان مین ہی جگہ بہر مکین تھوڑی سی
مِل گئی سسکے زمین اس دلِ بسمل کی تڑپ — کہنے پائے نہ تھے خاک نشین تھوڑی سی

ہو گا کب خاکِ رہِ روضۂ اقدس تسلیم
رہ گئی ابتو حیات ای شہِ دین تھوڑی سی

ذکرِ بربادی و گریہ اگر اپنا آئے
خاک صحرا مین اڑے جوش مین دریا آئے

ہمنشین دیتے ہین کیا کیا مجھے دم فرقت مین
مجھسے کہتے ہین کہ ہم اونکو بھی سمجھا آئے

چھٹکی کشمکشِ زندگی و مرگ سے روح
ملک الموت بھی کیا آئے مسیحا آئے

صدقے اے ضعف وہ تدبیر بتا دے مجھکو
صفتِ نقشِ قدم خاک مین ملنا آئے

بے اثر نالون سے اپنے شبِ تنہائی مین
سیکڑون وہم و گمان ای دلِ شیدا آئے

ساقیا غفلتِ پیہم سے ابھی ہون ہشیار
کانون تک میرے اگر قلقلِ مینا آئے

لوگ کہتے ہین مجھے دیکھ کے سرگرمِ فغان
نالے ایسے نہ کرو مُنھ کو کلیجا آئے

جب مین دیتا ہون درِ یار پہ جاکر آواز
ہاے کس ناز سے وہ کہتے ہین اچھا آئے

ہو گریبان کی طرح چاک ابھی اے تسلیم
میرے ہاتھون مین اگر دامنِ صحرا آئے

ہاتھ کب تک نہ سوے چرخ اوٹھائی کوئی
اسقدر کیون کسی بیکس کو ستائی کوئی

وہ نہین ہم جو کبھی بعدِ فنا تربت پر
لائے دو پھول کوئی شمع جلائے کوئی

ہون حباب لبِ دریا یہ حقیقت ہے مری
کچھ نہ ہاتھ آئے اگر ہاتھ لگائے کوئی

گدگداتا ہے عبث نوکِ سنان سے قاتل
لبِ سوفار نہین ہون جو ہنسائے کوئی

دل تپِ غم سے جلے آنکھ سے ٹپکین آنسو
آگ بھڑکائے کوئی اور بجھائے کوئی

اب کہان صلح کی امید کہ مدت گذری
ہم نہ جائین نہ ادھر سے کبھی آئے کوئی

فتنہ انگیزیِ عاشق کی شکایت بیکار
کس لیے غیر کو پہلو مین بٹھائے کوئی

رنگ ہم لائینگے پس کر بھی حنا کی صورت
کبھی مٹنے کے نہین لاکھ مٹائے کوئی

شکلِ تصویر ہون اسکی نہین پروا مجھکو
یاد رکھے کوئی یا دل سے بھلائے کوئی

اسقدر رنگِ طرب ہون کہ دمِ عیش و نشاط
نہ کوئی پاس بٹھائے نہ بلائے کوئی

تیشہ لا وہ ہون کہ جگہہ دے نہ کوئی پہلو مین
جام وہ ہون کہ مجھے مُنھ نہ لگائے کوئی

شب وعدہ سے یہ مطلب ہے کہ جاگیں عشاق
خواب مین بھی نہ گلے آکے لگائے کوئی

لیچل اے جوش دہان عالم وحشت مین مجھے
کہ جہان تیرے سوا پاس نہ آئے کوئی

کوچۂ یار کیسا ہو یہ ممکن ہی نہین
لاکھ دن رات یہان خاک اڑائے کوئی

بیخودی اور بھی بڑھ جاتی ہی ایجان دم وصل
آپ مین ہون تو ہمین آپ مین پائے کوئی

چارہ سازون کا مین قائل نہین جبتک تسلیم
میری بگڑی ہوئی قسمت نہ بنائے کوئی

کس لیے چارہ گر درد تو تدبیر مین ہے
ہو رہیگی کبھی صحت بھی جو تقدیر مین ہی

سُنکے برہم وہ ہوے اور بڑھادی تعزیر
عذر تقصیر بھی داخل مری تقصیر مین ہی

ایک صورت پہ نہین صفحۂ کاغذ کو قرار
کچھ عجب رنگ کی شوخی تری تصویر مین ہی

مردے جی اوٹھتے ہین وحشت نے وہ جاتا ہون جدھر
شور محشر کا اثر نالۂ زنجیر مین ہی

بے سبب روح کا دامن نہین اوجھل دم قتل
خار کوئی چمن جوہر شمشیر مین ہی

زخم جب روتی ہین خون مجھکو ہنسی آتی ہے
کس قیامت کی حلاوت خلش تیر مین ہی

قصر تن بدلیگا مٹ مٹ کے ہزارون نقشے
لاکھ صورت کی خرابی مری تعمیر مین ہی

کیا ہوا کسنے لیا حشر ہی جس دل کو لیے
آپ دیکھین تو یہ کیا زلف گرہگیر مین ہی

اہل صورت سے نہ رکھ مہر و وفا کی امید
رنگ و روغن کے سوا کیا گل تصویر مین ہی

پھونکے دیتی ہے جگر شعلہ زبانی تسلیم
آتش طور کی گرمی تری تقریر مین ہے

درد فرقت کی چارہ گر نہ ہوئی
مل گئی موت بھی خبر نہ ہوئی

چشم تر تھی مگر گہر کی طرح
رگ تار نظر بھی تر نہ ہوئی

لاکھ چاہا مگر وہ کافر زلف
نہ ہوئی سیدھی بال بھر نہ ہوئی

وصل کی شب ہوا مین شادی مرگ
عیش مین بھی مری بسر نہ ہوئی

تھا وہ بیتاب آکے پہلو مین — برق تڑپی مجھے خبر نہ ہوئی
غیر تو غیر میری میت پر — بیکسی تو بھی نوحہ گر نہ ہوئی
بخل گردون سے بعد مرگ کبھی — ایک چادر بھی گور پر نہ ہوئی
مر تو جاتا مگر ترے غم سے — اتنی فرصت بھی عمر بھر نہ ہوئی
ہوتے کیا کیا گمان لاکھون شکر — میری ہستی تری کمر نہ ہوئی
داغ دل تو لحد مین روشن ہین — نہ ہوئی شمع گور پر نہ ہوئی
بیخبر آپ سے رہا برسون — آپ کو ایک دن خبر نہ ہوئی
جسکے کشتے ہین غیر آہ کبھی — وہ نگاہ ادا ادھر نہ ہوئی
وائے قسمت کہ آئینے کے ساتھ — میری حسرت بھری نظر نہ ہوئی
شام غم بھی سیاہ بیدا کی — اکتفا میرے بخت پر نہ ہوئی
کیا گمان پر غم جہان مانگون — دل مین اتنی جگہ اگر نہ ہوئی
حشر مین کیا کرینگے ہم کہ یہان — بے مرے زندگی بسر نہ ہوئی

روز و شب اونکی دید سے تسلیم
بارہا چاہی بیشتر نہ ہوئی

وفا پر جو مرتا ہے وہ دل یہی ہے — تمھاری جفاؤن کے قابل یہی ہے
کہونگا خدا سے دم حشر ظالم — ترے بیگنا ہونکا قاتل یہی ہے
لحد مین جو اوترے مسافر عدم کے — پکاری قضا پہلی منزل یہی ہے
وفا کو سمجھتے ہین عشاق آسان — اگر ہمسے پوچھو تو مشکل یہی ہے
اکیلا تو ہون کنج مرقد مین لیکن — بہل جائے گر دل تو محفل یہی ہے
فقط ایک ٹوٹا ہوا ساتھ دل ہے — ہمین پھوٹی قسمت سے حاصل یہی ہے
کہا کینچلا اسنے پیکان سے اپنے — بڑی دھوم تھی جسکی وہ دل یہی ہے

اوسی ڈھونڈھتا ہون جو ہر دم ہی دل مین — سُنا ہو جو تحصیل حاصل یہی ہے
لگا کر گلے تیغ کہتا ہے قاتل — شہادت کے دریا کا ساحل یہی ہے
مرا دل نہین برقِ بیتاب سے کم — جو بیز خم تڑپے وہ بسمل یہی ہے
وہ رشکِ چمن دل مین جب سے بسا ہے — سمجھتا ہون فردوس منزل یہی ہے

تڑپنا کہان پھر ترے تیغ تسلیم
اگر پاس دامان قاتل یہی ہے

وصل کی رات بھی قسمت کی بُرائی نہ گئی — بیخودی نے وہ خودی کی کہ جدائی نہ گئی
کیا بھروسا ہو دمِ وعدہ سرِ دشمن کی — کچھ قسم زہر نہ تھی تم سے جو کھائی نہ گئی
موت آئی بھی شبِ حجرہ مین در تک لیکن — ضعف وہ تھا کہ اشاری سے بلائی نہ گئی
لاکھ روئے تپشِ دل نہ ہوئی عشق مین کم — دل کی بھڑکی ہوئی پانی سے بجھائی نہ گئی
وہ تو آئے بھی مگر ضعف و حیا کا ہو بُرا — سر اوٹھایا نہ گیا آنکھ لڑائی نہ گئی
واہ کیا خجل ہے محفل مین بُلا کر بھی مجھے — کبھی دو گھونٹ بھی ساقی سے پلائی نہ گئی
آسمان خاک پس مرگ مجھے دیگا کفن — ایک چادر تو کبھی اس سے اوڑھائی نہ گئی
اوسنے پوچھا بھی کہان چوٹ ہی دل مین تیرے — راز پوشی کا بُرا ہو کہ بتائی نہ گئی
اور امید ہو کیا خاک لحد پر میری — تم سے اک شمع کسی رات جلائی نہ گئی
کہتے ہین وہ کہین ہم راز کی باتین کیونکر — اپنے دل کی تو کبھی تجھ سے چھپائی نہ گئی
مٹی دینے بھی نہ آئے پسِ مردن مجھکو — خاک مین آپ سے میت بھی ملائی نہ گئی
عشق کی چوٹ بھی کیا چوٹ ہی مجھ سے اکثر — جب کہا اوسنے کہان ہی تو بتائی نہ گئی
دردِ دل سوزِ جگر دونون مین نکلی فریاد — جو مصیبت پڑی اُلفت مین اٹھائی نہ گئی
کب نہ تھا مین ستمِ اہلِ زمین سے نالان — آسمان پر مری کس روز دُہائی نہ گئی
دستِ و پا ایسے تھکے دشتِ نوردی مین مرے — کہ قدم اوٹھ نہ سکے خاک اوڑائی نہ گئی

بیٹھے ہنستے رہے وہ آکے مری میت پر
رو تو کیا رونیکی صورت بھی بنائی نہ گئی

وصل کی شب بھی کدورت وہی ظالم کو رہی
دل کا ملنا تو کہان آنکھ ملائی نہ گئی

فاتحہ کو نہ کسی دن سر تربت آئے
مرمٹون کو کبھی صورت بھی دکھائی نہ گئی

وہ بگڑ کر چلے کیون منھ سی نہ پھوٹے تسلیم
بات قسمت تو نہین تھی جو بنائی نہ گئی

خاک آغوش لحد مین ہمین راحت ہوگی
آج مرجائین گے کل فکر قیامت ہوگی

رحم آتا نہین ظالم جو کسی بیکس پر
ملک الموت کی تیری سی طبیعت ہوگی

تم چلے جاؤ گے اس بزم طرب سے افسوس
آج ہم ہونگے ہماری شب فرقت ہوگی

پاس رندون کے نجا دیکھ وگرنہ اے شیخ
ریش قاضی تری دستار فضیلت ہوگی

سر اوٹھایا جو مرے شور جنون نے دم حشر
دیکھنا کیسی قیامت مین قیامت ہوگی

خوب گذرے گی اگر مر کے لحد تک پہنچے
کہ نہ تکلیف دہان ہوگی نہ راحت ہوگی

شمع کیون تربت بیکس کی بجھاتی صرصر
اوسی پرکالہ آتش کی شرارت ہوگی

وصل مین کس لیے اے دل غم حسرت ہے تجھے
پھر ملیگی جو تری طرح سلامت ہوگی

تم سلامت رہو خنجر نہ گلے پر رو کو
ورنہ کل بھی مجھے مرجانے کی حسرت ہوگی

حشر مین یارسے کیا خاک ملے گا تسلیم
گر وہان بھی یہی ناکامی قسمت ہوگی

زمانے مین بدولت بیخودی کی
نہین قدرت ہمین نیکی بدی کی

یہان آئے عدو سے ہوکے برہم
کسی کی بگڑی بن آئی کسی کی

لبون کے بوسے بے منت مین لیتا
اگر ملتی مجھے قسمت ہنسی کی

عدم سے مرنے دنیا مین نہ آتا
خبر کیا تھی مآل زندگی کی

دہان زخم کو رونا پڑا خون
زبان تیغ نے اچھی ہنسی کی

تجھے ناصح نصیحت کی بڑی ہے
مرے دل کو لگی ہے اپنے جی کی

سمجھکر اے تب فرقت جلانا
کہ دل پر نقش ہے صورت کسی کی

مجھے سب دیکھتے ہین قتل کے وقت
مین صورت دیکھتا ہون بیکسی کی

پریشان دیکھکر کہتے ہین مجھسے
یہی ہوتی ہے صورت آدمی کی

ہجوم حشر ہے کوچے مین اوسکے
نہین سنتا یہان کوئی کسی کی

بڑھے تھے لے کے خنجر کھینچ رہے وہ
مقدر نے دم آخر کمی کی

کبھی مانند طفل اشک حسرت
نہ دیکھی ہمنے صورت خرمی کی

بہت سر چڑھتے ہین رندون کے اکدن
اوتر جائے گی پگڑی شیخ جی کی

یہی تھی دل مین مے پیتا جو ملتی
کہی ساقی نے اسدم میرے جی کی

ہوا تھا عشق مین مرمر کے جینا
دل نادان نے میرے پھر وہی کی

تہ تیغ اور بھی تڑپا لے قاتل
نکل جائے تمنا تیرے جی کی

اونھین تسلیم دیکھین روز کیونکر
کہان سے لائین قسمت آرسی کی

چارہ گر نزع کا عالم ہے دوا رہنے دے
ہو چکی مجھکو شفا خاک شفا رہنے دے

دل بیتاب کو راحت سی ذرا رہنے دے
میرے سینے پہ تو ہاتھ اپنا دھرا رہنے دے

ہونگا برباد جو اوٹھا صفت نقش قدم
اے فلک مجھکو زمین پر تو پڑا رہنے دے

ہر گھڑی چال قیامت کی تو اے شوخ نہ چل
فتنے دو چار پہ روز جزا رہنے دے

دیگا ساقی مجھے کیا وقت سحر بعد نماز
تھوڑی شیشے مین مئے ہوش ربا رہنے دے

وہ گل رنگ چمن ہون کہ چمن سے مجھکو
توڑ کر پھینک دے گلچین جو خار رہنے دے

کہتی ہے دیکھ کے شوخی لف رنگین کی شفق
بچ رہے جو ترے ملنے سے حنا رہنے دے

پھینکتا ہون دل پر غم کو تو کہتا ہے جگر
لاکھ بیکار ہے پہلو مین پڑا رہنے دے

ہون گدای درِ جانان مجھے پروا کیا ہے
اپنے سایے کو تو اے بال ہما رہنے دے

ہاتھ آئے ہین بڑی بادیہ پیمائی سے
اے سرِ خار مجھے آبلہ پا رہنے دے

دیکھکر نقش پہ امید مین مر جائیگا غیر
اپنی تو گرمیِ بازارِ وفا رہنے دے

اے جنون ضعف مین پہنا نہ سلاسل مجھکو
یونہین وابستۂ زنجیرِ ہوا رہنے دے

پارسا مین تو رہون موسمِ گل مین لیکن
بوے سبزۂ خلشِ موجِ صبا رہنے دے

مر چکے سیکڑون جانباز اداسی قتل ہی پہ ہاتھ
بیوفا کوئی تو پامالِ جفا رہنے دے

تو کمی کر نہ دمِ قتل کشیدہ ہو کر
موت اگر مجھسے خفا ہی تو خفا رہنے دے

لے جاؤنگا ترا کعبہ اوٹھا کر اے شیخ
زیرِ دیوارِ حرم مجھکو پڑا رہنے دے

دلِ نالان سے نہ برہم ہو عدم ہے جانا
کام آئیگا سفر مین یہ درا رہنے دے

وقتِ آخر مین گلے اور لگا لون قاتل
حلق پر میرے ابھی تیغِ جفا رہنے دے

ہمہ تن درد ہون بدلیگی نہ صورت میری
انقلاب اے فلکِ دور نما رہنے دے

تفتہ دل ہون اوٹھا گورسی اے شورِ نشور
اس شرارے کو تہِ خاک دبا رہنے دے

دیکھکر یاد تو آجاتے ہین جانباز تجھے
اپنے کوچے مین مزارِ شہدا رہنے دے

پھر نہ سودا ہو نہ گردش ہو وہی اے مانی
میری تصویر کو تو بیسر و پا رہنے دے

نزع کا وقت ہی قاصد ہے تسلی دم بھر
آگے میرے خطِ محبوب دھرا رہنے دے

نہ جھکائے مین نہین مین نے کمی کی تسلیم
کیا کرون تیغ اگر تسمہ لگا رہنے دے

دہان سے آج آیا بھی تو آیا نامہ بر خالی
جواب خط سے خالی ہاتھ یا ہون کمر خالی

ترے ناوک کے خاطر دل جگر دونون مین گھر خالی
جہان چاہا ادھر بیٹھی ادھر خالی اودھر خالی

یہانتک پانون پھیلائے ہین داغِ عشق نے تیرے
کہ اس دل مین جگہ باقی نہین ہو بال بھر خالی

کوئی تو شغل بتلا دو ڈرتا ہو خاک اوڑانا ہو
کہ ہم بیٹھے ہین کب سے اے جنون فتنہ گر خالی

نکالا مجھکو وحشت نے قدم آئے خرابی کے
رہا صحرا نشینون کا نہ آبادی سے گھر خالی

نہ کیونکر داغ ہو دل کو کہ اوس خورشید پیکر سے
ہلال آسا رہی آغوش اپنی عمر بھر خالی

تردد کیا پھرا ہے دل اگر تیر حوادث سے
نگار رکھا ہے بہر ناوک قاتل جگر خالی

وہی ہے دل کا بھر آنا وہی ہے جوش رونے کا
ہوئی اشکون سے تل بھر بھی نہ اپنی چشم تر خالی

چُرا لیتے نہ ہم آنکھین اگر دل سے تو کیا کرتے
پھری جاتی تھی اوس کافر کی دزدیدہ نظر خالی

چمن تک کیا اسیران قفس ہو نچین رہا ہو کر
جو دل ہی مین نہین طاقت کرین کیا بال و پر خالی

مقدر نے جہان مین مثل ریگ شیشۂ ساعت
پھرا یا رات دن ہمکو ادھر خالی اودھر خالی

نہ بوئے گل وڑا لائی خبر لائی نہ غنچون کی
ملی کیا ہم اسیرون سے تو اے باد سحر خالی

بھرا بیٹھا ہون درد و غم سے تا بر نوک خم خون دم مین
نہ کر پہلوے دل ناوک سے اے بیداد گر خالی

ہوا ثابت حباب بحر کے بیجا ابھرنے سے
کہ ہین معنی سے دم کے بھر نیوالے بیشتر خالی

شب معراج مین لے ہی لیا وعدہ شفاعت کا
پھرے کب بارگاہ قدس سے خیر البشر خالی

غرض سے کچھ غرض ہمکو نہ مطلب سے کوئی مطلب
پھرا کرتے ہین سودائے جنون مین در بدر خالی

کسی کے شوق پابوسی مین مثل نقش پا ہم بھی
پڑے ہین اپنی چھاتی سے لگائے رہگذر خالی

جنون کے جوش مین کسکو خیال بیجا ہے
ارے ناصح عبث کرتا ہے تو بک بک کے سر خالی

بھرا ہون درد سے جز نالہ کیا ہی ہمدم حاصل
نہ چھیڑ مثل نے مجھکو سراپا جان کر خالی

خوشا مدسیکھ امیرون سے جو اے تسلیم ملتا ہے
بڑا کامل سہی تو کام دیگا کیا ہنر خالی

تقدیر سے ملا صنم مبتلا مجھے
کرنا پڑی عدو کے لیے بھی دعا مجھے

دل دی چکا ہون جان بھی دیتا ہون آپ نے
جز داغ یاس و حسرت دل کیا دیا مجھے

یارب کدھر مین جاؤن کہ دنیا سے لاکے ساتھ
راہ عدم مین چھوڑ گئی ہے قضا مجھے

للہ وعدہ کرکے نہ انکار کیجیے
حسرت سے دیکھتا ہے مرا آسرا مجھے

اونکی جفائین دادِ محشر کے سامنے — کہنے کو تھا کہ پاسِ وفا آگیا مجھے
خود کرتے ہو ہر ایک سے میری شکایتین — پھر کہتے ہو کہ آپ نے رسوا کیا مجھے
گم گشتہ وہ ہون راہِ طلب مین کہ عمر بھر — سایہ بھی دوڑ دھوپ کے ڈھونڈھا کیا مجھے
خونِ جگر پیا تپِ فرقت مین رات دن — آخر کو کھا گئی مرے غم کی دوا مجھے
کیونکر نہ بدگمان ہو بگڑے نہ کس طرح — خود کام تمنے غیر کے آگے کہا مجھے
کسکو اُمید تھی کہ ملونگا بتون سے پھر — لایا حرم سے دیر مین میرا خدا مجھے
قسمت بُری تھی عشق مین جھیلین مصیبتین — مجھسے گلا نہ تمکو نہ تم سے گلا مجھے
الفت مین بھی یہان نہین تابِ نگاہِ قہر — دیکھو ان آنکھون سے نہ کبھی دیکھنا مجھے

تسلیم عہدِ کلب علی خان گذر گیا
جھوٹھون بھی اب تو کوئی نہین پوچھتا مجھے

یاد محشر مین وہ چشمِ نیم خواب آجائے گی — نیند میری آنکھ مین وقتِ حساب آجائے گی
محتسب یہ زہد و تقوی سب دھرا رہجائیگا — سامنے جب دخترِ رز بے نقاب آجائے گی
ساری بیتابی ہے اُلفت کی جلن تک بعد مرگ — تاب جب جاتی رہیگی دلکو تاب آجائے گی
وہ ہین برہم غیر سے اسدم سرِ گیسو نہ چھو — ورنہ شامت اے دلِ خانہ خراب آجائے گی
گم ہو گم گشتہ ڈھونڈھو گے جو تم وصلت کی شب — صبح ابھی لیکر چراغ آفتاب آجائے گی
شام ہی سے آؤ نکالین جو صلے بے فکر غیر — چاندنی پھر گھر مین اے گردون جناب آجائے گی
گر یہی ہے ظلمتِ اعمال اے شیخ حرم — اس سفیدی پر سیاہی بے خضاب آجائے گی
مُنھ سے تو وعدہ تو کر قائم ہین گر لیل و نہار — وصل کی شب بھی بتِ خانہ خراب آجائے گی
بدسے قاصد کے صبا کو اے دلِ بیتاب بھیج — وہ ابھی خط کا ترے لیکر جواب آجائے گی
وقتِ بارش ذکرِ بیتابی مرا کرتے ہو کیون — برق سُن لیگی تو کھا کر پیچ و تاب آجائے گی
حال کھل جائیگا اے زاہد عبادت کا تری — حشر مین جب سامنے فردِ حساب آجائے گی

جسقدر پینا ہو پی کچھ بیش و کم کا غم نہ کھا
اور اے تسلیم شیشے مین شراب آجائے گی

الٰہی صبح ہو جلدی وہ سرمست شراب اوٹھے
کہین آنکھین کھلین منھ دھوے عارض سے نقاب اوٹھے

بڑھی شرم گنہگاری جو آیا وقت پرسش کا
کفن مین منھ چھپائے قبر سے روز حساب اوٹھے

جو بیٹھے توڑ کر پایون کو مثل نقش با بیٹھے
جو اوٹھے مٹ کی اوس کو جسے ہم خانہ خراب اوٹھے

یہی ہے لطف اے ساقی ہجوم نوجوانی کا
نہ ساغر ہاتھ سے چھوٹے نہ آگے سے شراب اوٹھے

وہ ننگ مرگ ہون جسدم گیا مین ڈوب مرنے کو
مجھے آنکھین دکھائی کو لب دریا حباب اوٹھے

وہ آئے بھی تو کیا آئے نہ آنا اس سے بہتر تھا
جو بیٹھے پر غضب بیٹھے جو اوٹھے پر عتاب اوٹھے

وہ رند بادہ پیما تھے کہ روز حشر مرقد سے
بغل مین شیشہ ہاتھون مین لیے جام شراب اوٹھے

خطائین اتنی لکھی ہین یقین ہے کوہ کی صورت
فرشتون سے نہ محشر مین مری فرد حساب اوٹھے

ہر اک کو فتح خیبر غیر ممکن جب نظر آئی
لیے پھر ہاتھ مین تیغ دو پیکر بوتراب اوٹھے

نہین معلوم دی تشبیہ کسنے مجھکو مجنون سی
کہ صحرا مین بگولا کھاکے لاکھون پیچ و تاب اوٹھے

پیا تسلیم اوسنے جام مے جب میری ہاتھون سی
عدو محفل سے کیا کیا جل کے مانند کباب اوٹھے

صاف رخسار یار جانی ہے
ابھی آغاز نوجوانی ہے

رہنے دو گور اپنے کشتون کی
مرنے والون کی یہی نشانی ہے

ہمتو سمجھے تھے بارسا ہوگے
کہتی کچھ اور نوجوانی ہے

وعدۂ حشر کا یقین کیا ہو
وہ بھی تو آپ کی زبانی ہے

ہم نہ بدلین اجل سے بھی اے خضر
گر یہی عمر جاودانی ہے

سرمگین چشم کا جو کشتہ ہون
خاک تک میری آسمانی ہے

دیکھ ساقی کے معجزے اے شیخ
ایک ساغر مین آگ پانی ہے

درد دل سنکے نیند آتی ہے | حال میرا اونھین کہانی ہے
ہمتو آئے ہین آپ جاتی ہین | واہ کیا خوب قدر دانی ہے
خاک اوڑتی ہی دل مین صاف یہی | بیاریہ آپ کا زبانی ہے
کون کہتا ہے تھی وفا پہلے | اجی سب قصہ ہے کہانی ہے

چپ ہو وصف دہن مین اے تسلیم
یہی دعوائے نکتہ دانی ہے

آپ کی دل کی جستجو نہ رہی | وہ تمنا وہ آرزو نہ رہی
زخم تن کو اجل کے صدقے مین | حاجت بخیہ و رفو نہ رہی
کثرت گریہ نے یہ کی تاثیر | ہنسنے کی زخم کو بھی خو نہ رہی
ایسے کھوئے گئے محبت مین | کہ ہمین اپنی جستجو نہ رہی
تم تو کیا میرے دل مین رہنے کی | آرزو کو بھی آرزو نہ رہی
کیون بناوٹ کی نیند سوتا ہی | رات بھی ابتو حیلہ جو نہ رہی
دوست نے وہ ستم کیے کہ مجھے | ہوس شکوۂ عدو نہ رہی
مدتین گذرین ہجر ساقی مین | صحبت شیشہ و سبو نہ رہی

آہ کب شوق فن ہوا تسلیم
جب کسی فن کی آبرو نہ رہی

دل مین کیا آئی تھی کیا اے گلعذار آنے کو تھی | آج لب پر کیون ہنسی بے اختیار آنے کو تھی
کسکا کشتہ تھا کہ جنت سے اوڑانے سر پہ خاک | بال کھولے حور بالائے مزار آنے کو تھی
وائے قسمت کب کیا صیاد نے قید قفس | جب خزان جاتی کو تھی فصل بہار آنے کو تھی
کچھ پھڑک کر آنکھ وقت باز وہ خواری رہگئی | روح کس سختی کش کی اے پروردگار آنے کو تھی
سنگ طفلان کی اذیت اب اٹھاتی کیون نہین | شورش دیوانگی گھر گھر پکار آنے کو تھی

نام کسکا لب تک آیا تھا کہ سو سو بار سے
چوٹ منہ رحمتِ پروردگار آنے کو تھی

شہرتِ رنگین خرامی سنکے صحنِ باغ سے
آپ کے لینے قدم بادِ بہار آنے کو تھی

تم خرامان ہو غمِ پامالیِ دنیا عبث
سمجھینگے آخر قیامت ایکبار آنے کو تھی

شکر ہے گل کر دیا صرصر نے ورنہ کل کی طرح
دل جلانے آج بھی شمعِ مزار آنے کو تھی

بول اوٹھا مرغِ سحر بیوقت ورنہ رات وہ
کھل چلے تھے نوبتِ بوس و کنار آنے کو تھی

خیر گذری جان دیکر عشق سے پائی نجات
ایک آفت جا چکی تھی دو ہزار آنے کو تھی

اور اگر دم بھر نہ آتے ہین نہ ہوتا دہر مین
وقتِ رخصت تھا لبونپر جانِ زار آنے کو تھی

آبلون کا ہو کے چرچا رہ گیا اچھا ہوا
یہ حکایت تا زبانِ نوکِ خار آنے کو تھی

رہ گیا باقی نشانِ گور اب تک شکر ہے
خاک اوڑانے گردشِ لیل و نہار آنے کو تھی

عید ہو گی آج قیسِ ناتوان کو نجد مین
سیر کرنے لیلیٰ ناقہ سوار آنے کو تھی

گرمیِ صحبت سے کچھ مطلب دلسوزی سے کام
کیون لحد پر میری شمعِ اشکبار آنے کو تھی

کیا دلِ گل مین بٹھائی اُلفتِ بلبل کا نقش
پھیٹے دے دے کر فقط شبنم بہار آنے کو تھی

کیا سبب تھا کس لیے تسلیم وقتِ صبح آج
چھپکے مجھسے باغ مین بادِ بہار آنے کو تھی

وہ جوش وہ ولولا نہین ہے
اب شوق سے دل بھرا نہین ہے

کیا خواہشِ دل سے زخم کھائین
اے تیغِ ستم مزا نہین ہے

جاتا ہے عدم کو اک زمانہ
ہر چند کہ راستا نہین ہے

کیا فائدہ چارہ گر دوا سے
قسمت مین مری شفا نہین ہے

مر کر بھی وہی ہین گرمِ آہین
سوزِ جگری بجھا نہین ہے

مقتول سے اپنے کیون خفا ہو
کچھ زخمِ جگر ہنسا نہین ہے

آنسو سے ہوا ہے کون سرسبز
یہ دانہ کبھی اوگا نہین ہے

تکلیف فراق سُنکے بولے — تم خاک مرو قضا نہین ہے
ڈھونڈھین گے اور کوئی — تم مین بوے وفا نہین ہے
ٹکرا کے جو پوچھتے ہو ہر دم — کیا حال مرا سُنا نہین ہے
بوسے تو مجھے دے یا کہ خود لے — میرا تیرا جدا نہین ہے
اک تیر ہین دو نشانہ ہونگے — کچھ دل سے جگر جدا نہین ہے
امید وصال کا کرو خون — میری تو ابھی قضا نہین ہے
ذکر فرقت کیا تو بولے — کیون کہتے ہو کیا سُنا نہین ہے
للہ کوئی پہاڑ رکھدو — ہاتھون سے دل دبا نہین ہے
گر تم ہو خفا تو خیر اچھا — قسمت تو مری خفا نہین ہے
دل لے کے مرا وہ کہہ رہے ہین — گر مفت ملے بُرا نہین ہے
شمشیر جفا نے تیری قاتل — کس کس کا لہو پیا نہین ہے
پھر جیتے ہین کس امید پر ہم — مرنے کا جو آسرا نہین ہے
وہ آپ سے پوچھین حال میرا — ایسا تو کبھی ہُوا نہین ہے
مین کیا ہون دم عتاب و غصہ — وہ غیر کا آشنا نہین ہے

کہنے سے کہی غزل بہت صاف
تسلیم مگر مزا نہین ہے

آئے کیا لب تک شکایت گلشن ایجاد کی — بلبل تصویر ہون عادت نہین فریاد کی
قید ہو یا ہو رہائی دونون سے مطلب نہین — اب وہی میری خوشی جو ہے خوشی صیاد کی
ہجر ساقی مین خوش آتا ہی کسے سامان عیش — قلقل مینا مجھے آواز ہے فریاد کی
کیجیے پیدا تقاضا سے جفا کے حوصلے — رہ نہ جائے آرزو چرخ ستم ایجاد کی
دست نازک تھک گئے مین نیم بسمل رہ گیا — سخت جانی نے عبث مٹی مری برباد کی

گر یہی شوقِ اسیری بعدِ آزادی رہا
تا قفس پھر لائیگی اُلفت مجھے صیاد کی

مثلِ شمع کشتہ ہین پُرسش کہین اپنی نہین
حشر مین بھی ہم نہین امید رکھتے داد کی

مِل گیا مین خاک مین موجِ شمیمِ زلف سے
نکہتِ برباد نے مٹی مری برباد کی

وائے محرومی کہ قاتل راہ سے واپس گیا
سیدھی ہوکر پھر گئی قسمت دلِ ناشاد کی

کونسا بُلبُل الٰہی پھنس گیا ہے دلعم مین
باغ سے آواز آتی ہے ہزار کباد کی

رشکِ اعدا سے کیا تسلیمِ خستہ کو شہید
دیکھیے ایجاد اوس تُرکِ ستم ایجاد کی

غم سے ہے اونکی طبیعت سخت گھبرائی ہوئی
کاش آجائے مجھی کو غیر کی آئی ہوئی

کہدیا کیا تمنے عارض سے ہٹاکر زلف کو
برق چھپتی پھرتی ہے بدلی مین شرمائی ہوئی

کنے وقتِ نزع بالین پر قدم رنجہ کیا
پھر گئی لب تک مری جانِ حزین آئی ہوئی

رازِ دل کسوقت کہتا کب ملا موقع مجھے
دورِ جب کثرت ہوئی نزدیک تنہائی ہوئی

توڑتا ہے پھینک کر سنگِ جفا مستون کی جام
کیا تیری عادت تری اے چرخ مینائی ہوئی

دیکھکر موجِ صبا کو ہائے رو دیتے ہین ہم
یاد آجاتی ہے اوسکی زلف بل کھائی ہوئی

گر نہ تک میری نہ پہونچا قیسِ سرگشتہ کبھی
ساتھ برسون دشت گردی جادہ فرسائی ہوئی

آپ کر بھی مین نہین پاتا کہان ہون کس طرف
اونکے اوٹھ جاتے ہی کس آفت کی تنہائی ہوئی

مین نہین قائل کہ تم جاگے کہین ہو رات بھر
کچھ پتے کی کہہ رہی ہے آنکھ شہلائی ہوئی

وائے غفلت لے گئے وہ دل مجھ اکیلا چھوڑکر
جانتے ہین عادتِ صبر و شکیبائی ہوئی

روزِ اِس دل کی بدولت اک نیا غم ہے نصیب
بیقراری جب گھٹی فکرِ شکیبائی ہوئی

کیا ڈرین ہم امتحانِ قاتلِ بیرحم سے
وہ ادا دیکھی ہوئی ہے تیغ وہ کھائی ہوئی

کیا ہوا بیخانہ خارِ دشت سے مجھکو ضرر
ہان مگر برباد تو اے آبلہ پائی ہوئی

پھر مین کسکو کون اپنا شریکِ درد و غم
بیکسی میری ہوئی یا میری تنہائی ہوئی

بعدِ مدت آکے وہ بالین سے میری پھر گئے
مِل گئی سب خاک مین اُمید برآئی ہوئی

دیکھکر حورون نے پُرحسرت یہ جنت مین کہا
کِس بتِ ترسا کی ہی یہ روح ترسائی ہوئی

مین تو یادِ کاکلِ برہم سے واقف بھی نہ تھا
یہ بلا بھی ہے اِسی دل کی لگالائی ہوئی

وہ مجھے کیا پوچھتے شاید پے تسکینِ دل
نامہ بر یہ بات ہے یارون کی سمجھائی ہوئی

جب دلِ گم گشتہ مانگا ہنسکے وہ کہنے لگے
کیون گلی کوچے کی تجھکو چیز دین پائی ہوئی

میرے چپ ہونے سے گھر گھر عشق کا چرچا ہوا
رازِ دل جتنا چھپایا اُتنی رسوائی ہوئی

کیا رسائی ہوگئی تسلیم زلفِ یار تک
پھرتی ہے موجِ نسیمِ صبح اکترائی ہوئی

دل نہین جسکی نہ ہو تیغِ نظر کھائی ہوئی
وہ طبیعت کیا نہ ہو جبتک کہ مین آئی ہوئی

آنکھ پڑتی ہی فرشتون کی سرِ دشتِ جنون
مرکے بھی چاکِ کفن سے اپنی رسوائی ہوئی

بن گیا ہی بدر سے اے ماہ تو کیونکر ہلال
کسکے در پر اسقدر مشقِ جبین سائی ہوئی

نوجوانی مین رہے مستِ شرابِ بیخودی
مدتون بے جام و مینا بادہ پیمائی ہوئی

رخصتِ معشوق پیغامِ اجل عاشق کو ہے
شام ہی سے مُردنی چہرے پہ ہی چھائی ہوئی

دیکھکر تمکو نہ دیکھا پھر کسیکو آنکھ سے
کچھ نظر آیا نہ ہمکو جبسکہ بینائی ہوئی

پوچھتے کیا ہو نشانِ قبر پامالِ ستم
روز و شب ہوگی اوداسی ہر طرف چھائی ہوئی

سُنکے میرا حالِ بدخوش ہین مگر کرتے ہین ضبط
دیکھیے وہ پھر گئی لب تک ہنسی آئی ہوئی

مُنھ چھپاکر روح نے چھوڑا تنِ خاکی کا ساتھ
جس طرح نکلے دولھن پردیسے شرمائی ہوئی

اسقدر تڑپا جدائی مین کہ شب میری طرح
شام ہی سے صبح ہونے کی تمنّائی ہوئی

جب رفیق اپنا نظر آیا نہ کوئی دشت مین
بھرکے آنسو آنکھون مین ساتھ آبلہ پائی ہوئی

دل نکل آیا تڑپ کر سینے سے چین آگیا
بیقراری کارپردازِ شکیبائی ہوئی

ہونٹھ سِلوانے مین بھی یارون نے پیدا بات کی
اپنی خاموشی بھی ہم آوازِ گویائی ہوئی

اسقدر تڑپا یہ خنجر کہ وقت نزع روح
موت بھی حیرت زدہ میری تماشائی ہوئی

ہر گھڑی شور جنون کا شکوۂ بیجا عبث
ہونے والی تھی جو قسمت میں وہ رسوائی ہوئی

تم جو قتل عاشق بیکس سے منکر ہو تو پھر
کسکی ہی یہ تیغ میرے خون میں نہلائی ہوئی

کھینچ لایا نجد میں جذب دل قیس حزین
لیلی پردہ نشین الفت میں صحرائی ہوئی

مر کے بھی اوتری نہ مثل طوق قمری پاؤں سے
کسکے ہاتھوں کی تھی یہ زنجیر پہنائی ہوئی

میرے اونکے باتوں باتوں گفتگو بڑھتی گئی
باعث ترک سخن آخر کو گویائی ہوئی

میری بیتابی سے کسنے اسکو کردی تھی خبر
موت آئی بھی تو مجھسے بڑھ کے گھبرائی ہوئی

داشد دل خاک ہو مرکر کہ تم بالائے قبر
دو کلی پھولونکی لائے بھی تو کملائی ہوئی

چارہ گر بالین سے گر اوٹھا تو ناصح آگیا
کس گھڑی کسدم میسر مجھکو تنہائی ہوئی

فتنۂ محشر ہوا کرتا ہے صدقے رات دن
قبر تسلیم حزین کسکی ہے ٹھکرائی ہوئی

جان دینگے ہم غم زلف دوتا لیجائینگے
ساتھ اپنے زیر مدفن بھی یہ کالے جائینگے

کشتۂ جور بتان ہین گر قیامت بھی ہوئی
ہوکے فریادی کسے پیش خدا لیجائینگے

راہ پر آئے تو دو حیلے سے فن سے مکر سے
باتون باتون ہین اوسے گھر تک لگا لیجائینگے

ہم تہی قسمت ترے کوچے مین آکر کیا کرین
آرزو لائینگے یا سِ مدعا لیجائینگے

ہونگے مر کر کنج گور عافیت آباد مین
بعد صحت سب ہین دار الشفا لیجائینگے

گر یہی یاس نیاز بے نیازی ہی تو پھر
کیا کسیکے سامنے ہم التجا لیجائینگے

مال دنیا کچھ نہین رکھتا فقیر شاہ حسن
چور آئینگے تو کیا جز بوریا لیجائینگے

ہم نہ خالی جائینگے اس عالم اسباب سے
ایک دل پر سیکڑون داغ جفا لیجائینگے

کثرت عصیان سے اے تسلیم کیون یاوس ہے
تجھکو جنت مین محمد مصطفےٰ لیجائین گے

حیات و مرگ سی کب ایک پیرہن مین ہے
کبھی قبا مین رہی ہم کبھی کفن مین رہے

جلا کیے صفتِ شمع رشکِ غیر سے ہم
اگر رہی بھی تو کیا تیری انجمن مین ہے

عجب نہین عوضِ مزدِ مفلسی سے کفن
ہمیشہ کشمکشِ دست گورکن مین رہے

کٹی نہ ایک سی عمرِ دو روزہ وائے نصیب
کبھی قفس مین رہی ہم کبھی چمن مین رہے

دکھایا منھ نہ خرابات دہر مین ہم نے
برنگِ نشہ نہان بادہ کہن مین رہے

کبھی دہن کا معما نہ حل بیان سے ہوا
سخن ہزار طرح کے مرے سخن مین ہے

پسِ فنا ہے عجب تفرقہ تہِ مدفن
عدم کو روح گئی دست و پا کفن مین ہے

لیے ہین بوسۂ گیسو عجب نہین پس مرگ
جو بوے مشک ہمارے لبِ دہن مین ہے

وہ سیرِ باغ کو آتے ہین کہدو اے تسلیم
نسیم صبح ہوا ہو نہ اب چمن مین ہے

مر کر عروسِ قبر سے وعدے وفا ہوے
ایسے ملے کہ پھر نہ گھڑی بھر جدا ہوے

آخر تڑپ کے جان دی آرام آگیا
ہم آپ اپنے دردِ جگر کی دوا ہوے

رکھتے کنارِ تنگ مین ہر وقت شوق سے
افسوس ہے کہ ہم نہ تمھاری قبا ہوے

کیا کیا چمن مین خاک اڑاتے پھرے جو وہ
رستہ بتا کے بادِ صبا کو ہوا ہوے

پی کے سر کے بل درِ میخانہ پر گرے
یعنے نماز ادا ہوئی روزے قضا ہوے

دیکھین کلیم آپ کو بے پردہ طور پر
ہم مل گئے ہین خاک مین بے سامنا ہوے

چھیڑا اگر ہنسی مین تو اپنے ہی زخم کو
دل ہی سے بگڑے ہم جو کسی دن خفا ہوے

نالے پہ نارسا تھے کہ پہونچے نہ کان تک
یہ بھی شکستِ شیشۂ دل کی صدا ہوے

پایا نہ دو کو بھی کبھی یک رنگِ عشق مین
ہم خوش ہوے وہ غیر سے جب دم خفا ہوے

مرگِ رقیب کا جو نہین تھا قلق تمھین
پھر کیون شریکِ ماتمِ بزمِ عزا ہوے

اس عشق کا برا ہو کہ اپنے قفس سے ہم
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین جب دم رہا ہوے

راہِ طلب مین تھک کے جو بیٹھے نہ پھر اوٹھے
ہاتھون سے اپنے ضعف کے ہم نقش پا ہوے

گم گشتگان عشق کو دن رات مہر و ماہ
لیکر چراغ ڈھونڈھتے پھرتے ہین کیا ہوے

پہنا کفن لحد مین گڑے خاک ہو گئے
کس کس بلا مین بعد فنا مبتلا ہوے

اللہ رے اعتبار جفاے فلک کہ ہم
پسنے کے بعد سرمۂ چشم فنا ہوے

ایسا تو مہربان کبھی پیشتر نہ تھا
وہ حوصلے جفا کے ترے دل کو کیا ہوے

نکلے بخار عشق کے بن بن کے اشک آہ
پانی کبھی ہوے کبھی ٹھنڈی ہوا ہوے

قسمت پر اون ارادون کے تسلیم رویئے
روز ازل جو دل کے مرے مدعا ہوے

بھڑکی ہو لگی دل کی بجھا کیون نہین دیتے
آب دم شمشیر بلا کیون نہین دیتے

نفرت ہی سسکنے سے جو مجھ خستہ جگر کے
اک ہاتھ ادھر اور لگا کیون نہین دیتے

آئے ہو پئے فاتحہ خوانی جو لحد پر
پھر دست دعا اپنے اوٹھا کیون نہین دیتے

منظور ہو تسکین دل مضطر کی جو ناصح
دم بھر کے لیے اونکو بلا کیون نہین دیتے

ہان بیٹھے ہین در پر صفت نقش قدم ہم
دعوی ہے تو اٹھیا راوٹھا کیون نہین دیتے

کہتے ہو سیہ بخت پس مرگ عبث تم
اک شمع سر قبر جلا کیون نہین دیتے

مین کیا کہون کیا بات ہی کسواسطے اکثر
دل لے کے مرا اہل جفا کیون نہین دیتے

ہر دم طلب سے جو نفرت ہی تو احباب
خم کوئی مرے منھ سے لگا کیون نہین دیتے

شمشاد اکڑتا ہے قد یار سے تسلیم
شاعر ہو کوئی شاخ لگا کیون نہین دیتے

زلف شبگون عارض روشن پہ بکھرے کوئی
اک جگہ شام و سحر کا جلوہ دکھلاے کوئی

بڑھ گئی شوق شہادت مین یہ میری آرزو
گشتۂ تیغ ادا کو اور تڑپاے کوئی

آکے بے پردہ نظر بازون سے کہتا ہی وہ شوخ
چودھوین کا چاند بنکر خاک شرماے کوئی

پوچھنے کا ذکر کیا وہ بات بھی کرتے نہین
لاکھ چلائے کوئی ہر چند مر جائے کوئی

دل کسیکے دل مین ناصح ڈالدینے سے رہا
مین نہ سمجھون تو مجھے کیا خاک سمجھائے کوئی

گم ہون مین عشق دہن مین لاکھ ڈھونڈھے اک جہان
صورت عنقا نہین ممکن کہین پائے کوئی

بھول کر بھی جب نہ آنکلو کسی کی قبر پر
کیا سمجھکر پھر مری جان تپہ مر جائے کوئی

وصل کے وعدے کو اے تسلیم سمجھون مین غلط
لاکھ قسمین سچ بھی میرے سر کی گر کھائے کوئی

وصل مین رہ نہ گیا نام کو ارمان کوئی
کوئی دلشاد ہے بیٹھا ہے پشیمان کوئی

مل گئے خاک مین بے گور و کفن بعد فنا
ساتھ لائے تھے نہ ہم لے چلو سامان کوئی

فیض جاری ہین مگر دست جنون کے کیا کیا
کوئی دامن لیے جاتا ہے گریبان کوئی

وصل مین کہتے ہین کیا کرتے ہو انسان بنو
خاک ہو آکے یہان رات کو مہمان کوئی

کھینچتا کیون ہو تو رہ رہ کے مرے سینے سے
کھا نہ جائیگا ترے تیر کا پیکان کوئی

دل کہین جان کہین ہوش کہین آپ کہین
عشق مین ہو گا نہ ہمسا بھی پریشان کوئی

وصل مین سینے سے میرے وہ لپٹ کر بولے
اب تو باقی نہین دل مین ترے ارمان کوئی

زلف و عارض کی محبت نے وہ پھونکا افسون
کوئی ہندو مجھے کہتا ہے مسلمان کوئی

دیکھ لین زاہد مکار کا تقوی ہم بھی
اے خدا بھیجدے غارتگر ایمان کوئی

ہوگی کب تک سحر اے دل بیتاب آخر
کچھ شب گور نہین ہے شب ہجران کوئی

کیون نہ عرق آئے مجھے غیر کی گستاخی پر
جرم کوئی کرے دل مین ہو پشیمان کوئی

یہی صیاد کا کھٹکا ہے شب و روز اگر
ڈھونڈھ لے مرغ چمن اور گلستان کوئی

تھی یہ الفت کہ نکالے بھی اگر تلوون سے
ہمسے پھینکا نہ گیا خار بیابان کوئی

شوق دیدار مین جاتا ہون مزہ تو جب ہو
ہو نہ اسدم در دلدار پہ دربان کوئی

باغ فردوس کہان حور کہان اے واعظ
تو نے دیکھا ہے مگر خواب پریشان کوئی

ہمتو تصویر کینگے جو یہی صورت ہے — دیکھکر آینہ کیون آپ ہو حیران کوئی
میرے مرنے کی خوشی آج کسیکو تو ہوئی — رکھ گیا گور پر آکر گل خندان کوئی
اِن بتون سے نہ چھپا لاکھ چھپایا اے شیخ — ساتھ دل کے وہ لیے جاتا ہے ایمان کوئی
بے سبب تو نہین قاتل یہ خلش پہلو مین — رہ گیا ہوگا ترے تیر کا پیکان کوئی
دھبہ جاتا نہین دامن سے جو تیرے قاتل — رنگ لائیگا ارے خون شہیدان کوئی

وصل مین سب تھی مہ و سالی و مطرب تسلیم
نظر آیا نہ شریک شب ہجران کوئی

روٹھا کرو نہ مجھسے مرے جان گھڑی گھڑی — تر بھی [illegible] گھڑی گھڑی
نیرنگ عشق سے صفت زخم خونفشان — خندان بھی لبھی [illegible] گھڑی گھڑی
آخر وہ کیا قصور ہے جسکے عوض مجھے — دیتے ہین گھرکیان ترے دربان گھڑی گھڑی
جبتک تھے آبلون مین کھٹکتے تھے پاؤن مین — یاد آتے ہین وہ خار بیابان گھڑی گھڑی
دست جنون سے ہمدنکرائے بخیہ گر عبث — کب تک سیے گا چاک گریبان گھڑی گھڑی
کس طرح بیٹھے بیٹھے کرون اُن بہجر مین — لیتا ہے چٹکیان غم پنہان گھڑی گھڑی
چھوڑا نہ مین نے دیر نہ پھیرا حرم سے منھ — سمجھاتے کیا ہین گبر و مسلمان گھڑی گھڑی
وہ حال سوز غم سے مرا تھا کہ دیکھکر — روتی تھی رات شمع شبستان گھڑی گھڑی
چھاتی سے تیرے بدلے اسیکو لگائے ہین — قاتل نہ کھینچ سینے سے پیکان گھڑی گھڑی
کیا مرمٹون کو اور مٹاتا ہے بیوفا — ٹھکراتا کیون ہے گور غریبان گھڑی گھڑی
دل بھی جگر بھی جان بھی سینے مین تنگ ہین — جانے کو کہتے ہین مرے مہمان گھڑی گھڑی
بھرتی نہین رومال مین نیت کسی طرح — لیتا ہون بوسہ لب جانان گھڑی گھڑی
مطلب کی وصل مین جو کہی بولی ناز سے — اب سور ہو کرو نہ پریشان گھڑی گھڑی

تسلیم دیکھتا ہون جو سنبل کو باغ مین — یاد آتے ہین وہ گیسو پیچان گھڑی گھڑی

اے فلک تجھسے مجھے عشرت نہ راحت چاہیے
رات دن مین دو گھڑی رونے کی فرصت چاہیے

دوستو جاؤ اوسے لاؤ کہ دل بیتاب ہے
آہ مین پیدا اثر ہو اسکو مدت چاہیے

جیتے جی اسبابِ دنیا سے مفر ممکن کہان
ایک چادر مرکے بھی بالائے تربت چاہیے

تشنہ کامِ مرگ ہون قاتل تکلف برطرف
مجھکو شربت کی عوض جامِ شہادت چاہیے

حوصلہ پھر نیکا کیا نکلیگا دشتِ تنگ مین
میری وحشت کو بیابانِ قیامت چاہیے

آبلے ہین پانؤن مین یک بیابان سی سوا
ہر قدم پر ایک خارِ دشتِ غربت چاہیے

رہنے دو یونہین سرہانے بیکسون کے فروغ
ہمسے تیرہ بخت کو کیا شمع تربت چاہیے

کم سے کم اے چرخ اس عمرِ دو روزہ مین مجھے
ایک تو خورشید سیما ماہ طلعت چاہیے

خاطرِ دشمن سے کیون مدِ نظر ہے قتلِ دوست
کچھ تو آخر ہیو فا پاسِ محبت چاہیے

دیدۂ ظاہر سے کیا آئے نظر زاہد تجھے
ان بتون کی دید کو چشمِ حقیقت چاہیے

گوہرِ مقصد کا طالب ہی تو مانند صدف
گوشۂ دریائے ہستی مین قناعت چاہیے

بعدِ مردن چادرِ گل شامیانہ کیا ضرور
مرمٹون کی قبر کو کیا زیب و زینت چاہیے

رہ گیا ہے سینے مین اک یادگارِ گل یہی
دل سے ایدل تجھکو پاسِ خارِ حسرت چاہیے

صورتِ تصویر مین ہون مثلِ آئینہ جہان
عالمِ حیرت مین مجھکو تھوڑی حیرت چاہیے

ایک بوسہ بھی نہین دیتا کبھی تسلیم کو
کس توقع پر تجھے اے بیمروت چاہیے

جان دے دی خاطرِ جانانہ یونہین چاہیے
آفرین اے ہمتِ مردانہ یونہین چاہیے

دیکھکر جگر مین آیا گر دادِ دشت بھی
خاک اڑانا اے دلِ دیوانہ یونہین چاہیے

جل بجھی اے شمع تو بھی صبح تک اچھا کیا
تجھکو پاسِ الفتِ پروانہ یونہین چاہیے

ہمسے پردہ غیر سے چھپ چھپکے ملنا کیون ہو
بیمروت دوستی یارانہ یونہین چاہیے

سر کے بھل مستی مین گرنا کم عبادت سی نہین
میکشونکو سجدۂ شکرانہ یونہین چاہیے

کوئی خنداں کوئی رقصاں نغمہ زن کوئی کہیں
اختلاطِ صحبتِ رندانہ یو نہیں چاہیے

اپنی بھی پاتے نہیں گورِ غریباں کا نشاں
پردہ پوشی سبزۂ بیگانہ یو نہیں چاہیے

سر کے بھل جانا خلافِ وضعِ میکش کو نہیں
تمکورِ رند و حرمتِ میخانہ یو نہیں چاہیے

ہر طرف پھرتے ہیں اے تسلیم لاکھوں گرد باد
واقعی آبادی ویرانہ یو نہیں چاہیے

بہرِ عشقِ روئے روشن جلوہ گر دل چاہیے
مہ رخوں کے واسطے خورشید منزل چاہیے

سینۂ مجروح بہرِ تیغِ قاتل چاہیے
ایسی لیلیٰ کے لیے ایسا ہی محمل چاہیے

سر کے بھل لازم ہے طے کرنا طریقِ عشق کو
موجِ دریا کی طرح قطعِ منازل چاہیے

عیدِ قرباں ہے نکالے سیکڑوں کی حوصلے
ہمسے بھی ملنا گلے اے تیغِ قاتل چاہیے

مجھکو اس آشوب گاہِ دہر میں پروردگار
اور اک دل خاک میں ملنے کی قابل چاہیے

چودھویں شب ہی لبِ بام آکے ہو رونق فروز
ماہِ کامل کے مقابل ماہِ کامل چاہیے

کیوں نہ گل در گل ہوں مجھکو تھوڑی مٹی بعد مرگ
چار دیوارِ لحد میں بہرِ کہگل چاہیے

بد رکو اپنے مقابل دیکھکر کہتے ہیں وہ
کاملونکا دیکھنے والا بھی کامل چاہیے

آرزو ہی اوسکے کوچے میں تڑپ کر جان دوں
آج اے دل اضطرابِ مرغِ بسمل چاہیے

عاشقی کی جرأت اے تسلیم زاہد میں کہاں
دل لگانے کو مرا سا حوصلہ دل چاہیے

میاں سے کھنچکر جو تیری تیغ قاتل رہ گئی
آرزومندِ شہادت روح بسمل رہ گئی

صورتِ گردِ رواں واماندگی آفت ہوئی
چلتے چلتے رہ گئے ہم دور منزل رہ گئی

بعدِ مردن بیکسوں کی قبر پر آئی نہ تو
چال دلسوزی کی تجھسے شمع محفل رہ گئی

وصل کا اقرار وہ کرتے تو آجاتے ضرور
قسمتِ بد کی بدولت حسرتِ دل رہ گئی

دہر میں سب کا مآلِ زندگانی گور ہے
وقتِ آخر کون ہے جس سے یہ منزل رہ گئی

کاٹ مین کچھ کم نہ تھی تیغ جفا جلّاد کی
اونکے ابرو سے ہوئی جسدم مقابل رہ گئی

آج بھی تسلیم قسمت ذبح کی مقتل مین کی
آکے گردن تک مری شمشیر قاتل رہ گئی

نہ اوٹھے اوٹھانے سے ایجان کسیکے
مگر تھے دُرِ اشک حرمان کسیکے

خبردار گلچین کوئی گل نہ توڑے
اجارے مین ہی یہ گلستان کسیکے

جگر چاک رکھتا ہے کیون ہمکو گردون
گریبان کسیکے نہ دامان کسیکے

کہون کیا کہ رہ رہ کے اوٹھتا ہی کیون درد
کھٹکتے ہین سینے مین پیکان کسیکے

اوٹھائے کوئی کیا کہ نقشِ قدم ہین
نہین ہم سزاوارِ احسان کسیکے

یہ دامن ہمارا نہین بے سبب تر
رُولاتے ہین لہاے خندان کسیکے

نہ بلوایا مجھکو نہ وہ آپ آئے
رہے رات بھر گھر مین مہمان کسیکے

پھرے عمر بھر مثلِ نکہت جہان مین
رہے عشق مین ہم پریشان کسیکے

امیدِ وفا کیا کوئی خاک رکھے
ہوے ہو نہ ہوگے مزاجان کسیکے

پھوپھ جاؤنگا نکہتِ گل کی صورت
مجھے خاک رو کینگے دربان کسیکے

ملا کر چلی خاک مین سیکڑون کو
نہ کام آئی عمرِ گریزان کسیکے

ستاتا ہے کیون آسمان ہمکو تسلیم
نہ ارمان کسیکے نہ سامان کسیکے

دسبدم آج لپٹتے ہو جو ہنسکر کیا ہے
کچھ تو مجھسے بھی کہو اے پری پیکر کیا ہے

مہربانی کا سبب اے مہِ انور کیا ہے
آج کیون رہتے ہو گھر مین مری شب بھر کیا ہے

بڑھ کے تقدیر سے ہرگز نہ ملیگا ایدل
حرص کیون تجھکو لیے پھرتی ہی دردر کیا ہے

جوشِ گریہ سببِ رحم جو ہوتا ہے کبھی
مجھسے کس ناز سے فرماتے ہین ہنسکر کیا ہے

کون سنجھارے قدم رنجہ کریگا ساقی
آج کیون آپ چھلک جاتے ہین ساغر کیا ہے

ہم پسِ مرگ بھی منت کشِ زینت نہ ہوے
شمع کہتے ہین کسے پھولون کی چادر کیا ہے

کوئی کیونکر نہین رو پردہ دکھاتا دل کو
خونجو داشک ٹپکتے ہین برابر کیا ہے

نکہتِ زلف سونگھائی نہ کبھی جیتے جی
قبر پر لاے ہو کیون پھولون کی چادر کیا ہے

آج کیون دیکھ کے روتا ہے مجھے حسرت سے
نامہ بر کچھ تو بتا بہرِ پیمبر کیا ہے

کسکا ہمرتبہ ترے در کے گدا کو سمجھین
شانِ مغفور ہی کیا جاہِ سکندر کیا ہے

کچھ کھٹکتا ہے شبِ ہجر مرے سینے مین
چارہ گر دیکھ تو پیکان ہی کہ نشتر کیا ہے

چل کے میخانے مین دیکھو تو سہی اے تسلیم
کیون بُرا کہتے ہین واعظ مے احمر کیا ہے

زبان پر ستمِ یار لا نہین سکتے
گذر رہی ہے جو حالت سُنا نہین سکتے

بتو یہ حال ہوا زورِ ناتوانی سے
کہ سخت بات کسیکی اوٹھا نہین سکتے

بتاؤ بارِ جفا کس طرح اوٹھے اون سے
جو لوگ نازِ تمنا اوٹھا نہین سکتے

کرے ہین اسلیے ہم مر کے کوے قاتل مین
کہ زندہ گلشنِ جنت کو جا نہین سکتے

ہماری آنکھون مین کیا آئین شرم سے یہ حسین
کہ آئینے کو بھی صورت دکھا نہین سکتے

ہزار بار سرافیل صور پھونکین مگر
لحد مین خواب سے ہمکو جگا نہین سکتے

اونھین رقیب کا اسدرجہ خوف ہے تسلیم
کہ مجھکو دیتے ہین وہ بُلا نہین سکتے

غم نہ ہو نا عشق مین ایجان غم یہ بھی تو ہی
تم ستم سے باز آؤ اک ستم یہ بھی تو ہی

دولت دنیا ندی بخشی قناعت شکر ہے
اے کریم آخر ترا مجھپر کرم یہ بھی تو ہی

دیر سی تکلیف کعبہ کس لیے دیتا ہے شیخ
سجدہ کرنے سے غرض بیت الصنم یہ بھی تو ہی

وہ تو گھر جائینگے ناصح کھائینگے بک بک کو جان
ہجر مین مجھپر قیامت صبحدم یہ بھی تو ہی

کیون بُرا کہتا ہے اے واعظ بھلا تسلیم کو
شہر مین تیری طرح شیخ حرم یہ بھی تو ہی

اسقدر رہتو ہمہ مین نامہربان کسکے لیے
کھینچکر آئے ہو تیغ سرفشان کسکے لیے

چپکے چپکے جلتے ہو جان جہان کسکے لیے
خونجگر رہتا ہے منہ ہر دم دھوان کسکے لیے

کیون تجھین ای جسم و جان فکر مکان ہی اسقدر
یہ زمین کسکے لیے ہے آسمان کسکے لیے

کسکا جذب حسن ہی ہر دم کشان سوی عدم
دوڑی جاتی ہے تو اے عمر روان کسکے لیے

گر یہی شوق اسیری ہی تو پھر اے عندلیب
تو بناتی ہے چمن مین آشیان کسکے لیے

خانۂ دل مین ہی کس محبوب کے آنے کی دھوم
آمد و رفت نفس ہی ہر زمان کسکے لیے

دیکھکر ہنستا ہی قاصد مجھکو بھی اورون کو بھی
یہ نہین معلوم اوسنے ارسفان کسکے لیے

آج کس رشک چمن کے باغ مین آئی قدم
کرتی پھرتی ہی صبا اٹھکیلیان کسکے لیے

گر نہین سودا ترے پا بوس کا ای بحر حسن
سر پٹکتی رہتی ہے موج روان کسکے لیے

پہلوئے گل مین تو ہی حیران ہون مین ای عندلیب
روز و شب ہے اب تجھے مشق فغان کسکے لیے

ہجر مین مرتا تو ہون اک بات پر اے بیخودی
یہ نہین کھلتا کہ مین ہون نیمجان کسکے لیے

عالم فانی مین اے تسلیم ہی کسکو بقا
چھوڑ جائینگے ہم یہان نام و نشان کسکے لیے

پھرتے ہین سرگشتہ و شوریدہ سر کسکے لیے
روز و شب گردش مین ہین شمس و قمر کسکے لیے

دیکھ لی ہی کسکے سینے کی صفائی رات کو
ٹکڑے ٹکڑے ہے گریبان سحر کسکے لیے

سچ بتا کیا جاتی دنیا تو نے دیکھی بیوفا
چلتے پھرتے آج آنکلا ادھر کسکے لیے

غنچے مین خاموش گل ہنستی نہین حیران ہون مین
بلبل بیتاب ہے پھر نوحہ گر کسکے لیے

تیرے کانون کی اگر بجلی نہین دیکھی تو پھر
برق آخر لوٹتی ہے آگ پر کسکے لیے

رو رو جاتا ہون شبنم سے مین دامان زمین
رات بھر روتا ہے چرخ نیلگون کسکے لیے

کیا بتائین وادی غربت مین مثل گرد باد
خاک اڑائی ہمنے سر تا پیر کسکے لیے

فکر بربادی عبث اے خانہ ویرانی تجھے
خاک مین ملکر بنایا ہمنے گھر کسکے لیے

گر نہ تھی سوزِ دلِ پروانہ سے در پردہ لاگ
چپکے چپکے جل بجھی شمع سحر کسکے لیے

کسکے ہوتے ہین نظارے دھوپ مین اے مہ وشِ مہر
دھوپ مین جلتے ہو تم دو دو پہر کسکے لیے

کسکو تاکا ہے کمانِ ابروِ خمدار نے
لیس رہتے ہین ترے تیر و کمان کسکے لیے

کس سے پیدا کی ہے تازہ راہ و رسمِ دوستی
آدمی درکار ہے بہرِ خبر کسکے لیے

وصل کی پوشیدہ شبان قفلِ دہن مین کیا کہون
ہم بغل تھا کون پوری رات بھر کسکے لیے

قدردان ہی جب نہین تسلیم دنیا مین تو پھر
مشقِ فن کسکے لیے کسبِ ہنر کسکے لیے

گنجِ خلوت شرط ہے تحصیلِ نان کیواسطے
کیا مزے حاصل ہین اے محنت زبان کے واسطے

جانِ دردی ہے خس و خارِ چمن پر عندلیب
ایک دن ہوگی قفس مین آشیان کے واسطے

خاکساروں کو سمجھ پیرِ طریقت عشق مین
جادۂ خضر رہنما ہے کاروان کے واسطے

چشمِ روزن وا رہی مین نیند کی مانگون دعا
کیا سبک ہون ہجر مین خوابِ گران کے واسطے

داغِ ناکامی نہ پھیلا دل مین اتنی اپنے پانون
رہنے دی تھوڑی جگہ درمان کے واسطے

مرمٹون کا آج تک باقی ہے ماتم دشت مین
خاک اوڑاتے ہین بگولے رفتگان کے واسطے

ہون سراپا سوز یارب قصہ گو کو غیب سے
دے زبانِ شعلہ میری داستان کے واسطے

خانۂ دل مین جگہ کیونکر نہ دون مین عشق کو
چاہیے کوئی مکین آخر مکان کے واسطے

سُنکے تیرے منھ سے اے تسلیم کہتا ہے جہان
کیا شرف تھا عندلیبِ اصفہان کے واسطے

شہیدِ تیغِ ہو تیرِ ستم جگر مین جسکے
مگر نہ خارِ جدائی دلِ بشر مین جسکے

چمن سے کھینچ لایا ہے دام مین صیاد
ہزارون خار ہین بلبل کے بال و پر مین جسکے

شبِ فراق مین رہتا ہون اُن نہین کرتا
کہ تیر آہ مبادا دلِ قمر مین جسکے

جو تیرے ہوتے سو ماہتاب مین دیکھون
تو منگے تیرِ خطِ کہکشان نظر مین جسکے

لکھے ہین کاوشِ مژگان کی شکوی ای قاصد
عجب نہین شکن خط تری کمر مین چبھے

بناہون مین ہمہ تن آبلہ تب غم سے
جو سانس لون تو مری سانس بھی جگر مین چبھے

ٹھہر کے زیرِ سنبلان ہون کس مصیبت مین
کہ نکلے تلوون سے خط ترے سر مین چبھے

یہ خارِ خارِ تمنائے دل ہے خارستان
کہ نذر دون تو کفِ دستِ سیمبر مین چبھے

وطن کو خانہ خرابی نے کر دیا صحرا
عجب نہین ہے تہ پا جو خار گھر مین چبھے

جگر وہی ہے جو پیوندِ تیرِ قاتل ہو
وہی ہے تیر جو سوفار تک جگر مین چبھے

جو لکھون ناوکِ مژگان کے وصف اے تسلیم
ہر ایک شعر سخن فہم کے جگر مین چبھے

کاوشِ قسمت سے تکلیفِ جگر کسدن نہ تھی
ہمسے ترچھی بے سبب تیری نظر کسدن نہ تھی

کب نہ آیا کی لبون پر جان پر غم ہجر مین
نزع کی حالت مری ای بیخبر کسدن نہ تھی

ماتمی کسدم نہ تھا شامِ شبِ غم کا لباس
چاکِ دامن صبح میرے حال پر کسدن نہ تھی

چُپ رہا مین اضطرابِ دل سے اپنے کس گھڑی
کب نہ تھی فریاد آہِ بے اثر کسدن نہ تھی

مجھسے خالی فقرے دم بھرتا رہا غیرون کا تو
بیخبر مجھکو ترے دل کی خبر کسدن نہ تھی

جیتے جی فرصت ملی کب انتظارِ یار سے
دیدۂ روزن ہماری چشمِ تر کسدن نہ تھی

کب نہ غرقِ سیلِ گریہ مین سراپا غم رہا
چادرِ آبِ روان بالائے سر کسدن نہ تھی

آج پر موقوف کیا ہی میرے اونکی بے سبب
رنجشِ بیکار باہم عمر بھر کسدن نہ تھی

کس گھڑی فرصت ملی بامال ہونے مجھے
خاک اپنی مثلِ خاکِ رہگذر کسدن نہ تھی

کس گھڑی کسدم کہان سوزِ جگر نے دم لیا
بیقراری مجھکو مانندِ شرر کسدن نہ تھی

رات بھر تسلیم کب تڑپا نہین مین عشق مین
لاکھ آفت ایک میری جان پر کسدن نہ تھی

وقتِ آخر اک گلِ رنگین ادا کی یاد ہے
میرے سینے مین جو دم ہی نکہتِ برباد ہے

قید مین کیا کیا دلِ دیوانہ اپنا شاد ہے
شورِ زنجیرِ جنون شورِ مبارکباد ہے

مرمٹون کا صبر کیون لیتا ہی ناحق چھیڑ کر
کس طرح تیرا خیال اے چرخِ بنیاد ہے

ہون اسیرِ دامِ گل اوڑ کر بھی جا سکتا نہین
میری قسمت سے چمن بھی خانۂ صیاد ہے

رشک آتا ہے مقابل آئینے کو دیکھکر
پھر یہ کہتا ہون کہ وہ اک کور باطن زاد ہے

خوش قدونکے عشق مین صحرا بھی گلشن ہے مجھے
جو بگولا ہے نظر مین غیرتِ شمشاد ہے

خونِ ناحق کی ندامت حشر تک جاتی نہین
سرنگون شرمندہ ہے کیا کیا تیشہ فرہاد ہے

ماتمِ زنجیر وحشت ہے جنون کے زور مین
پانون میرے دیکھکر سر پیٹتا جلاد ہے

کچھ نہ ہونے کو سمجھتا ہون مین سب کچھ عشق مین
خانہ بربادی سے ویرانہ مرا آباد ہے

ہجر مین کیا کیا ندامت نارسائی سے ہوئی
منھ چھپائے دامنِ شب مین مری فریاد ہے

دیکھکر مجھکو پریشان مسکرا دیتے ہین وہ
شکر ہے تم سے مرے اونکی طبیعت شاد ہے

تسلیم

عین بیہوشی مین اے ہون ہشیار مین
خود فراموشی جسے سمجھے ہو اوسکی یاد ہے

بختِ برگشتہ ہے اچھی بھی بری ہو جائیگی
دوستی جس سے کرینگے دشمنی ہو جائیگی

خواب کی تعبیر اے نادان قیبون سے نہ پوچھ
نیک و بد جو منھ سے نکلیگی وہی ہو جائیگی

تیرہ بختون کی لحد پر کیون جلاتے ہو چراغ
بیدلی سے خاک جل کر بیکسی ہو جائیگی

دل کہان قابل نشانے کے مگر اے جنگجو
کچھ ترے سو فار و پیکان کی خوشی ہو جائیگی

دیر کیا آنے مین ہی اے شورِ محشر آکہین
دو گھڑی یارون کی تجھسے دل لگی ہو جائیگی

عشقِ حسنِ سبز زیرِ خاک بھی چھپنا محال
پردہ پوشی کی عدو در دیدگی ہو جائیگی

دل ہی داغستان ہزارون داغ ہین اے چارہ ساز
ایک دو مٹنے سے ظالم کیا کمی ہو جائیگی

چال اوس شیرین ادا کی چل نہ اے کبکِ دری
کھا جائیگی ٹھوکر الجھکر کر کری ہو جائیگی

سامنے آنے لگے ہین شکر کر غمگین نہ ہو
وصل کی تدبیر بھی اے دل کبھی ہو جائیگی

کیا جمالِ یار دیکھین گے کہ موسیٰ کی طرح
دشمنِ نظارہ اپنی بیخودی ہو جائیگی

اک گلِ نوخیز کا عاشق ہون جب کھاؤنگا تیر
سبز مثلِ شاخ سینے مین سری ہو جائیگی

بیزبان مین ہون تو ای بیرحم میرے خون کی
بیکسی روزِ قیامت مدعی ہو جائیگی

ظلمتِ مدفن سے کیا ہم سوختہ قسمت ڈرین
چمکین گے داغِ محبت روشنی ہو جائیگی

رات بھر کا میہمان ہے بیحقیقت کا غرور
شمع کی رخصت سحر تک سرکشی ہو جائیگی

بخیہ گر تارِ نگاہِ شوق سے اے عندلیب
ٹکڑے ٹکڑے ہے قبائے گل نئی ہو جائیگی

کٹ تو جائیگی شبِ تکلیف لیکن بے ترے
روزِ محشر سے زیادہ ہر گھڑی ہو جائیگی

آگیا جسدم وہ شوخ برق وش تم دیکھنا
ظلمتِ شب سایۂ بالِ پری ہو جائیگی

غنچۂ دل ہی عشق بو ہی بیقراری ہی نسیم
کچھ کرو انجام کو بے پردگی ہو جائیگی

ہون غلامِ مصطفیٰ تسلیم مجھکو فکر کیا
اب نہین تو حشر مین بخشش مری ہو جائیگی

روتے روتے جب کہ رنگینی کی خو ہو جائیگی
بوند جو آنسو کی ٹپکے گی لہو ہو جائیگی

دوست دشمن آئینگے بہرِ زیارت گور پر
خاک مین ملنے سے میری آبرو ہو جائیگی

کیون اوٹھاتا یون وطن مین مر کے مین نازِ فشار
کیا خبر تھی گور بھی میری عدو ہو جائیگی

خاک جاؤن عالمِ وحشت مین گلشن کی طرف
پائون مین زنجیرِ موج آبجو ہو جائیگی

گر یہی ناکامی تقدیر ہے تو ایک دن
نا امیدی بھی ہماری آرزو ہو جائیگی

نامہ و پیغام کبتک آپ ہم جاتے ہین آج
گفتگو جو ہونی ہو گی رو برو ہو جائیگی

گر یہی رندون سے ہے در پردہ تیری تاک جھانک
ایک دن اے دخترِ رز بے آبرو ہو جائیگی

سر کے بھل گرنے دو غش مین مجھکو ڈھلواؤ مرا
یہ نمازِ عاشقی ہے بے وضو ہو جائیگی

کیا کہون بے یار کیونکر ہجر مین جیتا رہا
عمر بھر کو بدگمان اے مرگ تو ہو جائیگی

میری قسمت مین رہائی قتل بھی ہو کر نہین
تیغِ قاتل کھاکے بل طوقِ گلو ہو جائیگی

گر یہی ہین اک ادا مین سو طرح کی شوخیان
میرے دل مین آرزو ہی آرزو ہو جائیگی

روزِ غم کھانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا ڈر یہ ہے
تجھکو اے تسلیم غم کھانے کی خو ہو جائیگی

سایۂ گل مین نہ راحت نہ تہِ دام مجھے
کہین اس دل کی ہے ولت نہین آرام مجھے

خاک ہون خاک کہ ڈرتا ہون بگولے کی طرح
پھر نہ چکر دے کہین گردشِ ایام مجھے

ہاے کہتے ہین شبِ وصل مین جلدی کیا ہے
نہ کہین آپ کو جانا نہ کوئی کام مجھے

ہون تو آزاد یہی ڈر ہے گلستان مین کہین
موجِ سبزہ بھی نہ ہو موجِ رگِ دام مجھے

مین نے لے لین جو اشارون مین بلائین تو کہا
انھین باتون نے کیا ہے تری بدنام مجھے

کونسا کام نکالا ہے جو تسلیم وہ شوخ
بھری محفل مین کہا کرتا ہے خود کام مجھے

اچھے اچھے برسکے بندے ایسے ہونے لگے
عاشق اوس کافر ادا کے پارسا ہونے لگے

چاہتا ہون اتنی مین تاثیر اپنے عشق مین
شرم کے اوٹھ جائین پردے سامنا ہونے لگے

قطع منزل کیا کرے وہ ناتوان مثلِ حباب
سانس بھی لینے مین جسکا دم فنا ہونے لگے

انتہا کی بے نیازی ابتداے عشق مین
تم ابھی سے بیمروت بیوفا ہونے لگے

بانکپن سکھلا رہا ہے اونکو بیرحمی کا ڈھنگ
آجکل مین کیا عجب معشوق جفا ہونے لگے

وہ مریضِ غم ہون صحت کی ہوس تو اک طرف
نامِ درمان لون تو دردِ دل سوا ہونے لگے

وہ ہوے ہین جان کے جیسے عدم مین مشتری
قافلے لاکھون روانہ بے درا ہونے لگے

اب کہانتک بے نیازی اے قبولِ مدعا
خشک ہو کر مثل مرے دستِ دعا ہونے لگے

مثلِ عاشق غیر تیرا ساتھ دین ممکن نہین
کون پوچھے ہمکو انسے گر وفا ہونے لگے

گر پڑے اونکے بھی آنسو تھا وہ عالم وقتِ صبح
جب لپٹکر میرے سینے سے جدا ہونے لگے

وہ فقیرِ عشق ہون روکن جو اپنے حال پہ
موجِ دریا مجھکو نقشِ بوریا ہونے لگے

ساتھ عاشق کے جو رکھا باغ میں اوسنے قدم
ہوش بلبل رنگ گل دونوں ہوا ہونے لگے

کیا برا کوچہ ہے الفت کا کہ ہو کر بدگمان
ہر قدم پر نقش پا مجھسے جدا ہونے لگے

خوش ہوے بدنام تم غیرون کے گھر جا جا کر و تر
میری کیا تقصیر مجھسے کیون خفا ہونے لگے

ڈرتے بولا وٹھے کہین اونکی طرف ہو کر نہ دل
سامنے اللہ کے جب فیصلا ہونے لگے

کیا ہی مجھکو مبارکباد زندان جنون
نالے زنجیرون کی شور مرحبا ہونے لگے

فصل گل آئی بڑھے دست جنون کے ولولے
ٹکڑے ٹکڑے جیب و دامان قبا ہونے لگے

وقت آخر ہو اوسنھین رخصت کر تسلیم اب
کون جانے کیا ہو دم مین کیا سے کیا ہونے لگے

کوچے مین تری ضعف کے یہ زور ہین اب کے
پس جاتے ہین ہم سایۂ دیوار سے دب کے

دریا مین یہ طغیانی سیلاب کہان تھی
کچھ آبلے پھوٹے ہین مرے پاے طلب کے

خوش ہوتی ہین سن سنکے شب ہجر مین اغیار
نالے مرے نغمے ہین مگر بزم طرب کے

تا صبح نکالا کیے ارمان کہان آج
کچھ دیدۂ مخمور رہین جاگے ہوے شب کے

واقف بھی نہین مین تو کبھی وصل کی رو سے
لیتا ہے فلک بدلے شب ہجر مین کب کے

ملنا ہے تو بے نامہ و پیغام کے لیے
عاشق نہ اوٹھائینگے کبھی ناز سبب کے

چوسا ہے مقرر کسی گستاخ نے لب کو
پاتا ہون مین کچھ بے مزہ بوسے تری لب کے

بے موت مرو مند کریگا نہ ہمین چرخ
دانے کی طرح پائینگے پھل خاک مین دب کے

جھڑکو ہمین گالی دو جلاؤ کہ رولاؤ
دل دینے سے اے یار مرا وار ہین سب کے

بن بنکے بگڑتے نہین غیرون سے سر بزم
کچھ لطف کا اظہار ہی پردے مین غضب کے

اب تمنے قدم رنجہ کیا بہر عیادت
ہم مر بھی چکے مل بھی گئے خاک مین کب کے

دی پاس وفا نے نہ تڑپنے کی اجازت
پابند رہے ہم تہ خنجر بھی ادب کے

عشاق سے بیکار ہے معشوق کا پردہ
مینا مین بھی جلوے نہ چھپے بنت عنب کے

نبھ جائیگی دونون مین برابر کی ملاقات | وہ فتنۂ عالم ہین تو ہم بھی ہین غضب کے

پوچھین گے نکیرین تو کہدونگا یہ تسلیم
مین بھی ہون غلامون مین شہنشاہِ عرب کے

دل نے کل بعد ترے جانے کے | کیا مزے لوٹے تلملانے کے
بیخودی ہے یہی تو محشر تک | آپ مین بھی نہین ہم آنے کے
ہمسے پوچھو مزے محبت مین | خون پینے کے داغ کھانے کے
ناز کی مارغ خرام سہی | کیا نہین خواب مین بھی آنے کے
ضعف نے نقش پا بنایا ہے | کہین جانے کے ہم نہ آنے کے
تمسے سیکھے ہین ڈھنگ گردون نے | دور سے خاک مین ملانے کے
آج وعدے لیے ہین تیرے عوض | نفس واپسین سے آنے کے
لب شمشیر کہہ گیا منھ پر | ایسے ہوتے ہین زخم کھانے کے
مرغ تصویر باغ حیرت ہین | نہ قفس کے نہ آشیانے کے
عمر بھر مثل چشم قربانی | ظلم دیکھا کیے زمانے کے
تو کمی کر نہ اے فلک کہ یہان | ہم بنے واسطے مٹانے کے
آنکھین دین گھورنے کو خالق نے | دل دیا واسطے لگانے کے
زلف پرخم نے سر چڑھایا ہے | بوسے لیتا ہے شانہ شانے کے

وہ ہی تھے قیس و کوہکن تسلیم
سننے والے مرے فسانے کے

دہر مین مثل شرر آئے عدم کے واسطے | کیا کرین ہم گر مجوسی ہمدم کے واسطے
خوشنویسی کا اگر ہے شوق اے شیرین رقم | استخوان لیجائیے میری قلم کے واسطے
زہد و تقوی روز و شب ہی ہر گھڑی سجدہ نماز | جان کیا کیا دیتے ہین زاہد ارم کے واسطے

قطعہ کا آخری شعر

کھینچکر جب میان مین کی قاتل بیرحم نے
دل تڑپکر رہ گیا تیغ دودم کے واسطے

گر سمجھتے ہین ثبات زندگی مثل شرر
جان کیون دیتے ہین لاکھون ایکدم کے واسطے

جسقدر لائق تھا جسکے اوسقدر اوسکو دیا
لڑتے ہین کشورستان کیون بیش و کم کے واسطے

لذت تکلیف لیجاتی ہے کوے یار مین
دوڑتے ہین آپ ہم تسلیم غم کے واسطے

لے سبب رنگ مزاج یار دلبر اور ہے
مین نہ مانونگا ارادہ کچھ مقرر اور ہے

آنکھون مین جب اشک بھر آتا ہی پی جاتا ہون مین
مجھ خراباتی کا ساقی شیشہ ساغر اور ہے

اونسے کہدیتا ہے یہ رنگ پریدہ حال زار
خط جو پہونچاتا ہے میرا وہ کبوتر اور ہے

دیکھنے مین کچھ نہین زخمون سے دل ہی چور چور
جوہر شمشیر ابروے ستمگر اور ہے

رہ بجائے بے رفو زخم جگر اے چارہ گر
ایک بسمل دیکھنا دل کے برابر اور ہے

ہجر کی شب پر نہ تھا ہرگز قیامت کا گمان
ہم سمجھتے تھے کہ صبح روز محشر اور ہے

حسن تنہا کیا کرے پامال صبر و ہوش کو
لوٹتا ہے جو متاع دل وہ لشکر اور ہے

چل چکی ہے موت آتی ہے نہ گھبرا اسقدر
میرا تیرا واسطہ اے دل گھڑی بھر اور ہے

سینچتے ہین اوسکو آب جو ہی اسکو اشک سے
سرو گلشن اور ہے دل کا صنوبر اور ہے

اور دم بھر قاتل بیرحم سے منھ کو نہ موڑ
سخت جانی ٹوٹنے کو ایک خنجر اور ہے

امتحان تیغ برسون ہو چکا ہے کیا ڈرون
مین کوئی اب اور ہون بادہ ستمگر اور ہے

وہ ہی خون سوختہ یہ موج بو سے باغ خلد
مشک تبت اور ہے زلف معنبر اور ہے

غیر ممکن جیتے جی آزادگی اے عندلیب
جو قفس سے لے اڑے مجکو وہ شہپر اور ہے

پانون پھیلا کر نہ سو مانند اے دل تو مسافر ہے یہان
تو مسافر ہے یہان اے دل ترا گھر اور ہے

وہ حریص بادہ ہون ساقی خدا کی قسم
پوچھتا ہون میکشون سے کوئی ساغر اور ہے

ہمسری ارباب عشرت سے کرین کیا غم نہیں
اونکی قسمت اور ہے انکا مقدر اور ہے

غیر ہمنامی سے اے تسلیم ہم سر خاک ہو
آب دریا اور شے ہے آب کوثر اور ہے

دل سے جدا ہین ہم غم جانانہ ساتھ ہے
اپنے کو چھوڑ بیٹھے ہین بیگانہ ساتھ ہے

زاغ و زغن کی نذر ہے لاشہ ہزار شکر
مر کر بھی اپنی ہمت مردانہ ساتھ ہے

کس طرح طے کرین گے الٰہی رہ عدم
کوئی نہ راہبر ہے کسی کا نہ ساتھ ہے

مرتے ہین کیون بناے عمارت پہ اہل زر
کسکا کنار گور مین کاشانہ ساتھ ہے

گلگیر سے یہ کہتی ہے ہنگام بوسہ شمع
گستاخ اسقدر نہ ہو پروانہ ساتھ ہے

بے اضطراب عشق سمجھتے ہین دل کو ہم
گویا پری نہین ہے پریخانہ ساتھ ہے

دل مین ہے آبلہ جگر پر الم مین داغ
وہ رند ہون کہ شیشہ و پیمانہ ساتھ ہے

گھبرا رہا ہے باغ ارم مین بھی دل مرا
یعنی ہنوز الفت دیرانہ ساتھ ہے

تسلیم کیا کرین دل خود کام کا گلہ
گو آشنا ہے صورت بیگانہ ساتھ ہے

عالم فریب ہوگا تجسانہ یار کوئی
مرتا ہے کوئی عاشق کرتا ہی پیار کوئی

جائیگا عشق دل سے ہرگز نہ ان گلون کا
سمجھاے بلبلون کو جاکر ہزار کوئی

ہم آپ زندگی کو دنیا مین رو لیے ہین
خاک لحد پر اب کیون ہو اشکبار کوئی

پیدا ہے بیقراری ہر ذرۂ لحد سے
برباد کر رہا ہے مشت غبار کوئی

تربت پہ بیکسی بھی سر پیٹتی ہے کیا کیا
روتا ہی دیکھکر جب مشت غبار کوئی

ہم بیکسون کو رونے کون آئیگا لحد پر
تو ہی بہاوے آنسو شمع مزار کوئی

احباب و اقربا سب ظاہر کے آشنا تھے
آیا نہ دیکھنے کو زیر مزار کوئی

قطعہ

صیاد و باغبان کے بغض و حسد سے توبہ
تیرے سوا نہین ہے پروردگار کوئی

بلبل ہون مین نہ گل ہون پھر کس لیے چمن مین
جلتا ہی کوئی مجھسے کھاتا ہی خار کوئی

تسلیم واعظون سے حور و نکا ذکر سنکر
آتا ہے یاد ہمکو بے اختیار کوئی

مرچکا ہون اب تمنائے شفا کسکے لیے
شمع بالین تو بنی دستِ دعا کسکے لیے

کاروانِ بوئے گل بھی چل بسا حیران ہون مین
خاک اوڑاتی ہی چمن مین اب صبا کسکے لیے

کونسے گم کردہ یوسف کا قلق ہے روز و شب
پیٹتا ہی ہر گھڑی چھاتی درا کسکے لیے

وہ مرے دل کی تمنا غیر اوسکی آرزو
مین دعائے مرگ مانگون ایخدا کسکے لیے

کون شوخ برق وش کی آگئی ہی مجھکو یاد
دل تڑپتا ہی مرا سیماب سا کسکے لیے

اوستمگر آج دو خنجر ہین کیون زیر بغل
ایک تو میرے لیے ہے دوسرا کسکے لیے

کیا کہین ہم کسکی آمد ہے کہ راہ شوق مین
منتظر بیٹھے ہین مثل نقش پا کسکے لیے

مین تو عاشق ہون تو اپنی شکل آئینے مین دیکھ
دشمنون کا تیرے یہ عالم ہوا کسکے لیے

شام سے آئینۂ دشنہ تھے اوبھن مین پڑے
اسقدر بگڑا بنالے بیوفا کسکے لیے

گر خدا سے بھی نہین ملنا تجھے اتنک نصیب
چھوڑی دنیا تو نے پھرائے پارسا کسکے لیے

سیکڑون نامے تجھے غیرون نے بھیجے بیخبر
کسکے خط واپس کیے اے بیوفا کسکے لیے

مرچکی بلبل قفس مین سخت حیرت ہی مجھے
بوئے گل تسلیم لائی اب صبا کسکے لیے

کیون ذکر مے و حسن خداداد نہین ہی
میخانہ ہے کچھ مسجد زہاد نہین ہے

ہون ضعف سے اک پیکر تصویر خیالی
مجھکو ہوس صحبت ہمزاد نہین ہے

کیون آہ شرر بار نکلتی ہے جگر سے
کچھ سینہ مرا کورۂ حداد نہین ہے

چپ ہون جگر افگار بھی ہو کر صفت گل
یعنی تری بیداد کی فریاد نہین ہے

بے غمزہ بھی ہے ہوش ربا یار کی تصویر
محتاج ادا حسن خداداد نہین ہے

پر خون جگر گل ہے تو نالان لب بلبل
کوئی چمن دہر مین دلشاد نہین ہے

مین دیکھکے بیدم تنِ پُر داغ کو سمجھا
ہمصحبتِ گلُ نکہتِ برباد نہین ہے

یا مالِ جفا ہون مگر اس ہوش کے صدقے
محشر مین مجھے کوئی ستم یاد نہین ہے

اکدم کی مسافت ہے پہونچ جائینگے جلدی
کچھ دور یہان سے عدم آباد نہین ہے

گو ہون ہمہ تن داغ مگر پاس ادب سے
مثلِ لب نے عادتِ فریاد نہین ہے

ثابت ہے دورنگی سے شب و روز کی تسلیم
اک رنگ پہ یہ گلشنِ ایجاد نہین ہے

کیا جلد بامِ عرش سے خیر البشر پھرے
جس طرح منتہاے نظر سے نظر پھرے

برسون جہان مین صورتِ شمس و قمر پھرے
ایسے پھرے نصیب کہ ہم عمر بھر پھرے

کچھ غم نہین فقیر سے دنیا اگر پھرے
لیکن کسی طرح نہ تمہاری نظر پھرے

شوقِ وصالِ یار کو لکھا تو ہے مگر
لیکر جواب دیکھیے کب نامہ بر پھرے

ملکِ عدم مین بیٹھ رہے جاکے سب عزیز
ایسے گئے کہ پھر نہ ادھر سے ادھر پھرے

ہرگز نہ آبرو کہین پائیگا دھر مین
غنچہ ہزار داب کے مٹھی مین زر پھرے

جاتا ہون روز اسلیے محفل مین غیر کی
شاید نگاہِ یار کسیدن ادھر پھرے

چھوڑا نہ ہمنے اونکو اکیلا تمام عمر
سائے کی طرح ہم بھی پھرے وہ جدھر پھرے

کب تک مین انتظار کرے یارب اٹھاؤن ناز
یا جاے جان بھی وہین یا نامہ بر پھرے

دیکھا جہان کو ہمنے ندیکھا جہان نے
آئے خبر کی طرح مثالِ نظر پھرے

اللہ رے شوقِ باغِ جمن سے نکل کے بھی
دو چار پھول ساتھ لیے زیر پر پھرے

وہ مست بیخودی تھے کہ ساقی کے ساتھ ساتھ
شیشہ بغل مین جام لیے دوش پر پھرے

یہ بھی تو اک عذاب ہے بیمارِ عشق کو
ناصح یہان نہ آئے تو کاہے کو سر پھرے

کہتا ہے کھاکے عہد و وفا مین قسم وہ شوخ
پامال مثلِ زلف ہو گر بال بھر پھرے

آکر اجل نے سارے ارادے مٹا دیے
اب چاہو تم پھرو کہ تمہاری نظر پھرے

آوارہ وہ تھے صورتِ سایہ پڑے پھرے
دن رات اس جہان مین ہم دربدر پھرے

کیا رکھے کوئی چرخ سے سامان کی اُمید
خورشید جب جہان مین یون ننگے سر پھرے

پوچھونگا مین ضرور وہان کا مآل کار
کوئی عدم سے عاشقِ شوریدہ سر پھرے

صحرا مین بھی نصیب رہی راحتِ وطن
گویا ہم آئنہ تھے لیے ساتھ گھر پھرے

کھلتا نہین عدم سے خرابات دھر مین
کیون ہوشیار آئے تھے کیون بیخبر پھرے

تسلیم کیون بگڑتے ہو ہر دم نصیب سے
ممکن نہین کہ حکم قضا و قدر پھرے

کرینگے جھوٹھ بھی شکوے عدو کے
مزے لوٹین گے اوسکی گفتگو کے

ابھی رہنے دے ساقی شیشہ و جام
ارادے کم نہین ہین آرزو کے

ملین کیا صورتِ اشکِ چکیدہ
کہ ہم کھوئے ہوے ہین جستجو کے

دکھادی کیفیت دونون جہان کی
تصدق جام کے صدقے سبو کے

بنون بادِ صبا یا نکہتِ گل
یہی ہین چند پہلو جستجو کے

نہ چھوڑا مر کے بھی میرے جگر کو
یہ پیکان کب سے تھے پیاسے لہو کے

بنایا صورتِ تصویر بیدل
نیا یا ہمکو قابل آرزو کے

حباب آسا مری ہستی ہے احباب
اوٹھائین گے ندامت مجھکو چھو کے

تپِ سوزِ درون سے چھٹکارا ہوگا
قریب آنے دو پیراہن گلو کے

علاجِ خستۂ تقدیر مشکل
کہ زخمِ گل نہین قابل رفو کے

کوئی تو بھر کے دے ساقی مجھے جام
کہ لب سوکھے ہوے ہین آرزو کے

منا لیتا ہون دو باتون مین تسلیم
مین صدقے اپنے رنگِ گفتگو کے

بوسہ جو لیا یار نے شمشیر دکھائی
تقصیر نے کس لطف کی تعزیر دکھائی

منظور نہ تھا گر تجھے آنا شب وعدہ
کیون راہ مجھے او بتِ بے پیر دکھائی

خط آنے سے خط آنے لگے یار کے بیہم
تحریر نے کیا کیا مجھے تحریر دکھائی

آئینے مین ابرو کو ہلا کر دم تزئین
سفاک نے چلتی ہوئی شمشیر دکھائی

روتے رہے سن سنکے مرا حال وہ صد شکر
اتنی تو مرے عشق سے تاثیر دکھائی

پیمان شکنی کی نہین پاتے کوئی حجت
جسدم وہ مکرنے لگے تحریر دکھائی

ہر چال مین کرتا ہے جو پامال مجھے تو
دیتا نہین کیا اے فلکِ پیر دکھائی

نیند آئی دم قتل مقدر نے ہمین آہ
آرام کی صورت تہِ شمشیر دکھائی

کیونکر دل و جان سے نہ ہون قاصد کے مین صدقے
تقریر سنائی تری تحریر دکھائی

تسکین کے عوض اور بھی تڑپا دلِ پُر غم
یارون نے مجھے کیون تری تصویر دکھائی

کس طرح بچے دل نگہِ ناز سے تسلیم
آتے ہوے دیتا نہین یہ تیر دکھائی

جلدین ہزار بری التجا نہین کرتے
بے عدو بھی اجل کی دعا نہین کرتے

برنگِ لالہ ہے پُر داغ دل مگر چپ ہین
کسی سے تیرے ستم کا گلا نہین کرتے

ہزار گردشِ قسمت پھرا سے ہم لیکن
کبھی فغان صفتِ آسیا نہین کرتے

دم ہجوم ندامت خدا سے عذرِ گناہ
جو رند کرتے ہین وہ پارسا نہین کرتے

سمجھتے ہین ترے خاکِ قدم کی جو تاثیر
وہ جھوٹھون بھی ہوسِ کیمیا نہین کرتے

فسون و سحر فریب و دبا نہ و تزویر
تمھارے واسطے ایجاد کیا نہین کرتے

سواے زہد ریائی کے ہم بھی اے زاہد
نظر بچا کے تری طرح کیا نہین کرتے

خلافِ عہدِ وفا کا گلا کرون کیونکر
کہ شرم سے وہ کبھی سامنا نہین کرتے

ہمارے غیر کے جھگڑے مین تو نہ بول کبھی
تجھے شریک ہم اے بیوفا نہین کرتے

عجیب حال ہے تسلیم ان حسینون کا
قسم بھی کھا کے یہ وعدہ وفا نہین کرتے

تم جو آؤ گے تو اپنی زندگی ہو جائیگی
کثرتِ بیتابی دل مین کمی ہو جائیگی

کچھ نہ ذلت ہی مری میری عزت ہی مگر
دل لگانے سے فقط کچھ دل لگی ہو جائیگی

عین مقتل مین تہ شمشیر گر جھپکی نہ آنکھ
اپنے ہم چشمون مین ظاہر مردمی ہو جائیگی

کیفیت دکھلائیگی بھر کر شراب سرخ رنگ
لال یہ ریش سپید اے شیخ جی ہو جائیگی

ہائے اونسے کس طرح مین وصل کا اقرار لون
جس گھڑی آئین گے دل کو بیخودی ہو جائیگی

پردۂ شرم و حیا آنکھون سے اوٹھ جائیگا آپ
بیحجابی اونسے وقتِ میکشی ہو جائیگی

طالبِ دنیا نہ ہو تسلیم گھر مین بیٹھ رہ
خاک اوڑانے سے یہ شیخی کر کری ہو جائیگی

رہ گیا حیرت زدہ دیوار و در کے سامنے
اے تمنا کون تھا میری نظر کے سامنے

کونسے مذہب مین ای صیادِ ظالم ہی حلال
ذبح کرنا مشتِ پر کو مشتِ پر کے سامنے

لطفِ ساقی دورِ ساغر کیفِ مے دیدارِ دوست
آہ کیا کیا تھے ابھی سامانِ نظر کے سامنے

رخصتِ یارِ شبِ دوری بھی آفت ہو گئی
رو رہے ہین بیٹھے ہم شمعِ سحر کے سامنے

حوصلے کیا کیا نہ تھے عرضِ زبانی کے مگر
بات بھی نکلی نہ مُنھ سے نامہ بر کے سامنے

امتحانِ ہمتِ قاتل کی حسرت دل مین ہے
سر بکف پھرتے ہین شمشیرِ دوسر کے سامنے

سنتے ہی کچھ آپ سے جاتا رہا اے نامہ بر
وہ خبر کیا تھی جو کہدی ہیچ خبر کے سامنے

دلفریبی اسقدر کب تھی خدنگِ ناز مین
کرتے ہو دم کوئی افسون تم جگر کے سامنے

کیون غزل تسلیم کی دل سے سنین اربابِ فن
بے ہنر کی قدر کیا اہلِ ہنر کے سامنے

دل کا خدا کے سامنے دعویٰ نہ کیجیے
لیکن حشر مین مجھے رسوا نہ کیجیے

بحرِ جہان مین صورتِ ساحل تمام عمر
لب تشنہ رہیے منتِ دریا نہ کیجیے

سونے نہ دیگا گور مین بھی انتظارِ حشر
اے جان مجھسے وعدۂ فردا نہ کیجیے

سُنتا ہون آئینگے وہ عیادت کو اے مسیح
اچھا ہے اب یہی مجھے اچھا نہ کیجیے

کہتے ہین مجھسے آپ کو تابِ نظر کہان
کیا کیجیے جو دیکھ کے پروا نہ کیجیے

ہم بھی وہ بے نیاز ہین تصویر کی طرح
دل بھی نہ ہو تو دل کی تمنا نہ کیجیے

نازک بہت ہین یار کو تسلیم ہر گھڑی
حسرت بھری نگاہ سے دیکھا نہ کیجیے

کبھی داغ دل سے خدا یا نہ جاے
چراغ محبت بجھایا نہ جاے

سنون خاک ناصح مین تیری نصیحت
مقدر کا لکھا مٹایا نہ جاے

وہ فریاد کیا نا توان ہو کے جس سے
جگر چھوڑ کر لب تک آیا نہ جاے

گمان کیا یقین ہے تمھاری حیا سے
قیامت کو بھی منھ دکھایا نہ جاے

وہ اشک چکیدہ ہی عاشق تمھارا
کوئی لاکھ اوٹھاے اوٹھایا نہ جاے

خبر میرے مرنے کی سُنکر وہ بولے
وہان کوئی اپنا پرایا نہ جاے

یہ حسرت ہے اے نا توانی کہ برسون
کبھی آپ مین مجھسے آیا نہ جاے

بتو بے نشان ہو کے ذکر دہن مین
وہ افسانہ ہون جو سنایا نہ جاے

وہ لب کیا کہین روبرو تیرے جنسے
خموشی کو فقرہ بتایا نہ جاے

ترے ہجر مین زہر اوبے مروت
کوئی غم نہین ہے جو کھایا نہ جاے

دل بستہ میرا وہ غنچہ ہے تسلیم
کہ بادِ سحر سے کھلایا نہ جاے

ہنس ہنس کے غنچہاے چمن کو ہنسایئے
گلشن مین چل کے آج کوئی رنگ لایئے

بزم شرابِ ناب ہے کسکو بنایئے
آتا ہی دل مین شیخ کو دم دیکے لایئے

زنجیر و طوق روک سکین گے جنون مین کیا
کچھ بھی نہین جو طاقتِ سودا دکھایئے

خاکِ شہیدِ ناز سے ترکِ ادب نہ ہو
لے لے نہ بوسی شوق مین دامن اوٹھایئے

ایسے نہین ہین دم یہ کہین اور دب جیے
دل دے کے مفت نازِ تمنا اوٹھائیے

ٹھوکر لگا کے قبر کو محشر سے پیشتر
اے جان خفتگانِ لحد کو جگائیے

تکلیف چارہ گر کی حیا ہے اگر تمھین
اک ہاتھ اور بھی نہ مری جان لگائیے

اے طفلِ اشک صحبتِ مژگان سے فائدہ
ڈرتا ہون چشمِ بد نہ ہو دہن مین آئیے

حسرت کو درد و یاس کو داغِ رقیب کو
کس کسکو عشقِ یار مین سینے لگائیے

گذری تمام رات نہ آیا وہ رشکِ ماہ
ہوتی ہے صبح شیشہ و ساغر اوٹھائیے

حدّاد بعدِ قتل بھی اُمید زیست ہے
آبِ بقا مین خنجرِ قاتل بجھائیے

آخر حصولِ صحبتِ دیوانہ کچھ تو ہو
دربان کو نالہائے سلاسل سنائیے

عذرِ حیا اگر ہے تمھین مانعِ وصال
آغوش بیحجاب تصور مین آئیے

اِس پندِ بے اثر کا نہین ہی مجھے دماغ
بک بک کے سر نہ ناصحِ مشفق پھرائیے

فرصت اگر دے شورشِ برخیز روزِ حشر
دو چار ناز اور لحد کے اوٹھائیے

رنگین مزاجیان ہری کہتی ہین مجھسے روز
پائے خیالِ یار مین مہندی رچائیے

عرضِ نیازِ عشق مین کم ہمتی نہ ہو
بیمار پڑ کے نازِ مسیحا اوٹھائیے

وہ ہین حریص درد کہ اپنی زبان سے
مکلے نہ شکر لاکھ اگر زخم کھائیے

نادیدہ آرزو ہون ابھی مثلِ طفلِ اشک
اپنی نظر سے آپ نہ مجھکو گرائیے

قافیہ مین دل نہ کہنے مین اپنی زبان ہی
تسلیم خاک نالۂ موزون سنائیے

فصلِ گل مین نغمہ ای بلبل سنایا چاہیے
رنگِ گلشن اور ہے کچھ رنگ لایا چاہیے

پانؤن کب سے پڑ رہے ہین ہر سر ساغر بادہ نوش
اہتو اے ساقی سرِ مینا جھکایا چاہیے

پڑھ کے حالِ سوزِ دل کہنے لگا وہ شعلہ رو
خط بھی ایسے سوختہ دل کا جلایا چاہیے

گلشنِ ایجاد مین غفلت نہین ہرگز پسند
سبزۂ خوابیدہ کو ابدل جگایا چاہیے

باغ مین آتے ہین صیاد ستمگر کے قدم
بلبلون کو دامن گل مین چھپایا چاہیے

عشق مین تکلیف کو تسلیم راحت جانیے
داغ ناکامی کو سینے سے لگایا چاہیے

پیش نگاہ شعلۂ رخسار یار ہے
جو مر دمک ہے آنکھ مین گویا شرار ہے

کوندے رہی ہے بعد فنا آتش جگر
سب جانتے ہین شعلۂ شمع مزار ہے

جوش جنون کی ہاتھ سے مر کر بھی تنگ ہون
مدفن ہے چاک چاک کفن تار تار ہے

آتا ہے پہلے یار کہ آتی ہے آج موت
دونون کا اے ہجوم الم انتظار ہے

میری بن آئی غیر سے جسدم بگڑ گئے
اُن پتلیون مین گردش لیل و نہار ہے

مال و منال و شادی و اندوہ سب ہین ہیچ
دنیا ہی خواب خواب کا کیا اعتبار ہے

خنجر ابھی نہ توڑیے دل بھی جگر کی طرح
اک زخم لاعلاج کا امیدوار ہے

وحشت جنون کے تحفے وطن تک ہین ساتھ
ہر آبلے کے منھ مین دبی نوک خار ہے

بوئے شراب آتی ہے پہلوئے گور سے
کس رند بادہ خوار کا یارب مزار ہے

تسلیم میری بڑ نہ عبث ہے نہ ٹکٹکی
کوئی تو ہم سخن ہے کوئی تو دوچار ہے

دعائے وصل جب نکلی زبان سے
پھر آئی سر پٹک کر آسمان سے

خبر کو کون آیا ہے کہان سے
یہ پوچھین آپ اپنے رازدان سے

عبث اپنے سے امید رفاقت
وفا ممکن کہان عمر روان سے

یہی ہے درد تنہائی تو اے خضر
مین در گذرا حیات جاودان سے

نہ روؤن کس طرح حال جگر پر
تمھارا سا مین دل لاؤن کہان سے

جگہ پہلو مین دے خوش ہو گے ایدل
نہین کم درد فرقت میہمان سے

پریشانی کا میری چارہ کیسا
بنا ہون مین غبار کاروان سے

کہین بھڑکی چمن مین آتشِ گل
دھوان اوٹھا وہ میرے آشیان سے

بتاؤن کیا دلِ وحشی کو اپنے
لگا لایا ہون باتون مین کہان سے

زمینِ کوے قاتل اور مرا سر
یہ تھی امید کسکو آسمان سے

حسینون مین ابھی چوری گیا دل
مین کسکا نام لون اپنی زبان سے

کرون ذکرِ خدا دن رات لیکن
مجھے فرصت کہان یادِ بتان سے

طبیبِ مہربان رخصت کہ دم بھر
بہل جاتا ہے دل دردِ نہان سے

عدم سے عالمِ ہستی مین آیا
کہان لائی مجھے وحشت کہان سے

ارادہ ہی کہ چھیڑون پھر مین تسلیم
سنون پھر گالیان اونکی زبان سے

متفرقات

نہ پوچھو بیخودیِ شوقِ کنجِ زندان مین
جو بہنی باتون مین ہیڑی تو ہتھکڑی بھولے

عجب کرشمے ہین شوخیِ چشمِ جانان کے
غزالِ چین بھی جو دیکھے تو چوکڑی بھولے

رہی نہ یاد جوانی مین نازکی اونکو
جو باندھی تیغ و سپر پھولونکی چھڑی بھولے

شبِ فراق کی تکلیف یاد کسکو ہے
تمھارے عشق مین افتاد جو پڑی بھولے

تمام شکوے گلے یاد تھے جدائی تک
نظر نظر سے دمِ وصل جب لڑی بھولے

عجب وفا ہی نہین حسینون مین
اچھی صورت کو کیا کرے کوئی

موت کے آسرے پہ جیتا ہون
دمِ عیسیٰ کو کیا کرے کوئی

لبِ زخمِ جگر کو ہنسنے دو
روز کب تک سیا کرے کوئی

اپنی ہی تو خبر نہین لیتا
کیا ترا آسرا کرے کوئی

دل کی باتین گھڑی گھڑی کب تک
چپکے چپکے سنا کرے کوئی

جب کہا دم لبون پر آہی گیا
اب بھلا کیا دوا کرے کوئی

ق

بولے مُنھ پھیر کر بلا سے مری — کیون کسی پر مرا کرے کوئی
فلک ہمیشہ ستاتا ہی گدگدا کے مجھے — برنگ زخم رولاتا ہے خون رولا کے مجھے
مثالِ نقشِ قدم خاک پر مین بیٹھا ہون — نہ ہاتھ آؤنگا تم دیکھ لو اوٹھا کے مجھے
نہین اُمید کہ زندہ ہون صورتِ سیماب — کیا ہے کشتہ فلک نے جلا جلا کے مجھے
یہ حال تھا شبِ غم مین کہ بیکسی میری — قلق سے روئی سحر تک گلے لگا کے مجھے
گئے اونکو لگا کر کوچۂ اغیار مین — یہ نہ تھی امید اپنی خاک دامنگیر سے
دیکھنے آئے وہ زندان مین مری یوانگی — چونک اوٹھے بخت خفتہ نالۂ زنجیر سے
اور بھی رُسوا کیا کھلوا کے مُنھ فرقت کی شب — کیا پشیمان ہون فریبِ آہ بے تاثیر سے
بھاگا کمان کو تیر کشاکش مین ڈال کے — پایا یہ پھل غریب نے سرکش کو پال کے
ساقی ترے فراق مین رندانِ بادہ خوار — روتے ہین ہاتھ گردنِ مینا مین ڈال کے
مجھکو زبانِ تیر ملی ہے دہانِ زخم — لائق جواب کے نہ مین قابل سوال کے
یارب تھی کیا دعا کہ اوٹھائے جو مین نے ہاتھ — بوسے لیے قبول نے دستِ سوال کے
صدہا مین لغزشین رہِ عشقِ بتان مین شیخ — رکھیگا پانون قبلۂ کعبہ سنبھال کے
قابو مین پا کے چھوڑ دون کس اعتبار پر — پتلے ہو تم فریب کی فقرے کی چال کے
دیتی تھی کچھ مزہ وہ خلش بھی نہین رہی — کیا سنگدل ہون پانون سے کانٹا نکال کے
جب مر مٹے تو کچھ نظر آیا نہ علم و فن — ہم آپ ہی زوال تھے اپنے کمال کے

اشوبِ عرصہ گاہ قیامت سے کیا ڈرین
تسلیم ہین غلام محمدؐ کی آل کے

اک وہ ہین جنھین لینے وہ آئے نہین جاتے — اک ہم ہین کہ جھوٹون بھی بُلائے نہین جاتے
کھوئے گئے ہین بیخودیِ شوق مین ایسے — اب آپ بھی ہم آپ مین پائے نہین جاتے
کس شب وہ نہین کرتے بہانے وصل کے — کس روز نئے فقرے بنائے نہین جاتے

یہ حسنِ خدا داد نہین ہی کسے محبوب — تم کسکی نگاہون مین سمائے نہین جاتے
محفل مین تری صورتِ تصویر نہالی — جب بیٹھ گئے جم کے اوٹھائے نہین جاتے
پس فنا بھی نہ تکلیفِ پیرہن سے چھوٹے — کفن نہ ہم سے چھٹا اور نہ ہم کفن سے چھوٹے
بتائین عالمِ وحشت مین کیا پتا گھر کا — کہ یاد بھی نہین کس عمر مین وطن سے چھوٹے
نقابِ عارضِ پُرنور سے اوٹھی جلدی — یہ آفتاب الٰہی کہین گہن سے چھوٹے
عجب بلا تھی اسیری حیات کی صد شکر — کہ جان دے کے ہم اس خانۂ محن سے چھوٹے
صورتِ لفظِ خموشی سخن آرائی ہے — بیزبانی جو مری ہے وہی گویائی ہی
درد و دیوار سے کیون آج برستی ہی خوشی — کیا کہین سے خبرِ مرگِ عدو آئی ہے
دشت گردی مین بھلا مجھ سے سی کیا نسبت — قیس دیوانہ ہے مجنون ہے صحرائی ہے
اے اجل آج تو موقع ہے اگر آجائے — مین ہون بیتابیِ دل ہی شبِ تنہائی ہی
گوارا جیتے جی تکلیفِ فرقت ہو نہین سکتی — تسلی لاکھ دو تم وقتِ رخصت ہو نہین سکتی
لیے جاتے ہو یارو کیون جنازہ شہر کے باہر — گلی مین یار کی کیا میری تربت ہو نہین سکتی
جلاتا کیون نہین آسودگانِ خاک کو ظالم — تری ٹھوکر سے برپا کیا قیامت ہو نہین سکتی
بیان بیتابیِ دل اور نسے کرتا ہون تو کہتی ہین — مرو تم یا جیو تدبیرِ وصلت ہو نہین سکتی
ہائے دل پر جو گذرتی ہے خبر کسکو ہے — چپکے چپکے مرے رونے پہ نظر کسکو ہی
نالے کرتا ہون شبِ ہجر مین لیکن بیکار — بخت ناکام سے امیدِ اثر کسکو ہے
سچ سہی وعدۂ فردا مگر ایجانِ جہان — دم کا مہمان ہوا امیدِ سحر کسکو ہے
گر سلامت ہی رخِ زرد و سرِ شکِ دیدہ — زر کسے چاہیے پروائے گہر کسکو ہے
گرتے ہین کسکی نظر سے کہ لوگ مثلِ سرشک — اوٹھاتے ہین ہمین لیکن اوٹھا نہین سکتے
نہ پوچھو پاسِ محبت کہ دل کے چور کو ہم — نظر سے دیکھ رہے ہین بتا نہین سکتے
خیال ہے کہین اونکے ستم کا شکوہ نہ ہو — کسی کو داغِ جگر تک دکھا نہین سکتے

چمن مین کون ہمیشہ بہار آئیگا
کہ پھول جامے مین پھولے سما نہین سکتے

وہ بیفروغ ازل ہون کہ غول دشت اگر
چراغ بھی سر تربت جلا نہین سکتے

یہ ضعف ہی کہ شب ہجر مین اجل کے لیے
اوٹھاتے دست دعا ہین اوٹھا نہین سکتے

عدم مین شاد ہوا اپنا دل نا شاد مشکل ہی
خدا سے پائین بیداد بتان کی داد مشکل ہی

نہین اک وضع پر تو بیٹھتا ہی اپنی شوخی سی
تری تصویر کھینچے خامۂ بہزاد مشکل ہی

گلستان جہان مین طائر رنگ پریدہ ہون
گرفتار قفس مجھکو کرے صیاد مشکل ہی

نسیم مرگ کی چلتے ہین جھونکے باغ عالم مین
قیام اپنا بر نگ نکہت برباد مشکل ہی

وہ جلوہ گر حسن اگر بام پر آئے
پابوس کو خورشید قیامت اتر آئے

کیا پوچھتے ہو دہر مین کیا کام کر آئے
خالی دہن گور تھا کچھ خاک بھر آئے

سینے سے نکالون جو خفا دل ہو ستم سے
کاٹون مین زبان شکوہ زبان پر اگر آئے

مشکل بنوائو یہ حسن رخ انور کیا ہے
تمسے بڑھکر دل دن مجھے دو بھر کیا ہے

خاک مین فتنہ رفتار ملا ہی دیگا
تم سلامت رہو ہنگامۂ محشر کیا ہے

مغفرت جسمین نظر آئے گنہگاری ہے
آئنہ چہرۂ رحمت کا سیہ کاری ہے

مرتے ہی سب کیا دیدۂ عاشق سے حذر
اب نہ وہ خواب ہی آنکھون مین نہ بیداری ہی

جوش مستی مین کھلے راز محبت کیونکر
صورت ساغر و مینا مری میخواری ہی

آتے ہی فصل گل کے باندھے شجر مین کھٹکے
اے باغبان ہم ایسے تیری نظر مین کھٹکے

آفت ہی موے مژگان یا خیال جسدم
بن بن کے نوک نشتر میرے جگر مین کھٹکے

بڑھ چل قدم اوٹھا کر دشت جہان سے ایدل
سنتے ہین سو طرح کے اس رہگذر مین کھٹکے

دلوا چکے تھے دل دم محشر بھی اونکو غیر
بارے زبان چل کے گواہی مین رہ گئی

منھ سے نکل کے جانہ سکی آسمان تک
اپنی دعاے مرگ تباہی مین رہ گئی

مل چلنے کی ہوس نہ گئی بعد مرگ بھی
خاک اپنی اوڑکے دامن راہی مین رہ گئی

روز و شب بادیہ پیمائی ہے — مین ہون اور آبلہ فرسائی ہے
میرے او سکے صفتِ ساحل و بحر — نہ جدائی ہے نہ یکجائی ہے
بوسہ زن مین ہون وہ چُپ غصے مین — خوب بگڑے ہین کہ بن آئی ہے
یار کا آٹھ پہر دل کو خیال اچھا ہے — ہو کسی طرح کا انسان مین کمال اچھا ہے
تو ہی انصاف سے کہدے فلکِ حُسن پرست — مہر اچھا کہ مرا مہرِ جمال اچھا ہے
حشر کا نام ہو یا مال کرے تو ظالم — یہ بھی اک چال تری شوخیِ رفتار کی ہے
آسمان پر شبِ تاریک مین تارے کیسے — یہ بھی اک جلوہ گری آہِ شرر بار کی ہے
جلوہ افزا ہین شبِ وصل دوپٹے کے تلے — دونون پستان ہین چراغہ تہ دامن اونکے
صدقے اون تفتہ دلون کے کہ تری محفل مین — جل بجھے شمع صفت نام ہین روشن اونکے
آگئی فصلِ خزان اڑتی چمن مین خاک ہے — اب زرِ گل کی عوض گل کی دہن مین خاک ہے
قبر کی آرائش دنیت پس مردن عبث — مل گئی جب خاک مین پھر کیا کفن مین خاک ہے
بیداد گر جفا سے کہان تک سٹائینگے — ہم بسکے بھی برنگِ حنا رنگ لائینگے
واعظ وہ دل جلون کو نہ بھیجین جحیم مین — کیون آگ اور آگ مین ناحق لگائینگے
بتائین کیا دلِ پُر غم مین حیلہ جو کیا ہے — یہ آرزو ہے کہ تو پوچھے آرزو کیا ہے
خفا نہ ہو تو کہون ہمیشال ہو کیونکر — ذرا تم آئنہ دیکھو تو روبرو کیا ہے
قلت و کثرت سے میرِ جان کس مشکل مین ہے — کچھ نہ ہونے پر تمنا ہی تمنا دل مین ہے
جل رہے ہین شعلہ روحسنِ برشتہ دیکھکر — مین تو کیا ہون شمع پروانہ تری محفل ہے
کوئی ستم ہو دل سے نہ اوترے گے عمر بھر — تم ہو مری لگا ہون مین ایجان چڑھے ہوے
ہوئی برہم طبیعت تری گیسوئے سنبل سے — اوتر آیا لہو آنکھون مین رنگِ عارضِ گل سے
چشمِ آہو کا نہ مین مفتون شیدای ہلال — آنکھ بھون ٹیڑھی نہ کر ظالم تو میرے نام سے
وای قسمت روبرو کب کے بیٹھے بے نقاب — آنکھین دکھنے آگئین جب طالبِ دیدار کی

ہم خرابات عدم مین بھی مگر مینوش تھے ہی دلیل اسپر کہ جب پیدا ہوی بیہوش تھے
پس فنا بھی دل داغ داغ جلتا ہے مین جل بجھا مرے گھر کا چراغ جلتا ہے
عدو یا خانۂ دل مین کوئی ہمراز آتا ہے کہ جب آتا ہے تیر ناز بے آواز آتا ہے
مصیبت آشنا ہون پھر نہ کچھ منھ سے نکلوائیے مری تصویر کو مانی سے کہدو بیزبان کھینچے
ساتھ اشارے کے بجالاتے ہین حکم دیکھتے رہتے ہین آنکھین یار کی
آجتک جلتی ہین آنکھین خواب مین روز ازل ہنسنے سے تھین کسی کی شعلۂ رخسار سے
کیا کہون مین سبزۂ رخسار گلگون کا اثر دیکھتے ہی میری آنکھون مین طراوت آگئی
شوخ کتنے ہین زخم بسمل کے منھ پہ ہنستے ہین تیغ قاتل کے
قہر ہین لطف تیغ قاتل کے سر جدا کرتی ہے گلے مل کے
واسطے غیر کے جلاتا ہے ہم بھی گویا ہین نقش عامل کے
دل مین کیونکر جگہ نہین خالی آپ تشریف لائیے تو سہی
دیکھ ہی لوگے کیا ارادہ ہے میرے قابو مین آئیے تو سہی
عشق مین لطف کیون نہین اے شیخ دل کسی سے لگائیے تو سہی
بند رکھتے نہ دم حشر زبان کیا کرتے ہم خدا سے گلۂ جور بتان کیا کرتے
اپنی ہستی تھی عبث رہ گذر عالم مین صفت نقش قدم رہ کے یہان کیا کرتے
شام کو آئے چلے وقت سحر سوی عدم رات بھر کے لیے تعمیر مکان کیا کرتے
پیار کرتا مجھے تنہا جو کہین تم ملتے مین جو ملتا تمھین اے جان جہان کیا کرتے
جل بجھے چپ صفت شمع ادب تھا مانع سوختہ دل ترے فریاد و فغان کیا کرتے
تمہی وہ کہتے ہین سن سن کے گفتگو میری خدا کی شان کہ تو اور آرزو میری
رہ طلب مین یہانتک خویش رفتہ ہون کہ مجھکو ڈھونڈھتی پھرتی ہی جستجو میری
اگر ہوس ہے نہ ہو راز عاشقی افشا شکایتین نہ تری مین کرون نہ تو میری

گئی وہ قوتِ نالہ یہ ضعف ہے اتو
کہ سانس بھی نہین آتی ہی تا گلو میری

بہا رہی ہین عبث اشک بے اثر آنکھین
رہی سہی بھی ڈبو ئینگی آبرو میری

اوٹھا نہ خنجرِ بیداد نیم بسمل ہون
ابھی کٹی نہین ظالم رگِ گلو میری

ملا کیا پھل تمھین اے خضر عمرِ جاودانی سے
مین بدلون کیا سمجھکر اپنی مرگِ ناگہانی سے

ہزارون ٹھوکرین کھلواتی ہی پیری مری مجھکو
عدم مین جا کے اے عمرِ روان کہنا جوانی سے

شبِ تاریک مین جاتا ہون چھپکر کوی دلبر مین
گوارا ساتھ سائے کا نہین ہے یہ گمانی سے

نکلجاتا ہون مثلِ نالۂ زنجیرِ بے کھٹکے
چُرائے کیون نہ دربان آنکھین میری پاسبانی سے

سوا اسکے تبلع امید اور اسمین پھل نہین آتا
مگر سینچا ہوا ہے نخلِ دل خنجر کے پانی سے

دل اوس بیوفا سے وفا چاہتا ہے
یہ اپنا سا اوسکو کیا چاہتا ہے

غمِ عشق مین آپ سے مبتلا ہون
بھلا کوئی اپنا بُرا چاہتا ہے

وہ پہلو مین ہین دل تڑپتا ہی جب بھی
خدا جانے اب اور کیا چاہتا ہے

ارادہ ہے جسکی عیادت کا ظالم
جنازہ بھی اوسکا اوٹھا چاہتا ہے

تو جو ہر بار سوے چرخ اوٹھا دیتا ہے
آخر اے دل تجھے کیا دست دعا دیتا ہی

باغِ عالم مین ہون گویا گلِ آتشبازی
دوست بھی گر مجھے پاتا ہی جلا دیتا ہے

کسکا ہون طالبِ دیدار کہ غش مین مجھکو
برگِ شاخِ شجرِ طور ہوا دیتا ہے

مین نہ ہون وعدۂ دیدار نہ یادِ عاشق
چرخ پھر کیون تری خاطر سے بھلا دیتا ہی

کچھ تو اے دستِ جنون تکلیفِ احسان کیجے
شرم دامن کیجے پاسِ گریبان کیجے

روندیے دامانِ صحرا خوب جبتک بس چلے
قوتِ دیوانگی صرفِ بیابان کیجے

بڑھ بجائے رفتہ رفتہ ابر ترکی آبرو
دیدۂ تر آپ بھی آغازِ طوفان کیجے

تا کجا امیدواری انتظارِ وصل مین
یا نہین ارشاد ہو یا زیبِ لب ہان کیجے

ہین نالہا سے چند غزل کا بہانہ ہے
شاعرون مین مزاج مرا عاشقانہ ہے

بلغ جہان مین طائر تصویر کی طرح
فکر قفس مجھے نہ نمود آشیانہ ہے

وہ کافر پوجتا ہے روز و شب تصویر پتھر کی
خدا کی شان کیا قسمت ہے کیا تقدیر پتھر کی

جو لکھون شکوہ مین سنگین دلون کی بیوفائی کا
زبان خامہ بنجاے دم تحریر پتھر کی

یہ عالم وحشت دل سے مرا ہی کنج زندان مین
کہ اوڑ جاتا ہون مین دیوار و در و تیر پتھر کی

ہوے زخمی عمر بھر ہم ترے مرنے کے لیے
سر چڑھی تیغ جفا دل سے اوترنے کے لیے

مرے سب مرنے والے جی جرا کر دہر مین
خضر تنہا رہ گئے افسوس کرنے کے لیے

ہون وہ بلبل قید مین مقراض موج بوے گل
چاہیے صیاد میرے پر کترنے کے لیے

اوڈھ گیا پہلو سے جب وہ گلبدن ضبط فغان
ہوش بلبل بنگیا پرواز کرنے کے لیے

ہوگی خون بیگنہ کی حشر مین پرسش ضرور
سوچ رکھیگا کوئی فقرہ مکرنے کے لیے

یاد کر کے وصل کی بیباکیان چھپنے لگے
کہدیا بے پردگی نے پردہ کرنے کے لیے

مال مسک کا کسی مفلس کے کام آتا نہین
کون لیتا ہے زر گل صرف کرنے کے لیے

وحشیون کو وسعت آباد جہان بھی تنگ ہے
بوے گل مذکب جگہ پائی ٹھہرنے کے لیے

بیخودی میری ہو ظالم تیری الفت کی دلیل
آپ سے خالی ہوا ہون تجھ سے بھرنے کے لیے

بخل سے بے فیض منعم زر اوٹھا سکتا نہین
اور اوٹھاتا ہی تو ظالم کیسہ بھرنے کے لیے

شوخ چشمون کا ہی کشتہ قبر پر تسلیم کی
وحشت سے آتے ہین آہو سبزہ چرنے کے لیے

جز داغ کیا ملا فلک روسیاہ سے
پوچھو مزہ بخیل کی صحبت کا ماہ سے

جس دشت مین پھرا ہون مین آتش قدم وہان
اب تک نکل رہا ہے دھوان گرد راہ سے

لاؤن وفا کہان سے کسیکو کرون جو پیار
مشکل نباہ کو مین سمجھتا ہون چاہ سے

مانا کہ عدو آپ کو آنے نہین دیتے
کیا خواب مین بھی شکل دکھانے نہین دیتے

بدظن ہین کہ بہلائیگا دل حور سے جاکر
یارون کو جنازہ وہ اوٹھانے نہین دیتے

یہ ضد ہے نئی ہجر مین دشوار ہے مرنا
خنجر بھی گلے ہمکو لگانے نہین دیتے

قطعات

اے شہِ جم مرتبہ حامد علیخان تا ابد
بر سرِ خلقِ زمانہ ظلِ احسانِ تو باد

آرزو دارم بآن پایہ رسی کاندر جہان
رشک دارا و سکندر جاہ و دربانِ تو باد

با دخون از بیمِ شمشیرِ تو اعدا را جگر
جاے دل در سینۂ حسّاد پیکانِ تو باد

فرقِ دشمن اندرین میدانِ بازیگاہِ چرخ
از پئے تفریحِ دلہا گوئے چوگانِ تو باد

چرخِ اطلس کو محیطِ آسمانِ اخترست
از خدا خواہم کہ فرشِ قصر و ایوانِ تو باد

باکمی ہم بیش تر باشد ز صندوقِ فلک
از عنایاتِ خدا آن ساز و سامانِ تو باد

ہر نبی آدم کہ بکشاید زبان بہرِ سخن
از پئے کسبِ شرف اول ثناخوانِ تو باد

از پئے خلقِ دو عالم یک دعاے تو بس ست
شوکت و اقبال و دولت بر فرمانِ تو باد

روز و شب گوید ہمین تسلیم زیرِ آسمان
از دُرِ مقصود پُر ہر وقت دامانِ تو باد

بخت را نازم کہ سلطانم رعیت پرورست
حامیِ دینِ خدا فرمان بر پیغمبرست

فخرِ اسلاف و خلف حامد علیخان کز شرف
بر سرِ شاہانِ عالم جلوہ بخشِ افسرست

صورتِ یوسف بخریدی مالکِ مصرِ کمال
وز بزرگی سوئے حق یعقوب آسا رہبرست

چون نباشد خلقِ ملکِ غیر ہم از دل نثار
بادشاہی دیگرست و دلربائی دیگرست

چون نفرساید سرِ اعزاز بر چرخِ برین
نقشِ پاے خسرو انجم بخیتِ قیصرست

تا ابد باد ایشان را شوکت و اقبال و جاہ
از من مسکین دعا آمد قبول آن زاورست

در تہنیت غسل جنرل صاحب بہادر

چون محمد اعظم الدین خان عالی مرتبت
در جہان کم خلق دانشمند افسر یافتہ

چرخ از روزِ ازل خم گشتہ میگردد مگر
بر زمین مثلش نہ با انصاف داور یافتہ

طائرِ فکر بلندش گشت ہر گہ اوج گیر
نہ فلک را ہمچو بیضہ زیرِ شہپر یافتہ

آن قدر شاطگی فرمود رائے صائبش — نو عروسِ مملکت آئین وزیور یافتہ
از کفِ احسانِ او ہر دو گرانمایہ شدند — سنگ خارا لعل احمر بحر گوہر یافتہ
چون نگردد آستان بوسِ درش ہر بامداد — خویش را کمتر ز چاکر شاہِ خاور یافتہ
شکر ایزد چون بجا آرد نہ ہر کس صبح و شام — این چنین فرمانروائے عدل گستر یافتہ
چون مزاجِ پاک او شد اندکی بے اعتدال — عالمے جان و دلِ خود را مکدر یافتہ
عرشیان گفتند آمین فرشیان حرفِ دعا — ہر دو عالم را فلک غمخوار و یاور یافتہ
للہ الحمد این زمان حسبِ مراد دوستان — صحت و آرام آن فرزانہ افسر یافتہ
غنچۂ دلہا ز شادی چون گل جنت شگفت — نخلِ باغِ زندگانی آبِ کوثر یافتہ
حاسدانش را فلک از آتشِ سوزِ نفاق — دل چو اخگر دیدہ سوزان سینہ مجمر یافتہ

این دعا تسلیم از بہر مبارکباد گفت
لطفِ صحت دائما با دازداور یافتہ

شکر ہی کیا خوب کٹتے ہین مرے لیل و نہار — رنج و راحت دونون ہین اس شہر مین مجھکو حصول
دن کو بے آتش ہی مطبخ سو کھے ٹکڑے رات کو — گاہ مہمانِ خدا ہون گاہ مہمانِ رسول

رباعیات

کیا غم سفرِ ملکِ عدم کا کرتے — کیون مثلِ حباب دم فنا کا بھرتے
معلوم تھا گر عمرِ گریزان ہی یہی — اک روز یہون نہ جائین گے جیتے مرتے

ایضاً

گلبرگ نہ تھے شاد جو دم بھر ہوتے — شبنم بھی نہ تھے داغ جو رو کر دھوتے
قسمت نے بنایا تھا لب و چشم حباب — کیا حال پر اپنے کبھی ہنستے روتے

ایضاً

بیکار یہین بیچ ہی کھاتے گذری — ہر دم سرِ برگشتہ پھراتے گذری
تسلیم بگولے کی طرح صحرا مین — دن رات عبث خاک اڑاتے گذری

ایضاً

کوئی مخلوق ہوا زہد و عبادت کے لیے — کوئی دنیا مین ہوا خلق حکومت کے لیے

ہم سیہ نامہ تھے مانند قلم اے تسلیم
آ اے اس صفحۂ ہستی پہ کتابت کے لیے
آخر ہے بہار زندگانی فانی
نیرنگِ شباب و نوجوانی فانی
جھرّی یہ نہیں صفحۂ رخ پر تسلیم
لکھا قلمِ قضا نے فانی فانی

مخمسات

خمسہ بر غزل حسان الہند نواب رضوان علی صاحب بہادر رئیس نامی مراد آباد

اللہ رے عشقِ رخِ نیکوئے محمدؐ
قربان گرفتاریِ گیسوئے محمدؐ
بل بے شرفِ الفت ابروئے محمدؐ
اترائیں نگاہیں جو نہ ہیں سوئے محمدؐ
دل لوٹ گئے دیکھتے ہی روئے محمدؐ

دیکھا ہے جو معراج کی شب حسنِ پیمبر
راحت نہیں داغِ تپشِ عشق سے دم بھر
نقشے یہ گئے بہرِ تسلی ہیں برابر
ہر ماہ میں گھٹ بڑھ سے فلک پر ہے یہ انور
ہے روئے محمدؐ کبھی ابروئے محمدؐ

کچھ اور ہو اللہ کی رحمت کا تقاضا
حوریں کریں فردوس میں آنکا اشارا
کوئی بھی دمِ پرسشِ عصیاں نہ ہو رسوا
رہ جائے قیامت میں سیہ کار و نکا پردا
کھل جائے اگر دامنِ گیسوئے محمدؐ

سنتی سخن تلخ نہ غنچوں کے دہن سے
کرتی نہ بسر عمر غم و رنج و محن سے
رکھتی نہ غرض لالہ و نسرین و سمن سے
بلبل کو محبت کبھی ہوتی نہ چمن سے
پھولوں میں نہ بس جاتی اگر بوئے محمدؐ

دیکھی ہے بہت جلوہ گری شام و سحر کی
سیرِ فلکِ شعبدہ باز آٹھ پہر کی
ثابت یہ ہوا غور سے جس وقت نظر کی
خورشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی
پھیلی ہوئی ہے روشنی روئے محمدؐ

جب دل میں کبھی کہتے ہیں یہ ہم سے ہوا کیا
عصیاں کے سوا کوئی کیا کام نہ اچھا

اوسدم دلِ ناکام کو دیتی ہے دلاسا | کہتی ہے گنہگارون سے مایوس نہ ہونا
صدقے ترے اے چشمۂ سخنگوئے محمدؐ

دل کو مرے ہوتی ہے دم سرد سے راحت | گویا ہے نسیمِ چمنِ گلشنِ جنت
حسرت ہے تہ گور بھی تا صبحِ قیامت | پژمردہ نہ ہو یارب نہ گلِ داغِ محبت
ان پھولون سے آتی ہے مجھے بوئے محمدؐ

یاد آتا ہے جب بعدِ فنا گور مین سونا | چاکِ کفنی اشکِ ندامت سے بھگونا
اوسدم یہ صدا آتی ہے بیکار ہے رونا | کہتی ہے گنہگارون سے مایوس نہ ہونا
صدقے ترے اے چشمۂ سخنگوئے محمدؐ

کسکو ہے غرض چھوڑ کے یثرب کہین جائے | ہر وادیِ بطحی مین عبث خاک اڑائے
در در کی نہ ٹھوکر مجھے اللہ دکھائے | زاہد ہی سرا اپنا طرفِ قبلہ جھکائے
عاشق ہون مرا کعبہ ہے ابروئے محمدؐ

حسرت ہے کہ یثرب مجھے اللہ دکھائے | خاک در شاہنشہِ لولاک بنائے
سجدے کرون وہ رخ جدھر آنکھ اٹھائے | زاہد ہی سرا اپنا طرفِ قبلہ جھکائے
عاشق ہون مرا کعبہ ہے ابروئے محمدؐ

حیرت ہے ہلالی کو دلِ بدر کو سکتا | دونون مین ہوا کاک قلبِ تصویر کا نقشا
کہتا ہے دمِ ہوش یہی ہر سخن آرا | اُستادِ ازل نے غزلِ حسن مین لکھا
کیا مصرعِ برجستہ ابروئے محمدؐ

ہون مدح سرائے گلِ رخسارِ پیمبرؐ | قربان ہین مرغانِ چمن میرے بیان پر
بیحس بھی دمِ زمزمہ ہین آپ سے باہر | وہ بلبلِ خوش لہجہ ہون نغمے مرے شکر
جھومائے برسون شجرِ کوئے محمدؐ

ہرگز نہ کرے جانبِ شداد کبھی رو | سرگرمِ فغان ہو نہ غم و درد سے ہر سو

کیا حسنِ خداداد ہے جز نعرۂ یا ہو
قمری نہ پھرے باغ مین کرتی ہوئی کو کو
گر دیکھ لے سروِ قدِ دلجوئے محمدؐ

کیا شان ہے شاہنشہِ لولاک کی عالی
اک بات نہین آپ کی اعجاز سے خالی
انصاف کر اے ہمنفسِ ہرزہ خیالی
ڈوبی ہوئی کیا زورقِ خورشید نکالی
اللہ رہی تر دستیِ بازوئے محمدؐ

بیدار ہو قسمت جو کسی اہلِ صفا کی
رویت دمِ رویا ہو شہِ ماہ لقا کی
تاخیر نہ تعبیر مین ہو صبح و مسا کی
جاگے تو ملے دولتِ دیدارِ خدا کی
جو خواب مین دیکھے رخِ نیکوئے محمدؐ

عاشق کو نہین بیخودیِ شوق سے چارا
تھوڑا ابھی بہت ہجر مین ہوتا ہی سہارا
تسکین کے لیے کر کے یہ تشبیہ گوارا
کہتا ہون قرینِ مہِ نو دیکھ کے تارا
یہ چشمِ محمدؐ ہے وہ ابروئے محمدؐ

کیا تاب نظر تابِ دمِ جلوہ گری لائے
حرفِ اسرافی بھول کے لب تک کبھی آئے
نظارہ تو کیا حسنِ خداداد دکھائے
موسیٰ کی طرح برقِ تجلی بھی تڑپ جائے
بے پردہ اگر ہو رخِ نیکوئے محمدؐ

رکھتا تھا یہ دل حوصلۂ سیرِ مدینہ
کہتا تھا کہ ہو مشغلۂ سیرِ مدینہ
کام آہی گیا ولولۂ سیرِ مدینہ
زورِ کششِ سلسلۂ سیرِ مدینہ
کھینچے لیے جاتا ہے مجھے سوئے محمدؐ

سنتا ہون اگر مین خبرِ خیرِ مدینہ
دل شوق مین بنتا ہے پرِ طیرِ مدینہ
سب ہیچ نظر آتا ہے بھر غیرِ مدینہ
زورِ کششِ سلسلۂ سیرِ مدینہ
کھینچے لیے جاتا ہے مجھے سوئے محمدؐ

تسلیم کو کب ہند مین رہنا ہی گوارا
حسرت ہے کہ ہو روضۂ اقدس کا نظارا

مرتا ہے مگر بن نہین آتا کوئی چارا | رضوان جو دم نزع ذرا بھی ہوا شارا
اترائی ہوئی جان چلی سوے محمدؐ

خمسہ بر غزل سلطان ملک سخندانی رایت افراز اقلیم معانی جناب
میرزا محمد اصغر علی خان نسیم شاگرد حکیم مومن خان طاب ثراہما

سُنکے آہِ غم بتِ ناآشنا گھبرا گیا | جو نہ تھا ممکن گمان مین لطف وہ فرما گیا
خواب مین آیا تسلی دی گلے لپٹا گیا | اضطرابِ دل مرا کیا کیا مزے دکھلا گیا
اپنی بیتابی کے مین صدقے اوسے رحم آگیا

بعدِ مدت کہنے سُننے سے وہ آئے بھی اگر | بہرِ مطلب روے پیٹے رکھدیا پانوُن پہ سر
اپنے ہاتھون وا کیے بندِ قبا پچھلے پہر | وائے قسمت منتون سے میری راضی تو مگر
کچھ لحاظ پاکدامانی اوسنین سمجھا گیا

ہاے کیون جانے دیا گلگشت گلشن کے لیے | صبح عشرت ہوگئی شامِ شبِ ماتم مجھے
مین نہ مانونگا چمن مین دیکھکر تنہا اوسے | کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے
سامنے آنکھون کے اک دودِ جگر سا چھا گیا

قسمتون سے لطف مہمانیکا بھی جاتا رہا | جی بھر آیا انتہا کو ظلم سے نادم ہوا
بیکسی پر چارگی نے کچھ اوسے سمجھا دیا | دے کے حکمِ قتل میری لاش پر رونے لگا
ذی مروت تھا نہایت پاسِ الفت آگیا

جوشِ دل کہتا جو شوقِ جانفزاے مرگ مین | کیا کہون کیا پیش آیا مدعاے مرگ مین
بخت نے سنواے طعنے التجاے مرگ مین | دیکھکر خنجر بکف مجھکو ہواے مرگ مین
ہنسکے فرمانے لگے مرنا تجھے بھی آگیا

جستجوے یار کی اے دل جو تھی فوق مین | گل کو رخ سمجھے مہ نو کو ہلالِ طوق مین
صدقے اپنی بیخودی کے انتہاے ذوق مین | کیا کہون دھوکے دیے کس کس نے جوشِ شوق مین

تیری صورت بن کے جو آیا ہمین ترسا گیا

سچ کہا کرتا تھا یہ تسلیم پر حسرت نسیم
جان پر اک دن مصیبت لائیگی الفت نسیم
وائے قسمت ہوگئی اپنی یہی حالت نسیم
دیکھیے عمر دو روزہ مین ہو کیا صورت نسیم

ایک ہی لقمے مین غم سارا کلیجا کھا گیا

خمسہ بر غزل میرزا مرتضی بیگ عرف مچھو بیگ تخلص عاشق شاگرد جناب میرزا محمد اصغر علی خان صاحب نسیم

کب تک نباہین عشق بت بیوفا سے ہم
مانگین دعاے وصل کہان تک خدا سے ہم
اچھا تو ہے ملین کسی نازک ادا سے ہم
دل تنگ ہون نہ صدمۂ جور و جفا سے ہم

شرط وفا یہی ہے تو گذرے وفا سے ہم

کیا پوچھتا ہے چارہ گر مہربان تو حال
دل مین عوض وصال کے ہے حسرت وصال
مرتے ہین آج مرنے پر الفت کے پایمال
درد فراق یار سے ہے زندگی وبال

اولٹی دعائین مانگ رہے ہین خدا سے ہم

مقتل مین سر جھکائے ہین پامال ہر ستم
دم بھر رہے ہین خنجر قاتل کا دمبدم
جینے کا ہے خیال نہ مرنے کا کچھ الم
ایسے جمے ہین معرکۂ عشق مین قدم

مر جائین پر ہٹین نہ کبھی اپنی جا سے ہم

رکھنا نہ اپنے سے کبھی امید رحم کی
ممکن نہین قریب سے نیکی ہو جز بدی
پردے کی بات کچھ نہین سن لو کھلی کھلی
کی دوستی کی آڑ مین ظالم نے دشمنی

مارے پڑے ہین عشق مین دل کی دغا سے ہم

کیا کیا تلاش یار مین دوڑے نہ چار سو
اس جستجو مین جاتی رہی اپنی جستجو
مایوس کس طرح نہ ہون اے چرخ حیلہ جو
اب تک بر آئی کوئی نہ اس دل کی آرزو

جی چاہتا ہے ہاتھ اوٹھائین دعا سے ہم

ایسے نہین کہ دیر مین ہر دم رہا کرین | پیرِ مغان کے روبرو بیٹھے گلا کرین
تیوری پہ بل نہ لائین گوارا کیا کرین | یون برملا تبون کی مذمت سُنا کرین
واعظ کو طرح دیتے ہین خوفِ خدا سے ہم

اک خواب تھا وہ حُسنِ جوانی کا رنگ و رُپ | جاتا رہا وہ حسنِ جوانی کا رنگ و رُپ
سب مٹ گیا وہ حُسنِ جوانی کا رنگ و رُپ | اب کیا ہوا وہ حُسنِ جوانی کا رنگ و رُپ
پوچھین گے چل کے آج یہ اوس مہ لقا سے ہم

حُسنِ بتان کا جلوہ دکھانا تھا مثلِ غیر | دامِ بیان مین آج پھنسانا تھا مثلِ غیر
قصہ اِدھر اُدھر کا سنانا تھا مثلِ غیر | دھوکے سے اونکو راہ پہ لانا تھا مثلِ غیر
کیا کہیے چال چُوک گئے ابتدا سے ہم

تسلیم بدگمان کچھ ایسا ہے دلسے شوق | راہِ طلب مین گرم تقاضا ہے دل سے شوق
کرتا بیان اپنی تمنا ہے دل سے شوق | **عاشق** کی طرح عشق مین کتا ہے دل سے شوق
آگے چلین گے چار قدم رہنما سے ہم

خمسہ بر غزل حضرت رمز مرحوم ٹونک

جانتا ہون خوب وجہ رنجش بیکار کو | دل مین کچھ کچھ یاد کرکے وعدہ اغیار کو
جانے کا سمجھا بہانہ بے سبب تکرار کو | گفتگوے حیلہ زا کہیے تری گفتار کو
چال محشر کی سمجھنا چاہیے رفتار کو

داغ ہوگا دیکھکر ہمدم دلِ اغیار کو | دیکھ لینا جرأتِ نظارہ دلدار کو
معرکے مین آنے دو اُس ترک دل آزار کو | آنکھ کی پتلی پہ جا دینگے نگاہِ یار کو
ڈھال پر روکینگے اوس چلتی ہوئی تلوار کو

سو طرح کے ہو چکے برسون دل و جان پر ستم | مدتون تک ہم رہے پامال اندوہ و الم
غیر کے سر کی قسم کھائی ہے آئیگا صنم | اوٹ مین ہو جا مری آنکھون سے زلفِ شامِ غم

دیکھنا ہے آج روے صبح وصل یار کو

سنتے ہین روز جزا ہوگی بلا انگیز دھوپ
آگ سے کردے گی ذرہ ذرہ کو لبریز دھوپ
لیکن اے دل کچھ نہین محشر کی آفت خیز دھوپ
آفتاب داغ الفت کی ہے ایسی تیز دھوپ

ڈھونڈھتا ہے مہربان سایۂ دیوار کو

تمنے وقت ذبح دیکھا منچلون کا حوصلا
ہر دہان زخم سے نکلی صدائے مرحبا
شکر ہے مرنا ہمارا بازی طفلان نہ تھا
جان پر کھیلے تو قاتل اپنا مطلب بھی ہوا

لے لیا ابرو کا بوسہ چوم کر تلوار کو

کیسے کیسے سر بکف جانباز آئے سیکڑون
جان و دل بہر نثار یار لائے سیکڑون
لوٹتے دم توڑتے دن رات پائے سیکڑون
قتل گہ مین خون کے دریا بہائے سیکڑون

کیا برسنے کا ہے لپکا ابر تیغ یار کو

ایسے مہمان کے لیے لازم تمھین ہین کام دو
شاد ہو اسمین کوئی دلخستہ یا ناشاد ہو
بے بلائے آکے جو بیٹھین نہ منھ سے کچھ کہو
پان کی جا بزم مین اغیار کو تم زخم دو

عطر کے بدلے لگاؤ ہاتھ سے تلوار کو

سوز شمس نار جہنم سے ہوئی قدر بہشت
ورنہ یکسان تھا بشر کو کعبہ و دیر و کنشت
دیکھ چشم غور سے انجام کار خوب و زشت
کیا ثمر نیکی کا ملتا گر نہ ہوتی بد سرشت

دھوپ مین سب ڈھونڈھتے ہین نخل سایہ دار کو

کیا کرون کس سے کہون سب ہے یہان گو یا نہین
آشنا نا آشنا ہی غیر ہے اپنا نہین
دای بیدردی کسی کو التفات اصلا نہین
حال کوئی اس دل صد چاک کا سنتا نہین

چاہیے سی لون مین خود اپنے لب اظہار کو

چارہ گر مجھکو یہ غمخواری ہے تیری ناگوار
کھینچتا ہے کیون مری دل سے جگر سے بار بار
تو سمجھتا ہی نہین سمجھاؤن کیا مین دلفگار
دہر مین ہین یہ کسی ابرو کمان کے یادگار

تیر کو موے مژہ کیے بھوین تلوار کو

کیسے ہے گستاخ ہم پہلوی صبح وصل کے — لیتی ہے بوسے رخ و ابرو ے صبح وصل کے
بال برہم کرتی ہے گیسوی صبح وصل کے — سر چڑھی جاتی ہی پیم روی صبح وصل کے

پنجۂ خورشید لیتا زلف شام تار کو

برق ہے بیتاب چلّاتا ہی رعد ناصبور — منع کرتا ہی کہ رکھ تو آپ کو طوفان سے دور
کچھ دماغ پرہوا مین آگیا ہی کیا فتور — بار بار آتا ہی جو اس چشم گریان کے حضور

آبرو کھوتی ہے اپنی ابر دریا بار کو

ہمنے مانا لایا ہے گلزار رضوان سے اسے — خضر نے پانی دیا ہے آبحیوان سے اسے
کونسا حاصل شرف ہی اتنے سامان سے اسے — کیا بھلا نسبت تمھاری چشم فتان سے اسے

باغ مین کیون گھورتے ہو نرگس بیمار کو

واعظ مشفق نے ترک خودسری کی مثل خضر — زاہد کامل نے میری یاوری کی مثل خضر
کیا کہون کس کس نے بندہ پروری کی مثل خضر — ہون وہ میکش محتسب نے رہبری کی مثل خضر

گم کیا جب مین نے راہ خانۂ خمار کو

سر پٹکتے رہتے ہین ہشیار و غافل سیکڑون — صورت تسلیم ہین پابند مشکل سیکڑون
ہوتے جاتے ہین گرفتار و نمین داخل سیکڑون — کھینچتا ہی عاشقون کے طائر دل سیکڑون

دام کیے رمز دامان نگاہ یار کو

حکایت

حسن قدس سرہٗ نے کہا — کہ اک وقت مین شہر بصرہ مین تھا
تفرج کنان شوق دیدار مین — مین پھرتا تھا ہر سمت بازار مین
مرے ساتھ تھا اور بھی اک جوان — بڑا عابد و پارسا مرد ان
ہوا ناگہان اک جگہ پر گذر — طبیب ایک کرسی پر آیا نظر

زن و مرد و اطفال پاکیزہ خو — قرینے سے بیٹھے ہوے روبرو
گرفتار دردِ نہانی کے تھے — لیے ہاتھ مین شیشے پانی کے تھے
ہر اک درد کا اپنے تھا چارہ جو — دوا پوچھتا تھا بصد آرزو
حسن نے کیا اس طرح پھر بیان — بڑھا آگے وہ عابد نوجوان
نہایت ادب سے ہو نزدیک قریب — کہا اے ہنرمند دانا طبیب
ترے پاس ہے کوئی ایسی دوا — کہ دھو کر دے داغ جرائم مٹا
دلون کے مرض کو کفایت کرے — عطا عضو باطن کو صحت کرے
کہا اوس طبیب جہان نے نعم — ادھر آ بتائین دوا تجھکو ہم
بولے مجھسے دس چیزون کو یاد رکھ — غم این و آن سے دل آزاد رکھ
تو لے تخلِ فقر و تواضع کی جڑ — شریک اوسمین کر لا کے توبہ کی ہڑ
رضا کے تو ہاون مین پھر ڈال کر — قناعت کے دستون سے جو کوب کر
اوسمین القا کی تو ہانڈی مین ڈال — ملا اور آب حیا کا زلال
محبت کی آتش مین دے اونکو جوش — پیالے مین کر شکر کے بہر نوش
پھر امید کے بادکش کی ہوا — ذرا دے کہ ہو سرد و لذت فزا
اوسے چمچۂ حمد سے نوش کر — بجا لا کہا مین نے جس طور پر
کرے گا اگر تو برابر عمل — رہینگے نہ باقی دلون مین علل
تجھے نفع دیگا یہ نسخہ مدام — یہی بس ہی رخصت ہو جاو السلام

عرضداشت بحضور پر نور فلک رفعت خورشید منزلت نواب حامد علی خان صاحب بہادر دام اقبالہم

بعرض خداوند گیتی پناہ — ملک پاسبان و فلک بارگاہ
مہ اوج ہمت سپہر کرم — خدیو جہان شکوہ و حشم
ہمیشہ فزون جاہ و اقبال باد — عدو مال بختِ نکو فال باد

جگر خستہ تسلیم خدمت سے دور
گزارش یہ کرتا ہے پیش حضور

کہ مدت سے فدوی نمکخوار ہے
دعاگوے اقبالِ سرکار ہے

دمِ غدر سے آجتک صبح و شام
رئیسون نے سمجھا ہے اپنا غلام

مگر بست و نہ[29] حال سے بخطہ
شرفیاب ہے مستقل طور پر

نہ خدمت کوئی تھی نہ کچھ کام تھا
فقط شاعرون مین مرا نام تھا

کئی سال تک محض خالی رہا
حضوری مین خلد آشیان کی رہا

بلا شرطِ خدمت ہر اک ماہ مین
ملا کرتے تھے تیس تنخواہ مین

عنایت کرم مہربانی کے ساتھ
وہ پیش آتے تھے قدردانی کے ساتھ

سوا ماہواری کے اے جم وقار
عطاؤ کرم کا نہ تھا کچھ شمار

ہر اک عید مین کرتے دو سو عطا
مجھے سیم و زر دے کے سنتے ثنا

بلا کر یہان لکھنؤ سے مجھے
دیا تھا شرف آبرو سے مجھے

وہ فرماتے تھے پرورش اسقدر
کہ مین ہر تردد سے تھا بیخطر

پس چند پھر حکم جاری ہوا
کہ مین ناظرِ فوجداری ہوا

وہان دس برس تک مقرر رہا
دیانت سے ہر کام لایا بجا

وہین بعد اسکے بصد انتظام
کیا مدتون پیشکاری کا کام

ہوے جب ریاست سے خلد آشیان
سوے عالم قدس جنت روان

نیا نظم ہر اک طرح پر ہوا
تغیر تبدل برابر ہوا

وہان سے مین بدلا گیا صدر مین
ہر اک کام کرتا رہا صدر مین

شب و روز خدمت پہ حاضر رہا
عنایت سے جنرل کی ناظر رہا

مدارس مین پھر مین مقرر ہوا
وہان نائب انسپکٹر ہوا

ضرورت سے دورے کی ہر صبح و شام
پھرا نرد کی طرح گھر گھر مدام

مدرس ہوا پھر اسی طور سے — پڑھاتا لکھاتا رہا غور سے
پڑھی مجھسے لڑکون نے جو جو کتاب — دم امتحان سب ہوے کامیاب
مگر خوبیِ بخت ناساز سے — پڑا کام اک شعبدہ باز سے
کیا ماسٹر نے یہ تازہ ستم — رپوٹ ایک کی لغو و باطل رقم
کہ اکثر جماعت مین تسلیم کی — نہین اچھی صورت ہے تعلیم کی
شرارت کا رہتا ہے ہر وقت زور — کیا کرتے ہین لڑکے پڑھنے مین شور
ضعیفی کا عالم ہے ناچار ہین — یہ پنشن کے لائق ہین حقدار ہین
غرض اوسکی اتنی تھی اس چال سے — کہ یہ برطرف ہون کسی حال سے
یہ خدمت سپرد برادر کرون — اوسے اس جگہہ پہ مقرر کرون
غرض وہ رپورٹ پس سعی بیش — ہوئی روبرو اہل کونسل کے پیش
کسی نے وہان فکر اصلانہ کی — نظر سوے تحقیق دعوی نہ کی
کہ ہے یہ رپٹ واقعی یا غلط — صحیح اسمین کتنا ہے کتنا غلط
کیا لفظ پیری کا سب نے خیال — نہ سمجھے کہ یہ شاعر کہنہ سال
تہ آسمان پرانسون دفن — جوانی پر آیا ہے ہو کر کہن
بقول سخندان شیوہ بیان — کند کہنگی طفل فن را جوان
مگر پھر بھی کی قدر ناچیز کی — یہ ارباب کونسل نے تجویز کی
کہ پائین یہ دس روپیہ ماہوار — کیا جاے پنشن مین جسکا شمار
ریاست کو منظور اصلا نہین — کہ یہ چھوڑ کر شہر جائین کہین
لہذا کسی اور مد سے مدام — ملے باقی تنخواہ کچھ لے کے کام
یہی مصلحت ہے قرین صواب — کہ صفدر علی خان والا جناب
کوئی کام عمدہ عنایت کرین — کہین جلد تجویز خدمت کرین

انھون نے گزٹ مین مجھے بھیجکر — مقرر کیے بیس باقی اُدھر
بجٹ مین مگر چونکہ وسعت نہ تھی — زیادہ عنایت کی قدرت نہ تھی
جو ڈیشل کو پیدا تردد ہوا — یہ صفدر علی خان کو رقعہ لکھا
کہ دو ماہ جائین گے جسدم گذر — بڑہا دونگا تنخواہ مین بیخطر
ملے پندرہ مجھکو ہر ماہ مین — ابھی تک ہین کم پانچ تنخواہ مین
یہان سخت بے اعتباری کے ساتھ — بسر کرتا ہون ناگواری کے ساتھ
لہذا گزارش ہے میری یہی — کہ ابتو بجٹ مین نہین ہے کمی
عنایت ہو صرف ضروری مجھے — ملے میری تنخواہ پوری مجھے
قدیمی دعاگوے سرکار ہون — بہت مدتون سے نمکخوار ہون
یہی اب ہے عرض دل ناصبور — کہ پیری مین مثل اَبُ وجد حضور
مری پرورش سے نہ ہون بے نیاز — کہ مین بندہ ہون آپ بندہ نواز
بدستور بے منت کیف و کم — مرا نام ہو شاعرون مین رقم
تصدق جو پاتا تھا پاتا رہون — ثنا و دعا مین سناتا رہون
ریاست پر اتنے ہین میرے حقوق — کہ ہونگے بہت کم کسی کے حقوق
مگر کیا کرون قدردان اُٹھ گئے — زمانے سے خلد آشیان اُٹھ گئے
ریاست کے حالات آغاز سے — لکھے مین نے شایستہ انداز سے
کیا زندہ نام رئیسان ملک — بڑہائی ہر اک شوکت و شان ملک
زمانے مین جب تک ہین ارض و سما — مرے دم سے حاصل ہے انکو بقا
سفرنامہ پھر آپ کا یکقلم — کیا جزو کل شاعرانہ رقم
مگر بعض جا سے وہ ہے ناتمام — اسی وجہ سے یہ قدیمی غلام
اشاعت سے معذور و مجبور ہے — مطابع کی درخواست سے دور ہے

سفر نامہ تصنیف سرکار کا — بہت دن ہوے چھپکے بھی آگیا
اگر مرحمت حسب ارشاد ہو — تو میرے لیے کامل امداد ہو
اوسے دیکھکر لطف حاصل کرون — اور اس نظم ناقص کو کامل کرون
کسی مطبع خاص مین بھیجکر — مین چھپوا دون نے وقت صرف زر
بنے سرمۂ دیدۂ اعتبار — رہے چندے آفاق مین یادگار
خلاف ادب ہی بہت قیل وقال — دعا پر کرون ختم یہ عرض حال
الٰہی ہے جبتک فلک اوج پر — فروزندہ جب تک ہین شمس وقمر
تہ آسمان صورت نیمروز — رہے کوکب بخت عالم فروز
ترقی رہے شوکت وجاہ کی — ملے خاک مین جان بدخواہ کی

حکایت

کوئی شہر تھا رشک باغ جنان — زیارت گہ دیدۂ قدسیان
مکانات حیرت فروش نظر — طرب بخش دل نقش دیوار و در
مکین اوسکے سب خرم وشاد تھے — فراغت سے راحت سے آباد تھے
وہان ایک درویش صاحب کمال — رہا کرتے تھے سرخوش وجد وحال
ہوا اونکو حکم خدا سے جہان — یہان سے کرو جلد نقل مکان
یہی مصلحت ہے کہ تم بے حیل — ابھی شہر سے جاؤ باہر نکل
یہ سنتے ہی وہ عارف پر شکوہ — روانہ ہوے سوے دامان کوہ
یہان ایک دریا تھا تو پاک شہر — سراپا لطافت سے جنت کی نہر
یکایک وہ دریا بڑھا جوش مین — سمایا نہ ساحل کی آغوش مین
ہوئین جانب شہر موجین رواں — مچھکے بہر پا بوس طوفان مکان
نہ رو مال واسباب جاہ وحشم — دم چند مین ہو گئے سب عدم

نہ انسان باقی نہ حیوان رہا — فقط ہر طرف جوشِ طوفان رہا
پس سال وہ عارفِ باصفا — وہین پھر ہوے آکے یہ دق فزا
جو ہر سمت دیکھا ہوئی عقل دنگ — نرالے نظر آئے قدرت کے ڈھنگ
نہ باقی رعیت نہ سلطان ہے — فقط پُر غبار ایک میدان ہے
مناجات کی اے خداوند پاک — ہوئی کس خطا پر یہ خلقت ہلاک
وہ کیا فعلِ بد تھا وہ کیا تھا گناہ — ہوئی کس خطا پر یہ خلقت تباہ
ندا دی یہ ہاتف نے اے بیخبر — نہین اسکا باعث کوئی خیر و شر
یہان بچہ کنجشک کا پیاس مین — تڑپتا تھا اک عالمِ پاس مین
دیا حکم دریا کو ہمنے شتاب — کہ پہونچا اسی وقت پیاسے کو آب
بجالایا وہ بڑھ کے فرمان کو — عدم کر دیا سارے ایوان کو
کہا مرد درویش نے اے کریم — ہمیشہ سے ہے ذات تیری حکیم
غضب لطف سے آشکارا ہوا — یہ کس طرح تجھکو گوارا ہوا
کہ اک بچۂ مرغ کے واسطے — کیا غرق لاکھون کو بے واسطے
کہا ہان نہ ہو اسقدر بدگمان — وہ رحمت تھی یہ بے نیازی کی شان
ہزارون جہان ایسے گردم مین ہم — بنا کر مٹائین نہ ہو کچھ الم
نہ بے اعتنائی کی غایت یہان — نہ جود و کرم کی نہایت یہان
کوئی لائق فخر و عزت نہین — کسی کی یہان کچھ حقیقت نہین
یہ عالم ہے تسلیم سرکار مین — کسے سمجھین مختار دربار مین
نبی و ولی غوث و قطب جہان — رضا پر ہین راضی برابر یہان

کسی کو کبھی کوئی دعوے نہین
نبوت ولایت پہ غرا نہین

شجرۂ خاندان عالیشان قادریہ حسب فرمایش دوست صادق محب واثق
محمد عبد الستار خان نور اللہ مرقدہ واسکنہ اللہ فی فرادیس الجنان

اے خداوند آسمان و زمین — اے فلک بارگاہ عرش مکین
بحق علم و فضل دین آگاہ — شاہ عبد الحکیم والا جاہ
بحق ذکر و فکر شام و پگاہ — مخزن معرفت نجات اللہ
بحق زبدۂ اولی الابصار — شاہ شاکر محقق اسرار
بحق رازدار علم یقین — قدوۂ اولیا نظام الدین
بحق آن کہ نام او مشہور — بود عبد الصمد درین معمور
بحق آن کہ زیر چرخ کبود — نام نامی ہدایت اللہ بود
بحق زہد مرشد کونین — پیشوائے زمانہ شاہ حسین
بحق جلوۂ دل آگاہ — مقبل دو جہان امان اللہ
بحق فخر خلد و زیب نعیم — کامل دہر شاہ ابراہیم
بحق روح پاک عرش مقیم — مصدر فیض سرمدا برہیم
بحق خلد بخش و کوثر بخش — شاہ میران فرید سید بخش
بحق کاردبار نخر انام — آنکہ سید محمد ست بنام
بحق آفتاب چرخ یقین — مقتدای جہان بہاء الدین
بحق رمزدان و نکتہ شناس — سالک راہ دین ابو العباس
بحق ذوق و شوق و وجد و کمال — شاہ سید حسن فرشتہ خصال
بحق زبدۂ بنی آدم — شاہ موسیٰ کہ بود عیسیٰ دم
بحق جذب ہمدم منصور — شاہ سید علی سراپا نور
بحق حرمت عروج کمال — سید احمد سپہر جاہ و جلال

بحقِ رازِ مخزنِ اسرار — شاہ ابو نصر کاشفِ استار
بحقِ عز و جاہ حق آئین — شاہ ملکِ کمال تاج الدین
بحقِ قبلۂ زمین و زمان — شیخ ابو بکرِ عاشقِ یزدان
بحقِ گنج رازِ سبحانی — پیرِ روشن ضمیرِ جیلانی
بحقِ بوسعید پاک نہاد — کہ از و ملک فقر بود آباد
بحقِ آن ابو الحسن کہ مدام — بود گردون مسیر عرش مقام
بحقِ آن ابو الفرح کہ جہان — بود از و رشکِ گلشنِ رضوان
بحقِ بادشاہِ اہلِ نیاز — شیخ ابو الفضل محرمِ ہر راز
بحقِ حامدے جہان محمود — کہ ابو بکر شبلی اسمش بود
بحقِ تیز پائے راہ طلب — شیخ ابو القاسم جنید لقب
بحقِ نکتہ دانِ علم علی — شہ دین بو الحسن سری سقطی
بحقِ رازِ عارفِ معروف — میہمان دوست کرخی و معروف
بحقِ زہد و صبر و صدق و صفا — شاہ اہلِ رضا امام رضاؑ
بحقِ وجدِ زاہد و عالم — وارثِ علمِ اوصیا کاظمؑ
بحقِ صدقِ عارفِ فائق — رکنِ اسلام جعفرِ صادقؑ
بحقِ بہترین نوعِ بشر — پیشوائے جہانیان باقرؑ
بحقِ فخرِ عالمِ ایجاد — قیدیِ دشتِ کربلا سجادؑ
بحقِ صبرِ قبلۂ دارین — نورِ چشمِ نبی امام حسینؑ
بحقِ رتبۂ شہِ غالب — اسد اللہ بنِ ابی طالب
بحقِ مصطفےٰ کہ باد مدام — بجنابش زمن درود و سلام
بر منِ روسیاہ رحمت کن — سہل دشواریِ قیامت کن

قطعہ بجناب مقبول الدولہ بہادر

ای فلک مرتبہ فرشتہ جناب — وی چو خورشید و ماہ جلوہ فگن
بر درِ چرخ آستانۂ تو — پردۂ چشم عالمی چلون
مرجعِ خاص و عام فرمودہ — ذاتِ پاکِ ترا خدائے زمن
لیکن این پاسبان و دربانان — بہر نقشِ جبین ما دشمن
آمدم چون پئے قدمبوسی — این گریبان گرفت و آن دامن
تنگِ ہمت عقوبتے دیدم — تف برین بخت و از گونہ من
لاجرم چند لختہائے جگر — نظم کردم چو سلکِ لعلِ یمن
از پئے نذر خادمانِ حضور — میکنم پیش در کمالِ محن
برہان از عذاب این دونان — بہ طفیلِ حسین و آلِ حسن

قطعات تاریخات

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد علی خان صاحب

محمد علی خان چو زین خاکدان — سوئے عالمِ نور اجرام رفت
جہان را بماتم سرائے عمش — ز دل صبر شد دل ز آرام رفت
رقم کرد تسلیم تاریخ سال — نکو نام نیکو سرانجام رفت

۱۲۸۸ھ

مثنوی مشعر تاریخ طبع جادۂ تسخیر مصنفۂ جناب معلی القاب نواب حیدر علی خان صاحب بہادر دام اقبالہم

زہے نواب عالی قدر و ذیشان — فریدون مرتبت حیدر علی خان
کرم مین عدل مین علم و ہنر مین — نہین ایسا کوئی نوعِ بشر مین
جہان رشکِ جنان فیضِ قدم سے — نسیم خلد عطر آمیز دم سے
محبت خیز لکھا اک فسانہ — سراپا ساز و سوزِ عاشقانہ

ہر اک فقرہ سے پیدا لذتِ عشق | عیاں طرزِ بیاں سے حسرتِ عشق
چھپا فضلِ خدا سے یہ فسانہ | ہوا مشتاق سنکر اک زمانہ
نویدِ لطف دی اربابِ فن کو | کیا وقفِ نظر حسنِ سخن کو
وہ صنعت اہلِ مطبع نے دکھائی | کہ جس سے شانِ قدرت یاد آئی
صفائے حسنِ خط و لچسپ و دلجو | برنگِ سبزۂ روئے سمن بو
بیاضِ آئینۂ حسنِ سحر ہے | مسلسل سطر زنجیرِ نظر ہے
عذارِ حور سے صفحہ صفا تر | ہر اک جدول جوابِ موجِ کوثر
دمِ اتمام اے تسلیم ناکام | خیال آیا پئے تاریخ انجام
کیا مجھسے مرے دل نے بیان یہ | چھپی کیا حیرت افزا داستان یہ

قطعہ تاریخ وفات شاہ حافظ سلیمان صاحب ۱۲۸۹ھ

در یغا حسرتا حافظ سلیمان | سوئے خلدِ معلی عزم فرمود
پئے تاریخ اے تسلیم محزون | رقم کردم کہ شیخ عصر لو بود

قطعہ تاریخ وفات قاضی محمود علی صاحب باشندۂ قصبہ مونہ ۱۲۹۰ھ

شوال و نہم بچار شنبہ | محمود علی چو شد ز دنیا
تسلیم نوشت سال فوتش | در خلد برین مقام بادا

تاریخ وفات جناب محمد حسن خان کلکٹر خیر آبادی قدیم باشندۂ دہلی ۱۲۹۱ھ

بہ رنگ و بوئے گل و لالہ بوستان نازد | بدلفریبی نیرنگ خود جہان نازد
زمین ز سرو قدانِ سمن برانند رفخر | بہ جلوہ ہائے مہ و مہر آسمان نازد
بفرق بے سر و سامانِ من فلاکت شاد | بپائے بوس شہان تخت خسروان نازد
مسیح بر فلکِ چارمین ست از اعجاز | خضر بزندگی عمرِ جاودان نازد
بعرض گاہ معانی دمِ بیان تسلیم | بشیوۂ سخن و طبعِ نکتہ دان نازد

کنون زمانۂ آمد کہ گویم از پئے سال | جنان بمیر محمد حسین خان نازد

قطعۂ تاریخ وفات جامع علوم عقلی و نقلی جناب سید تقی صاحب مجتہد مذہب اثنا عشری ۱۲۹۲ھ

چون سپہر علم دین سید تقی | زبدۂ آل محمد مصطفی
ماہر قرآن و تفسیر و حدیث | واقف رمز اشارات و شفا
بست و چارم بود از ماہ صیام | شد بایوان جنان رونق فزا
عالمے شد خاک بر سر از الم | ماتمی آمد نظر ارض و سما
گفت تسلیم حزین تاریخ سال | در زمین شد آفتاب اصطفا

قطعۂ تاریخ تولد فرزند ارجمند میر اسنگہ تعلقدار ۱۲۸۵ھ

چون خدا فرزند نیک اختر بمیر اسنگہ داد | بدر سیما مشتری خو ماہ طلعت آمدہ
خامۂ تسلیم تاریخ ولادت زد رقم | آفتاب جاہ از برج سعادت آمدہ

قطعۂ تاریخ وفات والدۂ حافظ نیاز محمد خان رئیس نانپارہ بریلی ۱۲۹۰ھ

این عفیفہ کہ ازین عالم فانی بگذشت | جان ہر کس بلب از درد نہانی آمد
گفت رضوان پئے تاریخ بجوان تسلیم | در جنان عابدۂ و مریم ثانی آمد

قطعۂ تاریخ وفات عالی جناب نواب محمد تقی خان بہادر لکھنوی سالار جنگی ۱۲۹۲ھ

چو رفت از جہان مصیبت اساس | محمد تقی خان عالی نژاد
دم دفن گفتیم تسلیم سال | سر ناز بر بستر گل نہاد
ایضاً
محمد تقی خان قضا را چو مرد | نصیبش خدا از قصر جنت کند
چنین گفت تسلیم تاریخ فوت | کہ بر قبر اللہ رحمت کند
ایضاً
مرد چون نواب گردون مرتبت | جان نثار بادشاہ کربلا
گفت تسلیم حزین تاریخ فوت | حشر با آل عبا سازد خدا
ایضاً
ترک ہستی گفت ہر گہ این رئیس نامدار | از زمین تا چرخ شور شیون و ماتم برفت

از پئے تاریخ تسلیم حزین چون فکر کرد | گفت دل نواب الاقدر ازین عالم برفت
۱۲۹۲

قطعۂ تاریخ طبع دیوان اول عالی جناب ہلال رکاب نواب کلب علی خان صاحب بہادر نور اللہ مرقدہ

زہے مضمون طراز یہای نواب فلک رتبہ | کہ جسپر خاتمہ ہے آج علم و نکتہ دانی کا
عجب سے دیکھتے ہین منھ دم تقریر منکر بھی | دیا ہے معجزہ اللہ نے جادو بیانی کا
قصیدے مین غزل مین مثنوی فرد و مسمط مین | برابر ایک عالم ہے طبیعت کی روانی کا
صفای لفظ و اوج فکر سے وقت سخن سنجی | زمین شعر مین ہوتا ہے عالم ارفشانی کا
کٹے کیونکر نہ بدبین دیکھکر شیوا بیانی کو | کہ ہر مصرع اثر رکھتا ہے تیغ اصفہانی کا
خدا کے فضل سے دیوان اردو آجکل چھپکر | ہوا آفاق مین شاہد مری عرض زبانی کا
تعالی اللہ عجب پُر درد ہے طرز غزل گوئی | کہ جسکو سُنکے دل جل جاے اہل کامرانی کا
جہان موزون کیے ہین گرم مضمون سوز رشک دل کے | لپٹ دیتا ہے شعلہ لفظ سے آتش بیانی کا
لب جان بخش کی بوسے کا ہے جس شعر مین مطلب | مزہ دیتا ہی پڑھتے وقت آب زندگانی کا
دکھائی ہے وہ صنعت کار پردازان مطبع نے | کہ جسکو دیکھکر ہے رنگ فق بہزاد و مانی کا
مصفا صفحہ کاغذ بسان سینۂ عارف | خط جدول پہ عالم مدّ آہ شیخ فانی کا
سواد حرف کو گیسوے لیلی دیکھکر صدقے | بیاضون پر تصدق حسن سلمی کی جوانی کا
خط اوسکا خط عارض سے دم نظارہ دلکش تر | ہر اک نقطے پہ جو بن ہے رخ یار جانی کا
بلند آوازگی صحت کی پہونچی چرخ دوم تک | پئے تقریظ دل تڑپا دبیر آسمانی کا
کہی تاریخ اے تسلیم جب چرچا ہوا بیحد | چھپا نایاب دیوان خسرو ملک معانی کا
۱۲۹۳

قطعۂ تاریخ تولد فرزند ارجمند میرزا عبد الحفیظ بیگ نبیرۂ مصطفےٰ خان صاحب مطبع لکھنوی

حق نے عبد الحفیظ صاحب کو | خوب فرزند نیک بخشا ہے
لکھو تسلیم مصرع تاریخ | شمع کاشانۂ تمنا ہے
۱۲۹۳ھ

قطعۂ تاریخ وفات سید ارشاد علی صاحب لکھنوی

حیف گردید چو ارشاد علی را عارض — مرض لقوہ و فالج طرفِ دستِ یمین
بود بست و دوم ماہ ربیع الاول — روز شنبہ کہ سفر کرد ز تن جانِ حزین
فکر کردم پئے تاریخ وفاتش تسلیم — آمد از غیب ندا رفت بفردوس برین

۱۲۹۴ھ

قطعۂ تاریخ بنائے مسجد احمد شاہ خان رئیس رامپور

چو احمد شاہ خان مسجد بنا کرد — بامیدِ ثواب و اجرِ عقبیٰ
نوشتم مصرعِ تاریخ تسلیم — جزاک اللہ فی الدارین خیرا

۱۲۹۴ھ

قطعۂ تاریخ بنائے مکان حکیم و حافظ عبد العلی صاحب ابن جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب مرحوم لکھنوی

حکیم عبد العلی چو اکنون بنا کنایوان مختصر قیصر — بصرف سیم و زر فراوان نمود آراستہ مکانے
ز کلک آرنگین نگار معنی نوشت تسلیم بہر سالش — زہی مکانی نشاط افزا زہی بنائے سپہر شانے

۱۲۹۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان دوم عالی جناب خورشید رفعت قمر منزلت نواب کلب علی خان صاحب بہادر مرحوم

بحمد اللہ کہ یہ دیوان چھپ کر ختم پر آیا — ہوا آویزۂ گوشِ زمانہ شہرۂ تزئین کا
دمِ نظارۂ ترکیب لفظ و خوبیِ معنیٰ — پشیمان حوصلہ دیکھا لگاہِ چشمِ بدبین کا
نزاکت حسنِ بندش لطفِ مضمون دیکھکر سو — ہوا ارباب معنی مین بلند آوازہ تحسین کا
پئے تاریخ اے تسلیم یہ مصرع کہا ہمنے — چھپا دیوانِ دوم قبلۂ دینِ معانین کا

۱۲۹۵ھ

قطعۂ تاریخ وفات علام علوم عقلی و نقلی مولانا سید عالم علی صاحب مرحوم مرادآبادی

شد چو عالم علی از عالمِ دنیا رخصت — بر لبِ خلق فغانِ الم از دل آمد
گفت رضوان بدرِ خلد بسالش تسلیم — ماہرِ متقی و عارفِ کامل آمد

۱۲۹۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان سوم عالی جناب فلک مرتبت خورشید طلعت نواب کلب علی خاں صاحب بہادر

صد شکر کہ یہ منتخب دفترِ اشعار — عرصہ ہوا چھپکر بصرِ صاحب فن کا
سطروں کی سپیدی سے عجب رنگ ہی پیدا — عالم نظر آتا ہے خیابانِ سمن کا
حیرت دمِ نظارہ بنا دیتی ہے تصویر — گویا ہے ورق چہرہ بتِ سیم بدن کا
تسلیم نے یہ مصرع تاریخ کیا عرض — ہے آئینہ دیوان سوم شاہ زمن کا

قطعۂ تاریخ طبع دواوین در یک مجلد جناب سید اسمٰعیل حسین صاحب شکوہ آبادی تخلص منیر نور اللہ تربتہٗ

زہے اوجِ مہرِ کمالِ منیر — ملی اہلِ فن مین کسے شان یہ
چھپے تین دیوان اک سال مین — مرا جنکی نسبت ہے ایمان یہ
دل و دیدۂ اہلِ تحقیق مین — فصاحت بلاغت کی ہین جان یہ
کہا فکرِ تسلیم نے بہر سال — چھپے خوب بے مثل دیوان یہ

۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ انتقال حکیم حسن رضا صاحب مغفور لکھنوی مقیم رامپور

بمثلِ حکیم نے صدا افسوس — فردوس کا ہے سدھارنا آج
لکھی تسلیم نے تاریخ — دنیا سے گئے حسن رضا آج

۱۲۹۹ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب لکھنوی جعل اللہ مثواہ فی الجنۃ

چو ابراہیم ازین عالم سوئے فردوس عازم شد — فغانِ ماتم و شورِ مصیبت تا زبان آمد
بہ بیست و چارم شوال روزِ جمعہ اش ناگاہ — اجل وقتِ سحر قبل از اذان لبیک خوان آمد
شنید آوازۂ مقدم باستقبالش موج آن — نسیم عطر افشان از خیابانِ جنان آمد
زمانِ دفن آن مغفور ریزدان بر سرِ مدفن — چو تسلیم حزین روح القدس از آسمان آمد
بحورانِ بہشتی مصرعِ تاریخ رضوان گفت — امامِ فن حکیم حاذق دوالامکان آمد

۱۲۹۹ھ

چو بہر نام خلیل ایزد پاک — ایضاً
نوشتم از دل جان سال تسلیم — سوے خلد برین شد رونق افزا
بجنت رفت سلطان اطبا

قطعۂ تاریخ از راحۃ الاغلاط مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

چو شوق نہال چمنستان نعت — بنوشت کتابے کہ بود گلشن تنقیح
تسلیم پے سال رقم طوطی طبعم — شد زمزمہ پرداز کہ آئینۂ توضیح

تاریخ ولادت فرزند عالی جناب نواب کلب علی خاں صاحب بہادر نور اللہ مرقدہ

چون عطا گردید با نواب ارا مرتبت — از خداوند جہان فرزند اسکندر حشم
مصرع تاریخ تسلیم دعا گو عرض کرد — جلوہ گر شد آفتاب مطلع جاہ و ہمم

قطعۂ تاریخ وفات جناب سید تنویر علی صاحب المتخلص بہ عدالت فوجداری

آہ تنویر علی سید والا گوہر — سفری شد ز جہان گذران سوی بہشت
کلک تسلیم حزین از پئے تاریخ وفات — سید م رفتہ بفردوس علی بنوشت

قطعۂ تاریخ وفات امیر بیگم صاحبہ زوجۂ نواب رمضان علی خاں صاحب در لکھنؤ برآدر تاج محل صاحبہ

ہزار افسوس و آہ و حسرت نیا یہ صدمہ یا فلک نے — کہ داغ جسکا بنا سویدا جہانمیں دلہاے فروزاں کا
رئیسۂ افتخار عالم عفیفہ و مریم زمانہ — امیر بیگم جہانمیں جنسے فروغ تھا شمع انجمن کا
خدا نے کیا کیا شرف دیے تھے زیارتین کی تعین حج کیتھے — حسب میں اولاد مالک اشتر مزار شہید شہ زمن کا
جب آئی تاریخ چودھویں آہ ماہ فیجر میں نیا غم — کہ جس سے بیکار نظم پایا تمام اعضاے تن بدن کا
پڑا یہ فالج کا سخت دورہ کہ پنجشنبہ کو جان غمگیں — ارم کو راہی ہوئی جہاں سے اوٹھا کے صدمہ غم محن کا
سحر کو اپنی برائے آئے کمال شوکت سے روز جمعہ — سپرد دفن کیا ہلرکنے بنھا کے خلعت انھیں کفن کا
برای تاریخ سال ہنے لکھا یہ تسلیم وقت ماتم — جلیل درجہ انھیں عطا ہون نصیب سایہ ہو تنین کا

ایضاً

این رئیسہ کہ نظیر شش نظر چرخ ندید — بریاضتہ بعبادت بشرافت انسان
دم اظہار حسب وقت بیان انساب — بود از مالک اشتر بشرف فخر کنان

اثر حسن عمل بود چو فرمود نصیب — شرف حج و زیارات خداوند جهان
نالهان در مه ذیحجه که بد چار دهم — شد ز فالج تن نازک صفت سنگ گران
در همان روز ازین عالم فانی ناگاه — روح پاکش سفری شد طرف باغ جنان
پنجشنبه که بود روز وفات و علت — دفن کردند بجمعه پس صد آه و فغان
گفت رضوان بدر خلد بیاش تسلیم — که سوی خلد برین آمده بلقیس زمان

اشعار مثنوی متضمن تاریخ طبع و سوخت مصنفه جناب نواب صفدر علی خان صاحب بهادر رئیس رامپور

زهی فکر بلند رشک سحبان — رئیس نامور صفدر علی خان
شرافت مفتخر از گوهر او — امارت خانه زاد چهر او
جنابش قبله همت بلندان — درش امید گاه ارجمندان
به لطف و خلق در آفاق نامی — چو اجداد خود از اقران گرامی
چو استادان به موزونی فسانه — به نظم دلکش بکتابی زمانه
به تکلیف احبا فکر کامل — سوی او سوخت گوئی گشت مائل
باندک مدت آن نظم گرامی — ز فکر شش بافته حسن تمامی
بخوبی شهرت انگیز جهان شد — پسند خاطر پیر و جوان شد
بدان مشتاق شد هر کس بشنید — به طرز خوب آن مرغ طبع گردید
خطش مانند خط گلعذاران — طرب بخش دل ریحان نگاران
سوادش موج دود شمع کافور — بیاضش جلوه آرای رخ حور
نقاب از روی معنی چون کشادم — تمنا را مبلد کهنا و حادم
طلسم آرزو پیش نظر شد — من از دل دل ز حیرت بیخبر شد
تراکت یا تکلم شوخی و رآغوش — بلاغت با فصاحت دوش بادوش
نمایان از بیان نازک خیالی — تصدق بر مضامینش زلالی

لطافتہاے الفاظ و معانی | خبر داد ندا از غیب اللسانی
درین بیتابیِ شوقِ جمالش | خیال آمد پے تاریخ سالش
ولم گفتا ہمین بصراع نیکوست | مقفّی شکوۂ پیر حرمی دوست

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان مصنفۂ جناب مولوی عبد الاحد صاحب شمشاد مخلص لکھنوی فرنگی محلی

زہے اوجِ کمالِ فکرِ شمشاد | کہ از ادراک حدّش عقل حیران
بہ علمِ شاعری یکتاے عالم | بوالا گوہرے بے مثل دوران
کنون دیوان نو ترتیب دادن | بآئین نکو شایستہ عنوان
پے تاریخ کردم فکر تسلیم | کہ باشد شیوۂ شیوا بیانان
بگوشِ من ز ہاتف آمد آواز | بگو دیوان اُستادِ سخندان

مثنوی متضمن تاریخ طبع دیوان پنجم جناب نواب محمد کلب علی خان صاحب بہادر نور اللہ مرقدہ

زہے نظمِ نوابِ جم بارگاہ | رعیت نواز و خلائق پناہ
برومند ملک و ز رو مال سے | تنومند نیرو سے اقبال سے
شب و روز مانند شمس و قمر | سریرِ فلک پایہ پر جلوہ گر
مرادوں سے دل خرّم و کامیاب | ہوا خواہ آباد و دشمن خراب
یہ دیوانِ پنجم ہوا جب تمام | چھپا خوب و خوشخط بصد اہتمام
دمِ ختمِ تسلیم نازک خیال | ہوا مائل فکرِ تاریخ سال
کہا دل نے بس بہر مطلوب ہے | یہ بمثل دیوان چھپا خوب ہے

قطعۂ تاریخ وفات سید ارشاد علی صاحب شاگرد حکیم ابراہیم صاحب مغفر اللہ لہما

آہ ارشاد علی صاحبِ اعزاز و کمال | عالم با عمل و آلِ بتول و حیدر
بو علی در فنِ طب بود و حکمت بقراط | ماہر فقہ و تفاسیر و احادیث و سیر
آن شرف بخش سیادت بمحرم ناگاہ | داد جان گشت خلائق ز الم خاک بسر

گفت تسلیم حزین مصرع تاریخ وفات | شد بفردوس برین قدوۂ والاگوہر

ایضاً تاریخ وفات سید ارشاد علی صاحب ۱۳۰۲ھ

حیف ارشاد علی مخزن ہر علم و ہنر | گشت بیمار و حیاتش تمامی آمد
از عوارض کہ مداوا نہ پذیرفت یکے | ترک تن گفت و بہ دون جان گرامی آمد
گفت رضوان بدر خلد سبالش تسلیم | بہر گلگشت جنان سید نامی آمد

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی مسمی فریاد داغ مصنفہ فصیح الملک نواب مرزا صاحب داغ دہلوی ۱۳۰۲ھ

چو شد مطبوع این افسانۂ عشق | ز فکر ما ہر شیوا بیانے
نوشتم مصرع تاریخ تسلیم | کلام شاعر شیرین زبانے

مثنوی مشعر تاریخ طبع مثنوی نغمۂ راز مصنفہ مولوی محمد احسن صاحب نموی عظیم آبادی ۱۳۰۲ھ

بارک اللہ اے ظہیر احسن | مجمع علم و ماہر ہر فن
مثنوی لکھی کیا نئی تمنے | ساحری شاعری مین کی تمنے
وہ فصاحت زبان مین رکھی | وہ بلاغت بیان مین رکھی
دل ہی جسکا مزا اوٹھاتا ہے | شور تحسین لب تک آتا ہے
اوج بخشا کمال کو کیا کیا | دی بلندی خیال کو کیا کیا
سیر نے اک مزہ دیا دل کو | نقش حیرت بنا دیا دل کو
بہر تاریخ کلک کی ہی یہ لے | واہ کیا دل پسند نغمہ ہے

ایضاً ۱۳۰۳ھ

جذا چون شوق ممتاز جہان | زد رقم این مثنوی ہمتال
خامۂ تسلیم تاریخش نوشت | مثنوی دلکش و سحر حلال

قطعۂ تاریخ طبع دیوان ماہر فن یکتای معلومات شعر و سخن جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی ۱۳۰۳ھ

زہے کمال زباندانی جناب جلال | کہ جسکے سامنے سحبان ہیچ بکم و الکن

خدا نے دی ہی فنِ شاعری مین وہ تحقیق
کہ ہی لقب ادب آموز ماہرانِ زمن

فروغ مہر بیان سے دم غزلخوانی
دکھاتی ہے نئی جلوے ہمیشہ فکر کہن

ہزار شکر کہ دیوان دوسرا بھی چھپا
ہوا جہان مین حسنِ بیان سے شہرہ فگن

یہ لکھو مصرع تاریخ سال ای تسلیم
مسیح جان ہے کلام کلیم طور سخن

قطعۂ تاریخ تولد فرزند ارجمند جنرل محمد اعظم الدین خان صاحب بہادر مغفور مرحوم

آن محمد اعظم الدین خان گردون بارگاہ
کو بوالا پایگی بالا ز پروین آمدہ

بہر نظم خلق در آفاق از کتم عدم
ذات والایش ہمہ قانون و آئین آمدہ

قدسیان گفتند باہم گوش ما گر زید کز
آن قدر از اہل عالم شور تحسین آمدہ

خالق جان آفرین در روز ساعات سعید
داد فرزندش کہ رشک یاسمین آمدہ

بر فلک شد از ہوا خواہان دعای عمر خضر
بر زمین از قدسیان گلبانگ آمین آمدہ

مصرع تاریخ تسلیم سخن پرور نوشت
آفتاب از مطلع اعجاز و تمکین آمدہ ۱۳۰۳

قطعۂ تاریخ بنای پل کہ منشی امرناتھ سنگھ رئیس امروہہ تیار ساخت

چون امرناتھ چشمۂ ہمت
کرد ہر سو روانہ آب جسر بنا

گفت تسلیم سال تاریخش
کہکشانست بر لب دریا ۱۳۰۳

منبع جود و سخا منشی امرناتھ آنکہ دل
ایضاً روز و شب دارد برائے نفع خلق حق مقیم

بست پل بالائے دریا خوشنما و استوار
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے سہیم

عیسوی تاریخ تسلیم سخن آرا نوشت
بست پل بر آب قلزم ہمچو راہ راست مستقیم

قطعۂ تاریخ طبع کتاب بہار ہند مصنفہ میر انچھو بیگ صاحب لکھنوی عاشق تخلص مغفور

صد شکر باغ دہر مین عاشق کہ دم سے آج
ہر سمت گل کھلاتی ہی کیا کیا بہار ہند

اوجھل نہین نگاہ دم دید صرف سے
فردوس کا نمونہ ہی گویا بہار ہند

لکھے محاورات ہین اردو زبان کے
گلچین کو لطف دیتی ہی کیا کیا بہار ہند

پھولا پھلا چمن نظر آتا ہے ہر ورق | کیونکر کہین نہ اسکو اجبا بہار ہند
کہتے ہین اہل فن گل تحقیق دیکھکر | بیشک ہے یہ نہال دل آرا بہار ہند
ایسی چھپی کہ چار حد دہر مین ہوئی | ہر انجمن مین غلغلہ پیرا بہار ہند
تسلیم نے مصرع تاریخ یہ کہا | گلدستۂ ارم ہے سراپا بہار ہند ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ وفات خان عالیشان جناب درشاد خان صاحب رئیس رامپور

چنان در شاہ خان را شوق حج کعبہ شد افزون | ز سر پا ساختہ لبیک خوان اندر حرم آمد
پس حج بود روز سومین از عشرۂ ثانی | کہ ناگہ داد جان دم بر لب حسرت زغم آمد
پئے تاریخ آن مغفور اے تسلیم رضوان گفت | ز راہ یثرب و بطحا بایوان ارم آمد

قطعۂ تاریخ وفات خان رفعت نشان جناب احمد یار خان صاحب حاکم عدالت فوجداری

چون بماہ شریف ذی حجہ | بست و ہفتم ز پردہ چہرہ کشاد
خان والا شکوہ احمد یار | جان بجان آفرین خویش بداد
گفت تسلیم سال تاریخش | ہمکنار عروس رحمت باد

ایضاً

چو احمد یار خان را مرگ ناگاہ | ازین دار فنا بہر سفر ۱۳۰۳ھ گفت
بہ ذی حجہ کہ بست و ہفتمین بود | یکایک ترک جان وقت سحر گفت
پئے تاریخ تسلیم سخندان | بجنت شد امیر نامور گفت

قطعۂ تاریخ وفات مخزن مکارم اخلاق منبع ترحم و اشفاق جناب آغا غلام رسول صاحب خوشنویس

در یغ از مرگ استادم کہ در رسم ہمایونش | غلام اول رسول آخر چو جسم و جان بہم آمد
بہ خوشخطی و رمل و جفر و تکسیر اندرین عالم | بشر مانند او از آسمان بسیار کم آمد
مجسم خلق احسانی سراپا نور یزدانی | تو گوئی شکل انسانی فرشتہ از عدم آمد
بروز جمعہ تاریخ دوم ماہ محرم آہ | ز حق پیغام ترک این جہان پر ستم آمد

بوقت نیمروز آن آفتاب برج یکتائی | بتسلیم و رضا لبیک خوان سوی حرم آمد
بجو ران جنان فرمود رضوان سال تاریخش | ز دنیا کاملے نامی مکرم محترم آمد ۱۳۰۶ھ

مثنوی متضمن تاریخ طبع کتاب معما مصنفہ جناب مستطاب نواب صفدر علی خان صاحب بہادر مغفور

زہے فکر نواب والا گہر | ستودہ صفات و حمیدہ سیر
باحسان وجود و نوال و کرم | باعزاز و جاہ و شکوہ و حشم
بہ گیتی نہ یاد آورد روزگار | چو صفدر علی خان عالی تبار
بہ ہمت چو نام نکویان بلند | سراپا فراست ہمہ عقلمند
شب و روز عدل و کرم کام اوست | جہان پروری شیوہ عام اوست
خداوند اقلیم شعر و سخن | شرف بخش رمز و اشارات فن
کتابے بطرز معما نوشت | بہ ندرت ہمہ حیرت افزا نوشت
چگویم چہ اعجوبہ کارے نمود | چہ اعجاز و جادو نگارے نمود
ورائے فہم عقل رسا پرقصور | پس کشف مطلب سراپا سرور
بہ نثر کش دل و جان نشہ نثار | بخوبی ہمہ شعر شعری شعار
چو شد طبع این نسخۂ دلپذیر | بخط خوش و شیوہ بینظیر
ز سطرش عیان حسن گیسوی دوست | ورق صفحۂ مصحف روی دوست
ز نقش تصاویر حیرت اثر | نظر آمد از رنگ چین جلوہ گر
پس طبع شد موجزن جوش دل | سو نظم آمد سرور ہوش دل
نوشتیم تسلیم تاریخ سال | طلسم خیالات صاحب کمال

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب ہذا و نتیجۂ فکر طبع وقاد اسماء دستند ۱۳۰۸ھ

منشی ریاض احمد صاحب خیرآبادی

زہے ناظم و ناثر بیدیل | ریاض سخندان عالی جناب

مہ اوج چرخ سخن پروری | سپہر خیالات کے آفتاب
بڑی سعی و محنت سے تحقیق سے | لکھی عمدہ جرم سزا اک کتاب
یہی کہتے ہین اہل فن دیکھکر | ہمہ بے مثال و ہمہ لاجواب
کہا عیسوی سال تسلیم نے | یہ ناول حقیقت مین ہے انتخاب

تاریخ وفات ماہر علوم منقول کاشف دقائق معقول جناب مولنا محمد ارشاد حسین صاحب مغفور

خاک بر سر کن زماتم ای فلک | خون فشان اے چشم اختر بر زمین
رعد را گو در فغان آید کنون | گو سحاب از اشک سازد تر زمین
آفتاب مطلع ارشاد آہ | شد سوی خلد برین زین سر زمین
گفتم اے تسلیم وقت دفن سال | مہر علم شرع آمد در زمین

مثنوی متضمن تاریخ وفات رئیس نامی مسند نشین والا مقامی جناب نواب صفدر علی خان صاحب بہادر

دریغا ز بے مہریے آسمان | دمے نیست یک رنگ رنگ جہان
گہے مے کند از طرب خندہ زن | گہے میدہد داغ رنج و محن
گہے سازو سامان شادی دہد | گہے حسرت و نامرادی دہد
کہ از بادہ رخسار گلگون کند | گہے ساغر چشم پر خون کند
زکتم عدم گرد کش روزگار | خزان گاہ آرد گہے نوبہار
لب غنچہ را گاہ خندان کند | گہے زلف سنبل پریشان کند
دہد لالہ را ساغر خون دل | کند سرو شمشاد را پا بگل
چو صفدر علی خان والا گہر | رئیس نکو نام و فرخندہ فر
ز جود و سش گرا نمایہ بیا یگان | دعا گوے اقبال ہمسا یگان

به کلکته ناگاه بیمار شد | باندک زمان سخت ناچار شد
به آخر ازین دار ناپایدار | روان شد سوی ملک دار القرار
جهانے پُر آشوب و غمناک شد | ز دست الم سینه صد چاک شد
بصرف زر آن نعش از راه دور | بیامد سوم روز در رامپور
عزیزان بصد درد و رنج و محن | نمودند مدفون بخاک وطن
پے فکر تاریخ آن نامور | شد ایما به تسلیم خسته جگر
بگفتم ز یاران چو اصرار رفت | ز دنیا امیر نکو کار رفت
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ وفات محمد خان صاحب مرحوم

حیف که آن نامی دوران که هست | لفظ محمد سر خان خطاب
شد سفرے سوے عدم ناگهان | روح ش از زین دار جهان خراب
خامۂ تسلیم رقم کرد سال | رفته پے سیر جنان آن جناب
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب سید ظهور الحسن خان صاحب مغفور

چو سید ظهور الحسن خان کنون | سوے عالم قدسیان رو نهاد
دم دفن تسلیم تاریخ گفت | که ایزد برین قبر رحمت کناد
۱۳۰۹ھ

ایضاً

چو سید ظهور الحسن خان ز دهر | شده عازم سیر ملک بقا
بجود و کرم بسکه معروف بود | خلائق بسے کرد آه و بکا
بدروازۂ خلد رضوان بسال | بگفت آے بزرگ و معظم بیا
۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ وفات والدۂ منظر علی خان صاحب رئیس رامپور

در لیلۂ مادر منظر علیخان ناگهان شب | جهان بگذاشت و سوے قصر الوان جنان آمد
پے ئے سالش چنین فرمود رضوان بر درش زینت | که معصومه عفیفه پاک سیرت پاک جان آمد
۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ وفات والدۂ جناب مستطاب فلک رفعت خورشید منزلت خدیو گیہان فرمیرسان جہان نواب شیخ حسین میان صاحب بہادر فرمان فرمای ریاست منگرول دام اقبالہم

مادر نواب عالی مرتبت چون زین جہان | رونق افزا گشت سوی باغ و ایوان بہشت
از پئے تاریخ آن معصومۂ عفت مآب | خامہ ام بلقیس دوران مریم ثانی نوشت

۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات زوجۂ مصنف خستہ جگر

زوجہ ام را حیف از دست اجل | شد لباس زندگی ناگہ قبا
ہم دعا و ہم پئے تاریخ سال | از خرد تسلیم گفت اغفر لہا

۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان منشی محمد ضمیر الدین صاحب عرش ساکن شہر گیا ضلع گیا

زہے اوج فکر فلک سیر عرش | سراپا ہے الہام جسکا سخن
کیا جمع دیوان معجز نظام | ہوا سرمۂ چشم اہل زمن
کہی ہمنے تسلیم تاریخ سال | یہ دیوان ہے فخر ارباب فن

۱۳۱۴ھ

زہے عرش زیبا شیوا بیان ایضاً | کلامش چو اعجاز فرخ سرشت
کنون داد ترتیب منظوم خویش | چو گلدستۂ بزم باغ بہشت
پئے سال تسلیم شوریدہ سر | ہمہ خوب و بیمثل دیوان نوشت

۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان از نتائج فکر منشی ضمیر الدین احمد صاحب عرش مقیم گیا تلمیذ تسلیم و مصنفیات تسلیم

کہان وہ لکھنؤ وہ لوگ ہی ہی | گئے سب ماہران نظم دلکش
فقط تسلیم کے دم سے ہین قائم | وہ اگلے طرز و شان نظم دلکش
نہین استاد اب ایسا جہان مین | کہان ہین قدردان نظم دلکش
یہ ہین مجموعۂ خوبی سراسر | انھین سمجھو جہان نظم دلکش
کرون تعریف کیا دیوان کی اونکی | سراسر ہے یہ جان نظم دلکش
کہی منقوط مین تاریخ اے عرش | مرتب آسمان نظم دلکش

۱۳۱۴ھ

مثنوی متضمن تاریخ طبع دیوان فیض بنیان مولانا شاہ عبدالحفیظ صاحب مدظلہم

زہے طبع وقاد روشن قیاس — حفیظ سخندان معنی شناس
اگر اوج پیما ہو فکر رسا — نظر آئے چرخ نہم زیر پا
کیا جمع دیوان بڑے غور سے — ستایش کے قابل ہر اک طور سے
تکلف سے صحت کے سامان سے — ہوا طبع شایستہ عنوان سے
ہوئی دیکھکر دل کو شادی کمال — کہی ہنے تسلیم تاریخ سال
ملا دفعتہ مصرع دلپذیر — یہ دیوان چھپا بے بدل بے نظیر ۱۳۱۷ھ

قطعۂ تاریخ وفات فیروز شاہ خان صاحب امپوری مخلص فیروز شاگرد نواب میرزا صاحب داغ

در یغا کہ فیروز شیرین بیان — کہ عنقا ست در دہر ہمتائے او
دمِ اوج پیمائیٔ فکر شعر — سرِ چرخ بودی تہ پائے او
کنون در وبا جان شیرین بداد — در ایوان جنت بود جائے او
ہمین ست تسلیم تاریخ فوت — ببا غ ارم باد ماوائے او ۱۳۱۸ھ

تمت

ابوالحسنات قطب الدین احمد کے اہتمام سے
بعد حفظ حق تالیف اول بار ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۱ھ
مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء مین طبع ہوا
بمنہ وکرمہ

...بات تاریخ طبع دیوان از نتائج فکر منشی محمد حسن افضل صاحب بدر
...ئی منیجر ہمدرد اخبار لکھنؤ تلمیذ ارشد مصنف دیوان مدظلہ

...رے اُستاد آئے لکھنؤ جب — کہا مجھسے مبارک اے حسن ہو
...را دیوان ثانی چھپ رہا ہے — یقین ہے دل پسند اہل فن ہو
...ہا مین نے الٰہی طبع ہوکر — کہین جلدی یہ شمع انجمن ہو
...چھپے کیونکر نہ وہ دیوان دلکش — فصاحت مین جو یکتائے زمن ہو
...بھلا ہے کوئی ایسا شاعرون مین — کہ جسکا منتخب سارا سخن ہو
...بیان وہ کیا کرے اوصاف اسکے — جو مجھسا بیزبان ہو بیدہن ہو
...تمھارے مرتبہ کو سچ ہے تسلیم — وہی جانے کہ جو یکتائے فن ہو
...روشنی سے پھولتا ہے جسم مردم — مجھے ڈر ہے نہ ٹکڑے پیرہن ہو
...رہ جو بن شاہد معنی کا دیکھا — جو حسن حور پر بھی طعنہ زن ہو
...فدائے بندش الفاظ و ترکیب — حسینون کا جہان کے بانکپن ہو
...ہے ہر مضمون مین گرمی قیامت — یقین ہے سرگرویون کو جلن ہو
...عجب کیا شوخی اشعار دلکش — ملائک سیرتون کی راہزن ہو
...ہو جسکے پاس غربت مین یہ دیوان — کبھی اُسکو نہ یاد وطن ہو
...اگر دیکھے کوئی رنجور اسکو — غلط ہو ور... ت محزن ہو
...جو خندان مین پڑھے محبوس یہ نظم — تو رشک بزم بیت الحزن ہو
...وہ کیا رکھے ہوائے باغ فردوس — جسے دنیا مین حاصل یہ چمن ہو
...اوٹھاکر آنکھ دیوان سے نہ دیکھون — جو پہلی شب کی پہلو مین دولھن ہو
...قسم ساقی کوثر کی تمھین کام — مے نوجام مین ہو یا کفن ہو
...کچھ ا... یا گرم ہے یہ دلبر شوخ — کہ زاہد دیکھکر توبہ شکن ہو
...یہ تا... نجی دعائے بدر کراب — پسند خاطر ہمراز فن ہو

...کیا خو... ب چھپا کلام استاد — ایضاً منہ — ہر رنگ مین غیرت چمن ہے
...ہجری... ن کہدو سب سے اے بدر — لیلو گلدستۂ ۱۳۲۰ خن ہے

اعلان

اس مطبع مین کتب زبان عربی - فارسی
اردو - ناگری - موجود ہین فہرست کتب دیگر اشیا
بلا قیمت آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے سے بیڈ وی پی مفت
منگا لیجئے رسال کیجاتی ہے اگر کسی صاحب نے کوئی کتاب
مفید تالیف فرمائی یا کسی کتاب کا ترجمہ اردو زبان مین کیا ہو
تو شکریہ کے ساتھ بلا کسی معاوضہ کے اور کتاب مفید خاص
بعد انفصال معاوضہ مطبع طبع کر دے گا - اس کتاب کا
حق تالیف بحق مطبع نامی لکھنؤ محفوظ ہے کوئی صاحب
راقم قصد طبع نفرماوین -

ابو الحسنات قطب الدین احمد عفا عنہ
مہتمم مطبع نامی
۱۰ اپریل ۱۸۹۶ء

یہ کتاب حسب دفعہ ۱۸ - ایکٹ ۲۵ سنہ عزوا خلل رجسٹر
کوئی صاحب بلا اجازت مطبع نامی